بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوحاتِ صفدرؒ

جلد دوم

رئیس المناظرین، وکیل احناف، مناظر اسلام

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

کے مباحثوں اور مناظروں کا جامع ترین مجموعہ

مرتب

مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی

ناشر

مکتبہ امدادیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان - پاکستان

فون: ۵۴۴۹۶۵

کل الحقوق محفوظة

نام کتاب : فتوحات صفدرؒ ❁ جلد ثانی ❁

افادات : حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

مرتب : مولانا محمود عالم صفدر صاحب اوکاڑوی

کمپوزر : محمد مسلم فاروقی

ناشر : مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

Phone NO. ۰۶۱-۵۴۴۹۶۵

ملنے کے پتے

- مکتبہ امدادیہ، ملتان
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ادارہ اسلامیات لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید، لاہور
- قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
- مکتبہ عمر فاروق نزد جامعہ فاروقیہ کراچی
- کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

فتوحات صفدر جلد اول جب مکمل ہوئی تو دوسری جلد زیر ترتیب تھی، اندازہ یہ تھا کہ دو ماہ تک یہ بھی مکمل مراحل سے گذر کر ارباب علم و دانش کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے گی۔ مگر عرفت ربی بفسخ العزائم کے تحت یہ کام مؤخر ہوتا رہا۔ کچھ اس کی وجہ یہ بنی کہ جلد اول میں پروف ریڈنگ کی کافی اغلاط رہ گئی تھیں، وجہ اس کی یہ تھی کہ ان دنوں بندہ مصروف تھا پروف ریڈنگ کی ذمہ داری حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے ایک خصوصی شاگرد کو دی، انہوں نے کام تو اخلاص سے کیا جوان کا احسان عظیم ہے لیکن اصل کتب پاس نہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ لکل فن رجال کے تحت اس کام کا تجربہ نہ ہونے کی بنا پر کام کا حق ادا نہ ہوسکا۔ اس لئے بندہ اس مرتبہ سابقہ تلخ تجربہ نہیں دہرانا چاہتا تھا، چنانچہ حتیٰ الامکان اس جلد کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ یہی بات اس کی تاخیر کا سبب بنی۔ خیر کل امر عند اللہ مقدور۔ اس لازوال ذات کا جتنا شکر ادا کیا

جائے کم ہے کہ اس کم ہمت، علم وعمل سے کورے، اپنے ضعیف بندے سے یہ کام لے لیا۔ دعا ہے
کہ خدائے لم یزل اس ہلکی سی محنت کو قبول فرمائے اور عوام وخواص کے لئے اس کو نافع بنائے۔ آخر
میں بندہ عم مکرم، مناظر اہل سنت، وکیل احناف، حضرت اقدس مولانا مفتی محمد انور صاحب دامت
برکاتھم العالیہ (رئیس تخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان) کا شکر گذار ہے کہ
انہوں نے تخریج اور حواشی کے کام میں راہنمائی فرمائی۔ اور برادر مکرم جناب محمد مسلم صاحب
فاروقی زید مجدہ کا بھی ممنون ہے کہ جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس کتاب کو اس حالت تک
پہنچایا ہے کہ اہل علم کی خدمت میں پیش کی جاسکے۔

والسلام

محمود عالم صفدر اوکاڑوی

۲۵ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

فتوحات صفدر جلد اول کا انتساب امام اہل سنت وکیل صحابہ حضرت اقدس مولانا
قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتھم العالیہ (خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ وبانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان) کے نام کرنے کی
سعادت حاصل کی گئی تھی۔ فللہ الحمد علی ذالک۔ جب فتوحات صفدر جلد دوم تیار
ہو چکی تو یہ فکر ذہن میں سوار ہوئی کہ اس کے انتساب کی سعادت کیسے حاصل کی جائے اور
کس عظیم شخصیت کی طرف اس کا انتساب کیا جائے۔ اوراق تاریخ کو ٹٹولتے ہوئے میں
تاریخ کی وادیوں میں کھو گیا۔ تاریخ کی وادی میں نظر دوڑائی اصحاب علم وعرفان کی
شخصیات کو سوچا، اساطین امت کے کردار کو تاریخی دریچوں سے جھانکا، ان تاریخی راہوں

اور موڑوں، نشیب وفراز، گھاٹیوں اور چوٹیوں میں گھومتے ہوئے ہزاروں خدا پرست حدی خوان قافلہ سامنے آئے، میں ان کے ادب واحترام میں سر جھکائے آگے بڑھتا رہا، یہ تمام لوگ باکمال تھے ان میں سے بعض وہ تھے جن کے دن اور رات قال اللہ و قال الرسول میں گذرتے تھے۔ بعض ان میں سے وہ تھے کہ ان کی ایک ایک گھڑی یاد الٰہی کے نغموں سے معمور تھی۔ وہ توحید کے حدی خوان تھے وہ شمع رسالت کے پروانے تھے، ان کی کھالیں خوف الٰہی سے خشک ہوچکی تھیں، ان کی راتیں بیدار تھیں ذکر الٰہی سے، ان کے جسم نحیف تھے مجاہدات سے، ان کے چہرے پرنور تھے ہدایت کے انوارات سے۔ وہ بظاہر تو فرشی تھے لیکن حقیقت میں عرشی تھے، کہ جسم کا تعلق تو زمین سے تھا لیکن روح کا تعلق عرش والے مولا سے تھا۔ ان کے روز وشب امت کے لئے نمونہ تھے۔ ان کردار کے غازیوں کے کردار کی روشنی صراط مستقیم پر چلنے کا ذریعہ تھی۔ میں ان خدامست لوگوں کے قافلے سے گذر رہا تھا کہ اچانک میری نظر ایک شخصیت پر آکر رک گئی، میرے قلب کی حرکت تیز ہوگئی، میں اس بر گذیدہ شخص کے مطالعہ میں کھوگیا۔ وہ مجھے کبھی روضہ اقدس کے سائے میں درس حدیث دیتا نظر آیا تو کبھی ہندوستان کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے شب وروز علم حریت تھامے ہندوستان کی سیاست پر چھایا نظر آیا۔ کبھی وہ ایک بہت بڑا سیاسی لیڈر نظر آیا تو دوسری طرف وہ دار العلوم دیوبند جیسے علم وعرفان کے مرکز کی مسند حدیث پر جلوہ افروز نظر آیا۔ اور اس کی درس گاہ میں نظر دوڑائی تو امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہم، قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم، سرمایہ اہل سنت، قاطع رافضیت، حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی دامت برکاتہم، مفسر قرآن، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی ادام اللہ فیوضھم، قطب وقت، امام الاولیاء، عارف باللہ، زبدۃ الاتقیاء، حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب دامت برکاتہم

، فقیہ العصر محدث العصر حضرت اقدس مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ (سابق مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان) جیسے اساطین امت بیٹھے نظر آئے ایسے باکمال شاگردوں کو دیکھ کر استاد کے باکمال ہونے کا اندازہ ہوا، اور ان کی عظمت لوح قلب پر مزید جاگزیں ہوئی۔ اس شخص کے کردار کے اس پہلو پر جب پہنچا تو میں ششدر رہ گیا کہ اس کے عظیم استاد، امام المجاہدین، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ کو جب فرنگی سامراج نے قافلہ حریت کے سالار ہونے کی پاداش میں گرفتار کرکے مالٹا کر جزیرہ میں بھیجا تو وہ شخص صرف اس جذبہ سے کہ استاد کی خدمت کروں، ازخود گرفتار ہوگیا اور مالٹا کی تاریخ میں اپنے شیخ کی وہ خدمت کی کہ رہتی دنیا میں یہ داستان سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ وہ شخص صرف مصائب وآلام کی گھاٹیوں میں پڑنا ہی نہیں جانتا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ علم وعمل کا ماہتاب منور تھا۔ جس نے نہ صرف برصغیر بلکہ پوری دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں تشنگان علم وسلوک کو اپنے چشمہ معرفت سے سیراب کیا۔ وہ شخص بلندیوں کے ان مراتب تک پہنچا کہ رئیس المفسرین امام الاولیاء قدوۃ السالکین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرط ادب واحترام میں پکار اٹھے کہ اگر احمد علی کی داڑھی سے حضرت مدنی کی جوتیاں صاف کی جائیں یہ میرے لئے سعادت ہے (حضرت لاہوری کے اس فرمان سے جہاں حضرت کی تواضع واضح ہوتی ہے وہاں حضرت مدنی کی شان مرتبت بھی اظہر من الشمس ہوتی ہے۔ جوہر را جوہری می شناسد) بندہ اس امید سے کہ قادر مطلق اس ذات کی طرف انتساب کی برکت سے اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور اس علم وعمل سے کورے شخص پر اپنی معرفت کے دروازے کھول دے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔ بندہ اس تمنا کو

لئے ہوئے فتوحات صفدرؒ جلد دوم کا

انتساب

امام الاتقیاء محدث حرم نبوی شیخ العرب والعجم

حضرۃ مولانا سید حسین احمد مدنی

نور اللہ مرقدہ

کے نام کرتا ہے

یکے از خدام حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

محمود عالم صفدر

۲۵ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناظر اهل سنت و الجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **طالب الرحمن**

موضوع مناظرہ

تقلید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

سب سے پہلے میں اس تحریر کے بارے میں عرض کرتا ہوں جو پڑھ کر سنائی گئی ہے اس میں لکھا ہے کہ علمائے اہل حدیث اور علمائے احناف۔ یہ بات غلط لکھی ہے۔ کیونکہ تقلید کا مسئلہ صرف احناف کا نہیں بلکہ سب اہل سنت والجماعت کا ہے، شافعی، مالکی، حنبلی سب تقلید کے قائل ہیں۔اس لئے یہاں احناف کا لفظ لکھنا غلط ہے۔ بلکہ یہ لکھنا چاہئے تھا کہ مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت وغیر مقلدین ہے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ شافعی بھی مقلد ہیں، مالکی بھی مقلد ہیں، حنبلی بھی مقلد ہیں، تو اس

لئے عنوان یہ نہیں ہے۔ عنوان یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اور غیر مقلدین۔ اہل سنت والجماعت تقلید کے وجوب کے مدعی ہیں، اور دوسرے حضرات تقلید کے شرک ہونے مدعی ہیں۔

اس لئے پہلے میں اپنا دعویٰ عرض کروں گا کہ تقلید کے بارے میں ہمارا دعوٰی کیا ہے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ آج جو بات بھی ہوگی وہ بے دلیل نہیں ہوگی، بلکہ بادلیل ہوگی۔ اس لئے سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ دلیل کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف کیا ہے۔

اہل سنت والجماعت چار دلائل مانتے ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت، قیاس۔ اہل سنت والجماعت کا مناظر اپنا مسئلہ چاروں دلائل میں سے جس سے چاہے ثابت کرے۔

غیر مقلدین حضرات کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں مانتے اس لئے غیر مقلد مناظر قرآن وحدیث سے ہٹ کر اگر بات کرے گا تو اس بات کا نہ تو کوئی جواب دیا جائے گا بلکہ حاجی صاحب اس کو خود روک دیں گے۔

اگر میں اپنی چار دلیلوں سے ہٹ کر بات کروں گا تو حاجی صاحب مجھے بھی روک دیں۔ تو دلائل کے اعتبار سے بات یہی ہے کہ قرآن وحدیث کے علاوہ غیر مقلد مناظر کوئی لفظ نہیں بولے گا۔

کیونکہ غیر مقلدین کا دعوٰی یہ ہے کہ ہم دنیا کو قرآن وحدیث کی دعوت دیتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت اپنے چاروں دلائل کو سامنے رکھ کر گفتگو کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ہمارے دوستوں کو اہل حدیث لکھا گیا ہے۔ ہمارے دوستوں کی دلیل صرف قرآن وحدیث ہے۔ جبکہ قرآن وحدیث میں فقہ کے منکر کو کہیں بھی اہل حدیث نہیں کہا گیا۔ تو ان کا نام اہل حدیث خود قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اس لئے اگر یہ قرآن وحدیث کے پابند ہیں تو یہ یہاں آج اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہیں گے۔ اگر کہیں گے تو حدیث پڑھ کر سنائیں گے۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد۔(۱)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

اس لئے فقہ کے منکر کو شیطان سمجھنا یہ حدیث کے عین مطابق ہے۔ حضرت ﷺ نے ہمیں یہی بتایا ہے۔ اب یہ بھی کوئی حدیث بیان کریں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ کے انکار کرنے والے کو اہل حدیث کہنا۔ آمنا وصدقنا۔ ہم اس کو تسلیم کرلیں گے۔

ان کا نام اہل حدیث نہ سرے سے قرآن میں ثابت ہے، نہ ہی حدیث میں۔ اب میں سمجھاتا ہوں کہ تقلید کیا ہے؟۔ اسلام یقیناً سچا دین ہے، اس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ لیکن اسلام کی سچائی کے دلائل ہر مسلمان کو یاد نہیں۔ تقلید یہ ہے کہ اگر دلائل یاد نہ بھی ہوں تو اسلام کو سچا سمجھ لے۔ اس بات پر اعتماد کرکے کہ اتنے بڑے بڑے اکابر نے اس کی سچائی کو تسلیم کیا ہے۔

اب اگر تقلید شرک ہے تو ایک لاکھ مسلمانوں میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے مسلمان مشرک ہیں۔ کیونکہ وہ اسلام کو تو مانتے ہیں لیکن اسلام کے دلائل نہیں جانتے۔

یہ ہے آج کا جھگڑا کہ کیا یہ سارے مسلمان مشرک ہیں؟۔ کیا ہر مسلمان پر دلیل کا جاننا لازم ہے؟۔ ایک آدمی یہاں آتا ہے، جس کا نام رحمت مسیح ہے وہ آکر کہتا ہے کہ حاجی صاحب مجھے مسلمان کرلیں۔ اس نے عیسائیت کے غلط ہونے کی دلیل نہیں مانگی اسلام کے سچا ہونے پر دلیل نہیں مانگی۔ حاجی صاحب نے اس کو کلمہ پڑھا کر اس کا نام رحمت مسیح کی بجائے رحمت اللہ رکھ دیا۔

جو لوگ تقلید کو مانتے ہیں ان کے نزدیک وہ شخص آیا کافر تھا لیکن جب گیا ہے تو مسلمان ہو کر گیا ہے۔ اگرچہ اس نے اسلام کی حقانیت کی دلیل نہیں مانگی۔ اور جو لوگ تقلید کو شرک کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیا اکہرا مشرک تھا جب گیا تو ڈبل مشرک ہو کر گیا۔ کیونکہ اس نے عیسائیت کو

(۱)۔ ترمذی ص ۹۷ ج ۲۔

چھوڑا تو بھی دلیل نہیں مانگی، اسلام کو قبول کیا تو بھی بلا دلیل قبول کیا، اس لئے وہ ڈبل مشرک ہو کر گیا ہے۔

اسی طرح آج ہم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، بہت کم مسلمان ایسے ہیں کہ جنہیں قرآن کریم کے اعراب زبر، زیر، پیش کے دلائل یاد ہیں۔ باقی لوگ اس لئے تلاوت کررہے ہیں کہ اگرچہ ہمیں زبر، زیر، پیش کی دلیل یاد نہیں ہے لیکن قرآن پاک کی ایک زبر بھی بغیر دلیل نہیں ہوئی۔

سب کو دلیل جاننا ضروری نہیں۔ ہم اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ جو اعراب کی دلیل کو جانے بغیر قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے، یہ مسلمان ہے اس کو ثواب بھی مل رہا ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ جو دلیل کو جانے بغیر قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے وہ مشرک ہے، خواہ وہ ان کا آدمی ہو یا ہمارا۔

اگرچہ انہوں (غیر مقلدین) نے تقلید چھوڑ دی لیکن شرک جان نہیں چھوڑ رہا۔ ہر مسلمان پر نماز فرض ہے۔ کتنے نمازی ایسے ہیں کہ جن کو نماز کے ہر ہر مسئلہ کی دلیل یاد ہو۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک نمازی ہوگا جس کو نماز کے ہر ہر مسئلے کی دلیل یاد ہو۔ جب آپ نماز شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں، اب تکبیر تحریمہ کو آہستہ کہنے کی حدیث یہ آج تک ہمیں نہیں سنا سکے۔ یہ بغیر دلیل کے اس پر عمل کرتے ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ نماز تواتر کے ساتھ چلی آرہی ہے۔ عوام کو اگرچہ دلائل یاد نہیں بھی ہیں، تو اگر اکابر پر اعتماد کر کے نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہر نمازی مشرک ہے۔ کیونکہ وہ نماز کے مسائل پر عمل کررہا ہے۔ لیکن اس کو دلائل یاد نہیں ہیں۔

اس لئے جتنے بھی اعمال آج ہم ادا کررہے ہیں اس موضوع میں ان کا اور ہمارا اختلاف یہی ہے کہ جو بغیر دلیل کے جانے مسئلے پر عمل کررہا ہے وہ مشرک ہے اور جو دلیل کو جان کر عمل کررہا ہے وہ صحیح ہے۔

اس طرح نہ تو آج کوئی مسلمان مسلمان رہے گا، نہ نمازی نمازی رہے گا۔ دیکھئے یہ حاجی صاحب حج کر کے واپس تشریف لا چکے ہیں۔ انہوں نے مکمل حج کیا ہے، اس کے ذرا دلائل بھی سنا دیں۔ لیکن یہ نہیں سنا سکتے۔ اب ہمارے نزدیک یہ دوسروں پر اعتماد کر کے جس طرح انہوں نے حج کا طریقہ بتایا تھا، حج کر آئے ہیں ان کا حج ہمارے نزدیک درست ہے۔ اور یہ حاجی صاحب ہیں۔

لیکن جو تقلید کو شرک کہتے ہیں ان کے نزدیک حاجی صاحب مشرک ہو کر آئے ہیں۔

تقلید کہتے ہیں ایک مسئلہ ہوتا ہے، ایک اس کی دلیل ہوتی ہے، اور دلیل بھی تفصیلی۔ کہ ایک یہ حدیث ہے کیا اس کے خلاف کوئی اور روایت بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو تطبیق کی کیا صورت ہے۔ اب کسی مسئلے پر عمل کرنا اس کی تفصیلی دلیل کو جانے بغیر یہ تقلید ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

نحمده ونصلی علٰی رسوله الکریم. اما بعد.

مولوی صاحب نے سب سے پہلے اس تحریر کے بارے میں گفتگو کی کہ یہ تحریر غلط لکھی گئی تھی۔ تحریر لکھنے والے ان کے اپنے ساتھی تھے۔ اگر اعتراض کرنا ہے تو ان پر کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی چاروں تقلید کرتے ہیں۔ اس لئے ان چاروں کا ذکر یہاں ہونا چاہئے تھا۔ ماسٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ حنبلیوں، شافعیوں اور مالکیوں کو بھی بلا لیں کہ آؤ ہمارا مناظرہ ہو رہا ہے پھر ان کا بھی ذکر کرلو۔

ماسٹر صاحب جب موجود آپ ہی ہیں، جو موجود ہی نہیں ہے ہم ان سے کیسے مخاطب ہوں۔ آپ یا تو انکار کریں کہ ہم تقلید نہیں کرتے اور ہم چاروں مل کر آپ کا مقابلہ کریں گے۔

آپ نے یہ کہا کہ حنفیوں کے نزدیک چار دلائل ہیں باقیوں کی بات بعد میں ہوگی۔ ماسٹر صاحب اگر آپ کی گفتگو کسی ایسے آدمی سے ہو جائے جو کہے کہ میں دس دلائل مانتا ہوں۔ مثلاً شیعہ آجائے اور یہ کہے کہ میں ان کتابوں کو نہیں مانتا تو کیا آپ اس کو یہ اجازت دیں گے کہ وہ

اپنی کتب سے دلائل پیش کرے۔ آپ اس کو یہی کہیں گے کہ جو چیزیں فریقین کے نزدیک مسلم ہیں ان پر گفتگو ہوگی۔

ماسٹر صاحب نے چار دلائل پیش کئے ان میں اجماع اور اجتہاد کا بھی ذکر کیا ان کو چاہئے کہ یہ پہلے اجماع کی تعریف کریں اور یہ بھی بتائیں کہ پوری امت کا اجماع ہو یا اکثریت کا۔ اور پھر ثابت کریں کہ کیا واقعی وہ ساری امت کے اجماع کی بات کر رہے ہیں یا اکثریت کے اجماع کی بات کر رہے ہیں۔

جب اجتہاد کی بات کریں گے تو ان کے امام کا اجتہاد مراد ہوگا یا ان کا اپنا اجتہاد مراد ہوگا۔ اگر ان کے امام کا ہوگا تو وہ اجتہاد صحیح ہوگا یا غلط؟۔ کیونکہ مجتہد غلطی بھی کرتا ہے۔ اگر یہ غلط اجتہاد کو لے کر کہیں کہ اس کو مانو تو ہم پر اس کو ماننا واجب نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کو اتارا ہے۔ اگر آپ اجتہاد کی بات کریں گے۔ تو آپ ثابت کریں گے کہ کیا یہ اجتہاد قرآن وحدیث کی روشنی میں کر رہے ہیں؟۔ پھر یہ بھی بتائیں گے کہ میرے امام نے یہ اجتہاد کیا ہے یا میں خود اجتہاد کر رہا ہوں۔

میں نے آپ کو بھی چٹ بھیجی تھی اور ان کو بھی بتایا تھا کہ جو تعریف یہ کر رہے ہیں کم از کم اس کا حوالہ تو کتابوں سے پیش کریں۔ حاجی صاحب یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہاں جو گفتگو ہوگی وہ ہوگی تقلید شخصی پر۔ یہ تقلید شخصی کی تعریف کریں اور امام ابوحنیفہؒ سے کریں۔ کیونکہ یہ ان کے مقلد ہیں۔ اور مقلد کے لئے اس کے امام کا قول ہی حجت ہے۔

• یہ مقلد ہیں ان کو کچھ پتا نہیں یہ عامی ہیں۔ یہ اپنے امام کا قول پیش کریں گے کہ یہ تقلید شخصی ہے یا یہ کہیں گے کہ امام کا قول اس بارے میں نہیں آتا۔ پھر یہ ثابت کریں گے کہ ان کا امام یہ کہتا ہے کہ تقلید شخصی واجب ہے۔

اور جو حوالہ بھی یہ پیش کریں اس کے لئے یہ کتاب دکھائیں کہ یہ حوالہ اس کتاب میں ہے۔ انہوں نے تعریف کی کہ ہر آدمی پر دلیل جاننا واجب نہیں ہے ہم اکابر پر اعتماد کر کے یہ مان

لیتے ہیں کہ یہ اسلام ہے۔ ان کے نزدیک اکابر پر اعتماد کر کے ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔ کیا امام ابوحنیفہؒ اپنے اکابر پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔ یقیناً کرتے تھے۔ تو پھر وہ بھی مقلد ہوئے۔

اگر یہ کہیں کہ وہ مجتہد ہیں۔ تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا وہ ماں کے پیٹ سے ہی مجتہد پیدا ہوئے تھے؟۔ یا بعد میں مجتہد بنے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعد میں بنے تھے۔ تو کیا اس وقت تک وہ مقلد تھے یا مجتہد؟۔

یہ تمام چیزیں واضح طور پر آنی چاہئیں پھر آگے گفتگو ہوگی۔ آپ ذہن میں یہ بات بٹھا لیں کہ گفتگو اسی پر ہوگی۔ کسی اور چیز پر گفتگو نہیں ہوگی۔

ہم یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ تقلید شخصی کی تعریف اپنے امام سے کریں یا اس بات سے انکار کریں کہ ہمارا یہ اصول غلط ہے۔ اور پھر اس کو اپنے امام سے واجب ثابت کریں۔ لیکن اتنا ثبوت کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد یہ قرآن وحدیث سے بھی ثابت کریں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تقلید کو واجب کہا ہے، یا اللہ کے رسول ﷺ نے؟۔ تقلید شخصی اور وجوب کی تعریف اپنے امام سے کریں۔ پھر اپنے اس دعوے کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ قرآن کی کونسی آیت اس دعوے کی دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی کون سی بات اس کی دلیل ہے۔ کہ تقلید شخصی واجب ہے۔

اور یہ بھی بتلا دیں کہ تقلید شخصی امام کے پیدا ہونے سے پہلے واجب تھی یا جب سے ان کے امام پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے واجب ہوئی ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں تقلید ہوتی تھی یا نہیں۔ تقلید کا لفظ قرآن میں بھی دکھائیں، حدیث میں بھی دکھائیں۔ جو چیز یہ اسلام کے طور پر پیش کر رہے ہیں ان پر لازم ہے کہ اس کا وجوب قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔ اگر یہ، یہ کہیں کہ یہ نبی ﷺ کے زمانے میں نہیں تھی بعد میں پیدا ہوئی ہے۔ تو پھر میں اگلا سوال کروں گا۔

یہ تمام چیزیں مولوی صاحب کے ذمے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ ہمارا جواب دعویٰ یہ ہے کہ یہ شرک ہے۔ یہ پہلے اپنے دعوے کو ثابت کرلیں، جب یہ اپنے دعوے کو ثابت کرلیں گے تو انشاءاللہ ہم جواب دعویٰ کے طور پر یہ ثابت کریں گے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

اب حضرت صاحب سے یہ گذارش ہے کہ وہ اپنی کی ہوئی تعریف کو کتابوں سے ثابت کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلٰوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

میں نے لفظ تقلید کی وضاحت کر دی کہ بغیر دلیل کے جانے اعمال پر عمل کر لینا اس کا نام تقلید ہے۔ پروفیسر صاحب کا یہ فرض تھا کہ وہ جواب میں یہ بتاتے کہ کیا نمازی صاحب کی نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟ حاجی صاحب کا حج ہوگیا ہے یا نہیں؟ کیونکہ نمازی کو نماز کے مسائل کے دلائل یاد نہیں۔ حاجی صاحب کو حج کے دلائل یاد نہیں۔

لوگ قرآن پاک کو اعراب کے دلائل جانے بغیر پڑھتے ہیں کیا ان کی تلاوت درست ہے یا یہ لوگ مشرک ہیں؟۔ انہوں نے پہلی بات یہ کی کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے چار دلائل ہیں۔ اگر ان کی بحث شیعوں سے ہوجائے .... میں پروفیسر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ان کا مناظرہ اہل قرآن سے ہوجائے جو حدیث کو نہیں مانتے تو کیا پروفیسر صاحب فوراً حدیث کو چھوڑ دیں گے؟۔

یہ کہتے ہیں کہ اتفاقی چیز کو ماننا چاہئے۔ اب ان کا اور اہل قرآن کا اتفاق قرآن پر ہے۔ حدیث کو وہ لوگ نہیں مانتے۔ تو کیا پروفیسر صاحب وہاں حدیث کا انکار کر دیں گے؟۔ وہاں یہی ہوگا کہ اگر پروفیسر صاحب حدیث کا انکار کر دیں تو یہ ان (پروفیسر صاحب) کی شکست ہوگی اور ان کی (اہل قرآن کی) فتح ہوگی۔

یہی بات یہود کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پر اتفاق ہے، اور حضور پاک ﷺ پر اتفاق نہیں۔ کیونکہ عیسائی بھی نبی اقدس ﷺ کو نبی نہیں مانتے اور یہودی بھی حضور پاک ﷺ کو نبی نہیں مانتے۔ اس لئے ان کو چھوڑ دو اور موسیٰ پر آجاؤ کیونکہ ان پر یہودی، عیسائی، مسلمان سب متفق

ہیں۔ تو کیا یہودیوں کی یہ بات مانی جائے گی؟۔

انہوں نے کہا کہ تقلید کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھاؤ۔ جو تقلید کو واجب کہتا ہے جس طرح اس کے ذمے قرآن وحدیث سے تقلید کا لفظ دکھانا ہے اسی طرح جو تقلید کو شرک کہتا ہے اس کے ذمے بھی ہے کہ قرآن وحدیث سے تقلید کا لفظ دکھائے۔ چاہئے یہ تھا کہ پروفیسر صاحب پہلے خود تقلید کا شرک ہونا قرآن وحدیث سے دکھا دیتے۔ پھر مجھے کہتے کہ میں تقلید کو شرک کہہ رہا ہوں، تقلید شخصی کا لفظ قرآن پاک میں لکھا ہے، صحاح ستہ کی فلاں کتاب میں لکھا ہے، اور اس کے آگے شرک کا لفظ لکھا ہوا ہے۔

اب اگر تقلید کا لفظ میرے ذمے ضروری ہے جبکہ میں دلائل چار مانتا ہوں میں اگر اجماع امت یا اصطلاح فقہاء سے دکھا دوں تب بھی ٹھیک ہوگا۔ کیونکہ میں اہل سنت والجماعت ہوں۔

یہ تو ان کا فرض ہے کہ پہلے تقلید شخصی کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھائیں، پھر اس کے بعد اس کا شرک ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ تقلید کی تعریف قرآن وحدیث سے دکھائیں۔

تعریفات کا قرآن وحدیث میں ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ورنہ یہ بھی صحیح، ضعیف وغیرہ کی تعریف حافظ ابن حجر یا ابن صلاح سے نقل کرتے ہیں۔

پروفیسر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ کہتے کہ میں اللہ، رسول کو مانتا ہوں۔ میں تقلید شخصی کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھلا رہا ہوں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ آپ بھی اپنے امام سے دکھا دیں۔ میں رسول پاک ﷺ کو مانتا ہوں میں رسول پاک ﷺ سے تقلید شخصی کا لفظ دکھا رہا ہوں۔ اگر آپ نہیں دکھا سکتے تو اعلان کریں کہ میں اس وقت اہل حدیث نہیں ہوں۔ کیونکہ میں نہ تو تقلید شخصی کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھا سکتا ہوں، نہ اس کا شرک ہونا قرآن وحدیث سے دکھا سکتا ہوں۔ نہ تقلید شخصی کی تعریف ہی قرآن وحدیث سے دکھا سکتا ہوں۔

اگر یہ میرے ذمے لگاتے ہیں تو ان کے ذمے بھی ہے؟۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میں چار

دلائل مانتا ہوں۔ نیز جتنا اصول حدیث ہے سارا اجتہاد یا اجماع پر ہے۔ قرآن وحدیث میں اصول حدیث نہیں ہے، اسماء الرجال کی یہ ساری چیزیں قرآن حدیث میں نہیں ہیں۔

جو شخص اجماع کو دلیل شرعی مانتا ہے، وہ اجماع کو اس لئے مانے گا کہ وہ اجماع کو دلیل شرعی سمجھتا ہے۔ جو قیاس کو دلیل شرعی سمجھتا ہے وہ حنفی اصول فقہ کو اس لئے مانے گا کہ وہ قیاس کو دلیل شرعی سمجھتا ہے، لیکن جو اجماع اور قیاس کو مانتا ہی نہیں اس کو نہ تو اصول حدیث کو ماننے کا حق ہے، نہ کسی حدیث کو صحیح کہہ سکتا ہے نہ ضعیف۔ کیونکہ جب تک کسی حدیث کو اللہ یا اللہ کا رسول ﷺ صحیح ضعیف نہ کہے وہ صحیح یا ضعیف نہیں کہہ سکتا۔

محدثین نے اپنی رائے سے احادیث کو صحیح یا ضعیف کہا ہے۔ اگر یہ بھی صحیح یا ضعیف کہیں گے تو یہ پہلے اعلان کریں کہ ہم اہل حدیث نہیں رہے ہم اہل الرائے ہو گئے ہیں۔

یاد رکھیں پروفیسر صاحب کا یہ دعوٰی تو ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میرے دلائل چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس۔ ان کے دلائل صرف دو ہیں کتاب اللہ اور حدیث۔

ان کے جو دلائل ہیں ہم ان کو پہلا نمبر دیتے ہیں۔ پہلا نمبر کتاب اللہ کا ہے۔ دوسرا سنت کا ہے۔ تیسرا اجماع کا ہے۔ چوتھا قیاس کا ہے۔

یہ اگر پہلی دلیل جو کہ متفق علیہ ہے اس سے تقلید شخصی کا لفظ اور اس کا حکم دکھا دیں تو میں بالکل مان جاؤں گا۔ کیونکہ وہ دلیل ہمارے درمیان متفق علیہ ہے۔ اگر یہ اقرار کرے کہ میں قرآن سے تقلید شخصی کا لفظ نہیں دکھا سکتا، نہ اس کا حکم دکھا سکتا ہوں تو یہ اعلان کرے کہ جو کچھ یہ لکھا ہے یہ اہل حدیث کا مسلک نہیں، کیونکہ یہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔

اس کے بعد پھر میں اپنی دلیل پر چلوں گا کہ اجماع کیا کہتا ہے، اور قیاس کیا کہتا ہے۔ میں پھر پروفیسر صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ جو لوگ بغیر دلائل کے جانے حج کر کے آرہے ہیں یہ حاجی ہیں یا مشرک۔ جو لوگ دلائل کو جانے بغیر نمازیں

پڑھ رہے ہیں وہ نمازی ہیں یا مشرک۔ جو لوگ اعراب کے دلائل جانے بغیر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں وہ قاری ہیں یا مشرک۔

تقلید کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھائیں، اس کا شرک ہونا قرآن وحدیث سے دکھائیں۔ اس لئے پہلے وہ دلیل آنی چاہئے جو میں بھی مانتا ہوں اور یہ بھی۔

اگر اس دلیل سے یہ ثابت کر دیں گے تو مسئلہ صاف ہو جائے گا۔ اور اگر یہ، یہ کہے کہ قرآن وحدیث میں تقلید شخصی کا لفظ نہیں ہے۔ نہ اس کا شرک ہونا مذکور ہے۔ اس لئے ہم اہل حدیث قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ اس میں تقلید شخصی کو شرک لکھا ہوا ہے۔

جب یہ قرآن وحدیث سے دستبردار ہو جائیں گے، اپنے اہل حدیث ہونے کا انکار کر دیں گے، پھر انشاء اللہ ترتیب کے مطابق کتاب کے بعد سنت کی طرف جائیں گے۔ جیسے قرآن پاک میں رکوع کرنے کا حکم ہے، اللہ اکبر کہتے ہیں، لیکن اللہ اکبر کہنے کا حکم یہ قرآن میں نہیں ہے، بلکہ سنت میں ہے۔ **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتے ہیں یہ بھی سنت میں ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی **سبحان ربی العظیم** آہستہ پڑھنا یہ کسی حدیث میں نہیں ہے۔ اگرچہ پروفیسر صاحب بھی پڑھتے ہیں۔ یہاں ان کو بھی امت کے اجماع کی طرف جانا پڑتا ہے۔

کوئی آدمی اگر بھول کر **سبحان ربی العظیم** کی جگہ **سبحان ربی الاعلی** پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اس کا حکم پروفیسر صاحب قرآن وحدیث سے نہیں دکھا سکتے۔ یہاں قیاس کی طرف جانا پڑے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت آگے یعنی دوسرے دلائل کی طرف جائیں گے۔

اس لئے پروفیسر صاحب ہماری متفقہ دلیل قرآن وحدیث سے تقلید شخصی کا لفظ دکھا دیں۔ اس کی تاریخ دکھا دیں، اس کا حکم کہ یہ شرک ہے یہ دکھا دیں۔

کیونکہ قرآن وحدیث ہمارے ہاں بھی پہلے نمبر پر ہے۔ دوسرے دلائل کا نمبر ان کے بعد ہے اس لئے فیصلہ یقینی ہو جائے گا لہٰذا پروفیسر صاحب بیان فرمائیں۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

تحریر پر بات چلی تھی میں نے کہا کہ یہ ان کے آدمیوں کی تحریر ہے اس لئے خاموش ہو گئے۔ مخاطب کی بات چلی تھی میں نے کہا کہ اس وقت آپ مخاطب ہیں نہ کہ شافعی، حنبلی وغیرہ۔ یہ بھی مان گئے۔

میں نے پہلی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ یہ تقلید کی تعریف دکھائیں یہ خاموش رہے۔ دلائل کو نہ جاننا ان کے نزدیک تقلید شخصی ہے۔ حاجی صاحب کو ابھارنے کے لئے یہ باتیں کر رہے ہیں کہ حاجی صاحب حج کرنے گئے مشرک ہو کر آئے، نمازی مشرک ہو گئے۔ پہلے یہ تو دکھائیں کہ دلائل کو نہ جانتے ہوئے عمل کرنا یہ تقلید شخصی ہے، تقلید کی تعریف کرتے نہیں۔ اور آنا تانا بانا بنتے رہتے ہیں۔

اکابر کی باتوں کو اعتماد کر کے مان لینا تقلید ہے۔ یہ تعریف ابھی تک ہمیں نہیں دکھائی گئی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر آپ کا اہل قرآن سے مناظرہ ہو جائے تو پھر کیا حدیث کا انکار کر دو گے؟۔ اگر اہل قرآن سے مناظرہ ہو جائے تو ہم ان سے کہیں گے کہ حدیث قرآن کے بعد ہے۔ اگر وہ کہے کہ قرآن ہی کافی ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ ٹھیک ہے آپ یہ بات قرآن سے ثابت کر دیں۔

اسی طرح حنفی یہ کہیں گے کہ قرآن وحدیث کے بعد اجماع ہے۔ قرآن وحدیث میں جو بات نہیں ہے، ہم اس کو اجماع سے ثابت کریں گے۔ میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ آپ اجماع کی تعریف تو کر دیں کہ کیا آپ امت کی اکثریت کو اجماع کہیں گے یا تمام امت کے کسی بات پر اکٹھا ہو جانے کو اجماع کہیں گے۔

اجتہاد کو آپ مانتے ہیں میں نے کہا تھا کہ اجتہاد کی بنیاد قرآن وحدیث ہے۔ اگر کوئی مسئلہ آپ کو قرآن وحدیث میں واضح طور پر نہیں ملتا اگر چہ ہر مسئلہ قرآن حدیث میں ہے۔ لیکن ہماری عقل کا قصور ہے کہ ہمیں ان میں سے وہ مسئلہ نہیں ملتا۔ اور ہمیں اجتہاد کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہم

اجتہاد کس پر کرتے ہیں۔ قرآن پر، حدیث پر اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر اجتہاد کیا جا سکے۔
اجتہاد قرآن حدیث سے ہی ہوگا۔ جو اجتہاد قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا وہ باطل ہے۔

اسی لئے اجماع اور اجتہاد کی تعریف کریں۔ کہتے ہیں کہ یہودی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام متفق علیہ ہیں انہوں نے ہمیں یہودی بنانے کی کوشش کی ہے، کہ جیسے یہودی کہتے ہیں کہ موسیٰ کو مان لو ان پر ہمارا اتفاق ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام پر اتفاق نہیں ان کو نہ مانو۔ موسیٰ علیہ السلام تو نبی ہیں اور حق ہیں۔ کیا آپ کے امام کا اجتہاد بھی حق ہے؟۔

میں آپ کے امام کے بہت سے اجتہادات گنوا دوں گا جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ کہتے ہیں کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہے باقی تینوں کی خلافت پر اتفاق نہیں۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مان لو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت تو حق ہے، فاروق وعثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت تو حق ہے۔ پہلے آپ اپنے امام کے اجتہادات کو حق تو ثابت کریں۔ میں ثابت کروں گا کہ آپ کے امام کے اکثر اجتہادات باطل ہیں۔

تقلید شخصی کی تعریف کریں، واجب کی تعریف کریں، اپنے امام سے دکھائیں قرآن و حدیث سے دکھائیں۔ اگر قرآن وحدیث میں آپ کو تقلید شخصی کی تعریف نہیں ملتی تو اپنے امام سے دکھا دیں۔ قرآن وحدیث سے اس کا حکم بھی دکھائیں کہ یہ واجب ہے۔ اگر قرآن وحدیث سے نہیں تو اپنے امام سے دکھائیں اور ساتھ یہ بھی دکھائیں کہ اصطلاحات میں اپنے امام کی تقلید نہیں کی جائے گی۔ اگر اپنے امام سے نہ ملے تو دوسرے کی بات مان لی جائے گی۔

کہتے ہیں کہ اسماء الرجال کی اصطلاحات اور اصول حدیث کی اصطلاحات قرآن و حدیث میں نہیں۔ اگر چہ یہ قرآن وحدیث میں نہیں لیکن قرآن وحدیث میں اشارات تو ملتے ہیں۔

﴿ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا﴾ الخ.

اگر کوئی فاسق آدمی خبر لے کر آتا ہے تو تحقیق کر لیا کرو۔

یہ اسماء الرجال کی دلیل بنتی ہے۔ اسماء الرجال کا مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی کے بارے میں جاننا کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا اس کی دلیل قرآن وحدیث میں موجود ہے؟۔ اور یہ کہا کہ یہ **سبحان ربی العظیم** اور **سبحان ربی الاعلیٰ** آہستہ کہتے ہیں اس کی دلیل قرآن حدیث میں نہیں ہے۔ اجماع کب ہوا نبی ﷺ کے بعد یا نبی ﷺ کے زمانے میں۔

نبی ﷺ نے آہستہ پڑھی یا اونچی۔ صحابہ آہستہ پڑھتے رہے یا اونچی۔ انہوں نے جو عمل کیا ہے اجماع کو دیکھ کر کیا ہے کہ اجماع ہو رہا ہے کہ آہستہ پڑھو۔ اس لئے ہم آہستہ پڑھیں گے۔ یا انہوں نے عمل یہ کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ آہستہ پڑھو یا اونچی۔

حدیث میں واضح طور پر موجود ہے کہ صحابی فرماتے ہیں کہ جو چیز ہم نے اونچی سنی وہ اونچی بتلا دی، اور جو ہم نے آہستہ سنی وہ آہستہ بتلا دی۔ اونچی کہنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے یہ مناظروں میں کہا کرتے ہیں کہ آہستہ کہنے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو آمین اونچی کہتے ہیں وہ دلیل پیش کریں۔

حضرت والا ادھر ادھر کی باتوں میں ہمارا وقت ضائع مت کریں، کیونکہ جمعہ کا دن ہے، جمعہ بھی پڑھنا ہے۔ باقی تمام باتوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے تقلید شخصی کی تعریف کریں۔

(اس پر مناظرہ کروانے والے حاجی صاحب نے کہا آپ علمائے کرام بات کو علمی باتوں میں ڈال رہے ہیں۔ جبکہ میں بہت ہی کم علم ہوں۔ میں نے ایک چیز دیکھنی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ احناف شرک کر رہے ہیں۔ ہم حنفی تھے یا ہیں؟۔ جہنمی ہیں یا جنتی۔ آپ اہل حدیث حضرات میرے پاس آئے کہ آپ غلط کر رہے ہیں آپ تقلید شخصی کر رہے ہیں۔ آپ جہنم میں جا رہے ہیں۔ لہٰذا اب آپ اہل حدیث حضرات یہ بات ثابت کریں کہ تقلید شخصی شرک ہے۔)

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسوله الكريم. اما بعد.

میں پہلے یہی پوچھ رہا ہوں کہ تقلید شخصی ہے کیا۔ قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اجماع اور قیاس باقی رہ گیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جس چیز کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں ہے آپ اس پر عمل کر رہے ہیں۔ اب تقلید شخصی کیا ہے؟۔ کتاب ہے، گدھا ہے، گھوڑا ہے، کیا چیز ہے؟۔ اس کی تعیین تو ہو جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ تقلید شخصی کی تعریف امام سے نہیں ملتی، یہ اصطلاحات ہیں۔ جیسے حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کی اصطلاحات ہیں۔ آپ اصطلاحات میں سے ہی دکھا دیں کہ یہ تقلید شخصی ہے۔

حاجی صاحب۔

آپ مجھے بتائیں کہ تقلید شخصی کیا ہے؟۔ اور وہ لوگ جو ہم سے تقلید شخصی کروا رہے ہیں وہ کیسے کروا رہے ہیں۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

میں آپ کو دکھا دوں گا جب وہ لوگ اپنے دعوے سے دستبردار ہو جائیں گے۔ اور یہ کہ دیں گے کہ ہم تقلید شخصی کی تعریف نہیں دکھا سکتے اور نہ اس کے واجب ہونے کی دلیل دے سکتے ہیں۔ پھر ہم ثابت کریں گے کہ یہ چیز تقلید شخصی ہے اور یہ چیز شرک ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وكفى والصلوٰة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد.

حاجی صاحب نے آپ کے سامنے یہ واضح فرما دیا کہ میں پہلے حنفی تھا، مجھے یہ کہا گیا کہ

آپ شرک کر رہے ہیں۔ میں نے یہ بات عرض کر دی تھی کہ دو دلیلیں ایسی ہیں جن پر ہمارا اور ان کا اتفاق ہے۔

تیسری بات جو ہے اجماع اور قیاس ہم اس کو مانتے ہیں اور یہ نہیں مانتے۔ اگر ان دو دلیلوں سے یہ اپنا دعویٰ ثابت کر دیں تو ہم اپنے دعوے سے دستبردار ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب اجماع اور قیاس کا نمبر ہی بعد میں ہے تو اس کی ضرورت ہی نہیں۔

پروفیسر صاحب نے مجھے خود کہا تھا کہ تقلید شخصی کا لفظ قرآن وحدیث سے دکھاؤ۔ تو جو تقلید کو شرک کہتا ہے تو اس کے ذمے بھی تو ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے تقلید کا لفظ دکھائے۔

پروفیسر صاحب قرآن وحدیث پڑھنے کی بجائے ادھر ادھر جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا سبحان ربی العظیم آہستہ پڑھنا قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں تو بہت کی ہیں۔ لیکن نہ قرآن پڑھا، نہ کوئی ایک حدیث پڑھی۔ حالانکہ اس کا آسان حل یہ تھا کہ ایک حدیث پڑھ دیتے۔

انہوں نے ایک بات آپ کے سامنے مان لی کہ جو چیزیں آہستہ پڑھتے ہیں، وہ بغیر دلیل کے پڑھتے ہیں۔ اکیلا نمازی ہر چیز آہستہ پڑھتا ہے تو وہ تو پکا مقلد ہوا۔ کیونکہ بغیر دلیل کے پڑھ رہا ہے۔ مقتدی بھی ہر چیز آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہے وہ بھی مقلد ہوا۔ امام تکبیریں اور قرآت اونچی آواز سے پڑھتا ہے، باقی تمام چیزیں وہ بھی آہستہ آواز سے پڑھتا ہے تو وہ بھی پانچ فیصد غیر مقلد اور باقی مقلد ہوا۔

پروفیسر صاحب نے آپ کے سامنے یہ بھی کہہ دیا کہ قرآن پاک میں سب کچھ ہے لیکن لفظوں میں نہیں۔ یہی اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ کیا وہ اشارے ہر ایک سمجھ سکتا ہے یا اس کے لئے کسی قسم کی مہارت کی ضرورت ہے۔ جو ان اشاروں کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے اس کو مجتہد کہا جاتا ہے۔ جو ان اشاروں کو خود نہیں سمجھ سکتا وہ ان اشاروں پر مجتہد کی راہنمائی میں عمل کرتا ہے اس کو تقلید کہتے ہیں۔

آپ کے سامنے پروفیسر صاحب نے یہ بات واضح کر دی کہ سارے مسئلے قرآن میں صراحتاً نہیں ہیں کچھ اشارے کنائے بھی ہیں۔

اب حاجی صاحب آپ خود سوچیں کہ کیا آپ قرآن وحدیث کے اشارے سمجھ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھ سکتے تو آپ کسی اور سے سمجھنے کے محتاج ہوں گے۔

اب مسئلہ صرف یہ ہو گا کہ آپ امام ابوحنیفہؒ سے سمجھ لیں گے یا مولوی طالب الرحمٰن سے سمجھ لیں گے۔ بہر حال نبی ﷺ سے آپ نہیں پوچھ سکتے۔ کسی امتی سے ہی پوچھیں گے۔

اس سے یہ پتا چلا کہ اب انہوں نے اجتہاد کو بھی مان لیا ہے۔ یہ ہمیں اہل الرائے کہا کرتے ہیں اب انہوں نے تیسرے نمبر پر اجتہاد کو مان لیا ہے، اب یہ اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ اجتہاد کو تیسرے نمبر پر مان رہے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے یہ بھی کہا کہ اگرچہ اصول حدیث کی ساری اصطلاحات قرآن وحدیث میں نہیں ہیں۔ لیکن قرآن پاک میں ایک آیت آئی ہے۔

﴿ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا﴾

اس سے تو یہ پتا چلا کہ فاسق کی بات بھی اگر تحقیق سے پتا چلے تو وہ مان لینی چاہئے۔ کیا پروفیسر صاحب لکھ دیں گے کہ فاسق کی حدیث حجت ہے۔ حالانکہ یہ کبھی بھی نہیں مانتے۔

حاجی صاحب یہ آیت صحابہ نے پڑھی تھی یا نہیں؟۔ یقیناً پڑھی تھی۔ صحیح مسلم میں ہے۔

لم یکونوا یسئلون عن الاسنا .

کہ صحابہ قطعاً سند کی تحقیق نہیں کرتے تھے۔ مسلم سے یہ بات سامنے آجائے گی کہ وہ سند نہیں دیکھتے تھے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ یہ ضروری ہے، لازم ہے، خدا کا حکم ہے۔

اب سارے صحابہ کو پروفیسر صاحب فرض کا تارک قرار دے رہے ہیں۔ پھر۔

﴿ان جآء کم فاسق بنبأ﴾

میں دنیاوی بات کا ذکر تھا اور یہ اس کو دین پر فٹ کر رہے ہیں۔ یہ دنیا کی بات کو دین کی

بات پرفٹ کرتے ہیں۔تو کیا ہمیں بھی موقع دیں گے یا نہیں۔

صحابہ نے ایک قاعدہ بھی اصول حدیث کا نہیں لکھا۔اگر یہ فرض تھا تو انہیں لکھنا چاہئے تھا یا نہیں؟۔ کیونکہ اس آیت پر سب سے پہلے عمل صحابہ نے کرنا تھا۔ تابعین نے ایک قاعدہ بھی اصول حدیث کا نہیں لکھا۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

میں نے بیٹھتے ہی یہ بات کہی تھی کہ تقلید شخصی کس چیز کا نام ہے؟۔واجب کس چیز کا نام ہے؟۔انہوں نے دوٹرنوں میں تقلید کی تعریف یہ کی ہے کہ اشاروں اور کنائیوں کو سمجھنے والا مجتہد ہوتا ہے۔اور جو اس سے سمجھتا ہے وہ مقلد ہوتا ہے۔

پہلے کہا تھا جو دلائل کو نہیں جانتا وہ مقلد ہوتا ہے۔اور جو دلائل کو جانتا ہے وہ مجتہد ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تعریف کہ اشاروں اور کنائیوں کو سمجھنے والا مجتہد ہوتا ہے۔اور جو نہ سمجھ سکے بلکہ مجتہد سے پوچھ کر عمل کرلے وہ مقلد ہوتا ہے،یہ تعریف کتاب سے دکھادیں۔

(طالب الرحمن نے حضرت سے کہا تھا لم یکونوا یسئلون عن الاسناد مسلم سے دکھائیں۔حضرت نے نکال کر دکھایا کہ ابن سیرین جو تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں لم یکونوا یسئلون عن الاسناد کہ پہلے لوگ جو تھے صحابہ،تابعین وہ سند کے بارے میں پوچھتے ہی نہیں تھے کہ کس سے سنی۔ فلما وقعت الفتنة جب فتنہ پیدا ہوگیا قالوا سموا لنا رجالکم انہوں نے کہا اپنے راوی کا نام بیان کرو۔ فینظر الی اهل السنة فیؤخذ حدیثهم کہ اہل سنت کی حدیث لی جائے گی اور اہل بدعت کی حدیث نہیں لی جائے گی۔ (۱)

(۱).مسلم ص ۱۱

اخبرنا محمد بن حمید ثنا جریر عن عاصم عن ابن سیرین قال

معلوم ہوا کہ پہلے لوگ سند کی تحقیق نہیں کیا کرتے تھے۔اگر اس آیت ان جاءکم فاسق الخ میں سند کی تحقیق مراد ہے اور یہ فرض ہے تو صحابہ تابعین معاذ اللہ سارے گناہ گار ہوئے۔

مسلم شریف سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس وقت دو ہی گروہ تھے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت،اہل حدیث نامی کوئی گروہ اس وقت موجود نہیں تھا۔تابعین کے دور تک اہل حدیث نامی فرقے کا ذکر قطعاً اس مسلم شریف میں نہیں نظر آتا اس وقت جو لوگ تھے وہ یا تو اہل سنت تھے یا اہل بدعت۔اہل حدیث نامی فرقے کا ذکر قطعاً مسلم شریف میں موجود نہیں ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

آپ میرے سوالوں کا جواب لے کر دیں تقلید کی تعریف اگر قرآن وحدیث میں نہیں ہے تو اپنے امام سے ثابت کریں۔کیونکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مقلد کے لئے اپنے امام کا قول حجت ہے۔اگر یہ کہیں کہ امام کے قول میں بھی نہیں ملتی تو پھر یہ اصطلاحات کی کتابوں سے ثابت کریں۔

تقلید شخصی کی تعریف، واجب کی تعریف، پھر تقلید شخصی کا واجب ہونا اپنے امام سے دکھائیں۔پھر اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ تقلید شخصی واجب ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم چار دلائل کو مانتے ہیں۔میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ بتائیں کہ اجماع سے کون سا اجماع مراد ہے۔اجماع کہتے ہیں جمع ہونے کو،اگر تو ساری امت کے جمع ہونے کو اجماع کہتے ہیں تو یہ تو حدیث سے ثابت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔تو اس کی دلیل حدیث سے مل گئی۔

کانوا لا یسئلون عن الاسناد ثم سألوا بعد لیعرفوا من کان صاحب السنة اخذوا عنه ومن لم یکن صاحب سنة لم یاخذو عنه (سنن دارمی)

اور اجتہاد کے بارے میں بتائیں کہ کون سی آیت سے اس کو نکالا ہے یا کس حدیث سے یہ مسئلہ نکالا ہے۔ جو بھی اجتہاد کریں اس کے بارے میں یہ بتائیں کہ قرآن کی کون سی آیت سے کر رہے ہیں، کون سی حدیث سے کر رہے ہیں۔

انہوں نے یہ کہا کہ سبحان ربی العظیم آہستہ بغیر دلیل کے پڑھتے ہیں یہ تقلید ہے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ ان کا امام سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ آہستہ پڑھتا تھا یا نہیں۔ بغیر دلیل کے پڑھتا تھا یا دلیل کے ساتھ۔

اگر بغیر دلیل کے پڑھتا تھا تو پھر وہ بھی مقلد ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ دلیل موجود ہے۔ کہ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ جو چیز ہم نے اونچی سنی وہ تو بتلا دی اور جو چیز آہستہ سنی وہ بتلا نہیں سکتے تھے۔

جو چیزیں اونچی پڑھنی ہیں ان کے متعلق ضرورت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اللہ کے رسول اللہ اکبر اونچی آواز میں کہا کرتے تھے (اس پر حضرت اوکاڑوی نے فرمایا یہ حدیث نکال کر دیں) آہستہ ان کا امام بھی کہتا تھا۔ اور یہ خود مان چکے ہیں کہ آہستہ کہنے کی دلیل کوئی نہیں ہے۔ تو ان کا امام بھی مقلد ہو گیا۔

انہوں نے کہا کہ مجتہد وہ ہوتا ہے جو اشاروں اور کنائیوں کو سمجھے اور مقلد وہ ہے جو اس سے پوچھ لے۔ یہ تعریف بھی دکھا دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے نہیں پوچھ سکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اپنے امام سے اب پوچھ سکتے ہیں؟۔ نبی ﷺ کی باتیں تو سند کے ساتھ موجود ہیں جو باتیں ہم اس طرح معلوم کریں گے گویا ہم اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھ رہے ہیں۔

ان کے امام کی کوئی سند ہو تو دکھائیں۔ جن مسائل پر یہ عمل کرتے ہیں کیا وہ ان کے امام سے سند کے ساتھ ثابت ہیں؟۔ اگر ہیں تو دکھائیں۔ [1]

(۱)۔ حضرات غیر مقلدین کا یہ اعتراض بھی بے جا ہے۔ یہ اعتراض نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے اور نہ ہی انگریز کے دور سے پہلے کسی ایک محدث نے یہ اعتراض

انہوں نے کہا تم یہ کہتے ہو فاسق کی بات مان لینی چاہئے۔ اس وقت کے جو لوگ تھے فسق

کیا، نہ کسی ایک مفسر نے یہ اعتراض کیا، کوئی محدث یا مفسر تو کجا کسی چور، زانی، بدمعاش کو بھی نہیں پیش کیا جا سکتا کہ جس نے یہ اعتراض کیا ہو۔ کیا ۱۲ صدیوں میں کسی کو یہ اعتراض نہ سوجھا؟ یہ اعتراض اگر سب سے پہلے کیا ہے تو محمد معین ٹھٹھوی نے ۱۱۶۲ھ میں دراسات اللبیب نامی کتاب میں کیا ہے۔ اور یہ محمد معین ٹھٹھوی شیعہ تھا، حضرت علیؓ کو خلفائے ثلٰثہ سے افضل کہتا تھا۔ ابو طالب کے اسلام پر کتاب لکھی، ماتم حسینؓ تک کو جائز کہتا تھا۔ (فقہاء ہند ص ۲۳۷ ج ۵ تا ص ۲۴۰)

نیز غیر مقلدین علامہ ابن حجرؒ کی اقتداء کرتے ہوئے راویوں پر جتنی جرح کرتے ہیں علامہ ابن حجرؒ ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۵۲ھ میں وفات پائی، وہ اپنی کتاب میں جو پہلی یا دوسری صدی کے راویوں پر جرح کرتے ہیں تو یہاں غیر مقلدین کو سند یاد نہیں ہوتی اور مناظروں میں ابن حجرؒ کی چوکھٹ پر ماتھا رگڑتے ہوئے اس کے اقوال پیش کرتے جاتے ہیں۔ اسی طرح علامہ ذہبی کی چوکھٹ پر سجدہ کرتے ہوئے میزان الاعتدال سے اور تذکرۃ الحفاظ سے جب اقوال پیش کرتے ہیں اس وقت کبھی ان کو سند یاد نہیں آئی۔ اگر ابن معین، شعبہ، یحیٰ قطان اور دوسرے آئمہ جرح و تعدیل کے جو اقوال پیش کرتے ہیں ان کی سند بطریق محدثین اگر یہ پیش کر سکتے ہیں تو اس طرح صرف تین اقوال کی سند پیش کریں۔ دیدہ باید۔

اسی طرح اصول حدیث میں جو محدثین کے اقوال ہیں ان کو بسند صحیح ان محدثین سے ثابت کریں۔ اسی طرح قرآن پاک آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کہیں پتھروں پر لکھا گیا، کہیں چمڑے پر متفرقاً جمع ہوا، پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے جمع فرمایا تو یہ متواتر ہو گیا۔ اب اس کی ایک ایک آیت کی سند پیش کرنا ضروری نہیں، اسی طرح کتب فقہ متفرقاً تو امام صاحب کے سامنے جمع ہو گئیں پھر آپ کے شاگردوں امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، وغیرھم نے ترتیب دیں۔ اس لئے سند کی ضرورت

کے باوجود جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ بعد میں چونکہ اہل بدعت پیدا ہوگئے، تو اس لئے تحقیق کی

نہیں۔لیکن اس کے برعکس کتب احادیث نہ تو آپ ﷺ نے جمع فرمائیں نہ صحابہ نے بلکہ دوصدیوں کے بعد جمع ہوئیں۔اس لئے اس کی سند کی ضرورت پڑی۔اب جو غیر مقلدین فقہ کے بارے میں تو سند کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن اقوال جرح وتعدیل اور اقوال اصول حدیث میں بغیر ثبوت سند کے اعتماد کر لیتے ہیں، اس پر یہی کہا جا سکتا ہے۔

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

پھر یہ کہ امام صاحب سے بھی لکھنا ملتا ہے۔

عن الحسن بن صالح قال سمعت ابا مقاتل حفص بن مسلم يقول اول ما وضع ابو حنيفة رحمه الله تعالىٰ (كتاب الصلوٰة) فسمى كتاب العروس. (مقدمه كتاب التعليم ص ۱۷۲، بحواله مناقب موفق)

اسی طرح شیخ ابوعبداللہ محمد بن یحیٰی جرجانی استاذ القدوری فرماتے ہیں۔ ان ما رسمه ابو حنيفة فى الشروط لم يسبقه اليه احد. (ص۱۷۳)

امام یحیٰی بن معین حضرت علی بن مسہر سے روایت کرتے ہیں کہ امام اعمش حج کے لئے گئے بہت سے علماء ساتھ تھے۔انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا امام ابوحنیفہؒ کے پاس جاؤ اور کہو کہ احکام مناسک لکھ دیں، میں امام صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔آپ نے احکام مناسک لکھ دیئے اور میں امام اعمش کے پاس لے آیا۔

(ص۱۷۳ بحوالہ الخیرات خوارزمی)

قال يزيد بن هارون لما سئل عن النظر فى كتبه انظروا فيها فانى مارأيت احدا من الفقهاء يكره النظر فى قوله. (ص ۱۷۳ بحواله

ضرورت پڑی۔اور دلیل قرآن کی یہ آیت ہے۔

الخيرات الحسان)

یزید بن ھارون سے جب امام صاحبؒ کی کتب دیکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا انکی کتب کو دیکھو اس لئے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو ان کے قول میں نظر کرنے کو ناپسند سمجھتا ہو۔

یزید بن ھارون نے کیا عجیب بات فرمائی کہ فقہاء میں سے کوئی ناپسند نہیں سمجھتا۔آج کل بھی فقہاء تو ناپسند نہیں سمجھتے البتہ کچھ سفہاء اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جو ناپسند کہتے ہیں۔نبی اقدس ﷺ نے فقہاء کی شان بیان فرمائی ہے۔

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد. (ترمذى ص۹۷ ج۲)

نہ کہ سفہاء کی۔اس سے ایک لطیف نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ فرمان رسول ﷺ کے مطابق شیطان پر بھاری ہیں وہ تو بقول یزید بن ھارون کے کتب ابی حنیفہؒ میں دیکھنا ناپسند نہیں سمجھتے اور جو سفہاء سمجھتے ہیں وہ اشد علی الشیطان کی ضد ہیں نہ کہ اشد علی الشیطان۔

ان الامام اول من وضع كتابا فى الفرائض وهو اول من وضع كتابا فى الشروط. (ص۱۷۴ بحواله موفق)

احمد بن اسماعیل بن جبرائیل کے بارے میں آتا ہے کہ سمع كتب ابى حنيفة وابى يوسف (ص۱۹۳ بحوالہ ابن ماکولا) اگر کتب تھیں ہی نہیں تو سنا کیسے؟

محمد بن المثنیٰ ۲۰۱ھ فرماتے ہیں كنت انظر فى كتب ابى حنيفة ص۱۹۴ بحوالہ تہذیب التہذیب) کہ میں ابوحنیفہؒ کی کتب دیکھا کرتا تھا۔

امام محمد بن احمد الشروطی فرماتے ہیں میں نے امام طحاویؒ سے پوچھا کہ تو نے اپنے خالو کا مذہب کیوں چھوڑا، اور مذہب حنفی کیوں قبول کیا؟ فقال لانى كنت ارى خالى

انہوں نے یہ کہا کہ یہ آیت دنیاوی خبر کے بارے میں تھی۔ یہ دنیا کی نہیں بلکہ دین کی

یدیم النظر فی کتب ابی حنیفة فلذالک انتقلت الیه. (ص۱۹۴ بحوالہ کتاب الارشاد ابویعلی الخلیلی)

ترجمہ۔ امام طحاویؒ نے فرمایا میں اپنے ماموں کو دیکھتا تھا کہ وہ ہمیشہ امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں دیکھتے رہتے تھے، اسی لئے میں اس مذہب کی طرف آ گیا۔

امام ابونعیم فرماتے ہیں اول من کتب کتب ابی حنیفة اسد بن عمرو (ص۱۹۴ بحوالہ مناقب الصیمری) امام ابونعیم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے ابوحنیفہؒ کی کتب کو لکھا وہ اسد بن عمرو ہیں۔

قال الواقدی ---- کتبت کتب ابی حنیفة عن حاتم بن اسماعیل عنه (ص ۱۹۴ بحواله القرشی)

واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ کی کتب کو حاتم بن اسماعیل سے لکھا انہوں نے ان سے۔

عبدالعزیز بن خالد الصنانی فرماتے ہیں۔

قرأت کتب ابی حنیفةؒ علی ابی حنیفةؒ فلما فرغت منها قلت له اروی عنک هذه الکتب قال نعم. (ص۱۹۵ بحواله حارثی و موفق)

عبدالعزیز بن خالد الصنانی فرماتے ہیں میں نے ابوحنیفہؒ کی کتب کو ابوحنیفہؒ پر پڑھا۔ پس جب میں فارغ ہوا، اس سے میں نے عرض کیا کہ میں ان کو آپ سے روایت کر سکتا ہوں؟۔ فرمایا ہاں۔

عبدالعزیز بن خالد کون تھے؟

امام اهل الترمذ وصنانیان وقاضیهم وقد تفقه علی ابی حنیفة وکتب کتبه وحملها وبثها بخراسان. (ص۱۹۵ بحواله موفق

بات تھی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے صحابی کو زکوٰۃ لینے کے لئے بھیجا یہ گئے تو وہ ہتھیار لے کر آ گئے۔ یہ

ص۶۸ ج۱)

عبدالعزیز بن خالد اہل ترمذ اور صنانیوں کے امام اور ان کے قاضی تھے، انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے فقہ حاصل کی اور آپ کی کتب کو لکھا اور انہیں لے گئے اور خراسان میں پھیلا دیا۔

قال محمد بن داؤد اتینا عیسیٰ بن یونس فاخرج الینا کتاب ابی حنیفةؒ لیقرأ علینا فقال له بعض القوم یا ابا عمرو تحدث عن ابی حنیفةؒ فقال رضیت به حیا افلا ارضیٰ به بعد الموت.

(ص ۱۹۴ بحواله موفق ۱۹۷ ج۱)

محمد بن داؤد فرماتے ہیں ہمارے پاس عیسیٰ بن یونس تشریف لائے، پس ہماری طرف امام ابوحنیفہؒ کی کتاب نکالی تا کہ اس کو ہم پر پڑھیں، پس ان کو بعض لوگوں نے کہا کیا تو ابوحنیفہؒ سے بیان کرتا ہے، اے ابوعمرو؟ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ زندہ تھے میں ان سے راضی رہا کیا اب موت کے بعد ان سے راضی نہ رہوں؟

رویٰ الخطیب فی تاریخه باسناده الی عبدالله بن مبارک قال قدمت الشام علی الاوزاعی فرأیته ببیروت فقال لی یا خراسانی من هذا المبتدع الذی خرج بالکوفة یکنی ابا حنیفة فرجعت الی بیتی فاقبلت علی کتب ابی حنیفةؒ فاخرجت منها مسائل جیاد المسائل وبقیت فی ذالک ثلاثة ایام فجئته بعد الثالث وهو مؤذن مسجدهم وامامهم والکتاب فی یدی فقال ای شیء هذا الکتاب فناولته فنظر فی مسألة کتبت فیها قال النعمان بن الثابتؒ فما زال قائما بعد ما اذن حتی قرأ صدرا من الکتاب ثم

سمجھے کہ مجھ پر حملہ کرنے آ گئے ہیں۔ چنانچہ اس صحابی نے واپس آ کر کہا کہ وہ تو مرتد ہو گئے ہیں۔

وضع الکتاب فی کمه ثم اقام وصلی ثم اخرج الکتاب حتی اتی علیها فقال لی یا خراسانی من النعمان بن ثابت؟ قلت شیخ لقیته بالعراق فقال هذا نبیل من المشائخ اذهب فاستکثر منه. قلت هذا ابو حنیفةؒ التی نهیت عنه.

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت کی ہے کہ میں ملک شام میں امام اوزاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو بیروت میں پایا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا اے خراسانی وہ بدعتی کون ہے جو کوفے میں ظاہر ہوا ہے جس کو ابوحنیفہؒ کہتے ہیں؟ میں اپنے گھر واپس آیا اور امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو از سر نو پڑھا، ان میں سے کچھ عمدہ عمدہ مسئلے نکالے۔ تین دن تک یہ کام کرتا رہا۔ تیسرے دن حاضر ہوا، وہ مؤذن اور امام تھے۔ کتاب میرے ہاتھ میں تھی فرمانے لگے یہ کتاب کیا ہے؟ میں نے پکڑا دی انہوں نے اس میں سے ایک مسئلہ دیکھا جس پر میں نے لکھ رکھا تھا قال نعمان بن ثابت وہ اذان کے بعد کھڑے کے کھڑے رہ گئے، کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھ ڈالا پھر کتاب آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی، پھر کتاب نکالی اور پوری پڑھ ڈالی۔ پھر فرمایا خراسانی یہ نعمان بن ثابت کون ہے؟ میں نے عرض کیا ایک شیخ ہیں جن کی زیارت میں نے عراق میں کی۔ فرمانے لگے یہ مشائخ میں صاحب فضیلت ہیں، جاؤ ان سے بہت زیادہ علم حاصل کرو۔ میں نے عرض کیا کہ یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

اس قصے کو ابوالقاسم جرجرائی نے بھی عبداللہ بن مبارکؒ سے نقل کیا ہے۔ ان کی روایت کے آخر میں، اتنا اضافہ ہے کہ اس کے بعد امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ مکرمہ میں مل گئے اور آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ امام اوزاعیؒ ان مسائل کے بارے میں جو میرے رقعہ میں تھے بحث کر رہے تھے، اور امام ابوحنیفہؒ اس

اس پر اللہ کے رسول ﷺ حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ یہ آیت اتری کہ اگر کوئی آدمی

سے زیادہ وضاحت کر رہے تھے جو میں نے اپنے رقعے میں لکھ رکھا تھا۔ جب دونوں الگ ہو گئے تو میں امام اوزاعیؒ سے ملا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ پر ان کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آیا، اللہ سے استغفار کرتا ہوں میں کھلی ہوئی غلطی پر تھا، تم ان کو لازم پکڑو وہ اس کے خلاف ہیں جو مجھ کو پہنچی۔ اس واقعہ کو صیمری نے اخبار ابی حنیفہؒ میں ص۷۸ پر نقل کیا ہے۔

قال حفص بن غیاث سمعت من ابی حنیفةؒ کتبه و آثاره. (ص۱۹٦ بحواله موفق ص۱۴۱ ج۲)

حفص بن غیاث فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے ان کی کتب اور آثار کو سنا۔

کان وهب بن جریر بن حازم یقول کان ابی یحثنی علی النظر فی کتب ابی حنیفة و کان ابی قد جالسه الکثیر. (ص۴٦ ج۲)

وہب بن جریر فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد مجھے امام ابوحنیفہؒ کی کتب دیکھنے پر برانگیختہ کرتے تھے، اور میرے والد امام صاحب کے ساتھ کثرت سے بیٹھتے تھے۔

عن لبید بن ابی لبید قال کنا عند یزید بن هارون فقال المغیرة عن ابراهیم انه قال کذا فقام رجل فقال ایها الشیخ حدثنا باحادیث رسول الله ﷺ ودعنا عن هذا فقال یزید یا احمق هذا تفسیر احادیث رسول الله ﷺ وما تصنع باحادیث رسول الله ﷺ اذ لم تعلم معناها وتفسیرها ولکن همتکم السماع والجمع لو کان همتکم العلم لطلبتم تفسیر الحدیث ومعانیه ونظرتم فی کتب ابی حنیفةؒ وفی اقاویله فیفسر لکم الحدیث وزجر الرجل واخرجه عن مجلسه. (مناقب موفق ص۴۸ ج۲)

ایسی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں یہ نہ ہو کہ ویسے ہی حملہ کر دیا جائے اور بعد میں تمہیں

لبید بن ابی لبید سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم یزید بن ہارون کے پاس تھے پس مغیرہ نے ابراھیم سے بیان کیا کہ انہوں نے اس طرح فرمایا ہے پس ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے کہا اے شیخ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرو اور دور رکھو ہمیں اس سے۔ پس فرمایا یزید نے کہ اے احمق یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تفسیر ہی تو ہے، اور تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کیا کرے گا جب تمہیں ان کی تفسیر اور معنی ہی نہ آتا ہوگا۔ لیکن تمہارا ارادہ بس سننے اور جمع کرنے کا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ علم کا ہوتا تو تم حدیث کے معانی اور تفسیر کو طلب کرتے، اور تم ابوحنیفہؒ کی کتب میں اور ان کے اقوال میں نظر کرتے، تو حدیث تمہارے لئے واضح ہو جاتی۔ اور اس آدمی کو ڈانٹا اور مجلس سے نکال دیا۔

عن جعفر بن محمد بن علی الحمیری عن ابیه عن جده قال كنت اقرأ كتب ابی حنيفة علی ابی حنيفة. (موفق ص ۱۶۳ ج ۲)

جعفر بن محمد بن علی الحمیری سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ابوحنیفہؒ کی کتابیں ان پر پڑھتا تھا۔

قال الحافظ عبدالله بن داؤد الخريبی من اراد ان يخرج من ذل العمی والجهل ويجد لذة الفقه فلينظر فی كتب ابی حنيفة. (ص ۱۹۷ بحواله المحدث الصيمری)

حافظ عبداللہ بن داؤد الخریبی فرماتے ہیں جو شخص یہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اندھے پن اور جہالت کی ذلت سے نکل جائے اور فقہ کی لذت کو پائے اسے چاہئے کہ ابوحنیفہؒ کی کتب میں نظر کرے۔

غیر مقلدین کا جہالت سے نکلنے کا ارادہ نہیں ہے اس لئے انہیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔

ندامت اٹھانی پڑے۔

پھر انہوں نے مسلم کا مقدمہ پڑھ کر کہا کہ وہاں یا تو اہل سنت تھے یا اہل بدعت۔ اہل حدیث نہیں تھے۔ یہ اہل سنت تو نہیں ہیں، بلکہ حنفی ہیں۔

اہل سنت اس کو کہتے ہیں جو سنت پر چلے اور یہ حنفی ہیں۔ ایک آدھ حوالے کا حدیث سے دے دینا اس سے اہل سنت نہیں بنتا۔ حنفی اس کو کہتے ہیں کہ جو امام ابوحنیفہؒ کے اقوال خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط ہوں ان کو مانتا ہو۔

کیونکہ مقلد کو یہ حق نہیں ہے کہ میں امام کی اس بات کو نہیں مانتا اور اس کو مانتا ہوں۔ بلکہ مقلد تو مجبور ہے کہ جو کچھ اس کا امام کہے گا اس کو وہ سب کچھ تسلیم کرنا پڑے گا۔

یہ فقہ حنفی کو مانتے ہیں جب کہ نبی ﷺ کے دور میں قرآن وحدیث کو ماننے والے تھے۔

حاجی صاحب۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے مقلد کی تعریف کر دی کہ امام ابوحنیفہؒ خواہ غلط کہیں یا صحیح کہیں ان کو اس پر چلنا پڑتا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

حنفی وہ ہوتا ہے جو امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کے پیچھے چلے اگر وہ اس تعریف سے انکار کر

وقال الشافعی من لم ينظر فی كتب ابی حنيفة لم يتبحر فی الفقه.

امام شافعیؒ نے فرمایا جس نے ابوحنیفہؒ کی کتب میں نظر نہیں کی وہ فقہ میں متبحر نہیں ہوا۔

قال ابن المبارکؒ كتبت كتب ابی حنيفة غير مرة كان يقع فيه زيادات فاكتبها. (ص ۱۹۷ بحواله الصيمری)

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو کئی مرتبہ لکھا جو اس میں زیادتی ہوتی میں اس کو لکھتا تھا۔

كالوليد و مثله يقال فى حق معاوية.

کہ معاویہ ؓ کو بھی فاسق کہا جائے گا، وعمرو اور حضرت عمرو بن العاص ؓ، ومغیرہ بن شعبہ ؓ، وسمرۃ بن جندب ؓ۔

ومعنىٰ كون الصحابة عدول انهم صادقون فى الرواية لا انهم معصومون.

اس کتاب کا نام نزل الابرار من فقہ النبی المختار ہے۔ ایسا جھوٹ تو سکھوں نے بھی اپنے گرو کے ذمے نہیں لگایا ہوگا۔ جیسا انہوں نے نبی اقدس ﷺ کے ذمے لگایا کہ قرآن پاک سے صحابہ کو فاسق کہا جاتا ہے۔ اور قرآن کی دو آیتیں پڑھی جا رہی ہیں کہ صحابہ فاسق تھے۔ اور پھر باقاعدہ ان صحابہ کا نام لیا جا رہا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ ؓ فاسق ہیں، سمرہ بن جندب ؓ بھی فاسق ہیں، عمرو بن العاص ؓ بھی فاسق ہیں، اور ولید بن عقبہ ؓ بھی فاسق ہیں۔

پروفیسر صاحب دوسروں کے مذہب سے تو کیا اپنے مذہب سے بھی واقف نہیں۔ جس وحید الزمان کے تراجم یہ پڑھتے پڑھاتے ہیں اور ان کے تراجم یہ گھر گھر پھیلا رہے ہیں۔ اس نے کتاب لکھی ہے نزل الابرار من فقہ النبی المختار۔ اگر وہ کہتا کہ میں نے اپنی باتیں لکھی ہیں پھر تو یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم وحید الزمان کا اجتہاد نہیں مانتے۔ وہ کہتا ہے کہ میں قرآن کی دو آیتوں سے ثابت کر رہا ہوں کہ بعض صحابہ فاسق ہیں۔

میں نے یہ کہا تھا کہ پروفیسر صاحب تقلید شخصی کا لفظ قرآن پاک سے دکھا دیں اور اس کا شرک ہونا بھی دکھائیں کیونکہ یہ پیمانہ خود پروفیسر صاحب نے بنایا تھا۔ پھر سبحان ربی العظیم کے بارے میں انہوں نے کہا کہ صحابہ نے فرمایا کہ ہم نے جو اونچا سنا اونچا نقل کر دیا۔

یہ بھی قطعاً جھوٹ ہے۔ اس لئے آج نبی اقدس ﷺ کی حدیث بالکل واضح ہو گئی ہے۔ مسلم شریف میں حدیث ہے۔ حضرت ابوھریرہ ؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ایسے جھوٹے اور دجال پیدا ہوں گے جو۔

يأتونكم من الاحاديث.

تمہیں کچھ حدیثیں سنایا کریں گے۔

مالم تسمعوا انتم ولا آبائكم.

ایسی حدیثیں کہ تمہارے باپ دادا مسلمان تھے لیکن کبھی انہوں نے وہ حدیثیں سنی ہی نہیں تھیں۔ اور فرمایا۔

فاياكم و اياهم.

ان سے بچ کر رہنا۔ اور ان کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دینا۔

لا يضلونكم ولا يفتنونكم. (۱)

کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے اندر فتنہ ڈال دیں اور میری امت کو گمراہ کر دیں۔

حضرت پاک ﷺ کی پیشین گوئی درست نکلی اور پروفیسر صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔ انہوں نے جو یہ کہا کہ مقلد وہ ہے جو اپنے امام کی ہر صحیح اور غلط بات کو مانے۔ کسی اہل سنت والجماعت نے قطعاً یہ بات نہیں لکھی۔ حضرت ﷺ کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا حضرت نے فرمایا تھا کہ وہ دجال ہوں گے، فریب کریں گے، کذاب ہوں گے۔

اب نبی ﷺ کی حدیث سے فریب ہو رہا ہے۔ میں نے آہستہ سبحان ربی العظیم

(۱). حدثنى حرملة بن يحيىٰ بن عبدالله بن حرملة بن عمران التجيبى قال ثنا ابن وهب قال حدثنى ابو شريح انه سمع شراحيل بن يزيد يقول اخبرنى مسلم بن يسار انه سمع اباهريرة يقول قال رسول الله ﷺ يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم. (مسلم ص ۱۰)

پڑھنے کی حدیث پوچھی تھی۔ کبھی یہ بھی مان لیتے ہیں کہ ہم بغیر دلیل کے پڑھتے ہیں۔ پھر سوچتے ہیں کہ باہر نکل کر لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے کہ بغیر دلیل کے نماز پڑھتے ہیں؟۔

اور اکیلا نمازی ہر چیز آہستہ پڑھتا ہے۔ اس کی تو ساری نماز ہی بلا دلیل ہوئی۔ بریلوی بھی کہا کرتے ہیں کہ کسی چیز کے منع کی ضرورت تو ہے، لیکن دلیل کی ضرورت نہیں۔ آج پروفیسر صاحب بریلویوں کی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔ جب یہ بغیر دلیل کے آہستہ پڑھتے ہیں تو کیا یہ مشرک بنتے ہیں یا نہیں؟۔ ہمیں بھی تو اس کا پتا چلے۔

تقلید ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ ان کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنی کتاب تقلید شخصی سلفی میں لکھتے ہیں کہ تقلید کہتے ہیں کہ کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔

میں اردو حوالہ اس لئے پیش کر رہا ہوں، کیونکہ آپ حضرات اردو دان ہیں۔

آپ اس کو خود پڑھیں۔ تقلید کہتے ہیں کہ کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا، اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ میں نے بھی یہی بات عرض کی تھی کہ دلیل کی تحقیق کئے بغیر محض حسن ظن کی بنا پر کسی کی بات پر عمل کر لینا اس کا نام تقلید ہے۔

یہ وہ تعریف ہے جسے اہل سنت والجماعت نے بھی مانا اور مولوی ثناء اللہ جو ان کا شیخ الاسلام ہے۔ اس نے بھی مانا۔ میں نے تعریف کر دی ہے۔ اب انہوں نے جو یہ پیمانہ مقرر کیا تھا کہ تقلید شخصی کی تعریف قرآن وحدیث سے بیان کریں گے۔ تقلید شخصی کی تعریف بھی آگئی۔

رہا اجماع ساری امت کسی ایک جگہ اکٹھی ہو یہ تو ہو سکتا ہی نہیں۔ یہ جو قرآن پاک ہے یہ ہمیں جبرائیل نے نہیں بتایا۔ یہ وہی قرآن پاک ہے جو حضور ﷺ پر نازل ہوا۔ اب صرف امت کے اجماع سے ہم اس قرآن کو خدا کا قرآن مان رہے ہیں۔ کہ پوری امت اس کو خدا کا قرآن کہتی ہے۔

حاجی صاحب جس خانہ کعبہ کا حج کر کے آئے ہیں اس کا نقشہ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث

میں ہے کہ یہی خانہ کعبہ ہے۔ وہاں اور بھی بہت سی مساجد ہیں لیکن ساری امت اس خطے کو کہتی آرہی ہے کہ یہ حرم پاک ہے۔ اب اس امت کے اجماع کی وجہ سے ہم اس کو مان رہے ہیں۔

اجماع کی تعریف یہ ہے کہ اہل فن کسی بات پر اتفاق کر لیں اور اس کا کوئی انکار نہ کرے۔ علماء حضرات بیٹھے ہیں کہ عربی کا قانون ہے کہ فاعل پر پیش پڑھا جائے گا اہل فن نے اس پر اتفاق کیا۔ آج تک لوگ اسی طرح پڑھتے چلے آتے ہیں۔ سب کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

صحیح بخاری شریف جو ہے کیا واقعی یہ امام بخاریؒ نے لکھی یا کسی نے لکھ کر ان کے ذمے لگا دی؟۔ قرآن کہتا ہے کہ لوگ تو کتابیں لکھ کر اللہ کے ذمے بھی لگا دیتے ہیں۔

﴿ یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ ﴾۔

تو کیا بخاری کے بارے میں جھوٹ نہ بولا جا سکتا۔ یہاں یہ بھی یہی کہتے ہیں کہ چونکہ امت یہی کہتی آرہی ہے کہ یہ امام بخاری کی کتاب ہے۔ میں پروفیسر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ امت کس مکان میں جمع ہوئی تھی۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ کتاب محمد بن اسماعیل بخاری کی لکھی ہوئی ہے۔

یہ قرآن پاک وہی ہے جو حضرت رسول پاک ﷺ امت کو دے کر گئے ہیں۔ تو دیکھئے یہ باتیں بغیر امت کے اجماع کے انسان مان سکتا ہی نہیں اس لئے اجماع کا ماننا یقیناً ضروری ہے۔

اب پروفیسر صاحب اجماع کو بھی مان گئے اور اجتہاد کو بھی مان گئے ہیں۔

اب یہ صحابہ کے بارے میں وضاحت کریں کہ یہ جو انہوں نے صحابہ کو فاسق لکھا ہے اور قرآن کی دو آیتیں پیش کی ہیں اگر وحید الزمان یہ کہتا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے تب تو یہ انکار کر سکتے تھے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔

انہوں نے یہ ساری باتیں موضوع سے ہٹ کر کی ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ان کو

موضوع پر پابند کریں۔ میرے نزدیک حجت قرآن اور نبی اقدس ﷺ کی حدیث ہے۔

اجماع کی بات بھی ہم نے کی تھی کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ ہم نے واضح طور پر بتلا دیا کہ یہ مسئلہ تو حدیث سے ثابت ہوگیا۔

میں نے یہ بھی بتلا دیا تھا کہ جو اجتہاد قرآن وحدیث میں ہے اس کو ماننا دراصل قرآن و حدیث کو ماننا ہی ہے، نہ کہ اجتہاد کو ماننا۔ اب آپ دل پر ہاتھ رکھ کر اور کان کھول کر سن لیں کہ ان کے ملا جیون حضرت امیر معاویہ ؓ کو جاہل کہتے ہیں۔ حوالہ کیا پیش کرتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ **اول من قضی به معاوية**. یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے جہالت کا ثبوت دیا۔ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ ؓ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔

یعنی جہالت کا ثبوت امام شافعی نے دیا اور ان سے پہلے حضرت امیر معاویہ ؓ نے جہالت کا ثبوت دیا۔ نیز یہ وائل بن حجر ؓ کو اعرابی کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ **لا یعرف الاسلام** ان کو اسلام کا پتا نہیں تھا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ بتلاؤ کہ کس نے کہا ہے؟۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

ابراھیم نخعی نے کہا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ ہمارے امام سے پہلے گزرے ہیں۔

طالب الرحمٰن۔

ابراھیم ؑ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے بیٹے پر چھری چلا کر غلطی کی تھی[1]۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کو کیا پتا تھا وہ تو چھوٹے تھے۔[2]

---

(۱)۔ طالب الرحمٰن نے اس کا حوالہ پیش نہیں کیا۔

(۲)۔ یہ ہم اپنی طرف سے تو نہیں کہتے بلکہ بخاری میں یہ موجود ہے چنانچہ روایت یہ ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا سفیان قال قال لی ابن ابی نجیح عن مجاهد قال صحبت ابن عمر الی المدینة فلم اسمعه یحدث عن رسول الله ﷺ الا حدیثا واحدا قال کنا عند النبی ﷺ فاتی بجمار فقال ان من الشجرة شجرة مثلها کمثل المسلم فاردت ان اقول هی النخلة فاذا انا اصغر القوم فسکت فقال النبی ﷺ هی النخلة. (بخاری ص ۱۶)

ترجمہ۔ بعد سند کے، ابن ابی نجیح حضرت مجاہد سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ مدینے تک گیا میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا مگر ایک حدیث، فرمایا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس کھجور کا خوشہ لایا گیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت جس کی مثال انسان کی مثال ہے، پس میں نے ارادہ کیا کہ میں کہہ دوں کہ وہ کھجور ہے، پس میں قوم میں سے سب سے چھوٹا تھا اس لئے خاموش رہا، تو نبی اقدس ﷺ نے فرمایا وہ کھجور ہے۔

یہ دیکھو حدیث موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں فی کل صلوٰۃ یقرأ ہر نماز میں پڑھا جائے گا۔ جو ہم نے آپ سے سنا وہ سنا دیا، جس کو آپ نے مخفی رکھا اس کو ہم نے تم سے مخفی رکھ لیا۔

میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ آہستہ پڑھی۔ میں نے کہا تھا کہ ہر وہ مسئلہ جس کی صراحت اونچی نہیں ہے نیچی ہے، اس کا ذکر نہیں ملے گا۔ ہم سبحان ربی الاعلی اور سبحان ربی العظیم اس لئے آہستہ کہتے ہیں کہ اس کے اونچا پڑھنے کی دلیل نہیں۔

تقلید کی تعریف کی تو ہماری کتاب اٹھا کر۔ دوسرا میں نے تقلید شخصی کی تعریف پوچھی تھی اس میں تقلید شخصی کی تعریف ہی نہیں۔ ان کے مولوی کی کتاب ہم اٹھا لیتے ہیں۔ ان کے مولوی کہتے ہیں کہ تقلید کا لغوی معنی ہے گلے میں کسی چیز کا لٹکانا۔

اصطلاحی تعریف کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا یہ تقلید ہے۔ کہتے ہیں کہ تقلید کی اصل حقیقت ہی یہی ہے کہ کسی کی بات کو بلا دلیل مان لینا۔ میں نے کہا کہ امام کی ہر بات مانی جائے گی تو اس پر انہوں نے کہا کہ جھوٹ بولا ہے۔ یہ لکھتے ہیں

کل من اری الیہ رأی امام المقلد فالدلیل عندہ قول المجتھد فالمقلد یقول ھذا الحکم واقع عندی لانہ ادی الیہ رأی ابی حنیفۃ.

مقلد کے نزدیک امام کی بات دلیل ہوگی۔ اور وہ یہ کہے گا کہ یہ بات میرے نزدیک ثابت ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ کی میرے پاس یہی رائے پہنچی ہے۔

و کل من ادی الیہ فھو واقع عندی.

جو بات امام کی میرے پاس پہنچ جائے وہی میرے نزدیک واقع ہے۔

یہ کہتے ہیں اجماع مانیں گے۔ اجماع کیا ہے۔

لان التقلید علی الحقیق.

تقلید کی حقیقت کیا ہے۔ نبی علیہ السلام کے علاوہ کسی کی بات مان لینا بغیر دلیل کے اور اس بات پر امت کا اجماع ہے۔ الاخبار فی اصول الاحکام۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ کتاب کس کی ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

یہ کتاب ابن حزم کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ابن حزم تو ہمارا ہے ہی نہیں۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

میں نے یہ ثابت کیا کہ تقلید کی تعریف پر اجماع ہے یا تو کہیں کہ ابن حزم جھوٹا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ابن حزم جھوٹا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

یہ کسی سے ثابت کریں کہ انہوں نے کہا ہو کہ ابن حزم جھوٹا ہے۔ اسی طرح اعلام الموقعین میں ہے۔

و اما بدون الدلیل فانما ھو التقلید.

تقلید کیا ہے جس میں دلیل نہ ہو۔

مسلم الثبوت میں۔

العمل بقول الغیر من غیر حجۃ.

کسی کی ایسی بات مان لینا جس کی اس کے پاس دلیل نہ ہو۔

اسی لئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بات مان لینا تقلید نہیں۔ **فهو عمل بحجة** وہ تو حجت پر عمل کر رہا ہے۔ کہ مسئلہ جا کر پوچھتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ یہ مسئلہ یوں ہے۔ اسلام کا مسئلہ بتاتا ہے۔ اسلام کی رائے نہیں پوچھتا۔

ولكن العرف على ان العامي مقلد للمجتهد.

یہ پوچھنے والا عرفاً مقلد ہے حقیقتاً نہیں۔

نیز یہ لکھا ہے۔

فالتقليد العمل بقول الغير من غير حجة.

قاضی کا گواہوں سے اور عامی کا مفتی سے پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

نبی کی بات ماننا تقلید نہیں تقلید پانچویں چیز ہے۔ جسے یہ مانتے ہیں کہ نہ وہ بات قرآن میں ثابت ہو، نہ وہ حدیث سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے۔

اور یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے۔

﴿ اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ﴾

مانو اس چیز کو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی۔

﴿ ولا تتبعوا من دونه اولياء ﴾

اولیاء کی بات نہ مانو اس کو چھوڑ کر۔

ہم اجماع کو مانتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

کوئی مسئلہ اگر قرآن وحدیث سے نہیں ملتا لیکن قیاس کر کے اگر قرآن وحدیث سے نکالا جاتا ہے ہم اس کو بھی مانتے ہیں۔

لیکن امام کی ایسی بات ماننا جو نہ قرآن میں ہو، نہ حدیث میں، نہ اجماع میں ہو، نہ قیاس میں۔ اس کو تقلید کہتے ہیں۔

شریعت میں تقلید کس کو کہتے ہیں؟

الرجوع الى قول لا حجة لقائله عليه.

کسی آدمی کی ایسی بات مان لینا جس کی اس کے پاس سرے سے کوئی دلیل ہی نہ ہو۔

و ذالک ممنوع فی الشريعة.

اور یہ چیز شریعت میں ممنوع ہے۔

یہ حوالے ان پر قرض ہیں۔ انہوں نے صرف اردو کی کتاب پڑھ کر سنادی۔

والتقليد قبول قول القائل بلا حجة.

کسی کی بات مان لینا جس کی دلیل اس کے پاس نہ ہو۔ نہ قرآن سے، نہ حدیث سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے۔

کتاب التعریفات میں تقلید کی تعریف کی ہے۔

التقليد عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل.

کسی کی بات مان لینا جس پر حجت اور دلیل نہ ہو۔

امام غزالی فرماتے ہیں۔

التقليد هو قبول القول بلا حجة.

کسی کی بات کو مان لینا جس کی اس کے پاس دلیل نہ ہو یہ تقلید ہے۔

و ليس ذالک طريق الى اهل العلم لا فى الاصول و لا فى الفروع.

یہ طریقہ پہنچنے کا نہ تو اصول میں ہے نہ فروع میں۔

حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کی کتابیں تقلید کی تعریف میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ ان سے تقلید شخصی کی تعریف کروائیں۔

ان التقليد قبول قول من غير الدليل.

تقلید کہتے ہیں کہ کسی کی ایسی بات مان لینا جس کی دلیل ہی نہ ہو۔

اللہ فرماتا ہے میری بات مانو۔

﴿ولا تتخذوا من دونه اولياء﴾

اولیاء کی بات نہ مانو۔

اور تقلید کہتے ہیں کہ کسی کی ایسی بات ماننا جو نہ قرآن میں ہو، نہ حدیث میں، نہ اجماع میں، نہ اجتہاد میں۔ اب برائے مہربانی موضوع کو پھر وہیں لے آئیں اور ان سے کہیں کہ تقلید شخصی کی تعریف کریں۔ اگر اپنے امام سے نہیں کر سکتے تو اصطلاحات کی کتابوں سے کریں۔

پھر اس کا واجب ہونا ثابت کریں۔ امام کہتا ہے کہ تقلید شخصی واجب ہے، اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے قرآن میں پڑھا ہے یا حدیث میں یا اپنی طرف سے یہ بات کی ہے۔

اگر اس نے اپنی طرف سے یہ بات کی تو اس کے خلاف قرآن میں موجود ہے، اللہ اور رسول کی بات مانو اور اس کے علاوہ اور کسی کی بات نہ مانو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد لله وكفى والصلوٰة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد.

پروفیسر صاحب نے آدھی آدھی عبارتیں پڑھیں۔ خلاصہ سب کا یہی ہے کہ تقلید

اخذ قول الغير من غير حجة. (۱)

(۱)۔ پروفیسر صاحب پورے مناظرے میں ایک دلیل بھی تقلید کے شرک ہونے پر پیش نہ کر سکے، جبکہ حضرتؒ نے تقلید کی تعریف کر کے اور مثالوں سے یہ بات واضح فرما دی کہ ہر انسان کسی نہ کسی مسئلے میں مقلد ہے۔ یہ حضرات جو تقلید کو شرک کہتے ہیں تقلید ان کی بھی جان نہیں چھوڑ رہی۔ جتنی بھی تعریفات کیں سب کا جواب دے دیا۔

بغیر دلیل کے کسی کی بات ماننا۔ اب بغیر حجت کا تعلق کس سے ہے۔ اگر اس کا تعلق اخذ سے ہو تو یہ تقلید محمود کی تعریف ہے کہ کسی کی با دلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل کے ماننا۔ اور اگر اس کا تعلق قول سے ہے تو یہ تقلید مذموم کی تعریف ہے۔ کہ جو بات نفس الامر میں بے دلیل ہو اس کو ماننا۔ اس وقت جو بات ہو رہی ہے خود انہوں نے یہ عبارتیں پڑھی ہیں کہ مجتہد کی طرف رجوع کرنا نص میں واجب قرار دیا ہے۔

اور مجتہد کی بات با دلیل ہوتی ہے نہ کہ بے دلیل۔

مجتہد تو اعلان کرتا ہے۔

القياس مظهر لا مثبت. (۱)

کہ میں کتاب وسنت سے مسئلہ تلاش کر کے بتاتا ہوں اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں بتاتا۔

نور الانوار میں یہ بات لکھی ہے۔ مجتہد کی بات کو اس اعتماد پر مان لینا کہ یہ دلیل کے مطابق بتلاتا ہے اس کو تقلید کہتے ہیں۔

اب جتنے لوگ مشکوٰۃ پڑھتے ہیں، پڑھاتے ہیں، اس میں کوئی سند نہیں۔ لہذا مشکوٰۃ پڑھنے پڑھانے والا اس تعریف کے مطابق بالکل مقلد ہے۔

یہ کہہ رہے ہیں کہ تقلید شخصی کی تعریف چاہئے۔ جس کاغذ کو یہ آج صحیفہ آسمانی سمجھتے ہیں اس میں تقلید شخصی کا ذکر ہے۔ لیکن انہوں نے ساری پڑھنے کے بعد کہا کہ میں نے تقلید شخصی کی تعریف نہیں پڑھی، بلکہ تقلید کی پڑھی ہے۔

پروفیسر صاحب آپ توبہ کریں آپ سے کسی نے یہ تو پوچھا نہیں تھا یا تھا تو آپ نے تقلید شخصی کی کرنی تھی نہ کہ مطلق تقلید کی۔ اب انہوں نے پڑھا،

﴿اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم﴾

انہوں نے خود ہمیں سمجھا دیا کہ اتباع کا معنی تقلید ہے۔ اب قرآن کی اس آیت پر بھی

(۱)۔ نور الانوار ص ۲۲۸۔

ہمارا ایمان ہے کیونکہ ہم اللہ کو مانتے ہیں انہوں نے۔

﴿ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ﴾

تقلید کے بارے میں خود پیش کی ہے۔ آگے اسی قرآن میں ہے۔

﴿ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ﴾۔

اب اللہ کی بات بلا مطالبہ دلیل مانی جاتی ہے یا آدمی شیطان کی طرح اکڑ جائے کہ پہلے دلیل دو۔ اسی طرح نبی ﷺ کی بات بھی بلا مطالبہ دلیل مانی جاتی ہے۔

اسی طرح ہے۔

﴿ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم و سائت مصیرا ﴾

خدا کی تابعداری کے بعد نبی کی تابعداری، پھر اجماع کی تابعداری، جو اجماع کو نہیں مانتا وہ جہنمی ہے۔

﴿ واتبع سبیل من اناب الی ﴾۔

تقلید کر اس کے مذہب کی جو میری طرف رجوع کرنے والا ہے۔

(طالب الرحمن نے شور مچایا اس پر فرمایا) قرآن پڑھتے وقت شور مچانا ابو جہل کا طریقہ تھا۔ تم قرآن کی ایک آیت سناتے اور چار آیتوں کا انکار کرتے ہو۔

قرآن پاک میں یہ آیا ہے

﴿ و اتبع سبیل من اناب الی ﴾

تقلید کر اس کے مذہب کی جو میری طرف رجوع کرنے والا ہے۔

اور مجتہد وہی ہوتا ہے جو غیر منصوص کو لے کر منصوص کی طرف رجوع کر کے اس کا حکم تلاش کرتا ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے چار اتباعوں کو لازم قرار دیا۔

نمبر ۱۔

اللہ تعالیٰ کی اتباع۔

﴿ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ﴾

نمبر ۲۔

رسول پاک کی اتباع۔

﴿ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ﴾

نمبر ۳۔

اجماع کی اتباع۔

﴿ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین ﴾ الخ.

اور مجتہد کی اتباع۔

﴿واتبع سبیل من اناب الی ﴾۔

اس نے اتباع کا معنی تقلید خود کیا۔ اب جب میں نے اتباع کا معنی تقلید کیا تو شور مچانے لگا کہ ترجمے والا قرآن دیکھو۔ جب انہوں نے یہ ترجمہ کر لیا تو اب ان کو یہ ترجمہ سننا بھی پڑے گا۔

اتباع کا معنی پیروی ہوتا ہے۔ اتباع کا لفظ ہو یا پیروی کا۔ ان سب کا ایک ہی معنی ہے۔

مجتہد کی بات بادلیل ہوتی ہے اور بادلیل بات کو ماننا یہ تقلید مذموم نہیں ہے بلکہ ممدوح ہے۔

جیسے کتیا کے دودھ کو دودھ ہی کہتے ہیں، اور گائے کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہتے ہیں، لیکن ان میں حلال اور حرام کا فرق ہے۔ یہ انہوں نے خود پڑھا کہ عرف میں مقلد کے بات ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔

عرف کسے کہتے ہیں؟۔ دیکھئے لغت میں حمد کا معنی بھی تعریف ہے، اور نعت کا معنی بھی تعریف ہے۔ لیکن عرف میں نعت کہا جاتا ہے نبی پاک ﷺ کی تعریف کو اور حمد کہا جاتا ہے اللہ

تعالیٰ کی تعریف کو۔ اب اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ فلاں آدمی اللہ تعالیٰ کی نعت پڑھ رہا ہے تو ہر پڑھا لکھا آدمی اس کی طرف دیکھے گا کہ یہ کیا بات کر رہا ہے۔ حالانکہ لغت کے اعتبار سے اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

قرآن نے ہمیں عرف کو ماننے کا حکم دیا ہے۔ ضروری نہیں کہ لغوی معنی کو ہی مانا جائے۔ اور عرف میں تقلید کہتے ہیں، مجتہد کی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا اور انہوں نے ان دونوں تعریفوں کو خلط ملط کرنے کی کوشش کی ہے۔

خواہ یہ دس عبارتیں پڑھ لے، خواہ بیس خلاصہ سب کا ایک ہی ہے کہ مجتہد کی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا تقلید ہے۔ اب انہوں نے یہ کہا کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نور الانوار میں جاہل کہا ہے۔ دیکھئے میں ایک قاعدہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک ہے کسی آدمی کا ذاتی قول اور اس کو غلطی لگنا۔ اس نور الانوار کے حاشیہ پر اس کو پرزور طور پر رد کر دیا گیا ہے۔ ایک ہے غلطی لگنا، ایک ہے غلطی چلنا۔

غلطی سے پاک صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، باقی ہر انسان کو غلطی لگ جاتی ہے۔ جیسے قاری صاحب تراویح میں قرآن پڑھتے ہوئے کبھی بھول کر غلط پڑھ لیتے ہیں، لیکن وہ غلطی دنیا میں چلتی نہیں۔

یہ ایسا حوالہ پیش کریں جس کی حنفیوں نے تردید نہ کی ہو، احناف نے صاف طور پر لکھا ہے کہ یہ حوالہ غلط ہے۔ لہذا اس حوالہ کو یہ پیش نہیں کر سکتے۔

یہ ایسا ہے کہ کوئی آدمی ٹیپ لگا کر کہے کہ قاری صاحب نے تیس غلطیاں کی تھیں۔ حالانکہ وہ غلطیاں لقمہ دے کر صحیح کر دی گئیں تھیں۔ اور ان غلطیوں کو دنیا میں کوئی پڑھ بھی نہیں رہا۔

صاحب حاشیہ نے اس کا رد کر دیا ہے۔ آپ نور الانوار اگرچہ مجھے نہ دیں کسی اور کو پکڑا دیں وہ دیکھ لے کہ کیا رد کر دیا گیا ہے یا نہیں؟ جس طرح قاری صاحب غلطی کر رہے ہیں اور سامع اس کو صحیح کر دے پھر اس غلطی کو پیش کرنا ایسے آدمی کا کام ہے جس کا دامن دلائل سے بالکل

خالی ہو۔

اہل سنت والجماعت نے جن جن غلطیوں کی تردید کر دی ہے، ان کو پیش کرنے کا کسی کو کوئی حق ہی نہیں۔ میں نے کہا تھا کہ انہوں نے قرآن کی آیات لکھ کر صحابہ کو فاسق ثابت کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق لکھا۔

کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت فاسق ہونا ضروری ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس کے جواب میں یہی کہا کہ ہم قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ تو وہ قرآن ہی کی دو آیتیں لکھ کر صحابہ کو فاسق ثابت کر رہا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد.

حاجی صاحب ذرا غور کریں کہ تقلید شخصی کا مدعی کون شخص تھا۔ میں نے کہا تھا کہ تقلید شخصی کی تعریف کریں۔ یہ یا تو یہ کہ دیں کہ میں تعریف کر ہی نہیں سکتا۔

یہ جو بات بھی کرتے ہیں حوالہ کوئی نہیں دیتے۔ پہلے اردو کی کتاب ثناء اللہ کی اٹھائی تھی۔ کیا ثناء اللہ کی ساری باتیں یہ مانتے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ اپنے امام کی کتاب سے تقلید کی تعریف دکھائیں۔ اگر آپ ان سے نہیں کر سکتے تو کسی اور سے کریں۔ لیکن انہوں نے نہیں کی۔

انہوں نے اب ایک بات کی ہے کہ تقلید مذموم اور تقلید محمود۔ چلیں تقلید مذموم اور تقلید محمود کی تعریفیں دکھائیں۔ میں نے بیٹھتے ہی یہ کہا تھا کہ یہ تقلید شخصی کی تعریف نہیں کریں گے۔ تقلید مذموم اور تقلید محمود میں فرق کرتے ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

پہلے انہوں نے تقلید شخصی کو ثابت کرنا تھا۔ اب یہ تقلید محمود، اور تقلید مذموم کو بھی ثابت کریں گے۔ اور مجتہد کی تعریف بھی کریں گے، اور جو انہوں نے کہا کہ آدھی آدھی عبارتیں پڑھ رہا

ہے۔میں نے کہا کہ میں آدھی آدھی عبارتیں نہیں پڑھ رہا بلکہ پوری پوری عبارتیں پڑھ رہا ہوں۔

تقلید کی تعریف لغوی اردو میں کرتا ہے، گلے میں کسی چیز کو ڈالنا۔ اصطلاحی کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

بے دلیل کا مطلب واضح کرے کہ دلیل ہو ہی نہ یا دلیل کے پوچھے بغیر عمل کرنا۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

میں تقلید کی تعریف کر رہا ہوں۔

و اما بدو ن الدليل فانما هو التقليد.

یہ پوری تعریف ہے۔تقلید کہتے ہیں بغیر دلیل کے بات ماننا یہ تقلید ہے۔دوسری کتاب میں تقلید کی تعریف ہے۔

فالتقليد العمل بقول الغير. من غير حجة غير رجوع الى قول رسول الله ﷺ.

انہوں نے کہا تھا کہ نبی کی بات کو ماننا بھی تقلید ہے۔لیکن مقلدین کی کتابیں یہ بتلا رہی ہیں کہ نبی اقدس ﷺ کی بات ماننا تقلید نہیں ہے۔نہ اللہ کی بات ماننا تقلید ہے۔عامی کا قاضی اور مفتی کے پاس جانا یہ بھی تقلید نہیں۔تقلید اس کے علاوہ باقی بات ماننا جو نہ قرآن میں ہو نہ حدیث میں ہو نہ اجماع ہو نہ ہی اجتہاد ہو۔

یہ ایسی بات ماننا جو ان چار دلائل سے ثابت نہ ہو اس کو تقلید کہتے ہیں۔یہ عبارت میں نے پوری پڑھی ہے یا ادھوری؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ابھی پتا چل جائے گا کہ آپ نے کیا پڑھا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

یہ شافعیوں مقلدوں کی کتاب ہے نہ کہ اہل حدیثوں کی۔وہ یہ کہتے ہیں۔

التقليد قبول قول القائل بلا حجة.

کسی کی بات بغیر حجت اور دلیل کے مان لینا تقلید ہوتی ہے۔

یہ بھی میں نے پوری پڑھی ہے نہ کہ ادھوری۔

اسی طرح،

اما التقليد قبول القول من غير دليل.

تقلید بغیر دلیل کے بات ماننے کو کہتے ہیں۔اسی طرح جو تعریفات میں نے پڑھی تھیں کہ۔

التقليد عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل.

کسی کی بات مان لینا بلا حجت اور دلیل کے۔

ان کے نزدیک چار دلائل ہیں قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد۔

چاروں دلائل میں سے ان کے پاس کوئی دلیل نہ ہو، اس کو ماننا تقلید ہے۔یہ تعریف کتاب التعریفات میں ہے۔

بیضاوی میں ہے۔

التقليد قبول القول بلا حجة.

اب میں پوری عبارتیں پڑھ رہا ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ پوری عبارتیں نہیں پڑھ رہا۔

التقليد معناه فى الشرع الرجوع الى قول لا حجة لقائله عليه وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله.

ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ان الحکم الا للہ﴾

حکم صرف میرا چلے گا۔ نبی ﷺ کا کیوں چلے گا؟۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جتنے بھی رسول بھیجے ان کی اطاعت کی جاتی ہے۔ محمد ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔

ابوجہل کی اطاعت کا اللہ نے حکم نہیں دیا اس لئے نہیں مانتے۔ اللہ کہتا ہے کہ میرے نبی ﷺ کی مانو۔ اس طریقے سے یہ دکھا دیں کہ اللہ نے فرمایا ہو کہ امام ابوحنیفہؒ کی مانو۔ انہوں نے آیت پڑھی ہے۔

﴿واتبع سبیل من اناب الی﴾.

اور ترجمہ کیا ہے کہ تقلید کرو اس کی جو میری طرف رجوع کر رہا ہو۔

اگر یہ ترجمہ بریلوی، دیوبندی، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی آپ کوئی اردو کا ترجمہ لے لیں کہیں بھی یہ لکھا ہوا ہو کہ آپ تقلید کریں اس شخص کی جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو تو میری شکست اور ان کی فتح۔

قرآن کی تحریف کرنا یہودیوں کا کام ہے۔ اتنا بڑا مجرم جو قرآن کی آیت کو بدل دے اس کے معنی کو بدل دے اس پر تو اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔

پھر اس آیت میں رجوع کرنے والوں کی پیروی کرنے کا حکم ہے اور ثابت انہوں نے تقلید شخصی کو کرنا ہے۔ تقلید شخصی کی تعریف میں آپ کو بتاتا ہوں۔ شخص کہتے ہیں ایک آدمی کو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

تقلید شخصی کی تعریف آپ کتاب سے کریں اپنی طرف سے نہ سمجھائیں۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بیمار ہیں یہ کہتے ہیں کہ کتاب سے دکھاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ماسٹر صاحب ہیں یہ کہیں گے کہ دکھاؤ کون سے قرآن و حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ یہ ماسٹر ہیں۔ کسی

ایک آدمی کی بات ماننا یہ تقلید شخصی ہے۔ قرآن کہتا ہے اقتدا کرو اس کی جو میری طرف رجوع کرے، اس کی نہیں بلکہ اس کے راستے کی۔ جو راستے سے پھسل جائے تو وہ راستے پر تو نہیں ہوتا نہ راستہ اس کا ہوتا ہے۔

مومنین اور انبیاء کا راستہ کونسا ہے؟۔ اللہ کی بات مان کر چلنا۔ اگر مومنین سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ تو راستہ نہیں ہوگا۔ راستہ تو وہی ہوگا جو قرآن و حدیث کا ہے۔

اس میں تقلید شخصی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ نیز ترجمہ اتنا غلط کیا ہے، ثابت تقلید شخصی کو کرنا ہے نہ کہ تقلید مطلق کو۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ تقلید شخصی کو واجب کرنا ہے۔ اور دوسری طرف آیت وہ پیش کر رہے ہیں جو تقلید شخصی کے رد میں ہے۔

اور یہ بھی بتائیں کہ کیا اس آیت پر امام ابوحنیفہؒ نے بھی عمل کیا یا نہیں؟۔

﴿واتبع سبیل من اناب الی﴾

والا حکم امام ابوحنیفہؒ صاحب کو بھی تھا یا نہیں؟۔ صحابہ کو تھا یا نہیں؟۔ نبی سب سے زیادہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے اس لئے صحابہ نے نبی ﷺ کی پیروی کی۔ کیا صحابہ اس سے مقلد بن گئے ان کے امام مقلد بن گئے۔ اس آیت پر اگر صحابہ ؓ یا ان کے امام عمل کریں تو وہ مقلد نہ بنیں اب یہ آیت ان کے لئے تقلید کی دلیل بن جائے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

پروفیسر صاحب کو میں نے کہا تھا کہ نور الانوار کے حاشیہ پر اس کا جواب لکھا ہوا ہے۔ میں نے حاجی صاحب کو نشان لگا کر دے دیا ہے۔ اب جو بات صاحب کتاب نے لکھی ہے ہم قطعاً اس کی جرأت نہیں کر سکتے یہ ہے بے ادبی کی بات۔ اب شور اس پر ہو رہا ہے کہ میں نے آیت کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

اتباع والی آیت پہلے انہوں نے پڑھی تھی۔

﴿ولا تتبعوا من دونه اولياء﴾

اس کا ترجمہ کیا اولیاء کی تقلید نہ کرو۔

تقلید کی تعریف ہے التقليد اتباع انسان تقلید دوسرے کی اتباع کرنے کو ہی کہتے ہیں۔

فيما يقول او يفعل معتقد اللوقفية من غير نظر الى الدليل كان هذا المتبع جعل قول الغير قلادة فى عنقه من غير مطالبة دليل.

جو پروفیسر صاحب شور مچا رہے ہیں کہ اتباع اور ہے اور تقلید اور ہے۔ یہ ان کی بات غلط نکلی۔ جب اصول میں لکھا ہے کہ اتباع اور تقلید ایک ہی چیز ہے اس لئے میں نے اتباع کا ترجمہ تقلید کر دیا لہذا یہ بالکل صحیح ہے۔

دوسرا یہ کہ مجتہد کی تقلید دراصل دلیل کی تقلید ہوتی ہے۔ دلیل بادلیل بات ہوتی ہے لیکن من غير مطالبة دليل یعنی دلیل اس کے پاس ہے۔ یہ مانگتا نہیں وقت نہ ہونے کی وجہ سے یا یہ سمجھنے کی وجہ سے کہ مجھ میں اتنی لیاقت نہیں ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

یہ کس کتاب کا حوالہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ حوالہ کشاف اصطلاحات فنون کا ہے۔ دیکھئے میں نے ترجمہ کیا تھا واتبع کا معنی تقلید ہو

رہا ہے یا نہیں؟۔

﴿سبیل من اناب الی﴾

سبیل کا معنی بھی راستہ ہوتا ہے اور مذہب کا معنی بھی راستہ ہے۔ تو جب سبیل کا معنی میں نے مذہب کیا یا راستہ کیا تو کونسی غلطی تھی۔ اب انہوں نے یہ پوچھا کہ ابوحنیفہؒ اس آیت کو مانتے تھے یا نہیں؟۔ اس آیت میں دو آدمیوں کا ذکر ہے۔

نمبر ۱۔

انابت کرنے والا۔

نمبر ۲۔

اس کے پیچھے چلنے والا۔

امام ابوحنیفہ تو منیب ہیں، مجتہد ہیں۔ کیسے بالکل ایسے ہی ہے جیسے آپ باجماعت نماز پڑھتے ہیں اور آگے آپ کا امام کھڑا ہوتا ہے۔ اب جو بعد میں آئے گا تو وہ مقتدی ہی بنے گا۔ اب کوئی کہے کہ جو بعد میں آیا ہے اس کے لئے مقتدی بننے کا حکم ہے، امام کے لئے کیوں نہیں۔ اگر یہ مقتدی نہیں بنتا تو میں بھی مقتدی نہیں بنتا۔

پروفیسر صاحب کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ امام امام کی جگہ ہے اور مقتدی مقتدی کی جگہ ہے۔

مجتہد مجتہد کی جگہ ہے اور مقلد مقلد کی جگہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ تو من اناب الی میں آ گئے۔ پھر من کا لفظ عام ہے جیسے اسم جنس عام ہوتا ہے۔ ایک انسان ہوگا تو اس کو بھی انسان ہی کہیں گے اور اگر ہزار انسان ہوں گے تو ان کو بھی انسان ہی کہیں گے۔

اگر ایک مجتہد کی تقلید کر لی جائے تو وہ بھی ثابت ہوگی۔ اور اگر زیادہ کی کر لی جائے تو وہ بھی ثابت ہوگئی۔ کیونکہ لفظ من عام ہے۔

پھر جیسے علاج میں اختیار ہوتا ہے خواہ جس ڈاکٹر سے بھی کروائیں، حضور ﷺ نے فرمایا۔

انما شفاء العی السول. [۱]

(۱). حدثنا موسیٰ بن عبدالرحمن الانطاکی ثنا محمد بن مسلمة عن الزبیر بن خریق عن عطاء عن جابر قال خرجنا فی سفر فاصاب رجلا منا حجر فشجه فی راسه ثم احتلم فسأل اصحابه فقال اهل تجدون لی رخصة فی التیمم قالوا ما نجد لک رخصة وانت تقدر علی الماء فاغتسل فمات فلما قدمنا علی النبی ﷺ اخبر بذالک فقال قتلوه قتلهم الله الا سألوا اذلم یعلموا فانما شفاء العی السوال انما کان یکفیه ان یتیمم و یعصر او یعصب شک موسیٰ علی جرحه خرقة ثم یمسح علیها ویغسل سائر جسده. (ابو داؤد ص ۴۹)

ترجمہ بعد سند کے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے، پس ہم میں سے ایک آدمی کو پتھر لگا اور اس کے سر میں زخم کر دیا۔ پھر اس کو احتلام ہو گیا پس اس نے اپنے ساتھیوں سے مسئلہ پوچھا کہ کیا میں تیمم کر سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس لئے کہ آپ پانی پر قادر ہیں۔ (مسئلہ بتانے والوں کے سامنے قرآن کی آیت تھی فان لم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً ،انہوں نے دیکھا کہ یہ تو قادر ہے اس لئے اجازت نہیں) پس اس نے غسل کیا اور مر گیا۔ پس جب نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو خبر دی گئی پس آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے اس کو قتل کیا اللہ انہیں قتل کرے۔ انہوں نے کیوں نہ پوچھا اگر وہ جانتے نہیں تھے۔ اس لئے کہ جہالت کی شفاء سوال ہے۔ اس لئے کہ اس کے لئے یہ کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور زخم پر پٹی باندھ لیتا اور اس پر مسح کر لیتا اور باقی جسم کو دھو لیتا۔ (موسیٰ راوی نے شک کیا ہے آپ ﷺ نے یعصر فرمایا یا یعصب)

جو نہیں جانتا اس کی شفا پوچھنے میں ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ مقلد کو علم نہیں ہوتا۔ اللہ کے نبی ﷺ سوال کو شفا فرما رہے ہیں۔ تقلید کو شفا فرما رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ بات بالکل واضح ہو گئی اللہ کے پیغمبر ﷺ اس طرح مسئلہ سمجھاتے تھے کہ ان پڑھ سے ان پڑھ کو بھی سمجھ میں آ جاتا تھا۔

انہوں نے اتباع والی آیت پڑھی، میں نے کہا کہ چاروں آیتوں کو ماننا چاہیے۔ اب انہوں نے پڑھی۔

﴿ان الحکم الا للہ﴾

اللہ کا حکم مانو۔

پھر نبی ﷺ کا حکم بھی مانو۔

﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم﴾.

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ربانیین جو تھے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سناتے تھے۔

بخاری شریف میں لکھا ہے کہ ربانی فقیہ کو کہتے ہیں۔ [۱] اور فقہاء کے جتنے فتاویٰ مرتب

(۱). وقال ابن عباس کونوا ربانیین حکماء علماء فقهاء.

(بخاری ص۱۶ ج۱)

اخبرنا هارون بن معاویة عن حفص بن غیاث عن ابی عبدالله الخراسانی عن الضحاک (ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب) قال حق کل من قرأ القرآن ان یکون فقیها.

(دارمی ص۸۱ ج۱)

اخبرنا هارون بن معاویة ثنا حفص عن اشعث بن سوار عن

ہیں بلا ذکر دلیل مرتب ہیں۔ اسی کا نام تقلید ہوتا ہے۔

اب یہ قرآن پاک کی ایک آیت پڑھ کر دوسری آیت کو نہیں مانتے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی حال اطاعت کا ہے۔

﴿یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله و رسوله﴾

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو۔ یہ اطاعت بلا دلیل ہوتی ہے۔ و اطیعوا الرسول اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ رسول کی اطاعت بھی بلا دلیل ہوتی ہے۔ و اولی الامر منکم اور ایسے لوگوں کی جو استنباط اور اجتہاد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک میں ذکر آ گیا کہ الذین یستنبطونه منهم۔

استنباط کہتے ہیں زمین کی تہ میں سے چھپا ہوا پانی نکال لینا۔ اس پانی کو نکالنے والا اس کو پیدا نہیں کرتا۔ اس عقیدے سے اس کو پی رہا ہے کہ پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ہاں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ جس نے پانی کو نکال کر ہمارے لئے اس کو پینا آسان کر دیا ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تنازع یا اتفاق۔ اگر مجتہدین میں اتفاق رہے اس کو اجماع کہتے ہیں اور اگر ان میں تنازع ہو گیا تو ان میں سے ہر ایک کے اجتہاد کو اجتہاد ہی کہا جائے گا۔

اب دیکھیں اس میں چاروں باتیں آ گئیں اور ہم نے وہ چاروں باتیں مان لیں۔ اور انہوں نے دو مانیں اور دو کا انکار کر دیا۔ جنہوں نے اطیعوا الرسول کو چھوڑا انہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا اور یہ کہا کہ وہ خالق ہے اور یہ رسول ﷺ مخلوق ہے۔

الحسن (لو لا ینهاهم الربانیون و الاحبار) قال الحکماء العلماء.

اخبر محمد بن عیینه عن ابی اسحق الفزاری عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر قال کونوا ربانیین قال علماء فقهاء.

(دارمی ص ۸۱ ج ۱)

اگر نبی ﷺ کی بات مان لی جائے تو شرک ہو جائے گا۔

جنہوں نے مجتہدین کو چھوڑا انہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھا اور یہ کہا کہ مجتہد نبی ﷺ کا مخالف ہوتا ہے۔ حالانکہ مجتہد کا اعلان ہوتا ہے۔

القیاس مظهر لا مثبت.(۱)

قرآن بھی استنباط کا لفظ لا رہا ہے کہ وہ چھپے ہوئے پانی کو پیدا نہیں کرتے بلکہ ظاہر کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔

﴿فاذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به﴾.

منافقین کا طریقہ تھا کہ جو بات ہوتی اس کو پھیلا دیتے اس کا نقصان ہوتا۔

﴿ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم﴾.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تحقیق کا حق دو ہستیوں کو ہے۔ یا اولی الامر کی طرف رجوع کیا جائے، یا اہل استنباط کی طرف رجوع کیا جائے۔

رسول معصوم ہے، مجتہد ہر اجتہاد میں معذور ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو ہر اجتہاد پر اجر دے رہا ہے۔(۲) اب جنہوں نے رسول ﷺ کی طرف رجوع نہیں کیا انہوں نے اپنا نام اہل قرآن

---

(۱)۔ نور الانوار ص ۲۲۸۔

(۲). حدثنی یحیی بن یحیی التمیمی قال انا عبدالعزیز بن محمد عن یزید بن عبدالله بن اسامة بن الهاد عن محمد بن ابراهیم عن بسر بن سعید عن ابی قیس مولی عمرو بن العاص عن عمرو بن العاص انه سمع رسول الله ﷺ قال اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر.

(مسلم ص ۷۶ ج ۲، بخاری ص ۱۰۹۲ ج ۲ تا ص ۲۱۰)

رکھا۔اور جنہوں نے مجتہد کو چھوڑ دیا انہوں نے اپنا نام دھوکہ دینے کے لئے اہل حدیث رکھ لیا۔

اور فرمایا۔

﴿ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ﴾

اگر اللہ رحمت نہ فرماتے اور تحقیق ان لوگوں کے ہاتھوں میں نہ دیتے۔

﴿لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا﴾.

تم نام اگر چہ قرآن کا لیتے ہو اور نام اہل قرآن رکھتے ہو، یا حدیث کا نام لے کر اہل حدیث رکھتے ہو۔لیکن وہ اتباع شیطان ہے اس لئے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد. (۱)

دیکھئے بات واضح کر دی کہ کچھ لوگ فقہ کے تابعدار ہیں اور کچھ شیطٰن کے تابعدار ہیں۔ فقیہ کے تابعدار کو مقلد کہا جاتا ہے۔اور شیطان کے تابعدار کو غیر مقلد کہا جاتا ہے۔

نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ منافق کے اندر دو چیزیں نہیں آسکتیں حسن اخلاق اور فقہ فی الدین. (۲)

---

(۱). حدثنا محمد بن اسماعیل نا ابراھیم بن موسیٰ نا الولید نا هو ابن مسلم نا روح بن جناح عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد هذا حدیث غریب ولا نعرفه الا من هذاالوجه من حدیث الولید بن مسلم. (ترمذی ص۹۷ ج۲، ابن ماجه ص ۲۰)

(۲). حدثنا ابو کریب نا خلف بن ایوب عن عوف عن ابن سیرین عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقه فی الدین هذا حدیث

اب دیکھیں میں حدیثیں پڑھ رہا ہوں۔فقہ کے منکر کو اللہ کے نبی ﷺ شیطان فرماتے ہیں۔ (۱) اب یہ بھی مجھے ایک حدیث سنا دیں کہ فقہ کے منکر کو اللہ تعالیٰ نے کہیں اہل حدیث فرمایا ہو کہ جو فقہ کا انکار کرتے ہیں ان کو اہل حدیث کہنا۔

بات بالکل واضح ہے کہ ہم حکم میں بھی اطاعت میں بھی یہی کہتے ہیں کہ ان سب کا معنی پیروی ہوتا ہے۔جس طرح اللہ کی اتباع والی آیت بھی مانتے ہیں، رسول کی اتباع والی آیت بھی مانتے ہیں، اجماع کے اتباع والی آیت بھی مانتے ہیں۔منیب مجتہد کے اتباع والی آیت بھی مانتے ہیں۔

اطاعتوں میں بھی ہم چار اطاعتوں کو مانتے ہیں اور حکم میں بھی ہم ربانیین کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو فقہاء ہیں اگر سب فقہاء کا اجماع ہو جائے تو اس کو اجماع کہتے ہیں اور اگر اختلاف ہو جائے تو ان میں سے ہر ایک کی رائے کو اجتہاد کہا جاتا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

حاجی صاحب سے میں نے بیٹھتے ہی کہا تھا کہ تقلید شخصی کی تعریف کروائیں۔انہوں نے

غریب ولا نعرف هذا الحدیث من حدیث عوف الا من حدیث هذا الشیخ خلف بن ایوب العامدی ولم ار احدا یروی عنه غیر محمد بن العلاء ولا ادری کیف هو. (ترمذی ص۹۸ ج۲)

نوٹ۔امام ترمذیؒ نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔لیکن یہ یاد رہے کہ غرابت صحت کے منافی نہیں ہے۔بخاری شریف کی سب سے پہلی حدیث ہی غریب ہے۔اور غیر مقلدین دن رات ابن صلاح کی اندھی تقلید میں شور مچاتے ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہے۔

(۱)۔ترمذی ص۹۷ ج۲، ابن ماجہ ص۲۰)

تقلید کی تعریف میں مولانا ثناء اللہ کی جو کتاب پیش کی ہے یہ مولانا ثناء اللہ صاحب پر جھوٹ بولا ہے یہ ان کے مولوی اشرف علی تھانوی کا قول ہے۔

اپنے مولوی کا قول مولانا ثناء اللہ صاحب کے ذمے لگا رہے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

انہوں نے اسی تعریف کو مانا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

مولانا اشرف علی تھانوی بھی فرماتے ہیں کہ تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ دلیل کے موافق بتلائے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

مولانا ثناء اللہ نے اس کی تصدیق کی ہے یا تردید کی ہے؟۔اس کو مانا ہے۔ (۱)

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

اب ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یہ تقلید کی تصدیق کرتے ہیں یا تردید۔مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ تقلید کہتے ہیں کسی کے قول کو اس حسن ظن پر مان لینا کہ وہ دلیل کے موافق بتلائے گا اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔پھر تقلید کی تعریف میں عدم علم اور عدم معرفت دلیل داخل ہے۔تو ہدایہ جیسی مدلل کتاب کو پڑھنے اور پڑھانے والے کیونکر مقلد رہ سکتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ حنفی تو مقلد ہیں ہی نہیں کیونکہ ہدایہ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ثناء اللہ صاحب نے اس کی تصدیق نہیں کی بلکہ تردید کی ہے۔انہوں نے غلط حوالوں سے کام لیا۔مجتہد کی تعریف

(۱)۔جب مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس تعریف کو نقل کر کے اس کی تردید نہیں کی تو گویا انہوں نے بھی تسلیم کیا کہ تقلید کی تعریف یہی ہے۔لہذا حضرت اوکاڑوی کا یہ فرمانا کہ یہ تعریف ثناء اللہ نے کی ہے درست ہے۔

نہیں کی۔پھر انہوں نے واتبع سبیل من اناب الی پڑھا۔

میں نے کہا تقلید شخصی کو ثابت کرو انہوں نے نہیں کیا۔ واتبع سبیل من اناب الی یہ عام ہے۔

عام کے اندر ہر کوئی آئے گا۔اور اتباع کا ترجمہ تقلید کیا ہے۔قرآن کہتا ہے۔

﴿واتبع ملة ابراهيم حنيفاً﴾۔

کیا یہاں بھی واتبع کا معنی تقلید کریں گے۔ان کے کہنے کے مطابق نبی ﷺ بھی مقلد بن گیا۔یہ ایک کتاب کا حوالہ دے کر اتباع کا معنی تقلید کر رہے ہیں۔میں نے کتنی کتابوں کا حوالہ دیا کہ تقلید کہتے ہیں ایسے آدمی کی بات کو ماننا جس کے پاس کوئی حوالہ نہ ہو۔انہوں نے یہ ثابت کیا کہ تقلید نبی ﷺ کے بعد کسی آدمی کی اتباع کو کہتے ہیں۔

ان کے حوالے کا رد میں ایک اور حوالے سے کرتا ہوں۔حوالے کے مقابلے میں حوالہ آ جائے گا۔دونوں ٹکرائیں گے یہ ٹوٹ جائے گا۔

کہتے ہیں۔

الاتباع ما ثبت عليه الحجة.

اور تقلید کسے کہتے ہیں۔

والتقليد معناه فى الشرع الرجوع الى قول لا حجة لقائل عليه.

تقلید کہتے ہیں اس آدمی کی بات کو ماننا جس کے پاس دلیل نہ ہو، نہ قرآن سے، نہ حدیث سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے۔اتباع کہتے ہیں۔

ماثبت عليه الحجة.

جس پر دلیل موجود ہو۔یہ دونوں متضاد ہیں۔اصول فقہ کی کتاب میں لکھا ہے۔

التقليد عند جماعة العلماء غير الاتباع.

تقلید اتباع کی غیر ہے۔

لان التقلید اخذ قول الغیر من غیر حجۃ.

تقلید کہتے ہیں بغیر دلیل کے بات ماننے کو لہٰذا اتباع کا معنی تقلید کرنا غلط ہے۔ اگر اس کا ترجمہ تقلید ہی بنتا ہے تو پھر نبی تو مقلد بن گئے۔

پھر کہتے ہیں امام ابوحنیفہ منیب تھے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کے استاد کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ ولی نہیں تھے، ان کے استاد صحابی کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔

اگر تقلید اور اجماع ان کے نزدیک ایک ہی ہے۔ یہ جو امام ابوحنیفہؒ ہی کے پیچھے چلتے ہیں یہ تقلید شخصی یہ امام ابوحنیفہؒ ہی کی بات ماننی ہے۔ اس کی دلیل یہ نہ قرآن سے دے سکتے ہیں، نہ حدیث سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے، نہ اپنے امام کی کتابوں سے، نہ صاحبین کی کتابوں سے۔ یہ زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن میرے سوالوں کا جواب نہیں دیں گے۔

میں نے بیٹھتے ہی کہا تھا کہ ان سے تعریف مانگیں۔ انہوں نے تعریف نہیں کی۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

کہ محمود اور مذموم کی تعریف بھی اپنے ذمے لے لی۔ ابھی تک تو تقلید شخصی کی تعریف ہی نہیں کی، جبکہ اس کو واجب بھی ثابت کرنا ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیمار کا علاج سوال ہے۔ اور سوال کا معنی تقلید کیا۔

﴿فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾.

وہ کہتے ہیں کہ مفتی کے پاس جانا تو تقلید ہے ہی نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ تقلید کرو یہ قرآن وحدیث میں کیسی تحریفیں کر رہے ہیں۔

صرف اپنے امام کے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے۔ ہماری دلیل اب بھی موجود کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن وحدیث کی تقلید کرنا۔

﴿ولا تتبعوا من دونہ اولیاء﴾

اور اولیاء کی تابعداری نہ کرو۔

یہ بار بار اولی الامر کا کہہ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ خوف کی بات جو آتی ہے تو رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ اور اولی الامر کی طرف لوٹاؤ۔ پہلا حکم ہے رسول کی طرف لوٹانے کا۔

﴿فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول﴾

جب تنازع ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ماننی ہے۔ اولی الامر کی بات تب ماننی ہے جب وہ اللہ کے رسول ﷺ کے موافق بتلائیں۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق.

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں ماننی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک وفد بھیجا اس میں ایک امیر مقرر کیا اور کہا کہ امیر کی اطاعت کرنا کیونکہ اولی الامر کی اتباع کرنی ہے۔ وہ کسی بات سے ناراض ہو گیا تو حکم دیا کہ آگ لگاؤ، جب لگائی گئی تو کہا اس میں چھلانگ لگاؤ، اس پر بعض نے کہا ہم نے نبی اقدس ﷺ کی اتباع آگ سے بچنے کی لئے کی تھی، اب آگ میں کیسے داخل ہوں۔

یہ آپس میں جھگڑا کرنے لگے حتیٰ کہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور اس کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ بعد میں ساری بات آکر نبی اقدس ﷺ کو بتلا دی کہ آپ نے جس کو امیر بنا کر اس کی اطاعت کا حکم دیا اس نے تو ہمیں آگ میں چھلانگ لگانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی بات مان کر آگ میں چھلانگ لگا دیتے ہمیشہ اس میں جلتے رہتے۔ آئندہ تم کبھی اس سے باہر نہ نکلتے۔ اگر قرآن وحدیث میں موجود ہے تو پیروی کرو ورنہ نہ کرو۔

اب یہ تقلید کے رد میں ہے۔ اولی الامر اگر کوئی ایسی بات کہتا ہے جو اللہ رسول کے خلاف ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق.

رب کی نافرمانی میں کسی کی بات نہیں ماننی۔ (1)

آخری بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بات ماننا یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوگیا۔ اللہ کی مانتے ہیں کہ وہ خالق و مالک ہے۔ نبی ﷺ کی اس لئے مانتے ہیں کہ اللہ نے نبی ﷺ کی بات ماننے کا حکم دیا۔ اللہ نے کہاں حکم دیا کہ امام ابوحنیفہؒ کی بات مانیں۔ یہ نہ اللہ سے دکھا سکتے ہیں، نہ نبی اقدس ﷺ سے دکھا سکتے ہیں۔

(1) حدثنا عمرو بن حفص بن غياث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا سعد بن عبيدة عن ابی عبدالرحمن عن علی قال بعث النبی ﷺ سرية و امر عليه رجلا من الانصار وامرهم ان يطيعوه فغضب عليهم وقال اليس قد امر النبی ﷺ ان تطيعونی قالوا بلی قال عزمت عليكم لما جمعتم حطبا و اوقدتم نارا ثم دخلتم فيها فجمعوا حطبا فاوقدوا فلما هموا بالدخول فقام ينظر بعضهم الی بعض فقال بعضهم انما تبعنا النبی ﷺ فرارا من النار افندخلها فبيناهم كذالک اذ خمدت النار و سكن غضبه فذكر للنبی ﷺ فقال لو دخلوها ما خرجوا منها ابدا انما الطاعة فی المعروف. (بخاری ص ۱۰۵۸ ج ۲)

یہ تقلید کی دلیل ہے کیونکہ صحابہ نے مراد نبی ﷺ کے متعین کرنے میں قیاس کیا آپ علیہ السلام نے تائید فرمائی، حالانکہ بظاہر یہ خلاف نص تھا لیکن مقبول ہوا۔ معلوم ہوا کہ کبھی قیاس بظاہر معارض نص بھی ہوتا ہے لیکن حقیقت میں مظہر حکم ہوتا ہے اس لئے مقبول ہوتا ہے۔ طالب الرحمٰن خود ہی قیاس کی دلیل بیان کر رہے ہیں۔

آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

چلو ایک چھوٹ اور دیتے ہیں کہ اگر اللہ رسول سے نہیں دکھا سکتے تو اپنے امام ابوحنیفہؒ سے ہی دکھا دیں۔ پہلے ان سے تعریفات کا مطالبہ کریں پھر قرآن و حدیث سے دلائل لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد۔

سارا زور اس بات پر لگایا ہے کہ اتباع اور تقلید میں فرق ہے۔ اتباع کہتے ہیں قرآن و حدیث کی بات ماننے کو اور تقلید کہتے ہیں جو بات قرآن و حدیث میں نہ ہو اس کو مان لو۔ یہی کچھ کہا ہے۔

پروفیسر صاحب کو قرآن کی ہوا بھی نہیں لگی کافر سارے کہتے تھے۔

﴿بل نتبع ما وجدنا عليه اباءنا﴾.

ہم اپنے باپ دادا کی اتباع کر رہے ہیں۔

کیا کافروں کے باپ دادا ان کافروں کو قرآن و حدیث سناتے تھے۔

قرآن کہتا ہے۔

﴿لاتبعوا خطوات الشيطن﴾ (1)

کہ شیطن کی اتباع کی۔ کیا شیطن ان کو قرآن و حدیث سناتا تھا۔ یہ جو پروفیسر صاحب پڑھ رہے ہیں ان کو تو قرآن کی ہوا بھی نہیں لگی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿واتبعوا الشهوات﴾ (2)

کچھ لوگوں نے شہوت کی تابعداری کی۔ کیا شہوات قرآن و حدیث کا نام ہے؟۔ جو

(1)_۲۱-۲۴

(2)_۵۹-۱۹

پروفیسر صاحب لوگوں کو سنا رہے ہیں۔ آگے فرمایا

﴿ فاتبعوا امر فرعون ﴾.[1]

انہوں نے فرعون کے حکم کی تابعداری کی۔ یہ جو کہتے ہیں کہ اتباع قرآن وحدیث کو ماننے کو کہتے ہیں کیا فرعون ان کو قرآن وحدیث سناتا تھا۔

یہ جو پڑھ رہے ہیں تو قرآن وحدیث کی تو ان کو ہوا بھی نہیں لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ واتبعوا الشهوة ﴾.

جنہوں نے شہوت کی پیروی کی۔ کیا شہوت قرآن وحدیث کا نام ہے؟۔ آگے ہے۔

﴿فاتبعوا امر فرعون ﴾.

فرعون کی تابعداری کی۔ یہ جو کہتے ہیں کہ تابعداری قرآن وحدیث کو ماننا ہے۔ کیا فرعون ان کو قرآن وحدیث سناتا تھا۔ پروفیسر صاحب قرآن وحدیث بالکل نہیں جانتے۔ اس لئے انہوں نے اس قسم کی باتیں شروع کردی ہیں۔ کیا واقعتاً ان کی خواہشات کا نام قرآن و حدیث ہی ہے۔ اتباع کا لفظ فرعون کے لئے آیا اور شیطن کے لئے بھی آیا ہے۔

﴿ان یتبعون الا الظن ﴾.

وہ اپنی اٹکل پچو باتوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے جو یہ بات کی کہ قرآن کا انکار کرنے کے بعد یہ بات کرسکتا ہے جو شخص قرآن پڑھا ہوا ہو وہ ایسی بات کبھی بھی نہیں کہہ سکتا۔

دوسرا انہوں نے یہ کہا کہ یہ کم از کم اپنے امام سے ثابت کردیں۔ یہ ہے کفایہ کتاب الصوم۔

(۱)۔۹۸-۱۱۔

واذا كان المفتى على هذه الصفة على العامى تقليده وان كان اخطأ فى ذالک ولا معتقداً لغيره هكذا روى الحسن عن ابى حنيفةؒ والرستم عن محمد و بشير بن خليل عن ابى يوسف.

تینوں اماموں نے تقلید کو واجب قرار دیا۔ فقہاء نے جتنے مسائل مرتب کروائے ان کے ساتھ دلائل مرتب نہیں کروائے۔ جب انہوں نے فتاویٰ بغیر دلیل بیان کئے تو لوگوں کو دعوت تقلید دی۔ جو واقعہ انہوں نے آگ والا سنایا ہے۔ اسے توجہ سے سنیں کہ واقعہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کی تابعداری کرنا۔ لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے بظاہر جو ان کے حکم کے خلاف تھا اس قیاس پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کی تعریف فرمائی جن پر انہوں نے عمل کیا وہ قیاس تھا نہ کہ حدیث۔[1]

انہوں نے کہا کہ ہم دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے ایمان لائے ہیں۔ تو ہم اس آگ میں کیوں جائیں۔ یہ صاف قیاس ہے۔ اگرچہ انہوں نے حدیث کے مقابلے میں قیاس کیا

(۱)۔ چنانچہ وہ روایت یہ ہے،

حدثنا مسدد قال حدثنا عبدالواحد قال حدثنا الاعمش قال حدثنى سعد بن عبيدة عن ابى عبدالرحمن عن علىؓ قال بعث النبى ﷺ سرية فاستأمر رجلا من الانصار وامرهم ان يطيعوه فغضب قال اليس امركم النبى ﷺ ان تطيعونى قالوا بلى قال فاجمعوا لى حطبا فجمعوا فقال اوقدوا ناراً فاوقدوها فقال ادخلوها فهموا وجعل بعضهم يمسک بعضا ويقولون فررنا الى النبى ﷺ من النار فمازا الواحتى خمدت النار فسكن غضبه فبلغ النبى ﷺ فقال لو دخلوها ما خرجوا منها الى يوم القيمة الطاعة فى المعروف. (بخارى ص ۶۲۲ ج ۲)

لیکن چونکہ حضور ﷺ کی مراد بھی یہی تھی ۔اس لئے اس کو کہتے ہیں اجتہاد فی مراد النص۔

یہ جو کہتے ہیں کہ میں نے ساری عبارتیں مکمل پڑھیں اب دیکھئے تقلید کی تعریف۔

التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة متعلقة بالامر

والمراد بالحجة حجة وجوه الاربعة.

کہ چار دلیلوں میں سے جو بات نہ پائی جائے اس کا ماننا تقلید ہے۔

والا فقول المجتهد دلیله وحجته.

کہ مجتہد کا قول بے دلیل نہیں ہوتا بلکہ مقلد کے لئے دلیل ہوتا ہے۔

کاخذ العامی من المجتهد.

جیسے عامی مجتہد سے فتوی لیتا ہے۔

واخذ المجتهد بمثله والرجوع الی النبی ﷺ واصحابه

علیهم الصلوٰة والسلام.

اللہ کی بات بھی دلیل، نبی کی بات بھی دلیل، مجتہد کی بات بھی دلیل ۔تو ان کی بات کی طرف رجوع کرنا لغت میں تقلید نہیں کہلاتا۔

فانه رجوع الی الدلیل.

بے شک رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنا، اجماع کی طرف رجوع کرنا، مجتہد کی طرف رجوع کرنا، رجوع الی الدلیل ہے۔

وکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی لیس هذا

الرجوع نفسه تقلید وان کان عمل الناس بعده تقلیداً.

یہ حقیقتاً تقلید نہیں ہے ۔اگر جو عمل بعد میں کیا جاتا ہے اس کو تقلید کہا جاتا ہے۔آگے ہے۔

لان ایجاب النص ذالک علیها.

اس لئے کہ کتاب وسنت نے اس کو واجب کیا ہے۔

فهو عمل بالحجة لا بقول الغیر.

وہ عمل بالحجت ہے۔لکن العرف اب دیکھئے بات عرف کی آ گئی جو میں سمجھا رہا ہوں کہ ایک ہے لغوی بات، ایک ہے عرفی بات ۔لغت میں جس طرح رسول ﷺ کی طرف جانے کو تقلید نہیں کہتے ، اجماع کی طرف جانے کو تقلید نہیں کہتے ۔لغت کے اعتبار سے مجتہد کی بات ماننے کو بھی تقلید نہیں کہتے۔

لیکن عرف جو اہل اصول کا ہے۔

دل علی ان العامی مقلد للمجتهد.

- کہ عامی مجتہد کا مقلد ہوتا ہے۔ یہ عرف ہے اور ہمیشہ عرف کو مانا جاتا ہے۔

دیکھئے عزیز کا معنی غالب ہے، اللہ کا نام بھی عزیز ہے۔ لیکن جب آپ اپنے والد صاحب کو خط لکھتے ہیں تو عزیزم والد صاحب نہیں لکھتے ،اس لئے کہ ہمارے ہاں عزیز چھوٹے کو کہا جاتا ہے۔اگر چہ لغت کے اعتبار سے کوئی غلط نہیں ہے۔لیکن پڑھا لکھا آدمی اسے کبھی برداشت نہیں کرے گا۔

اگر چہ وہ لغتاً صحیح ہے۔اب یہ تو کہتے ہیں کہ اللہ کی بات ماننا تقلید نہیں۔اجماع کی بات ماننا تقلید نہیں۔ وہاں یہ بھی تو لکھا ہے کہ مجتہد کی بات ماننا بھی تقلید نہیں۔لیکن اب یہ عرف ہو گیا ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ نعت کا لفظ عرف میں نبی ﷺ کے لئے آتا ہے، حمد کا لفظ عرف میں اللہ کی تعریف کے لئے آ گیا۔اسی طرح تقلید کا لفظ عرف میں مجتہد کی بات ماننے کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بادلیل بات ہوا کرتی ہے۔تو فرمایا۔ قال امام الحرمین. امام الحرمین نے فرمایا کہ اصولیین جتنے ہیں ان کے عرف میں تقلید کہا جائے گا۔ اور یہی بات مشہور ہے۔اور ساری امت نے اس بات کو مانا ہے۔

اب دیکھیں پوری بات سامنے آئی ۔ یہ جب بھی پڑھتے ہیں تو آدھی عبارت پڑھتے ہیں

کہ رسول ﷺ کی بات ماننا تقلید نہیں۔ یہ آدھی عبارت پڑھتے ہیں۔ جہاں تقلید کا لغوی معنی ذکر کیا ہے وہ تو بلا دلیل بات ماننے کو کہتے ہیں۔ لیکن مجتہد کی بات اور قاضی کا فیصلہ بادلیل ہوتا ہے۔ بلا دلیل نہیں ہوتا۔ تو جس طرح نبی ﷺ کی بات ماننا تقلید نہیں ہے، اسی طرح مجتہد کی بات ماننا بھی تقلید نہیں۔

لیکن عرف میں یہ لفظ مجتہد کے لئے خاص ہوگیا۔ جو مجتہد کی بادلیل بات کو مانے گا اس کو مقلد کہتے ہیں۔ تو جو پوری بات ہے یہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ آدھی آدھی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے اتباع اور تقلید میں فرق کیا تھا۔ میں نے کتنی آیتیں آپ کے سامنے پڑھیں اور اس کو قطعاً قرآن نہیں آتا۔

اب دیکھیں نبی ﷺ کے فیصلے کے سامنے اس قیاس کو بیان کر رہا ہے۔ جو اس آگ کو دوزخ کی آگ پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور قیاس کی طرف آ رہا ہے حالانکہ میں نے لکھ کر بھی دے دیا ہے کہ یہ اگر قرآن پاک سے تقلید شخصی کی تعریف، اس کا حکم دکھا دیں تو میں اپنے دعوے سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ بات ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ کتاب اللہ پر ہمارا اتفاق ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ پہلا نمبر کتاب اللہ کا ہے۔ اگر یہ کتاب اللہ سے تقلید شخصی کا لفظ، اس کی تعریف اور اس کا حکم دکھا دیں تو ہم چھوڑ دیں گے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

تقلید شخصی کا مدعی یہ ہے ہمارا ہے جواب دعوٰی۔ مدعی جب اپنا دعوٰی ہی پیش نہیں کر سکتا۔ آپ سارے اسے مل کر کہیں کہ تقلید شخصی کی تعریف اور پھر واجب کی تعریف اور پھر اس کا حکم کہ تقلید شخصی واجب ہے دکھائیں۔

اسی طرح تقلید مذموم اور تقلید محمود کی تعریف ابھی نہیں آئی۔ پھر انہوں نے مجتہد کی تعریف جو کی تھی وہ بھی ابھی نہیں آئی۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ آدھی آدھی عبارتیں پڑھتے ہیں۔ میں نے پوری عبارتیں پڑھی ہیں اگر میں نے پوری عبارت نہ پڑھی ہو تو میری شکست اور ان کی فتح۔ پھر کہتا ہے

کہ عبارت تو پوری پڑھتا ہے لیکن تشریح نہیں کی۔ ہر بات کی تشریح کرنا کیا ضروری ہے؟۔ یہ تمام چیزیں ان کے ذمے فرض تھیں۔ جو انہوں نے پوری نہیں کیں۔

انہوں نے اتباع اور تقلید کے معنی کا فرق ثابت کرنے کے لئے قرآن کی آیتیں پڑھی ہیں۔ جب یہ خود مانتے ہیں کہ ایک ہے لغوی معنی اور ایک ہے اصطلاحی معنی۔

اب صلوٰۃ کا یہ معنی کرتے ہیں تحریک الصلوین. چوتڑوں کو ہلانا۔ اب ان سے پوچھو کہ اقیموا الصلوٰۃ کا کیا معنی ہے کہ چوتڑ ہلاؤ۔ یہ تو لغوی معنی ہے۔ یہاں اتباع کا جو معنی ہے وہ ہے لغوی معنی۔ اور اصطلاحی معنی کون بیان کرتا ہے۔ اصطلاحی معنی بیان کر کے کہتے ہیں کہ شریعت میں اتباع اس کی بات کو ماننے کو کہتے ہیں کہ جس کی بات حجت ہو اس کو ماننا۔

التقلید معناه فی الشرع الرجوع الی القول لا دلیل لقائله علیه.

شریعت میں اتباع کہتے ہیں جس کی بات حجت ہو اور تقلید کہتے ہیں جس کی بات حجت نہ ہو۔ اب مولوی صاحب اور میرا جھگڑا ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اتباع کا معنی یہ ہے میں کہتا ہوں کہ اتباع کا معنی یہ ہے۔ میں نے دو کتابوں سے پیش کیا ہے۔ کہ اتباع کا معنی حجت ہے۔ لغت میں اتباع کا معنی عام ہے لغت میں کسی کافر کی بات ماننے کو بھی اتباع کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بات ماننا بھی اتباع ہو سکتی ہے۔۔ لیکن اصطلاحاً نبی اکرم ﷺ کی بات کو ماننا ہی اتباع ہوگی۔

﴿اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء﴾.

کہ ان کے پیچھے نہ چلو۔ جو اولیاء گزرے ہیں۔ چونکہ ان کتابوں نے فرق کیا ہے اس لئے ہم بھی کرتے ہیں۔ دوسرا انہوں نے کہا روی الحسن عن ابی حنیفة امام صاحب نے کہا کہ میرے پیچھے چلو۔ امام صاحب کا قول بیان کر رہے ہیں کہ امام صاحب نے کہا وہ کہتے ہیں کہ۔

ان كان المفتى اخطأ فى ذٰلک.

اگر چہ مفتی غلط فتوے بھی بیان کرے ان کے بقول ابوحنیفہؒ کہتے ہیں پھر بھی مانو۔

فعلى العامى تقليده وان كان المفتى اخطأ فى ذالک.

اگر چہ مفتی اس میں غلطیاں بھی کرتا ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

خطا کا معنی بیان کرو۔

بولے نہ جان بوجھ کے سینے میں بغض ہے

بلا ارادہ حلق سے اتر جائے کوئی گناہ نہیں

یہ خطا ہے آپ کو خطا کا معنی بھی نہیں آتا۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

روزے میں غلطی سے کھالینا یہ گناہ نہیں ہے۔ یہ کیا کہتا ہے کہ۔

فعلى العامى تقليده.

عامی پر اس کی تقلید ہے۔

وان كان المفتى اخطأ فى ذالک.

اگر چہ مفتی جان بوجھ کر اس میں غلطیاں کرتا ہو۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہتا ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ اس کا ترجمہ کریں۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

على العامى تقليده.

عامی پر اس کی تقلید واجب ہے، جس کی وہ تقلید کر رہا ہے۔ اخطأ فى ذالک وہ خطا

کرتا ہے ولا يعتقد فى غيره۔ مفتی اگر بھول کر غلطی کرے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نسیان اور خطا میں فرق ہے۔ یہ کبھی کہتا ہے کہ جان بوجھ کر غلطی کرتا ہے اور کبھی کہتا ہے کہ بھول کر غلطی کرتا ہے۔ نسیان اور خطا میں فرق ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

اگر جان بوجھ کر غلطی کرتا ہے یہ ہے خطا۔ بھول کر کر گیا ہے یہ خطا نہیں۔ ایک بھول کر غلطی کرتا ہے اس کا کوئی جرم نہیں ہے ایک جان بوجھ کر غلطی کرتا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ نے بھول بیان کیا، عمد بیان کیا، خطا پھر بیان نہیں کی۔ اس کو خطا کا ترجمہ ہی نہیں آ رہا۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

آپ پہلے ان سے خطا کا معنی کروائیں۔

حاجی صاحب۔

یہ معنی تو آپ نے کرنا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

خطا کا معنی بھول ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ کو خطا کا معنی ہی نہیں آتا کتنا غلط ترجمہ کر رہا ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

اگر بھول کر کی تب مانو گے۔ اگر جان بوجھ کر کی تب بھی مانو۔ دلیل اس پر اللہ کے رسول ﷺ کی بات ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جھوٹ بول گیا ہے۔

﴿لعنۃ اللہ علی الکاذبین﴾۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

رفع عن امتی الخطاء والنسیان.

کہ میری امت سے خطا بھول معاف کردی گئی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حدیث میں ایک خطا آ گیا، ایک نسیان آ گیا، ایک استکراہ آ گیا۔ آپ ان تینوں کا الگ الگ ترجمہ کریں۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

ان کان المفتی اخطاء فی ذالک.

خطا اس نے بھی بولا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے بھی بولا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے اللہ نے خطا معاف کردی ہے۔ غلطیاں معاف کر دی ہیں۔ وہ کون سی غلطیاں ہیں جو جان بوجھ کر کرتا ہے؟۔ کیوں؟۔ آگے فرمایا والنسیان. پہلے فرمایا خطا معاف کی، خطا کا معنی کیا ہوا جو جان بوجھ کر کی جائے؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پھر تو یہ ہوا کہ جو جان بوجھ کر روزہ توڑتا ہے وہ معاف ہے۔ اس نے خطا کا ترجمہ کیا ہے جو جان بوجھ کر کیا جائے۔ اور خطا معاف ہے اس حدیث کی رو سے تو معنی ہوا کہ جو جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے وہ معاف ہے۔

پروفیسر طالب الرحمٰن۔

اگر مفتی بھول کر غلطی کر جائے تب بھی کہتے ہیں اے مقلد مان اس غلطی کو۔ یہ جو بھی ترجمہ کریں۔ مفتی اگر خطا کرتا ہے تب بھی یہ کہتے ہیں کہ اے مقلد مان اس کو۔ اور پھر کہتے ہیں کہ روی الحسن کہ امام ابوحنیفہؒ سے جو روایت کرنے والا ہے وہ حسن ہے وہ کذاب ہے۔

میں نے جتنی باتیں کی ہیں وہ ان پر قرض ہیں۔ اگر یہ مر گئے تو ان کا جنازہ بھی نہیں ہوگا۔

اب انہوں نے یہ کہا کہ اس نے آدھی آدھی عبارتیں پڑھی ہیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ میں نے پوری پوری عبارتیں پڑھی ہیں۔ پھر کہا تشریح انہوں نے نہیں کی۔ تشریح کرنا تو میرے ذمے نہیں تھا۔ میرے ذمے تو عبارتیں پڑھنا تھا۔ میں نے مسلم الثبوت پڑھ کر حوالہ پیش کیا۔

کہتے ہیں کہ حقیقی اور ہے عرفی اور ہے۔ حقیقی کیا ہے کہ نبی ﷺ کی بات ماننا تقلید نہیں، اجماع ماننا تقلید نہیں

، وکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی الی العدول.

عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں سے پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

لیس ھذا عرفاً تقلیداً.

یہ عرفاً تقلید نہیں ہے۔

وھو عمل بحجۃ لا بقول الغیر

کیونکہ وہ تو حجت پر عمل کر رہے ہیں۔ دین کی بات پوچھ رہے ہیں وہ دین کی بات بتلا رہا ہے۔

پھر یہ کہتا ہے کہ عرفی طور پر وہ مقلد ہوگا حقیقتاً نہیں۔ اب ایک معنی میں کرتا ہوں حقیقی یہ کرتے ہیں عرفی۔ معنی حقیقی مانا جائے گا عرفی نہیں مانا جائے گا۔ اس لئے کہ باقی کتابیں موجود ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔

لان التقلید ھو اخذ قول الغیر بغیر حجۃ.

میں نے اتنی دس بارہ کتابیں حنفیوں، مالکیوں، حنبلیوں کی پیش کیں کہ تقلید کسی کی بات کو بغیر دلیل ماننے کو کہتے ہیں۔ اب میں نے تین چار جگہوں کے پوائنٹ دئے تھے۔ مدعی ہیں تقلید شخصی کے۔ تقلید شخصی واجب ہے۔ ہم نے کہا کہ اتباع کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی، قرآن نے کہا اتباع کرو اللہ کی، قرآن نے ہی کہا اتباع کرو رسول ﷺ کی،

﴿من عصی محمداً فقد عصی اللہ﴾.

جو محمد ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔

جو محمد کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ یہ دکھائیں کہ قرآن نے کہا ہو کہ جو ابو حنیفہؒ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ یہ دکھائیں کہ قرآن نے کہا ہو کہ جو ابو حنیفہؒ کی اطاعت کرتا ہے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ ابھی تک انہوں نے کسی حدیث سے نہیں دکھایا کہ تقلید شخصی واجب ہے۔

ہمارا دعوٰی برقرار رہا ہے۔ ہمارا دعوٰی کیا تھا۔

﴿ان الحکم الا للہ﴾.

اللہ فرماتے ہیں۔

﴿ولا یشرک فی حکمہ احداً﴾.

اب یہ کہتے ہیں کہ کیا نبی بھی شریک ہے؟ ہاں اللہ فرماتا ہے۔

﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ﴾.

میرا نبی کیا کہتا ہے۔

﴿وما ینطق عن الھوی. ان ھو الا وحی یوحی﴾.

اس لئے اس کی بات میری بات ہے۔

حدیث سے یہ بھی دکھائیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید شخصی واجب ہے۔ ان کو کیسے پتا لگا کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے بڑا کوئی نہیں تھا۔ اس لئے ہم اس کی

تقلید کرتے ہیں۔ صحابہ امام ابو حنیفہؒ سے بڑے نہیں تھے؟۔ ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

قرآن پاک میں ایک عام اصول ہے جو ساری دنیا بھی مانتی ہے۔ وہ ہے۔

﴿فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون﴾.

ہر فن میں دو قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک فن کے ماہرین دوسرا ان سے پوچھ کر ان کے پیچھے چلنے والے۔ حکم دیا ہے کہ جو نہ جاننے والے ہوں وہ ان جاننے والوں سے پوچھ لیا کریں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ اہل الذکر اسم جنس ہے۔ جس کا اطلاق جس طرح ایک پر ہوتا ہے اسی طرح کئی افراد پر بھی ہوتا ہے۔

اب ایک بات جو انہوں نے بار بار دہرائی ہے کہ واجب اور فرض کا فرق نہیں بتایا۔ اللہ کی اطاعت فرض رسول ﷺ کی فرض۔ امام کی اطاعت کو ہم واجب کہتے ہیں۔ رسول ﷺ معصوم ہے، امام سے خطاء ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس میں ظنیت آ گئی۔ فرض کا منکر کافر ہوتا ہے۔ واجب کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ واجب اور فرض کا فرق ہم نے اس بات پر کیا کہ اس میں ظنیت اور قطعیت کا فرق ہے۔

انہوں نے اتنا وقت ضائع کیا اور خطاء کا ترجمہ نہیں کیا۔ خطا اور ہے عمد اور ہے۔ جیسے قتل عمد اور ہے، اور قتل خطا اور ہے۔ اور یہ جان بوجھ کر خطاء کا معنی عمد کر رہے ہیں۔ یہ کتاب ہماری ہے اس کو ہماری اصطلاحات بھی جاننا چاہئے۔ روزے میں جان بوجھ کر ایک آدمی ایک گھونٹ بھی پی لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ گناہ ہوگا کفارہ لازم ہوگا۔ بھول کر آپ چار گلاس پانی پی جائیں تو کوئی گناہ نہیں۔ خطاء کہتے ہیں کہ آپ کا ارادہ نہیں تھا آپ کلی کرنے لگے پانی کا قطرہ حلق سے نیچے اتر گیا اس کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس کو خطاء کہتے ہیں۔ یہ معاف ہے۔ قتل خطاء بھی اسے کہتے

ہیں۔ کہ آپ پاگل کتے کو گولی مارنے لگے اچانک بچہ سامنے آ گیا اسے گولی لگ گئی۔ چونکہ اس میں ارادہ نہیں ہوتا اس لئے اس کو گناہ نہیں کہا جاتا۔

اب مجتہد کی بھول یہ کیا ہے؟۔ اللہ کے پیغمبر فرماتے ہیں کہ اگر مجتہد ثواب کو پہنچے تو دو اجر اگر مجتہد سے خطاء ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کو ایک اجر عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ اسے پتا ہی نہیں کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے یا نہیں۔ (۱)

جیسے قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے یہ تو اسے پتا نہیں ہے کہ میں خطا پر ہوں۔ اس کی نماز اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ لیکن ہماری عقل یہی کہتی ہے کہ نہ قبول کی جائے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت سے قبول فرمالی۔ اسی طرح جنگ کے موقع پر حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ قتل کر دیا جائے۔ صدیق اکبرؓ کی رائے تھی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ رائے عمرؓ کی ٹھیک تھی۔ اب یہ اجتہادی غلطی تھی اللہ نے بتائی لیکن کیا جو فدیہ لیا گیا تھا وہ واپس کیا؟۔ اگر حرام تو کجا مکروہ تنزیہی بھی ہوتا تو اللہ کے نبی ﷺ کبھی اس فدیے کو برداشت نہ کرتے اور نہ صحابہ کرام اس فدئے کو رکھتے۔

اب مقلد کو پتا ہی نہیں کہ خطا ہوئی ہے یا نہیں۔ یہ بات اس لئے لکھی گئی ہے تا کہ مقلد اپنے امام کو معصوم نہ سمجھے۔ وہ سمجھے کہ اس سے خطاء بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن امام کی خطاء کا مجھے تو علم ہی

(۱). حدثنا عبداللہ بن یزید المقری المکی وقال حدثنا حیوۃ ابن شریح قال حدثنی یزید بن عبداللہ بن الھاد عن محمد بن ابراھیم بن الحارث عن بسر بن سعید عن ابی قیس مولی عمرو بن العاص عن عمرو بن العاص انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتھد ثم اخطأ فله اجر. (بخاری ص ۱۰۹۲ ج ۲)

نہیں ہے۔ خود مجتہد کو بھی علم نہیں ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ اس خطاء پر اجر عطا فرما رہے ہیں تو اس پر طعن کرنے کی کسی کو ضرورت نہیں۔ یہ بات ہے جو انہوں نے لکھی ہوئی ہے۔

انہوں نے کبھی اس کا ترجمہ کیا کہ جان بوجھ کر خطاء کی۔ اس طرح یاد رکھیں کہ نجات کے دو ہی طریقے ہیں تیسرا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ قبر میں جب پٹائی ہوگی تو فرشتہ کہے گا۔

لا دریت ولا تلیت. (۱)

کہ نہ تو تو صاحب اجتہاد تھا اور نہ ہی تو مقلد تھا اس لئے قیامت تک تیری پٹائی ہو رہی

(۱). حدثنا عیاش بن الولید قال حدثنا الاعلی قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن انس بن مالک انه حدثھم ان رسول اللہ ﷺ قال ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فیقعد انه فیقولان ما تقول فی ھذا الرجل لمحمد فاما المؤمن فیقول اشھد انه عبداللہ ورسوله فیقال له انظر الی مقعدک من النار قد ابدلک اللہ به مقعدا من الجنة فیراھما جمیعا قال قتادۃ و ذکر لنا انه یفسح له فی قبرہ ثم رجع الی حدیث انس قال واما المنافق او الکافر فیقال له ما تقول فی ھذاالرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربة فیصیح صیحة یسمعھا من یلیه غیر الثقلین. (بخاری ص ۱۸۳ ج ۱)

ترجمہ۔ سند حدیث کے بعد، کہ انس بن مالکؓ نے حضرت قتادہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (اسے دفنا کر) پیچھے ہٹ رہے ہوتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے آ کر بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تو اس شخص

ہے۔

جب قیامت کو اٹھیں گے تو روتے ہوئے جہنم کو جارہے ہوں گے۔

﴿لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر﴾.

کہ نجات کے دو ہی راستے تھے کہ یا خود دین کی سمجھ ہوتی یا دوسروں سے پوچھ کر عمل کر لیتے۔ تیسرا کوئی راستہ دنیا میں نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ مذموم کیا ہے محمود کیا ہے؟۔ تقلید کا معنی ہے پیروی اچھے کاموں میں اچھی ہے، اور برے کاموں میں بری ہے۔ ایک آدمی چور کے ساتھ جا کر چوری کرآتا ہے سب کہیں گے کہ اس نے برا کام کیا ہے۔ برے کام میں تابعداری کی۔ ایک آدمی کسی کے ساتھ جا کر حج کرآتا ہے سب کہیں گے کہ اس نے اچھے کام میں تابعداری کی ہے۔ یہ تو دنیا کا بچہ بھی جانتا ہے کہ مذموم اور محمود تابعداری ہوتی ہے اور پروفیسر صاحب کو تو اتنا بھی پتا نہیں۔ اچھے کام میں اچھی

کے بارے میں کیا کہتا ہے یعنی محمد ﷺ کے بارے میں، پس جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں پس اسے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ لے، اللہ نے اس کے بدلے میں تجھے جنت کا ٹھکانہ دیا ہے، وہ ان دونوں کو دیکھتا ہے۔ (دونوں اس لئے دکھائے جاتے ہیں تا کہ زیادہ شکر کرے، اس لئے کے قاعدہ ہے الاشیاء تتبین باضدادھا) قتادہ فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کی قبر وسیع کردی جاتی ہے پھر حضرت قتادہ حدیث انسؓ کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا کہ منافق یا کافر کو کہا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں تو وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، پس اسے کہا جاتا ہے نہ تو خود جانتا تھا نہ جاننے والے کی اتباع کی، اور ایسا مارا جاتا ہے اسے لوہے کے گرزوں سے کہ اس کی چیخیں جنوں اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے۔

ہے اور برے کام میں بری ہے۔

اہل الذکر اسم جنس ہے ایک کی بھی تابعداری ہوتی ہے کئی کی بھی۔ دیکھیں آپ کو حکم ہے کہ قرآن پڑھیں۔ سارا قرآن ایک ہی آدمی سے پڑھ لیں تو حکم پورا ہو جائے گا۔ خواہ ایک آدمی سے پڑھ لیں یا دس آدمیوں سے۔ مقصد آپ کا پورا ہو گیا۔ اگر یہ بات ہے کہ ایک کی تقلید شرک ہے اور دس کی نہیں تو یہ شرک کی کوئی نئی تعریف ہو گی۔ کہ ایک بت کو سجدہ کرنا شرک ہے دس بتوں کو بار بار سجدہ کر لیا جائے تو شرک نہیں ہو گا۔ تو یہ عجیب بات ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جھگڑا تقلید پر نہیں ہے. جھگڑا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ایک کی کرو یہ کہتے ہیں ہزار کی کرو۔ تو تقلید تو خود انہوں نے مان لی۔ بلکہ ہم سے زیادہ مان لی کہ ہم تو کہتے ہیں کہ ایک کی کرنی چاہئے یہ کہتے ہیں ہزاروں کی کرنی چاہئے۔

ہمیشہ طریقہ یہ ہے کہ آپ علاج شروع کرواتے ہیں تو ایک سے کرواتے ہیں کہ اس میں کفایت ہے۔ آپ تعلیم شروع کرتے ہیں تو ایک استاد سے پوری کر لیتے ہیں اس میں کیا حرج ہے؟۔

یہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا نام دکھاؤ۔ کل کو کوئی اٹھ کر کہے گا کہ قرآن میں

﴿واقیموا الصلوٰة﴾

تو ہے لیکن آگے طالب الرحمن کا نام تو نہیں ہے کہ طالب الرحمن بھی نماز پڑھے۔ اب بات یہ ہے کہ حکم قرآن میں ہے۔ طالب الرحمن کا مسلمان ہونا ہمارے مشاہدے سے ثابت ہے۔ ہم کہیں گے کہ طالب الرحمن آپ پر بھی نماز فرض ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر کا حکم قرآن میں ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا امام ہونا امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کی اتباع کی جائے گی۔ جیسے حضرت معاذ ؓ یمن تشریف لے گئے، وہاں سارے حضرت معاذ بن جبل ؓ کی تقلید کرتے تھے۔

اس نے خود مانا ہے کہ یہاں نہ مالکیوں کا مدرسہ ہے، نہ شافعیوں کا، نہ حنبلیوں کا۔ تو جیسے

پورے یمن میں حضرت معاذؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی یہاں صرف امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تقلید شخصی ہوتی ہے۔

قرآن کی سات قرأتیں ہیں۔ یہ بھی ساری عمر قاری عاصمؒ کوفی کی قرأت پر قرآن پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ وہاں انہوں نے حدیث نہیں مانگی کہ قاری عاصم کے نام کی حدیث یا آیت دکھاؤ۔ حالانکہ ان سات قاریوں میں مکی قاری بھی ہے، مدنی قاری بھی ہے۔

انہوں نے قرآن کے بارے میں مکی قاری کو چھوڑ رکھا ہے، مدنی قاری کو چھوڑ رکھا ہے۔

سٹیج پر کہتے ہیں کہ حنفی کوفے والے ہیں تو تم قرآن ہی کوفے والوں کا پڑھتے ہو۔ اور انہوں نے یہ عجیب فرق نکالا ہوا ہے کہ کوفے والے قرآن صحیح پڑھتے تھے اور نماز غلط پڑھتے تھے۔

عجیب ان لوگوں کا حال ہے جب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو سارے غیر مقلد قاری عاصم کوفی کی قرأت پر قرآن پڑھ رہے ہیں یہ مشرک ہیں یا نہیں؟

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

تبصرہ

آپ نے مناظرہ من وعن ملاحظہ فرمالیا ہے۔ آپ حضرات کے سامنے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ غیر مقلدین ویسے تو دن رات یہ شور مچاتے ہیں کہ تقلید شرک ہے، حنفی مشرک ہیں لیکن یہاں ایک آیت بھی اپنے اس دعوے پر پیش کرنے سے عاجز رہے۔ نہ ہی قرآن نے ان کا ساتھ دیا اور نہ ہی حدیث نے۔ اس پر یہی کہا جاسکتا ہے۔

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں
عاشق کا اک سوال بھی پورا نہ کر سکے تم

اتباع اور تقلید کا فرق بیان کرنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہے۔ جو لوگ دن رات فقہاء پر تبراء بازی کرتے ہیں جب میدان لگا تو خطاء کے معنی تک سے جاہل نکلے۔ اس پر یہی کہا جاسکتا ہے،

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حضرت رئیس المناظرینؒ نے یہ ثابت کیا کہ تقلید کے بغیر چارہ کار نہیں، اب خواہ خیر القرون کے امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرلو، یا اپنے محلے کے مولوی کی جو طالب الرحمٰن جیسا ہو، جسے خطاء کا معنی بھی نہ آئے۔ خیر بات چلتی چلتی جب روایت لا دریت پر پہنچی تو حاجی صاحب نے اٹھ کر کہا کہ یہ دکھاؤ۔ جب بخاری سے یہ روایت دکھادی گئی تو فرمانے لگے میاں ہم سے یہ مار نہیں کھائی جاتی۔ اور یہ کہہ کر اٹھ کر حنفی ہونے کا اعلان کردیا۔

فللہ الحمد علی ذالک.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناظر اھل سنت و الجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **طالب الرحمن**

موضوع مناظرہ

مکمل نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروفیسر طالب الرحمن۔

ہم ہیں مدعی، مناظرہ مکمل نماز پر ہوگا۔ ہم بات کو شروع سے چلائیں گے اور بتائیں گے کہ ہمارا نماز کا یہ مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور ان کا یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم دونوں مدعی ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہماری نماز صحیح ہے ان کی نماز غلط ہے۔ مکمل نماز پر بحث ہوگی۔ یہ نہیں ہوگا کہ یہ سوال کرتے رہیں اور ہم جواب دیتے رہیں۔

مدعی انہوں نے ہمیں بنایا ہے یہ مدعی علیہ ہیں ہم دعوٰی کریں گے کہ ہماری نماز صحیح ہے کتاب وسنت کے مطابق ہے، اور ان کی نماز کتاب وسنت کے مخالف ہے۔ یہ پہلا مسئلہ میں بیان کروں گا کہ یہ مسئلہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، دوسرا مسئلہ میں ان کا بیان کروں گا کہ یہ مسئلہ ان کا کتاب وسنت کے مخالف ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ صاحب۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد.

یہ میرے ہاتھ میں اصول مناظرہ کی کتاب الرشیدیہ ہے۔ اس میں مناظر کی دو ہی قسمیں لکھی ہیں۔

نمبرا۔ مدعی۔ نمبر۲۔ سائل۔

تیسری کوئی قسم مناظر کی اس میں نہیں لکھی۔ اس لئے جب اس نے اپنے آپ کو مدعی تسلیم کرلیا تو اب ہم سائل ہیں۔

پہلا سوال میرا یہی ہے کہ آپ کی نماز میں کل ارکان کتنے ہیں، اور اذکار کتنے ہیں، کتنے اجماع صحابہ سے ثابت ہیں، اور کتنے قیاس سے ثابت ہیں۔ کیونکہ آج تک ہمیں یہی کہا جاتا رہا کہ ہماری ساری نماز قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس نے ہمیں بتایا کہ یہ حضرات صرف اہل حدیث ہی نہیں بلکہ اہل قیاس بھی ہیں۔

نمبر ا۔

اس لئے ہمارا پہلا سوال یہی ہے کہ نماز کے کل افعال کتنے ہیں۔

نمبر ۲۔

نماز کے اذکار کتنے ہیں۔

نمبر ۳۔

ان میں سے کتنے افعال ہیں جو اللہ کے قرآن سے ثابت، کتنے احادیث سے ثابت، کتنے اجماع صحابہ سے ثابت اور کتنے قیاس سے ثابت ہیں۔

کل اذکار کتنے ہیں اور ان میں سے کون کون سے ذکر قرآن میں آتے ہیں، کون کون سے ذکر حدیث صحیح میں آتے ہیں، کون کون سے اجماع صحابہ میں آتے ہیں، اور کون کون سے قیاس میں آتے ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی وضاحت کرنی ہوگی کہ اگر وہ قیاس مولانا کا ہوگا تو صحابہ جس قیاس پر عمل کیا کرتے تھے آخر جب انہوں نے قیاس کو شامل کرلیا ہے تو صحابہ کی نماز جس میں قیاس شامل نہیں تھا وہ کامل تھی یا ناقص تھی؟

تو پہلے یہی فیصلہ ہو کہ افعال کتنے ہیں، اذکار کتنے ہیں، کیونکہ نماز نام ہے بدنی عبادت کا اس میں کچھ چیزیں ہم بدن سے ادا کرتے ہیں جنہیں افعال کہتے ہیں، کچھ کو زبان سے پڑھتے ہیں جن کو اذکار کہتے ہیں۔ سو افعال کی تعداد، ارکان کی تعداد، ان میں کتنے قرآن سے ہیں، کتنے حدیث سے، کتنے اجماع سے ہیں، کتنے قیاس سے ہیں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ہم اگلی بات پوچھیں گے۔

مولوی طالب الرحمن۔

راؤ صاحب ایک مسئلہ جو چلے گا وہ مسئلہ جب ختم ہوگا تو دوسرا مسئلہ ہم چلنے دیں گے، یہ نہیں ہوگا کہ میں شروع ہوں اور پندرہ بیس مسئلے چھیڑ دوں اور آپ بھاگے پھریں کہ کس کا جواب دیا اور کس کا نہیں دیا۔ ایک مسئلہ شروع ہوگا جب تک وہ ختم نہیں ہوگا دوسرا شروع نہیں ہوگا۔

دوسرا یہ ہے کہ ان حضرات میں سے کوئی بولے گا نہیں اور مناظر بھی دوسرے کے وقت میں نہیں بولے گا، جو مجلس میں سے کوئی شخص بولے گا اسے باہر نکال دیا جائے گا۔ اب حضرت صاحب نے کچھ باتیں کی ہیں کہ نماز کے افعال، نماز کے ارکان کے بارے میں گفتگو ہو۔

میں نے کہا تھا کہ ایک مسئلہ سے ابتداء ہو، نماز کی ابتداء ایک مسئلہ سے ہو جائے گی کہ یہ مسئلہ ہمارا قرآن سے ثابت ہے، یہ مسئلہ ہمارا حدیث سے ثابت ہے، یہ مسئلہ ہمارا کہاں سے ثابت ہے۔ یہ تحریر چونکہ کسی عالم کی لکھی ہوئی نہیں تھی اس لئے یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث قرآن و حدیث کے علاوہ قیاس کو بھی مانتے ہیں۔ اگر یہ تحریر ہماری ہوتی تو ہم اس پر گفتگو کرتے ایک عام سے آدمی کی تحریر تھی جو زیادہ کتابیں وغیرہ پڑھا ہوا نہیں تھا۔

تو اب نماز کی ابتداء کے لئے ان کے ہاں اور ہمارے ہاں، یہ بات متفقہ ہے کہ پاک ہونا ضروری ہے، اب قرآن مجید میں لکھا ہے کہ وثیابک فطھر اب اس میں نماز کا تذکرہ تو نہیں ہے، لیکن اس میں مطلق حکم کہ اپنے آپ کو پاک رکھنا ہے۔ اب حدیث رسول اللہ ﷺ بتاتی ہے کہ نماز کے لئے بھی پاکی ضروری ہے۔ حدیث ہے مفتاح الصلوۃ الطھور دوسری روایت

میں آتا ہے لا تقبل الصلوة بغير طهور. اللہ تعالیٰ بغیر پاک ہونے کے نماز کو قبول نہیں کرتا، اور نماز کی جو کنجی ہے، چابی ہے وہ ہے پاکی۔ اب جب تک ہم پاک نہیں ہوں گے مثلاً ہمارے کپڑوں پر گندگی ہے، تو ہماری نماز نہیں ہوگی۔ نماز اس وقت ہوگی جب ہم اس گندگی سے پاک ہوں گے، جس کو قرآن وسنت میں گندگی کہا گیا ہے۔

یہ ہمارا مسئلہ کتاب وسنت کے مطابق ہے اور یہی ان کا مسئلہ کتاب وسنت کے مخالف ہے، ہم تو کہتے ہیں کہ پاک ہو، یہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ یہ ہدایہ میرے پاس ہے ص ۵۸ پر ہے،

و قدره من الدرهم ومادونه من النجس المغلظ

كالدم والبول والخمر و خرء الدجاج جازت صلوته.

یہ کہتے ہیں کہ مغلظ جو گندگی ہے، جس میں پیشاب آتا ہے، شراب آتی ہے اور خون آتا ہے۔ اس طرح کی چیزیں اگر درہم کے برابر ہوں تو اس میں نماز ہو جائے گی، اس میں اگر انسان نماز پڑھ لے اور وہ کپڑوں پر لگی ہوئی ہے، تو اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، اور یہ کہتے ہیں ہم نے جو یہ کہا ہے کہ ایک درہم سے زائد گندگی اگر ہوگی تو نماز نہیں ہوگی، تو وہ کہتے ہیں کہ درہم کا سائز اتنا ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اتنی معاف کر دی ہے ہمارا یہ مسئلہ قرآن وسنت سے ثابت ہے اور ان کا یہی مسئلہ قرآن وسنت کے مخالف ہے۔

یہ قرآن مجید سے، احادیث سے، اجماع سے، اور جو جو انہوں نے شرطیں لگائی ہیں قیاس سے، اقوال صحابہ سے، یہ ثابت کر دیں کہ قرآن میں یہ بات کہاں ہے، اگر ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو مغلظ تو نماز ہو جائے گی، پیشاب لگا ہوا ہو، پاخانہ لگا ہوا ہو، جو بھی لگا ہوا ہو، تو نماز ہو جائے گی۔ اگر قرآن میں ان کو نہیں ملتا تو حدیث رسول ﷺ میں سے ہمیں دکھا دیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہو کہ ایک درہم اگر گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر ایک درہم سے زائد ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اسی طریقے سے اقوال صحابہ سے ان میں سے سب کا یا ایک کا عقیدہ بتائیں کہ انہوں نے کہا ہو کہ اگر ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ہو جائے گی اور جو مسئلے ہیں یہ دکھا دیں۔

ہم نے اپنا مسئلہ اللہ کی کتاب سے ثابت کیا، رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ثابت کیا، کتاب اللہ میں یہ بات واضح آ گئی کہ ہم نے پاک رہنا ہے اور حدیث میں یہ بات آ گئی کہ نماز پاکی سے شروع کرنی ہے۔ اگر پاک ہو گئے تو نماز ہوگی ورنہ نہیں ہوگی اور ان کا یہی مسئلہ ہم نے بتا دیا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ صاحب۔

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده

الذين اصطفى. اما بعد.

میرے دوستو اور بزرگو مولوی طالب الرحمٰن نے نماز کے افعال بتانے سے انکار کیا، کیونکہ اس کو پتا ہے کہ اسے نماز کے افعال یاد نہیں ہیں، اس کو نماز کی شرائط یاد نہیں ہیں، اس کو نماز کی سنتیں یاد نہیں ہیں۔

اگر مولوی طالب الرحمٰن نماز کی شرائط جس طرح ہم فقہ کی کتابوں سے دکھاتے ہیں ایک کتاب سے نکال کر ہمارے سامنے رکھ دے تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ اسے نماز کی شرائط یاد ہیں۔ اب چونکہ میں نے جو سوال پوچھا تھا اس کا جواب نہیں دیا، اب پورے مناظرے میں یہ میرے کسی سوال کا جواب نہیں دے گا، کیونکہ ان کو پتا ہے کہ ہم نہ نماز کی شرائط جانتے ہیں نہ اور کچھ۔

باقی انہوں نے یہ جو جھوٹ بولا ہے کہ فقہ حنفی میں یہ ہے اور ہمارے ہاں جب تک پاک نہ ہو نماز نہیں ہوتی، اسے یہ پتا ہی نہیں تیسیر الباری اردو میں ہمارے سامنے ہے، یہ وحید الزمان کا ترجمہ بخاری ہے، اور یہ عرف الجادی ہے،

ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گذارد نمازش صحیح باشد۔

جو گندے کپڑوں میں نماز پڑھتا ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

ہر کہ در نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح باشد۔

جو ننگا نماز پڑھتا ہے اس کی نماز صحیح ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ قرآن وحدیث کو کیا جانتا

ہوگا، اس کو تو اپنے مذہب کا بھی پتا نہیں ہے۔

پھر دیکھئے کہ طہارت میں جو انہوں نے کہا خمر ناپاک ہے ان کے مذہب میں خمر پاک ہے۔ ۔ ہمارے سے ایک درہم کا سوال پوچھ رہا ہے ان کے مذہب میں تو اگر پورا جسم شراب سے رنگا ہوا ہو ان ۔ ۔ ہاں نماز ہو جاتی ہے، ہماری کتاب سے اس نے مسئلہ پڑھا ہے کہ اگر ایک درہم خون ہو تو نماز ہو جاتی ہے، جبکہ ان کے ہاں خون پاک، پورا جسم اور کپڑے بھی اگر خون سے رنگے ہوئے ہوں تو بھی نماز ہو جائے گی۔ یہ پہلے اپنے چھ فٹ جسم کا حکم ہمیں دکھا دیں، پھر اس سے ہم درہم کو مستثنیٰ کر دیں گے۔

تیسری بات میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس نے طہارت کو اول ٹھہرایا ہے یہ ان کی اردو میں تیسیر الباری ہے، اور یہ صلوۃ الرسول ہے، اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پانی جب تک اس کا رنگ و بو و مزا نہ بدلے اس وقت تک ناپاک ہوتا ہی نہیں۔ یعنی اگر ایک بالٹی میں آپ ایک گلاس پیشاب ڈال دیں اس کا رنگ، بو، مزا نہیں بدلے گا۔ ان کے ہاں وہ پانی پینا بھی جائز ہے اس سے کھانا پکانا بھی جائز ہے، اس سے وضو بھی جائز ہے، اس سے غسل بھی جائز ہے۔

اس نے تو یہ سوچا تھا کہ مجھے نماز کی شرطیں نہیں آتیں، تو میں طہارت کا نام لے کر چھوٹ جاؤں گا، لیکن طہارت کے بارے میں میں واضح طور پر کہتا ہوں، ان کے ہاں سرے سے طہارت شرط ہی نہیں۔ نواب صدیق حسن بدور الاہلہ میں لکھتے ہیں کہ گندے جسم سے نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

پہلے یہ حدیث سے مجھے دکھائیں کہ ان کے ہاں گندگی کن کن چیزوں کا نام ہے؟ ان کے ہاں منی گندگی نہیں، ان کے ہاں خون گندگی نہیں، ان کے ہاں شراب گندگی نہیں، منی، خون اور پیشاب سارے جسم پر لگا ہوا ہو، اور نیچے جگہ پر بھی لگا ہوا ہو، تو یہ کہتے ہیں کہ نماز جائز ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پورا مصلے خون اور منی سے لت پت ہو تو ان کے نزدیک نماز جائز ہے۔ اور ہم پر اعتراض درھم کے بارے میں کر رہے ہیں۔

درہم کے بارے میں اس نے جو اعتراض کیا ہے ہم حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پتھر سے استنجا کر لیا یا ڈھیلے وغیرہ سے وہ کافی ہے۔

طالب الرحمن۔

حدیث پڑھیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس نے جو روایت مفتاح الصلوۃ الطہور پڑھی ہے یہ پہلے اس کی سند پڑھے، اس کے بعد میں بھی ان شاءاللہ یہ حدیث پڑھوں گا، اور اس کے راویوں کی توثیق بیان کریں گے۔

میں یہ بیان کر رہا ہوں کہ یہ نماز کی شرائط قیامت تک نہیں بتائے گا۔ آٹھ جگہ سے یہ نماز کی شرائط بتانے سے بھاگ چکا ہے، نماز کے ارکان اس کو بالکل یاد نہیں، نماز کے مستحبات اسے یاد نہیں، نماز کی سنتوں کو یہ جانتا تک نہیں۔ یہ جو بات اس نے اٹھ کر کہی وہاں میرا سوال یہی ہے کہ تم پورے جسم کی گندگی برداشت کرتے ہو اور ہم سے ایک درہم کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔

ہم تو اس کے بارے میں یہ بات عرض کریں گے امام اعظمؒ سے پہلے امام ابراھیم نخعیؒ نے درہم کا لفظ ارشاد فرمایا ہے یہ کتاب الآثار میرے ہاتھ میں ہے، بلکہ دارقطنی کی ایک روایت میں ہے،

تعاد الصلوۃ من قدر الدرھم۔

کہ ایک درہم اگر نجاست ہو تو نماز دہرائی جائے گی۔ یا تو اس حدیث کا یہ انکار کرے اور اس کے مقابلے میں یہ چھ فٹ کی حدیث پیش کرے۔ بخاری میں بھی یہ باب باندھا ہوا ہے کہ اگر پانی کا رنگ و بو و ذائقہ نہ بدلے تو وہ پاک رہتا ہے تو آج ہم عملی طور پر یہ چاہتے ہیں کہ ایک گلاس پانی میں ایک قطرہ پیشاب ڈال کر ان کو پلایا جائے، تا کہ پتا چلے کہ اس کا یہ مذہب صحیح ہے اور اس پر اس کا عمل ہے۔

طالب الرحمن۔

اس نے کہا کہ نماز کے افعال اور اذکار کے بارے میں بتائیے، میں نے پہلے کہا تھا کہ ایک مسئلہ چلے گا وہ ختم ہو گا تو دوسرا چلے گا۔ باقی انہوں نے بات پیش کی ہے کہ وحید الزماں صاحب یہ کہتے ہیں کہ فلاں صاحب یہ کہتے ہیں، نواب صاحب یہ کہتے ہیں، کہ اگر گندے جسم میں نماز پڑھ لی تو نماز ہو جاتی ہے۔ وحید الزمان نہ میرا اللہ ہے، نہ ہمارا رسول ہے۔ نواب صدیق حسن نہ ہمارا اللہ، نہ ہمارا رسول۔ یہ خود بھی ہمیں غیر مقلد کہتے ہیں، ہم تو صرف اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی مانتے ہیں، ہم اطاعت کرتے ہیں اللہ کی یا اس کے رسول ﷺ کی۔ نواب صدیق حسن خان کا ہم نے کلمہ نہیں پڑھا، کلمہ پڑھا ہے ہم نے محمد رسول اللہ کا۔ کلمہ انہوں نے پڑھا ہو گا ابراہیم نخعی کا، کہ یہ اس کا قول پیش کر رہے ہیں۔

شرائط میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ پہلے اللہ کے قرآن سے بات ثابت کریں گے، اللہ کے قرآن سے یہ نکال کر دکھائیں کہ اگر ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ہو جائے گی، حدیث رسول انہوں نے پیش کی ہے، یہ پڑھیں میں بتاؤں گا کہ اس حدیث میں کہاں کہاں خرابیاں ہیں، کہاں کہاں خامیاں ہیں۔ یہ سند پڑھیں گے تو میں بتاؤں گا کہ کن راویوں سے وہ حدیث آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے بارے میں گفتگو چلے گی۔

پھر کسی صحابی کی یہ بات یہ کرتے ہیں تو وہ نکال کر دکھائیں، ابراہیم نخعی کی بات کی ہے وہ نکال کر دکھائیں، اب ایک مسئلہ بیع خیار کا چلتا ہے اس میں وہ مانتے ہیں کہ کتاب وسنت والی بات امام شافعیؒ والی ہے، **الحق و الوفاق ان الترجیح للشافعی فی ھذہ المسئلة** کہ انہوں کو ترجیح ہے، شاہ ولی اللہؒ بیان کر رہے ہیں، **من جھة الا احادیث و النصوص** کہ نصوص اور حدیث کے اعتبار سے ترجیح ہے، **نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابو حنیفة**ؒ ہم تو امام ابوحنیفہؒ کی بات مانتے ہیں، ان کی تقلید ہم پر واجب ہے، کتاب وسنت کو چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کی بات ماننا انکا مذہب ہوسکتا ہے۔ نواب صدیق حسن کا یہ ہمیں طعنہ نہ دیں، یہ نواب صدیق حسن اور

علامہ وحید الزمان کی باتیں ہمیں نہ بتلائیں۔ غیروں کی باتیں جو انہوں نے مانی ہیں یہ اپنے آپ پر فٹ کریں، ہمیں نہ بتلائیں کہ فلاں مولوی یوں کہتا ہے۔ فلاں یوں کہتا ہے، ہم نے کلمہ پڑھا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا۔ دو ہستیاں ہیں، ہم نے اطاعت ان کی ہی کرنی ہے، قرآن اور حدیث سے آپ یہ بات ثابت کردیں کہ اللہ یا اس کے رسول ﷺ نے یہ کہا ہو، ہم ماننے کیلئے تیار ہیں۔ اگر کتاب وسنت سے یہ بات ثابت نہیں کر سکتے تو یہ ہمیں کسی آدمی کا حوالہ نہ دیں وہ کتابیں اٹھائیں اور ان سب کو جا کر آگ لگا دیں، ہماری کتاب اللہ کی کتاب قرآن مجید اور حضور ﷺ کی حدیث ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی صریح حدیث جو ہم تک پہنچ جائے، ہم اسے قبول کرتے ہیں، وحید الزمان کی کتابیں اٹھائیں، اور انکو جا کر آگ لگا دیں، اسمیں غلط باتیں ہیں یا صحیح باتیں ہیں ہم اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم معصوم سمجھتے ہیں صرف ایک ہستی کو اور وہ ہستی رسول اللہ ﷺ کی ہستی ہے کہ جسکی گارنٹی اللہ کے قرآن نے دی ھے، ہمیں اگر کوئی چیز منوانی ہے، تو ہمیں اللہ کے قرآن سے نکال کر دکھائیں۔ ہم نے قرآن مجید سے ثابت کی ہے کہ پاک رہنا ہے، اسکا جواب آپ نے نہیں دیا، نہ آپ نے دینا ہے۔ قرآن مجید میں آپ کہاں سے تخصیص کر رہے ہیں، جبکہ قرآن کہتا ہے کہ پاک رہیں، کپڑوں کو پاک رکھیں۔ اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ آپ یہ تخصیص کیسے کر سکتے ہیں کہ اگر ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو پھر یہ پاکی ہوتی ہے اور اگر ایک درہم سے زائد لگی ہو پھر یہ ناپاکی ہوتی ہے۔ یہ آپ ہمیں قرآن سے دکھا دیں، رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث پڑھی ہے اس سے دکھا دیں، باقی رہی یہ بات کہ ہمارے اور ان کے درمیان طے ہے کہ پاک ہونا قرآن میں آیا ہے حدیث میں آیا ہے، پہلے قرآن کی اس آیت کی تردید کردیں، رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث جو میں نے بیان کی ہے اس پر جرح کریں کہ اس حدیث میں یہ افراد ہیں اور ہمیں ان پر یہ اعتراض ہے۔

ایک اور جھوٹ یہ بولا کہ آٹھ جگہ سے بھاگ گیا۔ مولانا! آٹھ جگہ تو ہمارا مناظرہ ہی نہیں ہوا، تین جگہ مناظرہ ہوا ہے جہاں سے یہ بھاگے ہیں۔ رحیم یار خان میں یہ سات دن گفتگو کرتے

رہے ہیں آٹھویں دن میں پہنچا ہوں تو یہ دو گھنٹے کے اندر اندر رفو چکر ہو گئے پھر نہیں گفتگو کی۔ اس
کے بعد آج تک میرے ساتھ گفتگو کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ کیونکہ ہمارے آمنے سامنے بیٹھ کر
مناظرے ہوئے ہیں، میلسی میں ہم گئے اور یہ حضرت صاحب بھاگ گئے وہاں یہ چلا تھا کہ
محرمات ابدیہ سے اگر یہ نکاح کرلیں ماں، دادی، پھوپھی وغیرہ سے، یہ کہتے ہیں فلا حد علیہ۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ
الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔

دیکھئے بات نماز سے شروع ہوئی تھی، اس نے یہ کہا کہ اتنی جگہ سے یہ بھاگے ہیں۔ یہ
مولوی طالب الرحمٰن کا رسالہ ہے میرے ہاتھ میں اس میں قوموا للہ قانتین کو کاف کشش
والے کے ساتھ لکھا ہے، جس کو قرآن نہیں آتا اس سے میں بھاگا ہوں؟ قوموا للہ قانتین کاف
کشش والے کے ساتھ لکھا ہے، یہ سب کے سامنے ہے۔ یہ مولوی طالب الرحمٰن صاحب ہیں جو
منع کو منخ لکھا ہے، وہ جو ابن ہمام کو ھا آنکھوں والی کی بجائے دوسرے حا کے ساتھ لکھ رہا ہے۔
اس کتاب میں کہتا ہے کہ میں (امین) اس سے بھاگا ہوں، جو سفیان کو صفوان لکھتا ہے۔ یہ کتاب
اس کی میرے ہاتھ میں ہے، اس سے میں بھاگا ہوں؟ جو اردو نہیں جانتا، اس سے میں بھاگا ہوں،
جس کو البدائع والصنائع لکھنا نہیں آتا، ابوبکر جصاص کا نام ص کے ساتھ ہے یہ سین کے ساتھ
جساس لکھ رہا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ امین مجھ سے بھاگا ہے اور یہ جھوٹ بولا ہے کہ میں اسے کتاب
دکھانے گیا تھا کہ امین بھاگ گیا۔

واقعہ اصل میں یہ ہے کہ اب آپ نے ہمیں بلایا ہے نماز کے لئے، اس نے نماز کی
بجائے دوسرا جھوٹ بولا ہے کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہم مقلد ہیں، یہ کتاب نکال کر رکھ دیں۔
میں دکھاتا ہوں کہ ہم حدیث کی مخالفت نہیں کرتے، اگر بات ایسے ہو تو یہ ان کا جھوٹ ثابت ہو گا یا
نہیں؟ یہ ترمذی شریف کی تقریر نکال کر دیں۔ جو بات انہوں نے چھیڑی ہے اس پر نشان لگا کر دوں

کا جس کو پڑھ کر اس کو ترجمہ کرنا پڑے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ خیانت منافق کی نشانی ہے، اہل حدیث کی نشانی نہیں ہے۔ اب
میں دوسری بات کی طرف آتا ہوں جو انہوں نے پھیری ہے کہ نماز کی شرائط۔ دیکھئے ہم نے نماز
دیکھنی ہے یہ ہمارے پاس ہدایہ ہے جو یہ بھی اٹھا رہے ہیں۔ یہاں نماز کی شرائط باقاعدہ قرآن
پاک سے لکھی ہیں، انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے وحید الزمان کو خدا اور رسول نہیں مانا، ہم نے بھی
اس کو خدا یا رسول بنا کر نہیں پیش کیا ہے۔ بلکہ یہ پیش کیا ہے کہ جس طرح مولوی طالب الرحمٰن یہ کہتا
ہے کہ میں اہل حدیث ہوں وہ بھی یہی کہتا تھا کہ میں بھی اہل حدیث ہوں۔ وہ بھی یہی کہا کرتا تھا
کہ میں اہل حدیث ہوں اور وہ یہی کہا کرتا تھا کہ ہم قرآن و حدیث سے باہر نہیں جاتے۔ لیکن
انہوں نے قرآن و حدیث کا نام لے لے کر لکھا ہے کہ شراب پاک ہے۔ انہوں نے قرآن کا نام
لے کر لکھا ہے کہ جس طرح ماں پاک ہے اسی طرح خنزیر پاک ہے۔ خنزیر کو ماں سے تشبیہ دی
ہے۔ (بدور الاہلہ) کہ ماں حرام تو ہے لیکن پاک ہے۔

اس کا مطلب تو یہ تھا کہ یہ ایک آیت اٹھ کر پڑھ دیتے کہ جو خمر ہے وہ ناپاک ہے اور
مولوی صدیق حسن کتنا بڑا عالم ہو، باوجود یہ کہ وہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا تھا وہ قرآن کے
خلاف مسائل لکھ کر گیا ہے۔ وحید الزمان باوجود اس کے کہ وہ قرآن کا نام لیتا تھا، لیکن اس کے
باوجود وہ قرآن کے خلاف مسائل لکھ کر گیا ہے۔ یہی تو اصل بات ہے مجھے ان دوستوں سے یہی
شکایت ہے کہ نام قرآن کا لیتے ہیں، لیکن ان کے بڑے بڑے مولوی قرآن کے بارے میں کیا
لکھ کر گئے ہیں۔

یہ دیکھئے میرے پاس کتاب ہے مظالم روپڑی بر مظلوم امرتسری یہ مولانا ثناء اللہ مرحوم
امرتسری کی کتاب ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مولانا عبداللہ صاحب روپڑی جو بہت بڑے محدث اور
شیخ الحدیث تھے جماعت اہل حدیث کے، وہ قرآن پاک کی آیت کی تفسیر کر رہے ہیں۔ فرماتے
ہیں،

واذقال ربک للملٰئکة انی جاعل فی الارض خلیفة.

یہ قرآن پاک میں پہلے پارے میں آیت موجود ہے، اس کی تفسیر قرآن وحدیث کا نام لینے والے روپڑی صاحب کرتے ہیں اور مولانا ثناء اللہ صاحب نقل فرما رہے ہیں فرماتے ہیں رحم کی شکل تقریباً صراحی کی ہوتی ہے، رحم عورت کی بچہ دانی عموماً چھ انگل کے برابر ہوتی ہے۔ ہم بستری کے وقت مرد کا آلہ تناسل گردن رحم میں داخل ہوتا ہے، اس سے منی رحم میں پہنچتی ہے۔

یہ قرآن کے نام سے بات بیان کی جارہی ہے، آج طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں میں قرآن کو ماننے والا ہوں، بات یہ نہیں ہے کہ ہم وحید الزمان کو خدا یا رسول مانتے ہیں، بات یہ ہے کہ اس ملک میں قرآن وحدیث کے نام پر اہل حدیث کہلاتے ہوئے شراب کو پاک کہا گیا ہے، خون کو پاک کہا گیا ہے، منی کو پاک کہا گیا ہے، مردار کو پاک کہا گیا ہے، کتے کو پاک کہا گیا ہے، (عرف الجادی) یہاں یہ لکھا ہے کہ اگر مرد طاقتور ہوگا اس کی منی رحم میں جائے گی اور بچہ پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم کی شکل مرد کے اندر رکھی ہے۔

طالب الرحمن۔

دیکھیں جی امین صاحب نے میری لکھی ہوئی کتاب نکالی اور اس میں غلطیاں بیان کرنا شروع کر دیں کہ انہوں نے قانتین کو اس طرح لکھا ہے اگر میں قانتین نہیں لکھ سکتا تھا، یہی کتاب مجھے دیں اس کے اگلے صفحے پر یہ صحیح لکھا ہوا ہے وہ قاف کے ساتھ دوسرے صفحے پر لکھا ہوا ہے، پہلے صفحہ پر کاف کے ساتھ لکھنا کاتب کی غلطی ہے، اگر میں جاہل ہوتا تو اگلے صفحے پر بھی جاہل ہوتا، یہ تو نہیں کہ میں پچھلے صفحے پر تو جاہل تھا اگلے صفحے پر جاہل نہ رہا۔

اگر اس قسم کی باتیں ہیں تو یہ میرے پاس ایضاح الادلہ پڑی ہے، اس میں قرآن کی پوری آیت زیادہ کر دی ہے، قرآن میں وہ آیت نہیں ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں ایک کروڑ انعام دوں گا، اگر قرآن سے یہ آیت نکال کر دکھا دیں۔ یہ لکھا ہے،

وان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم.

یہ قرآن کے تیسوں پاروں میں نہیں ہے، اکتیسویں پارے میں ہوگی جو انہوں نے بنایا ہے۔ اگر کاتب کی غلطی پکڑنی ہے تو یہ پکڑو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ جان بوجھ کر کی ہے یہ کہتے ہیں کہ کاتب کی غلطی ہے، اگر کاتب کی غلطی مان لی جائے تو کاتب کی اتنی واضح غلطیاں تمہارے مولوی کی کتاب میں ہیں۔ اگر کاتب کی غلطیاں میری کتاب میں ہیں تو کاتب کو پکڑو۔ اگر علم کا مقابلہ کرنا ہے تو میں ایک صفحہ کھولتا ہوں بخاری سے، مسلم سے، ترمذی سے ایک صفحہ، صرف ایک صفحہ، یہ مجھے پڑھ کر سنا دیں جو یہ کہیں گے میں ماننے کے لئے تیار ہوں، اپنی شکست لکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں، اگر یہ بغیر غلطی کے پڑھ دیں میں ان کا شاگرد اور یہ میرے استاد۔ میں ان کے پاؤں پکڑ دوں گا، یہ عالم بنے پھرتے ہیں تو آجائیں میدان میں، چھوڑیں ہم کتاب پڑھیں۔

میں کتاب اس کو نکال کر دیتا ہوں یہ کتاب کا ایک صفحہ بغیر غلطی کے مجھے پڑھ کر دکھا دے، میں اس کو اپنا استاد ماننے کے لئے تیار ہوں، میں اپنی شکست لکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں، کہ میں اس کے علم کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا تھا اس کا علم تو مجھ سے بہت زیادہ ہے غلط فہمی کی وجہ سے کہہ دیا۔

انہوں نے کہا کہ تقریر ترمذی کی عبارت پڑھو، میں پڑھ کر دکھاتا ہوں،

الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی ھذہ المسئلة.

کہ اس میں امام شافعیؒ کو ترجیح ہے، کیوں ترجیح ہے اس سے پچھلی لائن میں محمود الحسن (حضرت شیخ الہندؒ کا نام محمود حسن ہے چونکہ طالب الرحمٰن بار بار محمود الحسن کہہ رہا ہے اس لئے وہی لکھ دیا ہے)

صاحب یہاں بیان کرتے ہیں **من جھة الاحادیث والنصوص** کہ قرآن اس کی

طرف ہے، حدیث اس کی طرف ہے، نحن مقلدون ہم مقلد ہیں یجب علینا تقلید امامنا
ابی حنیفة ہم پر اپنے امام کی تقلید واجب ہے۔

اگر یہ میں دکھادوں تو یہ مجھے اپنی شکست لکھ کر دیں گے اگر میں یہ الفاظ تقریر ترمذی سے نہ دکھا سکوں میں اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں۔ اگر میں یہ الفاظ تقریر ترمذی سے نہ دکھاؤں میں اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں اور اگر میں یہ الفاظ تقریر ترمذی سے دکھادوں یہ اپنی شکست لکھ کر دیں۔ باقی انہوں نے جو بات کی ہے کہ خنزیر پاک ہے، کتا پاک ہے، ان کے نزدیک۔ پھر وہی مولویوں کی بات کر رہے ہیں۔ مولویوں کو جناب ہم نے خدا اور رسول نہیں مانا، مولویوں سے غلطی ہوئی ہے، معصوم اللہ کے بعد ایک ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ یہ تو تھے ہمارے چھوٹے مولوی یہ دیکھو امام محمدؒ نے لکھا ہے خنزیر پاک ہے، امام ابو یوسفؒ نے لکھا ہے کہ خنزیر پاک ہے، کہتے ہیں کہ اگر نماز میں کتا اٹھاؤ اور نماز پڑھو، کتے کی کھال کا مصلے بناؤ، کہتے ہیں کہ نماز ہو جائے گی۔ کتے کی کھال کا ڈول بناؤ، بغیر دباغت دئے، نماز ہو جائے گی۔ ذبح کر لو کتے کی کھال بھی پاک، کتے کا گوشت بھی پاک۔ یہ پاک ان کے آئمہ کے نزدیک ہے اگر ہمارے کسی مولوی کی بات ہو دیوار پر دے مارو، ہمیں دکھاؤ محمد رسول اللہ ﷺ کی بات، جو بات محمد رسول اللہ ﷺ نے کی ہے ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جو اس کے علاوہ ہوگی قبول نہیں ہوگی۔

مولوی صاحب! قرآن کی آیت نکال کر دکھادیں کہ قرآن کی اس آیت میں لکھا ہو کہ ایک درہم اگر گندگی لگی ہو تو نماز ہو جائے گی، مان لیں گے۔ حدیث میں ہو ہم مان لیں گے۔ جب تم پہلا مسئلہ ہی نہیں دکھا سکتے، کبھی ادھر کی بات کبھی ادھر کی بات کر دی۔ یہ مسئلہ جو میں نے بیان کیا تھا یہ اس لئے کیا تھا کہ انہوں نے مجھ پر الزام لگایا تھا کہ آٹھ جگہ سے بھاگا، میں نے کہا کہ گفتگو صرف تین جگہ ہوئی ہے دو جگہ بیٹھ کر ہوئی اور تیسری جگہ حضرت صاحب آ گے گئے۔ اور اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ جو اپنی نانی، دادی، پھوپھی وغیرہ سے نکاح کرتا ہے امام صاحب کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔ یہ مسئلہ ہم نے دکھانا تھا اس پر ہو گئے یہ ناراض۔ ہم پر جو یہ ساری

باتیں اچھالتے ہیں ادھر کی ادھر ادھر کی ادھر کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ
الذین اصطفیٰ. اما بعد.

طالب الرحمٰن صاحب نے یہ کہا ہے اگر امین ایک صفحہ بخاری کا پڑھ دے تو میری شکست ہے۔ یہ اگر تو قرآن و حدیث کی رو سے کہا ہے کہ اگر ایک صفحہ پڑھ لیا تو شکست آپ سب مان لیں گے میں اس کے لئے تیار ہوں۔ دوسری بات یہ کہ ایک صفحہ یہ پڑھے اور اس کے رجال پر بحث کرے اور یہ بتائے کہ اس سے کتنے مسائل مستنبط ہوتے ہیں، ایسے ہی میں پڑھوں گا۔

(لیکن طالب صاحب اس پر نہ آئے)

دوسری بات انہوں نے کہی ہے کہ تقریر ترمذی میں پیش کرتا ہوں دیکھئے یہ اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے لا تقربوا الصلوۃ قرآن میں آتا ہے یا نہیں؟ (آتا ہے) اگر کوئی چیلنج دے کہ میں اگر نہ دکھا سکوں تو جھوٹا ہوں۔ (طالب الرحمٰن کا چیلنج بھی ایسا ہی ہے) یہ تقریر ترمذی مجھے دیں میں جو عبارت یہ چھوڑ رہے ہیں اس پر نشان لگاتا ہوں اس سے وہی عبارت پڑھوائیں اور ترجمہ کروائیں۔

طالب الرحمن۔

میں بعد میں پیش کروں گا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

نہیں، نہیں اب پیش کرنی ہے۔ مجھے آپ تقریر ترمذی دیں میں نشان لگا کر دیتا ہوں۔

طالب الرحمن۔

ہم کتاب نہیں دکھاتے آپ اپنی کتاب دیں۔

حضرت اوکاڑویؒ۔

تعزیر کتنی ہے؟ ہمارے ہاں ایسا شخص واجب القتل ہے امام صاحب کے نزدیک۔ اس کا ترجمہ کریں جو میں نے نشان لگایا ہے۔ یہ دیکھیں کہ یہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار ہے اس میں لکھا ہے و یکون التعزیر بالقتل.

طالب الرحمن۔

یہ تو حاشیہ ہے۔

(حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ کتاب ہے نہ کہ حاشیہ البتہ اگر چمگادڑ سورج کو نہ دیکھے تو سورج کا کیا قصور؟)

حضرت اوکاڑویؒ۔

نہیں آپ نے کتاب نہیں دیکھی یہ ہے ردالمختار علی درالمختار جس طرح قرآن اوپر لکھا ہوتا ہے اور تفسیر نیچے۔ یہ اصل کتاب ہے و یکون التعزیر بالقتل تعزیر ہوگی قتل کے ساتھ۔ راؤ صاحب کیا آپ نے اس کو بے ایمانی کے لئے بلایا ہے۔

طالب الرحمن۔

یکون التعزیر بالقتل یہ کون کہتا ہے؟ ہم نے جو الزام لگایا تھا کہ امام صاحب کے نزدیک حد نہیں ہے۔ یہاں یہ اپنے امام کا نام دکھا دیں میں اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں۔

(یہ طالب الرحمن کا دھوکہ ہے جیسا کہ پیچھے ذکر کر دیا گیا ہے۔ از مرتب)

انہوں نے میری کتاب کی غلطیاں نکالیں تو میں ان کی کتاب سے دکھا دیں، اب میری ان غلطیوں پر خاموش ہو گئے، میں نے ان کو تقریر ترمذی کا کہا تھا میں نے کہا تھا کہ لکھوا لیں اگر میں الفاظ ثابت نہ کر سکا تو اپنی شکست لکھ کر دوں گا۔

(طالب الرحمن سے جب کتاب مانگی گئی تو انکار کر دیا اگر اتنا سچا تھا تو دکھا دیتا لیکن اسے معلوم تھا کہ دھوکہ واضح ہو جائے گا۔)

جو میں نے پہلے کہا تھا کہ بخاری کا ایک ورق پڑھ کر سنا دے، میں اپنی شکست لکھ دوں گا یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے دکھا دو کہ ایک ورق پڑھوانے سے شکست ہو جاتی ہے، گفتگو انہوں نے کی۔ یہ کہتے ہیں کہ میں علم کا پہاڑ ہوں، ہم مانتے ہیں آپ کو، اپنا پیر بھی مان لیں گے بزرگ بھی مان لیں گے، امام بھی مان لیں گے، سب کچھ مان لیں گے لیکن ایک صفحہ تو پڑھ دیں ان کے پاؤں میں پکڑ لیتا ہوں ایک صفحہ تو پڑھ دیں میں اپنی شکست لکھ دیتا ہوں یا میں ایک صفحہ میں پڑھ دیتا ہوں تم اپنی شکست لکھ دو۔

اب بات کرنی تھی، انہوں نے کہا تھا کہ ان کے مذہب میں یہ ہے میں نے کہا کہ ان کے مذہب میں خنزیر پاک ہے۔ یہ مسئلہ بیچ میں رہ گیا کہ پاکی قرآن سے دکھا دیں یا حدیث سے، ہم نے تو دکھا دی۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک درہم سے ہو جائے گی۔ اب انہوں نے کہا کہ تعزیر ہمارے مذہب میں ہے ان کا مذہب ہے امام ابوحنیفہ والا، ان کا مذہب ہے کہ جو آدمی محرمات ابدیہ سے نکاح کرتا ہے اس پر کوئی حد نہیں، اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اور جو امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس پر حد لگاؤ اس کو قتل کر دو۔ یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں وہ امام ابوحنیفہ کا نہیں جو کتاب انہوں نے مجھے دی ہے کہ تعزیر میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ امام صاحب کا اس پر مجھے نام دکھا دیں، میں اپنی شکست لکھ کر دے دیتا ہوں۔ بات تو بالکل سادہ سی ہے کہ ماں، دادی، نانی، پھوپھی وغیرہ سے نکاح کرنے پر کوئی حد نہیں ہے، یہ کہتے ہیں نہیں اسے قتل کیا جائے گا، ہم کہتے ہیں کہ عند ابی حنیفۃ دکھا دو، یہ امام کا نام دکھا دیں ہم مان لیں گے۔

بات اصل مسائل سے نکلتی ہوئی پھر انہی مسائل پر آتی ہے۔ اصل بات یہ ہو رہی تھی کہ ہم نے نماز پڑھنی ہے، نماز اور نماز کے لئے ہم نے پاک ہونا ہے۔ ہم تو پاک ہو جائیں گے، نہائیں گے پاک ہو جائیں گے اور یہ جب نماز پڑھیں گے تو ان کے جسم پر ایک درہم نجاست لگی ہوئی ہو گی، پاخانہ لگا ہو گا، پیشاب لگا ہو گا۔ اب یہ تو ہمیں الزام لگا رہے ہیں کہ شراب ان کے نزدیک پاک ہے۔ اگر یہ ان کو ہدایہ میں سے دکھا دوں کہ شراب طاقت کے لئے پینا بھی ٹھیک ہے۔ یہ

الزام پھر ان پر چلا گیا۔ کہتے ہیں و لو فی دبر نفسه او فی دبر غیره یہ درمختار ہے، اس میں ج اص ۱۲۰ پر بات لکھی ہوئی ہے کہ غسل نہیں ہے، کن کن چیزوں پر غسل نہیں ہے، اما فی دبر غیره او فی دبر نفسه میں اس کا ترجمہ نہیں کرتا، مجلس اجازت نہیں دیتی، مولوی حضرات سارے جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اپنی قلم دوات استعمال کرو غسل واجب نہیں ہے۔ اگر منی وغیرہ نہ نکلے۔ یہ غسل سے تعلق رکھتا ہے اگر کوئی آدمی کر سکتا ہے وہ ہمیں یہ کر کے دکھادے، اس لئے کہ یہ ان کی فقہ کا مسئلہ ہے، تو باقی رہ گئی ہے نماز والی بات، ان کے عجیب عجیب مسئلے ہیں کہ یہ مجلس مجھے اس کی اجازت نہیں دیتی۔ میں نے پہلا مسئلہ بیان کیا یہ اس میں سے بھی نہیں نکل سکتے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد لله و کفیٰ والصلوة والسلام علی عباده

الذین اصطفیٰ. اما بعد.

مولوی طالب الرحمٰن نے نماز والا موضوع چھوڑ کر تعزیر والی بات شروع کی، انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں حد نہیں تعزیر ہے۔ اب جو عبارت میں نے پیش کی ہے اس میں لفظ تعزیر کا ہے یا حد کا ہے؟۔ تعزیر کا ہے۔ و یکون التعزیر بالقتل یہ خود مانتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حد نہیں، تعزیر ہے اور اب یہ کہتے ہیں کہ جو امین نے عبارت پیش کی اس کا امام صاحب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں حالانکہ خود مانتے ہیں کہ امام صاحب تعزیر کے قائل ہیں۔ اس عبارت میں تعزیر ہی کا ذکر ہے کہ اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس میں لفظ حد کا ہوتا پھر یہ کہتے کہ یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول نہیں ہے۔

دوسرا آپ اس کو اجازت دے رہے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کے ہاں خنزیر پاک ہے، اس کا حوالہ دکھائیں۔

طالب الرحمن۔

امام محمدؒ کہتے ہیں۔

حضرت اوکاڑویؒ۔

تو امام محمدؒ کا حوالہ مجھے دکھاؤ۔ اس نے تقریر ترمذی کی بات کی، اور اب جھوٹ یہ بولا ہے کہ ان کے ہاں طاقت حاصل کرنے کے لئے شراب پینا جائز ہے، شراب کو عربی زبان میں خمر کہتے ہیں یہ اگر خمر کے ساتھ یہ لفظ دکھا دے میں اپنی شکست لکھتا ہوں۔ آپ لوگ اس کو موقع دے رہے ہیں، اصل موضوع نماز چونکہ اس کو آتا ہی نہیں اس لئے یہ اس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔ یہ ایک حوالہ مجھے دے، تعزیر کی بات میں نے صاف کر دی یہ خود مانتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب تعزیر ہے، حد نہیں۔ تو وہ تو جواب ہو گیا کہ ہمارے ہاں وہ واجب القتل ہے، یہ اس کو سو کوڑے لگا کر چھوڑ دیں گے تا کہ دوسری سے کرے، پھر تیسری سے کرے۔ ہم اس کو فوراً قتل کر دیں گے، یہ ہمارا مذہب ہے۔ یہ اپنا مذہب بیان نہیں کر رہا۔

دوسرا اس نے جو خمر کے بارے میں کہا ہے کہ ہمارے احناف کے مذہب میں خمر پینا حلال ہے، یہ فقہ حنفی پر جھوٹ بولا ہے۔ راؤ صاحب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ فقہ حنفی پر جھوٹ بولتا رہے تو آپ کی مرضی ہے ورنہ وہ حوالہ مجھے دیں، خمر کا لفظ ہو، اس پر دائرہ لگا کر راؤ صاحب کو دکھا دیں کہ لفظ خمر کا ہے میں جھوٹا ہوں گا۔ آپ اس کو کیوں بار بار جھوٹ بولنے کی اجازت دے رہے ہیں،

تیسرا اس نے یہ کہا ہے کہ پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا مسئلہ پوچھا ہے، میں نے کہا کہ یہ بتا تمہارے ہاں پاک چیزیں کون کون سی ہیں۔ یہ بتائے گا تو مسئلہ چلے گا، خون نجس ہے یا نہیں، بالٹی آدھی خون کی ہو آدھی پانی کی ہو اس کو پاک کہیں گے یا ناپاک۔ ان کے ہاں خمر نجس ہے یا نہیں، آدھا پانی ہے آدھی خمر ڈال دی جائے، پانی نجس ہے یا نہیں، آدھی منی ہو آدھا پانی ہو، ان کے ہاں نجس ہے یا نہیں؟ یہ مسئلے نماز کے متعلق ہیں یہ میں ان سے بار بار پوچھ رہا ہوں کہ یہ مسائل پیش کریں۔ پہلے یہ حوالہ پیش کرے امام محمدؒ سے ظاہر الروایۃ سے، کہ خنزیر پاک ہے ورنہ ہم دکھاتے ہیں کہ ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک ناپاک ہے۔

طالب الرحمن۔

در مختار ص ۱۹۱ نکالیں، اب اس نے کہا ہے کہ خمر کا لفظ دکھا کر اس پر نشان لگا دیں تو ہم مناظرہ ہار جائیں گے۔ اب یہ بات اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ان کے نزدیک اگر جو کی شراب بنالی جائے۔ راؤ صاحب بات نماز سے چلی تھی ابھی نماز کا پہلا مسئلہ انہوں نے حل نہیں کیا، میں نے کہا تھا کہ یہ گفتگو کریں ان کا مسئلہ جو میں نے بیان کیا اب یہ اس مسئلہ پر گفتگو کیوں نہیں کرتے یہ تو جو انہوں نے بیان کئے ہیں یہ تو اس لئے تھا کہ انہوں نے جو کہا تھا کہ مناظرے سے بھاگ گیا تھا۔

اب خمر کا مسئلہ ہے ان کے ہاں جو خمر ہے وہ دو چیزوں سے بنتی ہے باقی ہر قسم کی شراب ان کے ہاں خمر میں آتی ہی نہیں۔ اب جو کی شراب آپ پی لیں گے، یہ شراب تو شراب ہی ہے، یہ جو اس نے کہا تھا کہ خمر کا لفظ دکھا دو۔ یہ مجھے لکھ دیں کہ جو کی ہو، گندم کی ہو، ساری چیزوں کی شراب ہے۔

میں دکھاتا ہوں کہ ان کے مذہب میں جو کی شراب ان کے مذہب میں پی جاتی ہے طاقت کے لئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انگور کی شراب پیتے ہیں۔ دوسری جو شرابیں تیار ہوتی ہیں وہ میں اگر ان کی کتابوں میں دکھا دوں۔ تقریر ترمذی لائیں میں ان کو پڑھ دیتا ہوں باب البیان بالخیار ص ۳۸ سے چلتا ہے اور ص ۳۹ کے آخر میں ختم ہوتا ہے۔ یہ ساری بحث جو ہے اگر یہ ساری پڑھنا چاہتے ہیں تو یہ ایک گھنٹہ لے کر پڑھ دیں میں بھی ایک گھنٹہ لوں گا۔ اب دیکھیں رزلٹ جو نکالا ہے یہ پوری بحث چلا کر وہ کہتا ہے، فالحاصل آپ فالحاصل کا معنی پوچھیں کہ فالحاصل کا معنی کیا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ یہ پہلی بات کا نتیجہ اور نچوڑ نکل رہا ہے۔ تو اس بات کا اختتام یہ ہے کہ،

فالحاصل ان مسئلة الخيار من مهمات المسائل و خالف ابو حنيفة فيه الجمهور.

کہ ابو حنیفہؒ نے اس میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔

و كثير من الناس من المتقدمين و المتأخرين.

کہ اکثر متقدمین ومتأخرین کی مخالفت کی ہے،

و صنفوا فی تردید مذهبه فی هذه المسئلة.

اور اس مسئلہ کی تردید میں لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کی ہے،

ورجح مولانا شاه ولی الله المحدث الدهلوی فی الوسائل مذهب الشافعی من جهة الاحاديث و النصوص.

شاہ ولی اللہؒ نے امام شافعیؒ کے مذہب کو ترجیح دی ہے کیوں؟ من جهة الاحاديث والنصوص اس لئے کہ احادیث اور نصوص اس کی تائید کرتی ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں و كذالك قال الشيخ بترجيح مذهبه کہ امام شافعیؒ کے مذہب کو ترجیح ہے کیوں ترجیح ہے؟ اس لئے کہ قرآن اس کی طرف ہے، حدیث اس کی طرف ہے، اپنی بات بیان کرتے ہیں الحق والانصاف حق بھی یہی ہے، انصاف بھی یہی ہے۔ ان الترجيح للشافعی فی هذه المسئلة کہ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کو ترجیح ہے۔ حق کے مقابلے میں کیا ہوتا ہے (باطل) اور انصاف کے مقابلے میں کیا ہوتا ہے ناانصافی اور ظلم جیسے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد لله و كفىٰ و الصلوة و السلام علی عباده الذين اصطفىٰ. اما بعد.

جہاں سے بات انہوں نے شروع کی ہے اس سے پہلے اس نے عبارت چھوڑی ہے اس کا ترجمہ کرے اور یہ کہتا ہے کہ امین ایک صفحہ بخاری کا پڑھنے میں جھوٹا، اس نے جو صَنفُوا پڑھا ہے یہ کس مولوی سے پڑھا ہے؟ کہاں سے پڑھا ہے؟ یہ دیکھئے یہ لکھا ہے، فنحن لا نرتكب خلاف الحديث پہلی بات تو یہ کہ شیخ الہند کی یہ تقریر کس نے جمع کی ہے۔ شیخ الہند کی تقریر جمع کرنے والے کا نام نہیں دیا۔ کسی کا تو پتا چلنا چاہئے کہ شیخ الہند کی طرف اس کتاب کو کس نے

منسوب کیا ہے؟

حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد غیر مقلد بھی ہیں، جیسے مولوی ثناء اللہ اور مقلدین بھی ہیں۔ تو یہ سرے سے اس کی سند ہی مجہول ہے۔ دوسرا اس نے یہ عبارت نہیں پڑھی

فنحن لا نرتکب خلاف الحدیث بل نخالف قیاس الشافعی و قیاسه لیس بحجة علینا.

کہ ہم نے اس مسئلہ میں کسی حدیث کی مخالفت نہیں کی بلکہ امام شافعیؒ کے قیاس کی مخالفت کی ہے اور امام شافعیؒ کا قیاس ہم پر حجت نہیں ہے۔ یہ ہے اصل عبارت۔ انہوں نے تین چار مرتبہ آپ کے سامنے اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ یہ عبارت اگر انہوں نے پڑھی ہو تو ٹیپ میں دیکھ لیتے ہیں۔

پہلے تو اس کو لکھنے والے کا نام بھی نہیں پتا۔ کسی پر الزام لگانے کے لئے اس کا ثبوت ضروری ہے کہ وہ پتا بتلائے کہ لکھنے والا کون ہے وہ آدمی اس پر نشان لگا کر راؤ صاحب کو دکھلا دے کہ فلاں آدمی لکھنے والا ہے۔

دوسرا یہ جو انہوں نے عبارت پڑھی ہے تو اگر یہ عبارت اس نے ایک مرتبہ بھی پڑھی ہو ٹیپ چیک کر لیتے ہیں، اگر پڑھی ہو تو میری شکست ہے ان کی فتح ہے۔ اور جب انہوں نے عبارت نہیں پڑھی تو یہ دھوکا ہے اور میں حدیث کے مطابق عرض کر رہا ہوں کہ ایسا دھوکہ اور خیانت منافق کی نشانی حدیث میں ہے، اہل حدیث کی نشانی نہیں ہے۔ اب یہ میرے سامنے پیش کرے کہ کس نے لکھی ہے۔ اگر تو یہ نام بتائے تو چلنے دیں۔ راؤ صاحب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولتے رہیں اور یہ چلتے رہیں پھر تو ٹھیک ہے۔ آپ یہ نوٹ رکھیں کہ وہ پہلے نام بتائے گا کہ اس تقریر کو لکھنے والے کا نام کیا ہے کہ اتنے بڑے آدمی کہ جو مولوی ثناء اللہ کے بھی حدیث کے استاد ہیں اس پر الزام لگانے کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ یہ پہلے اٹھ کر نام بتائیں۔ لیکن یقین کریں کہ یہ اس کا نام نہیں بتائیں گے اس لئے کہ ان کو معلوم نہیں ہے اور نہ پتا

ہے کہ لکھنے والا کون ہے۔ دوسرا میں نے یہ آپ کے سامنے ثابت کر دیا ہے۔

تیسرا یہ انہوں نے کہا ہے کہ خمر پینا جائز ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ خمر ثابت کر دے، خمر کا معنی شراب ہے، ویسے شراب تو عربی میں ہر پینے والی چیز کو کہتے ہیں جیسے یہاں بھی دکانوں پر مشروبات لکھا ہوتا ہے۔ **ھذا مغتسل بارد و شراب** قرآن پاک میں آتا ہے، **شرابا طھورا** قرآن پاک میں آتا ہے۔ لیکن جس کو ہم شراب کہتے ہیں اس کو عربی میں **خمر** کہتے ہیں۔ اس لئے یہ خمر کا لفظ ہماری کتاب سے دکھا دیں میری شکست ان کی فتح۔ یہ پہلے خمر والا حوالہ دیں پھر بات آگے چلے گی۔ اسی طرح امام محمدؒ والا قول بھی پیش کریں۔ پہلے نام بتائیں پھر اس کا ترجمہ کریں، جو تقریر ترمذی سے عبارت چھوڑی ہے۔

طالب الرحمن۔

یہ جو تقریر ترمذی ہے اگر یہ محمود الحسن (محمود حسن۔ از مرتب) صاحب کی نہیں ہے اگر یہ انکار کریں کہ یہ ان کی نہیں پھر تو ہم بھی کہہ دیں گے کہ یہ ان کی نہیں ہے۔ جب ان کے دیوبندی اسے چھپواتے ہیں اور محمود الحسن (محمود حسن) کے نام سے چھپواتے ہیں۔ اب آدمی کا اس میں تذکرہ نہیں ملتا کہ اس کے شاگرد نے جمع کی ہے، یہ اس میں لکھا ہوا نہیں ہے۔ اب یا تو یہ اس کا انکار کریں۔ اب مثلاً بخاری شریف ہے اس کو اس کے شاگرد لکھتے ہیں اب یا تو یہ کہیں کہ یہ ان کی کتاب نہیں ہے ہم کتاب اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں گے، اگر یہ مانتے ہیں کہ ان کی کتاب ہے تو ان کے جس شاگرد نے لکھی ہے اگر اس کا نام یہاں نہیں ملتا۔ اس سے کوئی حرج تو نہیں پڑتا اگر تو یہ کہیں کہ یہ مشکوک ہے، ہم اس کو رکھ دیتے ہیں۔

ہمارے پاس ان کی بڑی بڑی کتابیں پڑی ہیں جس میں انہوں نے بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ اگر جلدی میں صَنَفُوا کو صَنَفُوْا پڑھا گیا ہے یا تو کریں عبارت پڑھنے کا مقابلہ جیسے میں نے کہا تھا کہ بخاری کا ایک صفحہ یہ پڑھ دیں ایک میں پڑھتا ہوں اگر یہ بخاری کا صفحہ صحیح پڑھ دیں میری شکست، اگر میں صحیح پڑھ دوں تو ان کی شکست۔ یہ ہے عملی انداز۔

اب پوری عبارت سے ایک غلطی نکال لینا جو جلدی میں پڑھنے سے ہوگئی مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ صنف یصنف تصنیف سے ہے۔ اگر اس پر بحث کرنا ہے کرلیں۔ یہ غلطیاں نکالنا بچوں کا کام ہے کہ انہوں نے یہ کردیا۔

اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے حدیث کی مخالفت نہیں کی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کی بات یہی ہوا کرتی ہے کہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ یہاں لکھا ہے کہ ہم حدیث کی مخالفت نہیں کر رہے آگے لکھتے ہیں کہ حق یہی ہے۔ اگر یہ حدیث کی مخالفت نہیں کر رہے تو یہ جو بات انہوں نے شاہ ولی اللہؒ کی بیان کی ہے کہ **من جهة الاحاديث والنصوص** قرآن کی آیات اور احادیث کی وجہ سے یہ مسئلہ امام شافعیؒ کا راجح ہے، اس مسئلہ میں ترجیح امام شافعیؒ کو ہے قرآن کی آیات اور احادیث کے ساتھ۔ اگر قرآن کی آیات اور احادیث ان کے پاس بھی ہے تو پھر یہ کیسے، ہوگا کہ ان کے پاس بھی قرآن اور ان کے پاس بھی قرآن، پھر تو قرآن میں اختلاف ہوگیا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں اختلاف ہے، اگر قرآن میں اختلاف ہے تو قرآن ہوگیا کنڈم۔ جب یہ مان چکے ہیں کہ ترجیح قرآن وحدیث کی وجہ سے ہے تو پھر آگے لکھ چکے ہیں کہ حق یہی ہے اور انصاف یہی ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کو ترجیح ہے۔ لیکن ہم نہیں مانتے۔ کیوں نہیں مانتے؟ اس لئے نہیں مانتے کہ ہمارے پاس حدیث ہے، بلکہ کہتے ہیں کہ **نحن مقلدون** کہ ہم مقلد ہیں **یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفة** کہ ہم پر ہمارے امام کی تقلید واجب ہے۔

یہ اصول کرخی میرے پاس ہے اس میں لکھا ہے کہ ہر وہ قرآن کی آیت جو ہمارے امام کے قول کے خلاف ہوئی اس کی تاویل کی جائے گی، ان کے نزدیک حدیث پیش کی جائے اللہ کے نبی ﷺ کی، قرآن پیش کیا جائے اللہ کا، اگر یہ قرآن ان کے امام کے قول کے خلاف ہو، اس کی تاویل کرو ورنہ کہہ دو منسوخ ہے۔ اس طریقے سے نبی ﷺ کی حدیث پیش کی جائے۔ اگر ان کے امام کے قول کے خلاف ہوئی تو کہیں گے تاویل کرو ورنہ منسوخ۔

حالانکہ نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تو میرے کلام کو منسوخ کرسکتا ہے لیکن میں اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا۔ یہ اپنے امام کے قول سے اللہ کے کلام اور نبی ﷺ کی حدیث کو منسوخ کر رہے ہیں۔ باقی رہی بات تعزیر کی، یہ کہتے ہیں کہ تعزیر ان کو لگائیں گے اور قتل کریں گے۔ میں نے کہا کہ اس میں کہیں امام صاحب کا نام نہیں وہ امام محمدؒ کے نزدیک ہو، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہو، ان کے اور مولویوں کے نزدیک ہو، ہمارا اختلاف یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر کوئی حد نہیں ہے، تعزیر ہے تعزیر کتنی ہے، میں ہدایہ اور دوسری کتابوں سے ثابت کروں گا کہ تعزیر زیادہ زیادہ کتنی لگائی جاتی ہے یہ خود لکھتے ہیں کہ،

والتعزیر اکثرہ تسع و ثلثون سوطا.

کہ تعزیر جو ہے وہ زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب.

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

دیکھئے جس تقریر ترمذی کا یہ بار بار تذکرہ فرمارہے تھے یہ اس نے مان لیا ہے کہ ہم اس کے جمع کرنے والے کو نہیں جانتے، اب مولانا ثناء اللہ کے جو استاد حدیث ہیں ان کے بارے میں بغیر کسی ثبوت کے انہوں نے یہ پیش کیا پھر یہ کہا **والحق والانصاف**. جب اس کو لکھنے والے کا نام ہی پتا نہیں۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کے خلاف لکھا ہے بات یہ ہے کہ جو میں نے وہاں پڑھی تھی کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم حدیث کی مخالفت نہی کرتے بلکہ امام شافعیؒ کے قیاس کی مخالفت کرتے ہیں، شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ یہاں امام شافعیؒ کا مسئلہ حدیث کے موافق ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا مسئلہ حدیث کے موافق ہے، تو ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں نہ کہ شاہ ولی اللہؒ کے۔

اول تو یہ ہے کہ پتا نہیں کہ یہ لکھی کس نے ہے، اس نے تین چار مرتبہ اسے بیان کیا کہ یہ

لکھنے والے کو جانتا تک نہیں۔ دوسری بات اس نے پھر جھوٹ بولا اور اصول کرخی کا جو حوالہ پیش کیا ہے وہ بھی نامکمل پیش کیا ہے۔ وہ بات کیا ہے جیسے قرآن پاک کی کوئی آیت بیان کرتے ہوئے کوئی یہ کہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، وہاں وہ پوری عبارت پڑھے کہ فلاں آیت یا حدیث منسوخ ہے۔ وہ سارا قانون نہیں بیان کرتے بلکہ منسوخ آیت کے بارے میں ہے۔ پہلے یہ ردالمختار کی عبارت پڑھے، پھر اصول کرخی کی پوری عبارت پڑھے۔ تقریر ترمذی والی بات تو انہوں نے مان لی رہی وہ تعزیر والی بات اس نے دوبارہ چھیڑی ہے۔ انہوں نے دو باتیں بتائی ہیں کہ حد لگانا امام محمد کا مسلک ہے اور تعزیر لگانا امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور میں نے جو عبارت پیش کی ہے وہ تعزیر کے متعلق ہے، تو وہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کی تشریح ہے، کیونکہ تعزیر کے قائل وہی ہیں۔ باقی اس نے یہ کہا کہ تعزیر کم از کم اتنی ہے یہ اس حوالہ میں کہ جو ایسی عورت سے نکاح کرے جس سے نکاح حلال نہیں اس پر تعزیر ہے یہ کم از کم کا لفظ یہاں دکھا دیں، ان کی فتح میری شکست۔ دوسرا یہ کہ یہ اس کا ترجمہ کریں جہاں میں نے نشان لگایا ہے تا کہ جھوٹ واضح ہو جائے۔

(مولوی طالب الرحمٰن نے اپنی باری میں کہا تھا کہ ہم دکھاتے ہیں کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر پاک ہے لیکن خنزیر کی پاکی کا حوالہ پورے مناظرہ میں نہیں دکھا سکا جو حوالہ دکھایا وہ خنزیر کے بال کے متعلق تھا نہ کہ خنزیر کے متعلق۔ مولانا اوکاڑوی نے خمر کا لفظ دکھانے کا مطالبہ کیا وہ بھی نہ دکھایا بلکہ جو کی شراب کا حوالہ دکھایا۔)

یہ بخاری ہے میں نے خمر کا مطالبہ کیا ہے، اس نے پیش نہیں کیا اس میں لکھا ہے کہ شہد کی خمر حلال ہے۔

طالب الرحمن۔

اس میں لکھا ہے کہ سور کے بال طاہر ہیں۔ جب یہ سور کا حصہ ہیں تو معلوم ہوا کہ پورا سور پاک ہے۔ اب یہ خود کہتے ہیں کہ پورا سور نہیں بلکہ اس کے بال پاک ہیں بات تو وہی ہوئی۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اس کو میرا لگا ہوا نشان نظر نہیں آتا اس نے بے ایمانی کی ہے پھر آدھی عبارت پڑھی ہے۔ اسی طرح میں آپ کے سامنے بخاری رکھتا ہوں اس میں ہے کہ شہد کی خمر حلال ہے۔ یہ بخاری میں لکھا ہوا ہے، میں نشان لگا کر دیتا ہوں اس طرح یہ فقہ پر نشان لگا کر دیں کہ خمر کا لفظ ہو۔ اب ان کا مسئلہ سن لیں لکھتا ہے، ہمچنیں استدلال بر نجاست خنزیر۔

طالب الرحمن۔

انہوں نے کہا کہ بخاری میں لکھا ہے کہ شہد کی خمر حلال ہے یہ دکھا دیں میں اپنی شکست لکھ دوں گا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

آپ کو معلوم ہے کہ خمر کا معنی شراب ہوتا ہے! (جی ہاں) یہ ہے الخمر من العسل.

طالب الرحمن۔

اگر بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ حلال ہے تو میری شکست۔ راؤ صاحب بخاری میں جو بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوگی وہ مانیں گے۔ اب اگر کوئی بخاری پر باب باندھ دے یا بخاری پر حاشیہ چڑھا دے وہ بخاری کی حدیث تو نہیں ہوگی۔ ہمارا مطلب بخاری سے حضور ﷺ کی حدیث ہے، اگر یہ دکھا دیں حدیث سے کہ خمر حلال ہے، میں اپنی شکست لکھ دوں گا، اور اگر یہ نہ دکھا سکے تو یہ اپنی شکست لکھ کر دیں۔ اب اگر یہ باب پڑھ دیں تو اس سے بات نہیں بنے گی امام بخاریؒ کی فقاہت یہ اپنی جگہ ہے، نبی ﷺ کی حدیث اپنی جگہ ہے۔ ہم مقلد نہیں ہیں، ہم غیر مقلد ہیں۔ اگر یہ اپنی باری میں دکھا دیں تو میری شکست اور اگر نہ دکھا سکیں تو ان کی شکست۔ اور یہ نہیں دکھا سکتے۔

باقی رہی بات امام محمدؒ والی تو امام محمدؒ کے نزدیک یہ طاہر ہے، یہ کہاں لکھا ہے کہ امام محمد کے نزدیک خنزیر کے بال ناپاک ہیں یہ ہمیں دکھا دیں۔ باقی رہی تعزیر والی بات ان کے نزدیک ۳۹

کوڑے ہیں تعزیر۔ اگر کوئی ماں، دادی، پھوپھی سے نکاح کرے اس سے ہم بستری بھی کی اس پر تعزیر ہے اور تعزیر کہتے ہیں والتعزیر اکثرہ تسع و ثلثین سوطا اور کم از کم تین ہیں۔

ہم نے دکھایا تھا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کوئی حد نہیں۔ یہاں ہم نے دکھادیا کہ تعزیر ان کے نزدیک زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے ہیں اور کم سے کم تین کوڑے ہیں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہیں لگائی جاسکتی۔ یہ ان کے امام کا فیصلہ ہے کہ تعزیر لگاؤ، نبی کہتا ہے کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہیں لگائی جاسکتی، اس کا معنی یہ ہوا کہ جو ماں کے ساتھ نکاح کرے گا، اس کو صرف دس کوڑے مارے جائیں گے۔

باقی رہی اصول کرخی والی بات، اصول کرخی کی جو عبارت میں نے چھوڑی ہے اس پر نشان لگادیں، مسئلہ پھر وہیں آگیا میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ہوجائے گی، یہ اللہ کے قرآن سے دکھائیں، نبی ﷺ کی حدیث سے دکھائیں کہ نماز ہوجائے گی میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے ان کو دوسرا مسئلہ بتایا تھا کہ کتا جس گھر میں ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا، یہ کہتے ہیں کہ کتا مسجد میں لاکر گود میں بٹھالو اور اس کا مصلے بھی بنالو، اس کی کھال کا ڈول بھی بناؤ، مصلے نیچے بچھالو، اوپر بھی لے لو، اس کی کھال کی جیکٹ بھی بنا کر پہن لو، نماز ہو جائے گی۔ میں نے یہ دو حوالے پیش کئے۔ ابھی انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا یہ ان پر قرض ہے، اور یہ قرض رہے گا۔ چل رہا تھا نماز کا مسئلہ اور یہ ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں، بھاگیں کہاں بھاگتے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے ہوں۔ ہم نے ہے نماز کا مسئلہ سمجھانا اور آپ نے سمجھنا ہے، ادھر ادھر کی باتیں فضول ہیں۔ یہ یہ مسئلہ اللہ کے قرآن سے دکھائیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ. اما بعد.

میں نے قتل کا لفظ دکھایا ہے، جہاں محرمات سے نکاح کا مسئلہ ہے انہوں نے ۳۹ کوڑے

دکھائے ہیں وہاں یہ ماں کا لفظ دکھادیں۔ پھر اس نے کہا ہے کہ حاشیہ پڑھا ہے حاشیہ یہ ہے اور انہوں نے یہ عبارت پڑھی ہے۔

اب آپ کے سامنے طالب الرحمٰن نے یہ مانا ہے کہ امام بخاریؒ کی فقہ میں شراب حلال ہے، اور ساتھ امام مالکؒ کا نام بھی ہے، ابن دراوردی کا نام بھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک یہ نشہ نہ آئے یہ شراب حلال ہے۔ میں نے مطالبہ کیا تھا کہ فقہ کی کسی کتاب میں اگر خمر کا لفظ ہو تو دکھائیں۔ جیسے انہوں نے جھوٹ بولا کہ فقہ میں خمر ہے۔ میں نے خمر کا لفظ دکھایا ہے، اسی طرح یہ خمر کا لفظ دکھائیں، ورنہ یہ جھوٹ ان کے ذمے قرض ہے۔ اور جہاں یہ ۳۹ کوڑے دکھا رہے ہیں وہاں یہ ماں، بہن کا لفظ دکھادیں ہم غیر مقلد ہونے کا اعلان کردیں گے لیکن یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

اس نے عبارت بھی پوری نہیں پڑھی یہاں ہے کہ ظاہر الروایۃ میں بال بھی اس کے پاک ہیں،

فلا یجوز استعماله لزوال الضرورة.

آج کل ان کے استعمال کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عبارت یہ ہے وشعر المیتة مردار کے بال غیر الخنزیر علی المذهب المختار مذہب مختار کے مطابق خنزیر کے علاوہ اگر باقی کوئی جانور مرجائے تو اس کے بال پاک ہوتے ہیں، مثلاً اڑ کر کپڑوں کو لگ جائیں تو نماز ہوجائے گی۔ جب ان کے ہاں مردار سارا ہی پاک ہے عرف الجادی میں لکھا ہے کہ مردار کو ناپاک کہنا صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح لکھا ہے، نواب صدیق حسن خان بدور الاھلہ میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خنزیر ناپاک ہے،

برنجاست خنزیر بلفظ رجس کما ینبغی نیست۔

کہ قرآن میں جو خنزیر کو رجس کہا ہے جس طرح قرآن نے ماں کو حرام کہا ہے تو ماں حرام ہے ناپاک نہیں۔ تو جس مذہب میں خنزیر ماں جیسا پاک ہے، وہ اعتراض کررہے ہیں ایک

ایسے قول پر کہ جس کے آگے لکھا ہے کہ اس پر عمل جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اصول کرخی سے عبارت نکال دے میں پیش کرتا ہوں۔ بات میں نے یہ بیان کی تھی کہ جیسے ہم منسوخ بات کو بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے، اسی طرح انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے اصحاب کے خلاف جو حدیث ملے تو ہمارے اصحاب نے تحقیق کی ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے، اس کی مثال بھی انہوں نے دی کہ جس کو انہوں نے دلائل سے منسوخ ثابت کر دیا ہو اس کے بارے میں یہ عبارت ہے تو وہ بطور مثال بیان کر رہے ہیں۔

طالب الرحمن۔

اب انہوں نے کتاب پھر اٹھائی ہے جیسے میں نے شروع میں کہا تھا کہ اس نے ہمارے مولویوں کی کتابیں پیش کرنی ہیں، نہ انہیں قرآن یاد آئے گا نہ حدیث۔ اب پھر وہ کتاب اٹھائی ہے کہ ان کے نزدیک خنزیر ایسے پاک ہے جیسے ماں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ کا قرآن پیش کرو، نبی ﷺ کی حدیث پیش کرو۔ باقی مولویوں کی باتیں ہماری نہیں ہیں، ہم کہتے ہیں

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء

اتباع کرو جو اللہ نے آسمان سے اتارا، وہ قرآن اترا، نبی ﷺ کی حدیث اتری، اس کے علاوہ کسی کی اتباع کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔ اگر منوانا ہے قرآن سے نکالیں ہم مان لیں گے نبی ﷺ کی حدیث سے نکال دیں ہم مان لیں گے۔ جب اس میں نہیں نکالتے ہو تو فلاں مولوی کی کتاب، فلاں کی کتاب جو غیر مقلد ہے اس کی بات ہم نہیں مانتے۔ مولویوں کی باتیں ماننا ہمارا مذہب نہیں، ہم صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مانتے ہیں۔

باقی رہ گیا یہ کہ انہوں نے حوالے پر جرح کی ہے میں نے شروع میں یہی کہا تھا کہ امام محمدؒ کے نزدیک انه عند محمد طاهر کہ یہ امام محمدؒ کے نزدیک سور کے بال پاک اور طاہر ہیں۔ جو حوالہ انہوں نے بیان کیا ہے، وہ امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ اس میں تو ناپاک ہے، لیکن میرا دعویٰ یہ

تھا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی پاک ہے۔

پیچھے نکال کر دیکھ لیں اس میں میرا یہ دعوٰی ہے کہ خنزیر کے بال امام محمدؒ کے نزدیک پاک اور طاہر ہیں۔ یہ میرا دعوٰی اب بھی برقرار ہے اور اس میرے دعوے کو کوئی مائی کا لال توڑ نہیں سکتا۔

باقی انہوں نے کہا کہ حاشیہ پر اعتراض کیا۔ حاشیہ اور عبارت دونوں پر اعتراض کیا تھا۔ پھر اس نے کہا تھا کہ تعزیر ماں کے ساتھ ۳۹ کوڑے دکھا دیں۔ اب دیکھیں یہ ہے قانون کی کتاب اب یہ وہاں کہتے ہیں کہ اس کو حد نہیں لگائی جائے گی تعزیر لگائی جائے گی۔ اب اس جگہ نہیں لکھا دوسری جگہ لکھا ہے فصل فی التعزیر یہ تعزیر کا باب ہے، اب یہ باب قائم کر کے تعزیر کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ تعزیر جو کسی مسئلے میں لگائی جائے اکثر زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے کم از کم ۳ کوڑے لگائے جائیں گے۔ باقی رہا یہ کہ انہوں نے نسخ والی بات کو درمیان سے پڑھنا شروع کیا۔ لکھا ہے کہ ہر وہ قرآن کی آیت جو ہمارے امام، ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہوئی اس کو محمول کیا جائے گا کہ یہ منسوخ ہے۔

باقی راؤ صاحب جو آپ نے مسئلہ سمجھنا ہے وہ ہے نماز کا باقی یہاں لکھا ہے ان کل آية قرآن کی ایک ایک آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہوئی، اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ یہ منسوخ ہے۔ قرآن کی آیت کیوں منسوخ کی؟ کیونکہ یہ امام کے قول کے مخالف ہے۔ اس لئے یہ کیچڑ اچھالتے ہیں کہ یہ قرآن کے منکر ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ مر جائیں گے لیکن قرآن سے نکال کر یہ نہیں دکھا سکتے کہ اگر ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ درہم کی شرط کیوں لگائی ہے اس لئے کہ اگر درہم سے تھوڑی سی بھی زیادہ ہو گئی تو کہتے ہیں کہ اب نماز نہیں ہوگی۔ درہم کی شرط کیوں لگائی ہے؟ کہتے ہیں اس لئے کہ دبر کو ماپا ہے اس کی مقدار اتنی ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد لله وكفىٰ والصلوة والسلام علی عباده

الذين اصطفى. اما بعد.

الحمد للہ اب مانا ہے کہ جہاں اتنالیس کوڑوں کا ذکر ہے وہاں ماں کا ذکر نہیں ہے۔ یہ انہوں نے مان لیا میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں نے جہاں قتل کا لفظ دکھایا ہے وہاں اس بات کا ذکر ہے کہ جس نے اس عورت سے نکاح کیا کہ جس سے نکاح حرام ہے تو بات وہی نکلی جو میں نے کی تھی۔ الحمد للہ۔ اب یہ اتنی دیر کے بعد مانے ہیں آہستہ آہستہ الحمد للہ مان رہے ہیں۔

دوسرا جو اس نے کہا کہ ابو یوسف کا قول ہے اس نے وہاں ظاہر الروایۃ کا لفظ پڑھا ہے، ترجمہ نہیں کیا۔ جیسے ایک متواتر قرآن ہے، ایک شاذ قرآت ہے اب متواتر قرآن کے مقابلے میں شاذ قرأت قابل اعتماد نہیں ہوا کرتی۔ اس طرح امام محمدؒ کا قول کیونکہ شاذ ہے، ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے، اس لئے آگے لکھا تھا کہ اب اس کا استعمال جائز نہیں، اس نے نہ ظاہر الروایۃ کا ترجمہ کیا اور نہ آگے **لا يجوز استعماله لزوال الضرورة** کا ترجمہ میں نے کر بھی دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے نہیں پڑھا۔ اب معلوم ہوا کہ فقہ پر اعتراض کرنے کے لئے کئی قسم کی بددیانتیاں کرنا پڑتی ہیں۔

کبھی شروع سے عبارت چھوڑ و کبھی آخر سے۔ پھر اس نے یہ حوالہ پڑھا دیکھیں کوئی بھی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ کوئی امتی قرآن اور حدیث کو منسوخ کر سکتا ہے، وہاں بات یہ لکھی ہے کہ ہر وہ آیت جس کے بارے میں ہمارے علماء کی تحقیق ہے یا ہر وہ حدیث جس کے بارے میں ہمارے علماء کی تحقیق ہے وہ منسوخ ہے، اس کی مثال بھی لکھی ہے کہ جیسے فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنا یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے اماموں نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑا ہے، بلکہ دیگر احادیث سے اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا ہے اس لئے ہمارے اماموں نے اس کو چھوڑا ہے۔

یہ بات سارے کہتے ہیں صرف حنفی ہی نہیں کہتے کہ جو حدیث یا آیت منسوخ ہو جائے اس کو منسوخ کہتے ہیں، اب یہ پہلے **کل** خبر کا ترجمہ آیت کرتا رہا، پھر بعد میں دوسرے مولوی صاحب نے بتایا کہ آیت کل لفظ دوسرے صفحہ پر ہے، اس سے پتا چلا کہ جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ

خبر کا ترجمہ آیت ہوتا ہے یا حدیث اس کو مناظرے کے لئے کھڑا کیا ہوا ہے۔

اب اس کے بعد اس نے کہا کہ درہم کی پیمائش دبر کی پیمائش کی ہے، یہ دیکھئے ہمارا یہ مسئلہ ہے کہ ضعیف حدیث قیاس سے بلند ہوتی ہے، کیوں کہ ضعیف کا معنی کمزور ہے، اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث دارقطنی میں موجود ہے،

تعاد الصلوة من قدر الدرهم من الدم.

اس کے راوی پر صرف یہ اعتراض ہوا کہ یہ ضعیف ہے، کذاب نہیں ہے۔ اس ضعیف راوی کی روایت کو ہم قیاس کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں، نہ کہ حدیث کے مقابلے میں۔ اور یہ شامیوں کی کتاب ہے حنفیوں کی بھی نہیں۔ حدیث کی کتاب ہے، فقہ کی بھی نہیں۔ یہ جو اس وقت سے مذاق اڑا رہا ہے اس کو اللہ کے نبی ﷺ کا مذاق اڑانا چاہئے، حدیث کی کتاب کا مذاق اڑانا چاہئے، اس کے بعد کہیں امام ابراہیم نخعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی باری آئے گی۔ دیکھئے اگر یہاں سے درہم کا لفظ لے لیا اب اس کے خلاف یہ کوئی حدیث پیش کریں۔

طالب الرحمن۔

دیکھئے بات نکالی ہے ڈھونڈ کر بات چلی تھی نجاست غلیظہ سے، یا تو یہ ثابت کرے کہ خون ناپاک ہے۔ دوسرا انہوں نے تو لکھا ہے کہ نماز ہو جائے گی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ حدیث میں ہے کہ درہم کی مقدار خون سے نماز لوٹائی جائے گی یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک درہم گندگی پاخانہ پیشاب لگا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ خود اقرار کیا کہ حدیث ضعیف ہے، اب حدیث ضعیف بھی ہے اور ان کے مذہب کے بھی خلاف ہے، اس پر بڑا خوش ہو رہا ہے کہ بڑا تیر مار لیا ہے، کہتے ہیں کہ امام محمد کا قول شاذ ہے۔ ہمارا دعوی یہ تھا کہ امام محمدؒ کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ان کا قول شاذ ہے۔ ہمارا دعوی تو اپنی جگہ پر باقی رہا کہ امام محمدؒ کے نزدیک خنزیر کے بال پاک ہیں، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ناپاک ہیں۔ یہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ہم امام ابو یوسفؒ کے قول پر چلتے ہیں، اس سے ہماری بات کی نفی نہیں ہوئی کہ امام محمدؒ کے نزدیک سور کے بال بھی پاک

ہیں، ایک تو حدیث پڑھی ہے اس کی جو متروک الحدیث ہے اس کی روایت ہی کندم ہے، پھر اس روایت میں ہے کہ نماز لوٹائی جائے گی، اگر کپڑے پر ایک درہم خون لگا ہوا ہو تو کپڑے کو دھویا جائے گا اور نماز کو لوٹایا جائے گا۔ اس میں لکھا ہے کہ نماز لوٹائی جائے گی۔ یہ کہتے ہیں کہ نماز ہو گئی۔

اب مولوی صدیق صاحب اگر اس کا یہ ترجمہ کر دیں ایمانداری سے کہ اس حدیث کا یہ معنی بنتا ہو کہ اگر ایک درہم خون لگا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی اگر یہ ترجمہ ہو تو میں اپنی شکست لکھ دوں گا۔ دوسرا ان کے نزدیک کتا پاک ہے اس سے ڈول بناؤ، جیکٹ بناؤ، مصلے بناؤ نماز ہو جائے گی۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین

اصطفیٰ اما بعد.

جس درہم پر اتنا شور تھا اب مان گئے ہیں کہ اگر ایک درہم سے کم ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر زیادہ ہو تو نہیں ہو گی، دوسرا اس نے کتے کے بارے میں جو بات کہی ہے کتے کے بارے میں اس نے ابھی تک عبارت پڑھ کر سنائی نہیں، اور میں نے عرف الجادی سے عبارت پڑھ کر سنا دی ہے کہ ان کے ہاں کتا پاک ہے۔

آج یہ پتا چلا کہ مولوی طالب الرحمٰن سے پہلے جتنے بڑے بڑے اہل حدیث گذرے ہیں سب قرآن وحدیث کے خلاف کتابیں لکھ گئے ہیں۔ کیونکہ صدیق حسن بھی قرآن وحدیث کے خلاف تھا، وحید الزمان بھی قرآن وحدیث کے خلاف تھا۔ تو جس فرقے کے تمام علماء قرآن وحدیث کے خلاف ہوں ہمارے ان غیر مقلد دوستوں کا آپس میں بہت سے مسائل میں اختلاف ہے لیکن ایک بات پر سارے غیر مقلدوں کا اجماع ہے ہمارا جو مولوی ہوتا ہے وہ قرآن وحدیث کا مخالف ہوتا ہے۔ اگر ان کے کسی ایک عالم نے قرآن وحدیث پیش کیا ہے کسی ایک عالم نے اور ان کی کتاب لکھی ہوئی موجود ہے نماز کے مکمل مسائل میں وہ غیر مقلد کہلاتا ہو، آپ پیش کر دیں

میں اپنی شکست لکھ دوں گا۔ لیکن طالب الرحمٰن کو یقین ہے کہ اہل حدیث کہلانے والا ایک عالم بھی قرآن وحدیث پر عمل نہیں کرتا تھا، بلکہ اہل حدیث کہلانے والے جتنے آدمی گذرے ہیں ان سب نے قرآن وحدیث کے خلاف ہی لکھا ہے۔

مرزائیوں کو بھی اپنی کتابوں پر اعتماد ہوتا ہے لیکن اہل حدیث فرقہ وہ ہے کہ اگر ان کا کوئی مولوی قرآن وحدیث کا نام لے کر کتاب لکھ دے یہ فوراً کہتے ہیں کہ جھوٹی ہیں جلا دو۔ کبھی کسی حنفی نے یہ بات نہیں کی کہ ہماری کتابیں جلا دو، لیکن اہل حدیثوں کے مولویوں کے بارے میں طالب الرحمٰن نے کہا ہے ہمارے تمام مولویوں کی کتابیں اس قابل ہیں کہ جلا دی جائیں، تو اگر قرآن و حدیث ہے تو جلانا گناہ ہے یا نہیں؟ کفر ہے یا نہیں؟ (ہے) اگر وہ قرآن وحدیث نہیں تو پتا چلا کہ مولوی طالب الرحمٰن صاحب یقین رکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا ہر عالم جو ہے وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہی لکھ کر گیا ہے۔

ایک کتاب بھی جس میں مکمل مسائل نماز کے ہوں، غیر مقلد عالم نے نہیں لکھی۔ جس میں قرآن وحدیث کے مسائل ہوں اور نماز کا پورا طریقہ ہو۔ تو جو فرقہ اپنے علماء کو قرآن وحدیث کا مخالف مناظرے میں بار بار کہہ رہا ہے جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا کی کتاب کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ آگے پیچھے کہتے ہیں کہ مرزا ہی قرآن کو سمجھا ہے، لیکن جب مرزے کی کتاب پیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اسے ہاتھ نہ لگاؤ، اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر قرآن وحدیث کسی نے سمجھا ہے تو اہل حدیثوں نے سمجھا ہے، لیکن جب کتاب اٹھاؤ تو کتاب کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے کہ انہوں نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ قرآن وحدیث کے خلاف لکھی ہیں۔ تو بات چونکہ نماز پر ہو رہی ہے میں نے نماز کی شرائط پوچھی ہیں اس نے ابھی تک نہیں بتائیں، نماز کے ارکان پوچھے نہیں بتائے۔

طالب الرحمن۔

میں نے جو کتاب دی تھی اس کا ترجمہ نہ صدیق صاحب نے کیا ہے نہ حضرت صاحب نے کیا ہے۔ حضرت اس کا ترجمہ کرو، ساتھیوں کہو کہ کونسی حدیث نکالدی ہے، وہ جو ہمارے

موافق ہے آپ کے مخالف ہے۔

دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ اس میں ایک درہم خون ہے، نہ پیشاب کا ذکر ہے، نہ اور کسی نجاست کا، ایک درہم خون وہ کہتے ہیں کہ اس کو دھوؤ نماز کو لوٹاؤ، ایک تو یہ جھ ۔ بولا اور دوسری دلیل وہ دی جو اپنے خلاف ہے۔ دوسرا پھر کہا کہ انہوں نے مان لیا کہ ایک درہم سے کم میں ہو جاتی ہے۔ حضرت جی آپ حسین تو بہت ہیں، لیکن میرا ایک سوال تو پورا کر دیں۔

دوسرا یہ کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے علماء کی جتنی کتابیں ہیں سب جلانے کے قابل ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا۔

(آپ حضرات دیکھ سکتے ہیں کہ طالب الرحمٰن نے پچھلی تقریر میں کہا ہے کہ ان کتابوں کو اٹھا کر جلا دو اب انکار کر گیا ہے۔ از مرتب)

میں نے کہا تھا کہ جو مسئلہ اللہ کی کتاب یا نبی کی حدیث کے خلاف ہے خواہ وہ مسئلہ نواب صدیق حسن کا ہو خواہ وہ وحید الزمان کا ہو، خواہ وہ مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کا ہو، خواہ امام شافعیؒ کا ہو، خواہ کسی صحابی کا ہو اگر وہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو اس کو اٹھاؤ اور ایک طرف رکھ دو۔ ہم نے کہا کہ مولویوں کی کتابوں کے وہ مسئلے جو کتاب وسنت کے خلاف ہیں ان کو قطعاً نہیں مانا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بخاری میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص حج تمتع نہ کرے، انہوں نے جا کر کہا میں حج تمتع کرتا ہوں لوگوں نے کہا تیرا باپ تو حج تمتع سے منع کرتا ہے اور تو تمتع کرتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ خلیفہ کی بات چلے گی یا محمد رسول اللہ کی بات چلے گی؟۔

ہم ان کے ماننے والے ہیں، ہم مانتے ہیں صرف نبی ﷺ کی بات، نبی ﷺ کی بات کے سامنے نواب صدیق کی بات آئے یا وحید الزمان کی بات آئے، ادھر کی بات آئے، اُدھر کی بات آئے، کسی . . ت قابل قبول نہیں۔

بات پھر میری وہیں ہے کہ ایک درہم گندگی کی روایت دکھائیں انہوں نے جو روایت دکھائی ہے وہ ضعیف اور ان کے خلاف بھی ہے۔ اگر مسئلہ قرآن میں نہیں ہے تو اٹھ کر اعلان کرے کہ یہ قرآن میں نہیں ہے، پھر حدیث پڑھی اس میں بھی نہیں ہے۔ پھر کتے والا مسئلہ آیا اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ان کے مولویوں نے بھی لکھا ہے کہ کتا پاک ہے۔ ان کا جواب ہونا چاہئے کہ قرآن سے دکھائیں کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ کتے کو اٹھاؤ، کتے کا مصلے بناؤ، کتے کا ڈول بناؤ، کتے کی جیکٹ بناؤ۔ یہ مسئلہ قرآن سے دکھاؤ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہر مسئلہ پہلے قرآن سے دکھایا جائے گا، اگر قرآن میں نہ ہو تو حدیث سے دکھایا جائے گا۔ اگر قرآن سے نہیں ملتا حدیث سے دکھا دیں اگر حدیث سے نہیں ملتا صحابہ سے دکھا دیں یہ کچھ نہیں دکھا سکتے۔ مسئلے ہم نے گڑبڑ نہیں کرنے یہ تو ہے ابتدائے عشق ذرا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ابھی تو ہم نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے کہ ان کے ہاں پاکی یہ ہے کہ اتنا پاخانہ کپڑے پر لگا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ ابھی تو ایک کانٹا چبھویا ہے اسے نکال کر تو دکھاؤ۔ یہ یا تو اٹھ کر کہہ دے کہ میں ابوحنیفہؒ کی تقلید نہیں کرتا، امام محمدؒ کی تقلید نہیں کرتا۔ جیسے میں نے کہا کہ جو مسئلہ کتاب وسنت کے خلاف ہو اسے اٹھا کر چوک میں جلا دو۔ یہ اعتراض برائے اعتراض نہیں ہے یہ کہہ دے کہ امام صاحب کا یہ مسئلہ کتاب و سنت کے خلاف ہے ہم معافی مانگ لیتے ہیں۔ اب نماز کی ابتداء شروع ہے جب تک مولوی صاحب اس مسئلہ کو صاف نہیں کرتے آگے نہیں چلنے دیا جائے گا۔ یہ مولوی بیٹھے ہیں یہ کیا کہیں گے کہ ہمارے مناظر اعظم نے جو دلیل نکالی ان کے خلاف نکل آئی ہمارے خلاف۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

آپ حضرات یہاں نماز کے مسائل سیکھنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا ان کے ایک مولوی کی کتاب قرآن وحدیث کے مطابق نماز کے مسائل پر لکھی ہوئی ہو تو پیش کریں۔

لکھی ہوئی ہونی چاہئے یا نہیں؟ (ہونی چاہئے) انہوں نے ایک بھی کتاب ابھی تک جلائی ؟۔ (نہیں)۔ جو وہ فوت ہو گئے ہیں ان کی کتابیں ابھی تک یہ شائع کر رہے ہیں، لے رہے ہیں، بیچ رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں، پڑھا رہے ہیں۔

اس بات کا آپ کو یقین ہو گیا کہ اس جماعت کے جتنے مولوی ہیں ایک بھی ان کا مولوی قرآن وحدیث کے موافق نہیں لکھتا۔ ان کی لکھی ہوئی تمام کتابیں جس میں نماز کے مکمل مسائل ہوں قرآن وحدیث کے مطابق نہیں نکلی۔ یہ ان کی کتاب ہے صلوۃ الرسول ﷺ اس میں لکھا ہے کہ اگر امام پر غسل فرض تھا اور اس نے ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھا دی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ جان بوجھ کر امام بے وضو نماز پڑھا دے تو پچھلے سارے مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی۔ یہ اردو کی کتاب ہے، ہر اردو دان دیکھ سکتا ہے۔ اس کتاب پر ان کے عرب امارات میں رہنے والوں کے بھی دستخط ہیں، کہ یہ ہمارے مذہب کی بڑی قابل اعتماد کتاب ہے۔ اگر ایک آدمی نمازیں نہیں پڑھتا، اب وہ قضا کرنا چاہتا ہے تو حنفی مذہب بھی کہتا ہے کہ وہ قضا کر لے، اللہ تعالی توبہ قبول فرمالیں گے۔ غیر مقلد کہتا ہے نماز کی قضا قطعاً جائز نہیں۔ یہ کہتا ہے کہ میرے کہنے سے امام ابو حنیفہؒ کی بات چھوڑ دو، ابو یوسفؒ کی بات چھوڑ دو۔ میں کہتا ہوں کہ تم خدا اور رسول کی بات پیش کرو، میں تمہیں خدا اور رسول ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جیسے تیرے سارے مولوی جن کو تو نے مان لیا ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے مخالف ہیں میں بھی تیرے بارے میں اور یہ جتنے تیرے ساتھ ہیں ان کے بارے میں کہتا ہوں کہ یہ سب قرآن وحدیث کے مخالف ہیں۔ تو میں قرآن و حدیث کے مخالفوں کی بات کیسے مان لوں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری ان کے کتنے بڑے امام ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ مرزائی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، نماز ہو جاتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے خود مولانا ثناء اللہ امرتسری نے نماز پڑھی ہے۔ جو فرقہ بے وضو نماز پڑھانے کو جائز کہتا ہو اور مرزائیوں کی اقتدا میں نماز کو جائز کہتا ہو۔ میرے خیال میں کوئی بھی دل میں دین کی عظمت رکھنے والا شخص اس فرقے

کے قریب بھی پھٹکنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ان کے نزدیک بے نماز کافر ہے، اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہے، کافر اپنے باپ کا وارث بھی نہیں ہو سکتا جو باپ مسلمان ہو۔ کیا اس ساری دنیا میں ان کے اس مسئلے پر عمل جاری ہے۔ کبھی انہوں نے اعلان کیا کہ میرے اس لڑکے نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے اور میری جائیداد میں سے حصہ نہ لے گا، اگر میری بیوی نے ایک نماز چھوڑی ہے تو وہ کافر ہو گئی ہے اس کا نکاح مجھ سے ٹوٹ گیا ہے، اور میری ساری اولاد جو اس کے نماز چھوڑنے کے بعد پیدا ہوئی وہ ناجائز ہے، تو جو مذہب اس دنیا میں چل بھی نہیں سکتا سب کو کافر کہتا ہے۔ اب دیکھیں کافر سے نکاح بھی درست نہیں۔ اگر خاوند بیوی پہلے نماز نہیں پڑھتے تو کافر کا تو نکاح بھی نہیں ہوتا۔ آپ دیکھیں کہ ہارون آباد میں کتنے نکاح ہوئے اور کتنے نہیں ہوئے۔

طالب الرحمن۔

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں ہو
سائل کا اک سوال بھی پورا نہ کر سکے تم

حضرت صاحب میں نے کہا تھا کہ ترجمہ کر دیں۔ جو دلیل آپ نے پیش کی تھی کتاب کھلی پڑی ہے صفحہ بول بول کر پکار رہا ہے کہ حضرت صاحب یہ دلیل کون سی دے دی آپ نے، یہ اب آپ بیان کر دیں یہ آپ کو کیوں لگتی ہے۔ جس کو آپ نے ذخیرہ احادیث سے بڑی مشکل سے نکالا ہے اور ہمارے سامنے کھول کر بڑے دھڑلے سے بیان کر دی ہے۔ یہ ذرا اس کو پڑھتے کیوں نہیں۔ راؤ صاحب ذرا سمجھنے کی بات ہے میں لمبی گفتگو کرنے کا قائل نہیں۔ ناپاک امام نماز پڑھا دے مرزائی نماز پڑھا دے، اس مسئلہ کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ قرآن سے دکھائیں کہ ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو پاخانہ لگا ہوا ہو پیشاب لگا ہوا ہو حدیث سے دکھا دیں کیا اس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے، جب اس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے تو ایسا مسئلہ وہ کیوں بیان کرتے ہیں۔ اس میں سے میرا قرض چکا دیں جب قرض چکا دیں گے پھر جو مسئلہ آپ بیان کریں گے تو ترتیب آگے چلے گی، ابھی تو بہت کچھ ہے ابھی تو میں نے انہیں فارسی

میں نماز پڑھانی ہے، یہ مجھ سے شرائط پوچھتے ہیں۔ یہ ہم سے کتابیں پوچھتے ہیں ہمیں کتابیں لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے اللہ کا قرآن کھولیں وہاں نماز، حدیث کھولیں وہاں نماز، تم نے اللہ اکبر کیسے کہنا ہے، رکوع کیسے کرنا ہے، سجدہ کیسے کرنا ہے۔ اگر آپ کو نبی ﷺ کی حدیث قبول نہیں کہ نبی ﷺ کے اقوال افعال پسند نہیں ہیں، آپ کہتے ہیں کہ کسی اور نبی کی کتاب ہو تو ہم یہ قبول نہیں کرتے۔ کوئی مولوی اگر کتاب لکھے اس میں سقم رہ سکتا ہے، اس میں غلطی ہو سکتی ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ بیان کریں اس میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔

وما ینطق عن الھوی. ان ھو الا وحی یوحی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اکتب اے میرے صحابی لکھ لے، میرے ان دو ہونٹوں کے درمیان جو بات نکلتی ہے حق نکلتی ہے۔ ہم کیوں کتابیں لکھیں۔ اگر میں نے صلوۃ الرسول اٹھالی، تو یہ کہیں گے کہ یہ ان کے مولوی کی کتاب ہے انہوں نے کتاب اٹھائی اور کہا کہ اس میں یہ مسئلہ ہے امام زانی کے پیچھے نماز جائز ہے یہ مسئلہ انہوں نے پڑھ کر کہا کہ یہ مسئلہ غلط ہے۔ اگر ہم اپنے کسی مولوی کی کتاب اٹھائیں گے تو یہ کہیں گے کہ اس میں یہ غلط ہے یہ غلط ہے۔ ہمیں لکھنے کی ضرورت کیا ہے۔ ہاں جو ہمارے نبی ﷺ کی حدیث اس پر اعتراض کریں کہ نبی ﷺ کی یہ حدیث غلط ہے، نبی ﷺ کی یہ تقریر غلط ہے، نبی ﷺ کا یہ فعل غلط ہے، پھر تو ہم دیں گے اس کا جواب، ہم جس شخصیت کو، جس ذات کو مانتے ہیں اس کے بارے میں جواب دینے کے لئے تیار ہیں اور باقی ادھر ادھر کے مولویوں کی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اگر جو آدمی کہتا ہے کہ کتاب لکھی ہوئی ہونی چاہئے۔

ان کے اکثر آدمیوں نے کتابیں لکھی ہیں کتابیں لکھ کر ہوا کیا ہے یہ ان کی کتاب ہے الاشباہ والنظائر اس میں لکھا ہے کہ اگر ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھ لیتا ہے ولو نظر المصلی الی المصحف فقرأ منه بطلت صلوته لیکن ساتھ ساتھ کہتے ہیں ولا الی فرج امرأة بشھوة اس کا میں ترجمہ نہیں کرتا یہ مولوی خود ہی سمجھ جائیں گے۔ تو مولوی

اگر کتابیں لکھیں گے تو غلطیاں ہوں گی کہ یہ قرآن دیکھ لو، تو ٹوٹ گئی اور اگر وہ چیز دیکھ لو تو نہیں ٹوٹی۔ اس قسم کی غلطیوں کی وجہ سے ہم نے ان کتابوں کو تسلیم نہیں کیا۔ جو ان کی بات کتاب وسنت کے مطابق ٹھیک اور جو خلاف اس کو ہم نہیں مانتے۔

ہماری کتاب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہماری کتاب اللہ کا قرآن۔ اس سے باہر جانے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں۔ ایک آیت ثابت کر دیں کہ جس میں لکھا ہوا ہو کہ ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ٹھیک ہے، کتے کا مصلے بناؤ، شیروانی بناؤ، اس کی جیکٹ بناؤ، اس پر نماز پڑھی جائے تو نماز ٹھیک، یہ تلاش کر کے قرآن سے دیں یا حدیث سے دیں تب تو بات آگے چل سکتی ہے، ورنہ بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر یہ کہہ دیں کہ میری توبہ میں اس مسئلہ کا جواب نہیں دے سکتا میری توبہ ہدایہ ہمارا نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ. اما بعد.

مولوی صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں کتابیں لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے، یہ ہے کتاب صلوۃ الرسول میں نے اس کے مسئلے بتائے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ مسئلے قرآن وحدیث کے خلاف ہیں، معلوم ہوا کہ اہل حدیث عالم رسول ﷺ پر جھوٹ بولنے کیلئے کتاب لکھا کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ بے وضو نماز پڑھا سکتا ہے۔ اس میں ہے کہ ایسا آدمی نماز پڑھا سکتا ہے جو بالکل ناپاک ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ مسائل رسول کے نام سے پیش کئے گئے، رسول ﷺ کے ذمے جھوٹ لگایا گیا ہے۔

پتا چلا کہ اہل حدیث وہ ہوتا ہے جو جب بھی جھوٹ بولتا ہے خدا کے رسول ﷺ پر ہی بولتا ہے۔ اس لئے اس نے یہ صلوۃ الرسول کے نام سے کتاب لکھی ہے، رہی یہ بات کہ میں ترجمہ نہیں کرتا یہ ہے بخاری اس میں ہے کہ ایک امام نماز پڑھا رہا ہے پیچھے مرد عورتیں نماز پڑھ رہی ہیں

امام کے چوتڑ ننگے ہیں، عورتیں کہہ رہی ہیں کہ ذرا امام صاحب کے چوتڑ تو ڈھک لو، اب اگر طالب الرحمٰن اور چھتوی صاحب کا شوق ہے تو وہ بخاری پر عمل کیا کریں اور چوتڑ ننگے کر کے نماز پڑھایا کریں اور عورتیں پیچھے کھڑی ہوں، اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اب یہ بخاری کی روایت ہے بخاری سے یہ نکل رہی ہے۔

رہا الاشباہ والنظائر کا مسئلہ اس میں بالکل واضح ہے یہ ایک آیت یا حدیث پیش کریں کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں ٹوٹتی۔ ہمارے ہاں تو یہ ہے کہ چونکہ روایات دونوں قسم کی آتی ہیں ایک ہے کہ اگر عورت سامنے سے گذرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، ایک میں آتا ہے نماز نہیں ٹوٹتی۔ تو فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ اگر عورت کپڑے پہن کر بھی سامنے سے گزر جائے تو نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے، نماز ٹوٹتی نہیں۔ جس مذہب میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر نظر پڑ جائے، اصل میں یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہماری نظر جاتی ہے عبداللہ روپڑی کی کہ کہتا ہے کہ شرمگاہ چھ انگل گہری ہے اتنی چوڑی ہے اور کہتا ہے کہ مرد اپنا آلہ تناسل اوپر کرے اور خصیے ساتھ ملے ہوئے ہوں تو اس وقت عورت کی وہ شکل بن جاتی ہے، اور اگر عورت کو اوپر لٹایا جائے تو اس سے فلاں فلاں بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تشریح ہو رہی ہے قرآن پاک کی۔ اصل میں طالب الرحمٰن صاحب سمجھتے ہیں کہ جتنی گہری نظر ہم ڈالتے ہیں شاید حنفی مذہب میں ایسی نظر مراد ہے۔

اب دیکھیں ایسے مسائل کی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ ماں نماز پڑھ رہی ہے بچہ پیشاب کر رہا ہے اس کی نظر پڑ گئی، مسئلہ سامنے آئے گا۔ مولوی صاحب اٹھ کر بتائیں کہ حدیث میں اس مسئلہ کا جواب کیا ہے، اس طرح کسی نمازی کی شرمگاہ کھل جاتی ہے اور دوسرے نمازی کی نظر اس پر پڑ جاتی ہے، مولوی صاحب حدیث سے مسئلہ دکھائیں۔ مولوی صاحب حدیث سے دکھا دیں کہ اچانک نظر پڑنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے میں اعلان کر دوں گا کہ ہماری فقہ کا مسئلہ غلط ہے لیکن میں نے بخاری سے دکھایا ہے کہ اس کے چوتڑ ننگے ہیں۔ غیر عورتیں اس کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہیں تو مولوی صاحب کو پہلے بخاری پر عمل کرنا چاہئے پھر فقہ کی طرف آنا چاہئے۔ اس طریقے سے

میں نے ان سے پوچھا تھا کہ یہ گندگی گندگی کا شور مچا رہے ہیں گندگی کیا چیزیں ہیں، یہ ذرا حدیث اور قرآن سے بتا دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ خمر گندگی نہیں ہے، یہ کہتے ہیں کہ خون گندگی نہیں ہے۔ اس پر آیت پیش کریں یہ کہتے ہیں کہ منی گندگی نہیں ہے، اس پر آیت پیش کریں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ اگر آدھی بالٹی میں منی ہو اور آدھی میں خون اور خمر ہو تو ہمارے ہاں کھانا پینا وضو کرنا جائز ہے۔ پھر میں اس سے حدیث پوچھ رہا ہوں اگر نواب صدیق حسن خان کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ اس نے غلط لکھا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ آیت پڑھے جس میں اس کے خلاف ہو کہ صدیق حسن نے فلاں آیت کے خلاف لکھا ہے ثابت کرے۔ وحید الزمان نے کیوں اس کو پاک لکھا ہے۔ فلاں آیت یا حدیث کے خلاف اسے پاک لکھا۔ اب وہ پاک کہیں طالب الرحمٰن ناپاک کہے تو بات تو دو مولویوں کی ہوگئی۔

طالب الرحمن۔

یہ یا تو نماز کے جو مسائل ان کے اور ہمارے درمیان اختلافی ہیں وہ بیان کریں رفع یدین، قرأت خلف الامام، آمین اب یہ کہتے ہیں کہ پوری نماز پر بات ہوگی، تو پوری نماز کا پہلا مسئلہ جو میں نے بیان کیا ہے یہ اس سے آگے چل نہیں رہے۔ اس میں، بخاری میں بچہ نماز پڑھا رہا ہے ان کے نزدیک اگر بچہ نماز پڑھائے تو مکروہ ہے اس میں ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے کہ قرآن چونکہ بچے کو زیادہ یاد تھا اس لئے اس نے نماز پڑھائی اس کا قمیص چھوٹا تھا تو ان کے چوتڑ کھل گئے، اس پر عورت نے کہا کہ اپنے قاری امام کے چوتڑ ڈھانکو، انہوں نے اس کے لئے کپڑا خریدا اور قمیص سی دی۔ وہ ہمیشہ نہیں نماز پڑھاتا رہا، اور یہ خود اس حدیث کے منکر ہیں کہ ان کے نزدیک بچے کی امامت مکروہ ہے۔

اب اس نے صلوۃ الرسول کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ یہ ہے صلوۃ الرسول اس پوری کتاب میں سے ایک مسئلہ اس کو غلط ملا ہے باقی کو یا تو یہ مانیں اور کہیں کہ باقی کو ہم مانتے ہیں پھر ہم کہیں گے کہ اس کو چھوڑ و باقی مان لو۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ پوری کتاب لکھی گئی ہے اس میں یہ سورۃ فاتحہ

پڑھنے کی بات لکھی ہے، یہ نہیں مان رہے، امامت کی بات لکھی ہے یہ نہیں مان رہے۔ آمین کی بات لکھی ہے یہ نہیں مان رہے، کوئی تو مانیں۔

راؤ میں انہیں وارننگ دے رہا ہوں کہ یہ سیدھے ہو کر آجائیں کہ جو بات چل رہی ہے اب بھی میں وارننگ دے رہا ہوں کہ اس لائن پر آجائیں تا کہ راؤ صاحب کو پتا چل جائے۔ کہتے ہیں کہ اگر بالٹی میں منی ہو، خون ہو، تو اس کا حکم دکھاؤ۔

یہ مسئلے دوسرے ہیں، پہلا مسئلہ میرا ہے وہ حل ہو جائے پھر میں دکھاؤں گا کہ پاک ہے یا ناپاک، منی پاک ہے یا ناپاک، دوسری چیزیں پاک ہیں یا ناپاک۔ گندگی کسے کہتے ہیں، یہ سب چیزیں دکھاؤں گا۔ پہلے میں تو بیان کیا کہ اس میں لکھا ہوا ہے پاخانہ اس میں لکھا ہوا ہے بیٹ اس میں لکھا ہوا ہے پیشاب۔ جو آپ کے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کم از کم وہ تو مجھے دکھا دیں کہ قرآن میں کہاں آیا ہے کہ وہ پاک ہے۔ اور جو نماز پڑھی جاتی ہے کتے کو اٹھا کر اس کا مصلے کر اس کی شیروانی بنا کر وہ کہاں آیا ہے، قرآن سے دکھا دیں۔ یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے راؤ صاحب پھر نہ کہنا میں ان کے سارے پاکی ناپاکی کے مسائل بیان کر دوں گا۔ کہ ہمارے نزدیک پاک ہو کر نماز پڑھی جاتی ہے اور ان کے نزدیک جو جو گندگیاں ہیں اٹھا کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ میں مجبوراً پڑھ کر سنا دوں گا اگر یہ سیدھے راستے پر نہ آئے، اور یہ ہمارے مولوی کی کتاب اٹھاتے ہیں ہم مانتے ہیں یا اللہ کو یا اس کے رسول ﷺ کو تیسرے آدمی کو ہم نہیں مانتے۔ راؤ صاحب اگر یہ پاکی کے مسائل بیان نہیں کر سکتے تو آئیں نیت پر بات کر لیں کہ نیت جو یہ زبان سے کرتے ہیں وہ نہیں کر سکتے، تو رفع یدین پر بات کر لیتے ہیں، بیچارے اتنی کتابیں لے کر آئے ہیں اور اتنی کتابیں بول بول کر کہہ رہی ہیں کہ ہمارے اندر تیرا کوئی مسئلہ بھی نہیں ہے کوئی حدیث نہیں ہے تیرے مسئلہ کی ہمارے اندر۔ قرآن لیکر آئے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ کوئی آیت نہیں ہے تیرے مسئلے کی میرے اندر، اب قرآن بھی انہیں جھٹلا رہا ہے، کوئی کتاب نہیں اٹھا رہا، ایک کتاب غلطی سے اٹھائی تھی وہ بھی بند کر کے رکھ دی ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

میں نے آپ کے سامنے صلوۃ الرسول رکھی تھی انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے مولوی نے ایک جھوٹ رسول ﷺ پر بول دیا ہے، کیوں کہ جھوٹ تو رسول ﷺ پر بولے ہیں تو سارے جھوٹ تو نہیں بولے۔ میں پوچھتا ہوں کیا نبی ﷺ پر ایک جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ منی کا مسئلہ ضروری نہیں۔ نماز سے پہلے وضو ضروری ہے یا نہیں؟ سب سے بنیادی مسئلہ تو ہے ہی پانی کا۔ میں نے اس سے پوچھا ہے کہ تو یہ بتا دے کہ وحید الزمان نے جو یہ کہا ہے کہ خنزیر پاک ہے تو یہ بتا دے کہ اس کا یہ مسئلہ فلاں آیت کے خلاف ہے، میں نے اس سے آیت پوچھی ہے کوئی گالی تو نہیں دی۔ جو صدیق حسن نے کہا کہ مردار پاک ہے وہ فلاں آیت یا حدیث کے خلاف ہے اس لئے اگر اس کے مقابلے میں بھی مولوی کی بات ہو تو کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اب وہ اس پر آگئے ہیں کہ اگر تم ہم سے قرآن پوچھو گے تو ہم یوں کر دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ تم قرآن سنانا شروع کر دو اور یہ جو انہوں نے قرآن کا نام لے کر جھوٹ بولے ہیں اللہ کے رسول ﷺ کا نام لے کر جھوٹ بولے ہیں۔ کہتا تھا کہ میں صلوۃ الرسول سے مسئلہ نکال لوں گا اب ملا نہیں تو کتاب واپس کر دی جس کا اردو کتابوں اور وہ بھی اپنی کتابوں کا اتنا کمزور مطالعہ ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں ہے فتاوٰی علمائے حدیث ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ چمڑے کو رنگ دے دیا جائے تو چمڑا پاک ہو جاتا ہے اور یہ احادیث صاف دلالت کرتی ہیں کہ مردار جانور کے چمڑے سے دباغت کے بعد ہر قسم کا انتفاع جائز ہے۔ اس کی طالب الرحمٰن صاحب جیکٹ بنوالیں یا طالب الرحمٰن صاحب اس کا مصلےٰ بنوالیں، یہ اردو ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ میری اپنی بات نہیں بلکہ حدیث ہے۔

اب طالب الرحمٰن یہ نہ کہے کہ ہمارے مولویوں نے قرآن پر اور حدیثوں پر جھوٹ بولا

ہے بلکہ اس کے مقابلے میں کوئی حدیث بیان کرے کہ وہ حدیثوں پر جھوٹ بولتے تھے میں یہ آیت پیش کر رہا ہوں اس طریقے سے، یہ جو کہتا ہے کہ میرا قرض ہے میں نے شرطیں پوچھیں اس نے بتائی نہیں۔ اب میں ترتیب وار پوچھتا ہوں اس کے جواب میں یہ صرف آیتیں یا حدیثیں پیش کرے۔ اکیلا آدمی جب نماز کی نیت باندھے گا تو اللہ اکبر بلند آواز سے کہے گا یا آہستہ آواز سے کہے گا؟ یہ میں نے گالی نہیں دی، اس کے جواب میں کہتا ہے کہ میں وارننگ دیتا ہوں کہ مجھ سے قرآن نہ پوچھو حدیث نہ پوچھو۔ مولوی صاحب آپ تو لوگوں کو قرآن وحدیث بتانے آئے ہیں، آپ ایک حدیث پڑھیں۔

اور انہوں نے اس حدیث کی تاویل کی کہ وہ بچہ تھا، بچے اور بڑے کی نماز کی ایک ہی شرائط ہیں جو چیز بچے پر فرض ہے وہ بڑے پر بھی فرض ہے یہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے کہ بچہ ننگا نماز پڑھے یہ اگر فرق ہے تو مولانا اس کی حدیث بیان کریں کہ بڑے اور بچے کے فرائض میں فرق ہے۔ اسی طرح مقتدی جب امام کے پیچھے اللہ اکبر کہتا ہے وہ بلند آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے کہے۔ یہ میں کوئی گالی نہیں دے رہا، صرف آیت یا حدیث مولوی صاحب سے پوچھ رہا ہوں لیکن مولوی صاحب قیامت تک بیان نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جو ثناء پڑھے گا وہ فرض ہے یا واجب ہے، سنت ہے یا نفل ہے اس کا کیا حکم ہے اور اگر بھول کر ثناء کی جگہ التحیات پڑھ لی تو نماز ہوگی یا نہیں۔ میں آیت یا حدیث پوچھ رہا ہوں اور اگر ثناء جان بوجھ کر چھوڑ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ یہ میں حدیث پوچھ رہا ہوں۔ اسی طرح اس کے بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا ہے یہ اونچی پڑھنا ہے یا آہستہ؟ اگر اونچی پڑھنا ہے تو مولوی صاحب اونچی پڑھنے کی حدیث بیان کریں یہ نہ مجھے کہیں کہ میں وارننگ دیتا ہوں کہ مجھ سے قرآن کی آیت نہ پوچھو، میں یہ کر دوں گا میں وہ کر دوں گا۔

مولوی صاحب آپ اپنے غیر مقلدوں کو روتا چھوڑ جائیں گے اور حدیث ایک بھی نہیں پڑھیں گے۔ اسی طریقے سے تعوذ پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے۔ فرض ہے تو فرض کا

لفظ حدیث سے دکھادے، سنت ہے تو سنت کا لفظ حدیث میں دکھادے، واجب ہے تو واجب کا لفظ حدیث میں دکھادے، نفل ہے تو نفل کا لفظ حدیث میں دکھادے۔ اس کے بعد یہ لوگ سورۃ فاتحہ کو ہر روز فرض کہتے ہیں۔ یہ اس کے لئے حدیث سے فرض کا لفظ دکھادیں اور یہ کہ امام اونچی پڑھے اور مقتدی آہستہ۔ اس کی صراحت کسی حدیث میں دکھادے اور یہ کہ اگر مقتدی بالکل نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، یا سکتات میں پڑھے اس کی کیفیت کیا ہے۔ آمین کہنا فرض ہے یا واجب؟

طالب الرحمن۔

آگیا ہے باتوں ہی باتوں میں

مان جائے گا دو چار ملاقاتوں میں

اس لائن پر آگئے ہیں کہ نماز کے بارے میں گفتگو شروع کر دی ہے، میں نے پہلے بتایا تھا کہ انہوں نے سارے مسئلے چھیڑ لینے ہیں کہ اللہ اکبر اونچی کہو آہستہ پڑھو، سبحن ربی العظیم آہستہ پڑھو یا اونچی پڑھو، اس لئے میں نے بیٹھتے ہی طے کیا تھا کہ ایک مسئلہ حل ہوگا تو دوسرا ہوگا، ابھی تو پاکی شروع ہوئی ہے، پہلے آپ کو پاک کر لیں پھر آپ کو بتائیں گے کہ اللہ اکبر اونچی کہنا ہے یا آہستہ۔ وہ تو بعد کی بات ہے، ثناء کیسے پڑھنی ہے وہ تو بعد کی بات ہے۔ الحمد للہ کا کیا حکم ہے وہ تو بعد کی بات ہے، پہلے اپنی پاکی تو کروالیں۔

انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ ان کے مولوی نے لکھا ہے کہ اگر کھال کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح اللہ اکبر کہہ کر ذبحہ کر لیا جائے تو پاک ہو جائے گا، اس کا گوشت بھی پاک، اس کی چربی بھی پاک اور و جمیع اجزاء ہ اس کا ایک ایک حصہ پاک ہے۔ یہ تو اختلاف ہو سکتا ہے کہ دباغت کے بعد بھی پاک ہو سکتا ہے یا نہیں، کہتا ہے کہ دباغت کی ضرورت نہیں ہے صرف ذبحہ کر لیا، اس کی کھال اتار کر مصلے بنا لیا، اس کی بنائی جیکٹ، اس کو کیا استعمال۔ مسئلہ تو یہاں یہ ہے۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ بچے یا بڑے کی امامت کا مسئلہ ہے۔ وہاں بچے یا بڑے کی امامت کا مسئلہ نہیں، وہاں یا تو حدیث میں لکھا ہو کہ وہ ساری عمر ننگے چوتڑ نماز پڑھاتا رہا ہو۔ جب ایک واقعہ کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی تردید ہے کہ پھر قمیص بنا دی گئی تھی وہ تو پھر پہننے کا ذکر ہے نہ کہ اتارنے کا۔ پھر جس مسئلے پر یہ فٹ کر رہے ہیں یہ وہ مسئلہ نہیں، وہاں تو ہے ولو نظر المصلی کہ اگر نماز پڑھنے والا دیکھے قرآن اس کے سامنے کھلا پڑا ہے اس کی نظر اگر قرآن پر پڑ جائے تو اس کی نماز باطل اور اگر عورت کی شرمگاہ کو شہوت کے ساتھ دیکھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ یہاں یہ بات نہیں ہو رہی کہ شرمگاہ کو دیکھنے سے باطل ہوتی ہے یا نہیں، بات وہاں یہ ہے کہ قرآن ان کے نزدیک عورت کی شرمگاہ سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے، کہ قرآن کو اگر دیکھ لیا تو نماز ٹوٹ گئی، اور اگر عورت کی شرمگاہ کو دیکھا تو نماز نہیں ٹوٹی۔

حضرت صاحب جو بات بیان ہو رہی ہے وہ یہ مسئلہ ہے۔ آپ کا قرآن پر کتنا ایمان ہے۔ قرآن کی جتنی آیات آتی ہیں وہ سب کی سب منسوخ اور تاویل کرتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے۔ اب انہوں نے وارننگ دی، میں نے یہ وارننگ نہیں دی تھی کہ مجھ سے قرآن نہ پوچھو حدیث نہ پوچھو۔ قرآن پوچھو، حدیث پوچھو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قرآن نے بتایا کہ تم پاک رہو نبی ﷺ نے فرمایا کہ پاکی کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور جب یہ قرآن و حدیث ہم نے بیان کیا تو آپ سے مطالبہ کیا کہ ہمارا یہ دعویٰ قرآن و سنت کے مطابق اور آپ کا دعویٰ قرآن و سنت کے خلاف۔ اس کی دو مثالیں ہم نے آپ کے سامنے رکھی تھیں اس کا جواب نہ دیا۔

اب تیسری بات اس پاکی کے بارے میں بیان کرتا ہوں لکھا ہے اما فی دبر غیرہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے، آگے لکھا ہے کہ اگر ایک شخص اپنی ہی قلم اور اپنی ہی دوات استعمال کر لے، اگر اس کی منی نہ نکلے تو غسل نہیں۔ یہ اللہ اکبر تو بعد میں کہے گا، پانی تو بعد میں دیکھے گا، پہلے یہ دیکھے گا کہ میرے کپڑوں کو گندگی لگی ہوئی ہے یا نہیں، کیا میں اس قابل ہوں کہ نماز پڑھنے جاؤں۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر آدمی اپنی قلم دوات استعمال کرے اگر منی نہ نکلے تو

غسل واجب نہیں۔

حضرت یہ چھوڑئے کہ یہ قرآن میں آتا ہے یا نہیں یہ حدیث میں آتا ہے یا نہیں، حضرت صاحب آپ مجھ کو یہ کر کے دکھا دیں میں حنفی بننے کے لئے تیار ہوں۔ میں آپ کو منہ مانگا انعام [illegible] کے لئے تیار ہوں، آپ مجھ کو کر کے دکھا دیں کہ یہ ہو سکتا ہے۔ اب دیکھیں کہ انہوں نے کیسے مسائل بنائے ہیں، اللہ کو پتا تھا کہ یہ گڑبڑ کرنے والے ہیں، کوئی پہنچا چاند کے اوپر کوئی پہنچا [illegible] کے اندر، لوگوں نے ترقی کی ہے، انہوں نے ترقی کی ہے آگے سے پیچھے کو، اللہ نے اس کو [illegible] ایسے ہے کہ وہ جب ٹن ٹن ہوتا ہے، آگے کو ہی جاتا ہے پیچھے کو نہیں جاتا۔ اگر حضرت صاحب اس مسئلہ پر عمل کر کے دکھلا دیں یا یہ بتائیں کہ اسے کسی امام نے کیا؟ کسی بزرگ نے کیا؟ [illegible] کسی ریڑھی والے نے کر دیا ہو؟ اس کا نام اس کا پتا مجھے لکھا دیں میں اس سے جا کر پوچھوں تو [illegible] کہ یہ فقہ ہے جس پر تم عمل کرتے ہو جس کے بارے میں کہتے ہو۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ. اما بعد:

میرے دوست نے بڑے فخر سے پوچھا ہے کہ مجھے بتا دو کہ وہ کون ہے ایسا کرنے والا۔ تو میں تو ادھار رکھتا ہی نہیں وحید الزمان نے نزل الابرار میں یہ لکھا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی یہ فقہ [illegible] کہ اپنا اگلا حصہ پچھلے حصے میں داخل کر لے۔ اندازہ لگائیں کہ نزل الابرار میں وحید الزمان غیر مقلد نے یہ لکھا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے نبی ﷺ کے بارے میں تو کسی سکھ نے بھی ایسے کلمات نہیں کہے ہوں گے۔ اس طریقے سے اس نے پھر دھوکہ دیا کہ میں نے قرآن پیش کیا کہ کپڑوں کو پاک رکھو، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کن باتوں سے پاک رکھو، خون سے پاک رکھو یا نہ رکھو؟ منی سے پاک رکھو یا نہ رکھو؟ خنزیر کی کھال سے پاک رکھو یا نہ رکھو؟ یہ میں پوچھ رہا ہوں کہ قرآن کی آیت پڑھ کر بتاؤ کہ وحید الزمان کا یہ مسئلہ قرآن کی فلاں آیت کے خلاف ہے۔

اس کے بعد پھر اس نے کہا ہے کہ وہ ہے دباغت کے بارے میں ہے۔ تو دباغت کے بارے میں تو اس نے خود مان لیا، اس نے شور مچایا کہ کتے اور خنزیر کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر لیں تو پاک ہو جاتی ہے، کیونکہ قرآن نے الا ما ذکیتم کہا ہے حلال نہیں ہوتی۔ ایک ہے کھانا، ایک ہے پاک ہونا، کسی بیرونی استعمال کے لئے۔ بسا اوقات ڈاکٹر اور طبیب کے کہنے سے کسی جانور کا خون استعمال کرنا چاہیں ایسا جانور جو حرام ہے تو اگر اس کو ذبح کر لیں تو بیرونی استعمال اس کا جائز ہو جاتا ہے، یہ فقہ میں مسئلہ ہے اور احناف نے الا ما ذکیتم سے اخذ کیا ہے۔ ذکیتم کا ترجمہ پاک ہونا ہوتا ہے ان کے ہاں تو بغیر ذبح کے ہی کتا سارا پاک ہے، اس کا خون بھی پاک ہے، اس کا پسینہ بھی پاک ہے، اس کا پیشاب بھی پاک ہے، اس کا پاخانہ بھی پاک ہے۔ اب اس نے لکھا ہے کہ میں نے قیاس کی بات عرف الجادی میں نہیں لکھی میں نے اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کی باتیں نقل کی ہیں صفحہ دس پر لکھا ہے۔

میں نے جو نماز کے بارے میں اس سے احادیث پوچھی ہیں ایک حدیث بھی اس نے بیان نہیں کی۔ آگے جو مسئلہ لکھا۔ ہے کہ ان کے ہاں قرآن دیکھ لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، یہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ مسئلہ وہاں یہ لکھا ہے ایک ہے قرآن دیکھ لینا، سامنے قرآن لکھا ہے ایک آیت دیکھ لی، عالمگیری میں صاف لکھا ہے کہ اس سے نماز نہیں ٹوٹی، ایک ہے اس کو قرآن یاد نہیں اور وہ بجائے زبانی قرآن پڑھنے کے قرآن کھول کر پڑھے۔ تو جب وہ قرآن کو کھول کر پڑھنے لگے گا اور کبھی ورق الٹائے گا اور کبھی رکھے گا تو دور سے دیکھنے والا آدمی اسے نماز میں سمجھے گا یا نماز سے باہر سمجھے گا؟ (باہر سمجھے گا)۔ ہمارے ہاں عمل کثیر کی تعریف یہ ہے کہ کہ ایسا فعل جس سے نمازی کو لوگ نماز میں نہ سمجھیں۔ ایسا فعل کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ خواہ وہ قرآن ہو یا کوئی اور کتاب ہو، مولوی صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ مسئلہ نظر کا ہے۔ یہ عبارت پڑھے، وہاں تعلیم و تعلم کے لفظ ہیں۔ وہ اس سے قرآن سیکھ رہا ہے کیونکہ اسے آتا نہیں تو یہ عمل کثیر ہے اس وجہ سے نماز باطل ہو گئی۔

اب اگر ان کے مدرسوں میں لوگ قرآن یاد کرنا چھوڑ دیں اور قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے لگیں تو کیا یہ اس کی اجازت دیں گے؟ اس لئے انہوں نے جھوٹ بولا ہے کہ قرآن کو دیکھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وہاں نماز جو ٹوٹ رہی ہے وہ عمل کثیر سے ٹوٹ رہی ہے۔ جب وہ قرآن کو اٹھاتا ہے، کیونکہ اور کوئی کتاب نماز میں پڑھی ہی نہیں جاتی قرآن ہی مسلمان پڑھتے ہیں اس لئے اس کا ذکر آیا اور کسی کتاب کا ذکر اس لئے نہیں آیا کہ اور کسی کتاب کی نماز میں تلاوت جائز ہی نہیں ہے، تو اس سے پتا چلا میں نے جو حدیثیں پوچھی ہیں کہ آمین کہنا فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے۔ اس نے ایک بھی حدیث بیان نہیں کی۔ کتنی رکعتوں میں اونچی کہنا سنت ہے، کتنی میں آہستہ کہنا سنت ہے۔ میں گالی نہیں دے رہا۔ لیکن یہ حدیث بیان نہیں کرے گا اور مقتدی کتنی رکعتوں میں آمین اونچی کہتے ہیں، کتنی رکعتوں میں آہستہ یہ سنت ہے، سنت کا لفظ دکھا دے۔ یہ لوگ چھ رکعتوں میں آمین اونچی کہتے ہیں، چھ رکعتوں میں آمین کا لفظ دکھا دے، قیامت تک نہیں دکھا سکتا یہ گیارہ میں آہستہ کہتے ہیں، گیارہ میں آہستہ کہنا سنت ہے دکھا دیں ہم مان لیں گے کہ یہ جو قرآن حدیث کا نام لیتے ہیں سچا لیتے ہیں، ورنہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہمیشہ جو قرآن حدیث کا نام لیتے ہیں جھوٹا لیتے ہیں۔ یہ ایک مسئلہ پر بھی قرآن و حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جو سورت پڑھی جاتی ہے نماز میں وہ فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے، اس کا شریعت میں کیا حکم ہے قرآن کی آیات سے پیش کریں نبی کی حدیث سے پیش کریں۔

طالب الرحمن۔

حضرت نے کہا کہ دباغت کا مسئلہ مان لیا، حالانکہ میں نے یہ بات نہیں کہی تھی، اس نے ہماری کتابوں نے نکال کر دکھایا تھا کہ اگر دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتا ہے میں نے کہا تھا کہ دباغت کا تو مسئلہ ہی نہیں، یہاں تو ان کے ہاں ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے، یہ ماننے یا نہ ماننے کی بات نہیں یہ تو ایک الزامی جواب تھا۔

انگڑائی نہ لینے پائے تھے کہ ابھی اٹھا کے ہاتھ

دیکھا کہ ہمیں چھوڑ دیا مسکرا کے ہاتھ

آمین پر آپ بھاگ کر آ گئے ہیں پہلا مسئلہ چھوڑ دیا ہے کیا وہ آپ کو کڑوا لگتا ہے، وہ مسئلے آئیں گے آمین والے آپ کا نام ہے امین۔ اس لئے آمین آپ کو بہت یاد رہتی ہے۔ وہ جو پاکی والا مسئلہ ہے وہ میں بیان کرلوں، پھر آمین کی طرف بھی آ جائیں گے۔ اسلئے آمین کے مسئلے نہ چھیڑیں، ابھی ابتدائی مسائل کو ہی چھیڑیں نزل الابرار کا جو حوالہ پیش کیا ہے وہ حوالہ دکھائیں۔ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اس میں حوالہ موجود ہے۔

طالب الرحمن۔

ہم یہی بات مان بھی لیں کہ اس میں یہ بات ہے تو نزل الابرار والا پہلے شیعہ تھا، پھر حنفی بنا اور بعد میں آخری عمر میں اس نے حدیثوں کا ترجمہ کیا اور اس پر عمل کرنا شروع کیا اس کا ایک ذہن ہے۔ نزل الابرار اب کی کتاب ہے ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے ان کو فوت ہوئے ہوئے۔ وہ پہلے لکھی گئی تھی یا آپ کی یہ رد المختار پہلے لکھی گئی تھی، وہ پہلے حنفی تھا اس نے اس سے یہ مسئلہ پڑھا کہ اتنا بڑا امام یہ مسئلہ لکھ رہا ہے کہ آدمی اگر اپنا قلم دوات استعمال کرے تو غسل واجب نہیں ہوتا۔ انہوں نے اس کتاب میں مسئلہ دیکھا اور اپنی چھوٹی سی کتاب میں لکھ دیا۔

اب غلطی ان بڑوں کی ہے، اس نے تو مکھی پر مکھی ماری ہے، انہوں نے یہ غلطی کی ہے کیونکہ وہ پہلے حنفی تھے انہوں نے ان کی کتاب سے اٹھا کر اپنی کتاب میں نقل کر دیا۔ قصور پہلے چور کا یا دوسرے چور کا۔ غلطی پہلے کی یا دوسرے کی۔

حضرت صاحب بات ایسے نہیں چلے گی یا پہلے آپ کی فقہ میں یہ مسئلہ نہ ہو اس نے لکھ دیا ہو پھر تو کہیں گے کہ یہ زیادتی ہے ہمارے علامہ وحید الزمان صاحب کی۔ اور پھر قرآن کی آیت پڑھی الا ما ذکیتم یہ قرآن کی آیت نکالیں اور دکھائیں کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ کتے کا بھی

تذکیہ کرلیا جاتا ہے، آیت ہے حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر اب اس آیت میں یہ کتے کا نام دکھادیں کہ کتے کے بارے میں بھی یہ ہے کہ اگر ذبح کردو تو پاک ہو جاتا ہو۔ جب یہ قرآن میں نہیں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے کہ جس پر بھی چھری پھیرلو اس کا تذکیہ ہو جاتا ہے، تو خنزیر بھی تو پاک ہو جائے گا۔ یا تو کتے کو بھی نکالو یا خنزیر کو بھی پاک مانو۔ اگر کتے کو داخل کرتے ہو خنزیر تمہارے پیچھے ہے، اگر خنزیر کو نکالتے ہو تو کتے کو بھی نکالو، یا وہاں یہ حلال جانوروں کے بارے میں ہے، گائے، اونٹ، بکری کے بارے میں۔ جو کھانے والے، جو کنویں میں گر گیا تو ضرورت ہوتی ہے جلدی ہوتی ہے کہ یہ حرام ہو جائیگا تو کہا جاتا ہے کہ تذکیہ کرلو۔ اس لئے جلدی جلدی اگر چھری نہ پھیری تو خون نکال لو۔ انہوں نے قرآن میں تحریف کی ہے کہ کتے کو اس قرآن میں شامل کر دیا قرآن میں جو آیا ہے ذکیتم اس میں کتا بھی داخل ہے۔

پھر اس نے کہا کہ قرآن کے بارے میں جو مسئلہ ہے وہ تعلیم و تعلم کا ہے کہ وہ اٹھا کر ورق کھول کر اسے پڑھے الٹ پلٹ کرے۔ اگر یہ بات وہاں لکھی ہوئی دکھا دے تو میری شکست اور ان کی فتح، اگر یہ بات لکھی ہوئی دکھادیں کہ کھول کر پڑھے ورق الٹ پلٹ کرے۔ اس میں تو لکھا ہے ولو نظر المصلی الی المصحف یہ سامنے قرآن پڑا ہے، میں نماز میں پڑھنے لگا ہوں، میری نظر اس پر پڑ گئی ہے اب میں اس زمرے میں آتا ہوں یا نہیں کہ نماز پڑھنے والا دیکھ لے بطلت صلوته اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد لله وكفىٰ والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفىٰ. اما بعد.

مولوی طالب الرحمٰن صاحب سے جتنی میں نے حدیثیں پوچھی ہیں ایک حدیث بھی پیش نہیں کی، یہ کہا کہ نزل الابرار والے نے درمختار سے نقل کیا ہے۔ یہ جھوٹ ہے نزل الابرار والے نے اس کا نام رکھا ہے نزل الابرار من فقه النبی المختار. یہ اس نے کہا ہے کہ وہ حنفی

تھا جب اس نے یہ کتاب لکھی یہ بھی جھوٹ ہے۔اس میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے،اس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے، یہ اس نے غیر مقلد ہوتے ہوئے کتاب لکھی ہے۔حنفی تو وہ تھا ہی نہیں نذیر حسین کا شاگرد تھا اور خواہ مخواہ اس کو کوئی حنفی کہے تو دوسری بات ہے۔اس نے یہ مسئلہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔اس نے یہ مسئلہ لکھ کر در مختار کا بالکل نام نہیں لیا ہے۔اس کے بعد مولوی صاحب نے ابن عابدین کہا ہے معلوم نہیں یہ کہاں سے لغت پڑھ کر آ گئے ہیں، ابن عابدین لفظ نہیں ہے۔

اس کے بعد **الا ما ذکیتم** پر اس نے بہت شور کیا ہے کہ خنزیر تمہارے پیچھے پیچھے ہے، ہم قرآن کی اس آیت کو بھی مانتے ہیں اور چونکہ خنزیر کے بارے میں لفظ **رجس** قرآن پاک میں آ گیا ہے اس لئے پاک اس چیز کو کیا جاتا ہے جو اصل میں پاک ہو۔مثلاً یہ کپڑا پاک ہے اس پر اگر پاخانہ لگے تو اسے دھولیا جائے گا اور پاخانہ کو کوئی دھو کر پاک کرنا شروع کر دے تو پاخانہ دھو کر پاک نہیں ہوگا، پیشاب دھو کر پاک نہیں ہوگا۔اس لئے یاد رکھیں کہ رجس کا جو لفظ قرآن پاک میں موجود ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ خنزیر رجس ہے اور پاخانے کی طرح اس کو کبھی پاک نہیں کیا جا سکتا، پیشاب کی طرح اس کو پاک نہیں کیا جاسکتا۔

باقی اگر وہاں کتے کا نام نہیں تو وہاں گائے کا نام بھی نہیں، بکری کا نام بھی نہیں ہے۔تو اس لئے یہ بات واضح ہے کہ وہاں صرف پاکی کا مسئلہ ہے،کھانے پینے کا، **الا ما ذکیتم** میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔پاخانہ دھو کر پاک نہیں ہوگا، پیشاب دھو کر پاک نہیں ہوگا۔اس لئے یاد رکھیں رجس کا لفظ جو قرآن میں موجود ہے اس سے پتا چلا کہ خنزیر رجس ہے، پاخانہ کی طرح۔اسے پاک نہیں کیا جاسکتا، پیشاب کی طرح اسے پاک نہیں کیا جاسکتا۔تو اس مسئلہ میں رہا یہ کہ وہاں کتے کا نام نہیں تو وہاں تو گائے کا نام بھی نہیں، بکری کا نام بھی نہیں ہے۔اس لئے یہ بات واضح ہے کہ وہاں صرف پاکی کا مسئلہ ہے **الا ما ذکیتم** میں کھانے پینے کا مسئلہ نہیں ہے، اس لئے اس آیت میں اس کا معنی پاک ہونا ہے۔خنزیر کو بھی ہم نے دور کر دیا، خنزیر ہمارے گھر نہیں، تمہارے گھر آتا ہے کیونکہ

تم اسے ماں کی طرح پاک کہتے ہو۔جیسے تم ماں کو اپنے گھر میں رکھتے ہو اسی طرح تمہیں خنزیر کو اپنے گھر رکھنا چاہئے کیونکہ وہ تمہاری ماں کی طرح ہے۔ہمارا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ہم قرآن کے کہنے سے اسے نجس سمجھتے ہیں اور اس کی کھال کو دباغت سے بھی پاک ماننے کے لئے تیار نہیں۔اس لئے نہ ذبح سے نہ دباغت سے۔

آگے میں پھر چلتا ہوں اس نے کہا کہ دیکھنا، اب اس نے کتاب یوں رکھی، اب نماز ادھر پڑھ رہا ہے، دیکھ ادھر رہا ہے یہ فرق آپ کے سامنے ہے۔ہماری فقہ میں لکھا ہے کہ عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔اس لئے جب یہ کہہ رہا تھا تو چھوٹی صاحب اس کو نیچے سے ہاتھ لگا کر کہہ رہے تھے کہ ایسی باتیں نہ کرو۔ان بیچارے کو پتا نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہے۔

اس کے بعد نماز کی طرف آتا ہوں۔آدمی رکوع میں جاتا ہے رکوع کی تکبیر آدمی بلند آواز سے کہے یا آہستہ آواز سے کہے؟ اس کی حدیث نہ مولوی صاحب کو آتی ہے اور نہ کبھی انہوں نے سنائی ہے اور نہ سنا سکتے ہیں۔اور پھر وہ تکبیر فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا مستحب ہے۔ رکوع میں جھک کر جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ بلند آواز سے پڑھی جائیں یا آہستہ آواز سے پڑھنی چاہئیں۔ان نمازیوں کو اس مسئلے کی ضرورت ہے؟ ان کو کتے کے مسئلے کی ضرورت نہیں، نہ کبھی ان کو وہ مسئلہ پیش آیا ہے؟ یہ مسئلے ان لوگوں نے آج جمعہ کی نماز بھی پڑھنی ہے، اس میں پیش آئیں گے کہ رکوع کی تسبیح آہستہ پڑھنی ہے یا اونچی، اور یہ آہستہ پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے۔اور یہ سارے مولوی مل کر بھی ایک ایک حدیث پیش کریں کہ رکوع کی تسبیح آہستہ پڑھنی سنت ہے، جیسا کہ ان کا عمل ہے۔اس کے بعد اسی طرح **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد** پڑھتے ہیں، یہ پڑھنا فرض ہے یا واجب؟ اگر کوئی بھول جائے تو سجدہ سہو کرے یا کیا کرے؟ یہ وہ آہستہ آواز سے پڑھے یا اونچی آواز سے پڑھے۔میں وہ مسائل پوچھ رہا ہوں جن پر آج لوگوں نے جمعہ کی نماز میں عمل کرنا ہے۔

طالب الرحمن۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

انہوں نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ جب وحید الزمان حنفی تھا اس وقت اس نے یہ کتاب لکھی میں نے یہ بات نہیں کہی، میں نے تو یہ کہا تھا کہ وہ شیعہ تھا، پھر حنفی ہوا پھر اہل حدیث ہوا۔ یہ تو میں نے کہا تھا لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے حنفی ہوتے ہوئے لکھی ہے، اگر اس نے حنفی ہونے کے دور میں لکھی تھی تو مجھے وکالت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے کہا تھا کہ ان کی بڑی کتابوں کو دیکھ کر ہمارے علامہ صاحب مرعوب ہو گئے تو انہوں نے اپنی کتاب میں بھی لکھ ماری۔ اب میں کہتا ہوں کہ ان کی بات میرے ساتھ ہے، اگر انہوں نے حضرت صاحب، چھوٹی صاحب کے بارے میں کوئی بات کی تو میں ان کے سارے بڑوں کو سامنے رکھوں گا۔ پھر میں کسی کو معاف نہیں کروں گا۔ آپ پیسوں کی خاطر بھاگ بھاگ کر ذلیل ہو رہے ہیں۔ رحیم یار خان پھر چلو گے بحث کے لئے؟

یہ پتا ہے کہ یہ حضرت کون ہیں؟ یہ تمہارے دیوبند کے بڑے مفتی، بڑے عالم ہو کر اہل حدیث ہو گئے ہیں، یہ کون تھے جو بدل گئے۔ یہ حضرت اور مفتی اور علامہ جو بدل رہے ہیں یہ کیا اس وجہ سے بدل رہے ہیں کہ ہم مناظروں سے بھاگے ہیں۔ کیا اس لئے یہ مفتی اہل حدیث بن جاتے ہیں؟ حضرت صاحب آئندہ یہ بات اگر کی کہ وہ بھاگ گئے تو میں آپ کے سامنے بڑوں کے بارے میں بتاؤں گا۔ یہ تذکرۃ الرشید ہے اس میں لکھا ہے کہ ان کے پیر صاحب رنڈی کے گھر جا کر ٹھہرے ہیں اور کہنے لگے، رنڈیاں آئیں وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے کہ وہ رنڈی کیوں نہیں آئی۔ اتنی پہچان ہے کہ سب کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ وہ رنڈی کیوں نہیں آئی۔ وہ رنڈیاں کہتی ہیں کہ ہم نے اسے کہا تھا کہ چل تو بھی پیر صاحب کی زیارت کر، اس نے کہا کہ میں نہیں جاتی، اس نے کہا کہ اس کو بلا کر لاؤ، اس سے پوچھا کہ تو آتی کیوں نہیں تھی، اس نے کہا حضرت جی کیا بتاؤں

میں بہت گناہ گار ہوں بہت رو سیاہ ہوں مجھے حیاء آتی تھی کہ اس چہرے سے پیر صاحب کی زیارت کو جاؤں۔ کہنے لگے کہ کرنے والا بھی وہی ہے اور کروانے والا بھی وہی ہے۔ یہ ان کے پیر مولوی دیوبندی کا ہے، کہ اللہ کو زانی بنا ڈالا، نبیوں پر تو یہودیوں نے تہمت لگائی تھی کہ زنا کیا اور شراب پی، انہوں نے اللہ کو بھی نہ بخشا۔ کہتے ہیں کرنے والا کون کروانے والا کون؟ رنڈی نے کہا حضرت صاحب میں رو سیاہ گناہگار ضرور ہوں، لیکن تجھ جیسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی، یہ کہہ کر اٹھ کر چل دی اور حضرت صاحب سر چھپا کر بیٹھ گئے۔

یہ تھا اس بات کا جواب جو انہوں نے ہمارے حضرت صاحب کے بارے میں کہی کہ یہ بھاگ گئے۔ یہ تھے ان کے مولویوں کے کرتوت، اگر یہ نہ رکے تو میں اس قسم کی باتیں انہیں کھول کھول کر بتاؤں گا، بات پھر وہیں پر ہے۔ وہ درہم والا گندگی کا مسئلہ کہاں گیا؟ وہ قرآن کی آیت کیوں پڑھ کر نہیں سناتے؟ وہ حدیث کیوں نہیں دکھاتے؟ ادھر ادھر کی مارنی اور بات ہے وہ نہ بتلاؤ۔ اب میں لوگوں کو بتلاؤں گا کہ تمہاری پاکی کیسے ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ اگر انگلی لے لی، لکڑی لے لی، پھر کہتے ہیں اگر غیر آدمی کا ذکر لے لے غسل واجب نہیں ہوتا۔ اب اس کی تشریح کرتے ہیں کہ ذکر غیر آدمی کیا ہے، کہتے ہیں کہ جن کا لے لے، حمار کا لے لے، بندر کا لے لے، حضرت صاحب اتنا بڑا ہوتا ہے گدھے کا جس عورت اور آدمی نے یہ لے لیا۔ جس حنفی مرد یا عورت نے وہ لے لیا وہ آپ سے آ کر مسئلہ پوچھے گا کہ حضرت جی ہمارے مذہب میں وضو ٹوٹا ہے یا نہیں۔

میں نے سادہ سا مسئلہ جس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اگر ایک درہم پاخانہ لگا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اب یہ اس مسئلہ کا جواب ہی نہیں دیتے، قرآن تو شاید ان کے پاس ہے ہی نہیں ہم نے کہا بھی ہے کہ اگر قرآن سے ایک آیت نکال کر دکھا دیں کہ جس میں لکھا ہوا ہو کہ اگر ایک درہم گندگی لگی ہوئی ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

جناب راؤ صاحب یہ میری بات کا کوئی جواب نہیں دیتے تو میں نے ان کی فقہ کا پول کھولنا ہی ہے۔ یہ ان کی فقہ ہے، اس کا پوسٹ مارٹم کرنا ہے۔ ہم تو یا اللہ کی کتاب مانتے ہیں یا اللہ

کے رسول ﷺ کو مانتے ہیں، یا یہ کہہ دیں کہ ہم اس مسئلے کو چھوڑ دیتے ہیں میں حنفیت سے توبہ کرتا ہوں ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ جب یہ رہیں بھی حنفی اور ہماری بات کا جواب بھی نہ دیں کہ کتے کو اٹھالو، کتے کا مصلےٰ بنالو، کتے کا ڈول بنالیں، اس کا جواب بھی نہ دیں تو راؤ صاحب ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں؟ یا تو ان کو کہو کہ آئیں، اگر نہیں آئیں گے تو یہ تو چھوٹا مسئلہ تھا ہم اس سے بڑے بڑے مسئلے بتائیں گے، حضرت صاحب یہ آپ کے پاکی کے مسئلے چل رہے ہیں، پاکی کے بعد نماز کی ابتدا آپ بڑے زور وشور سے کررہے ہیں کہ ابتداء کرو۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ اکبر اونچی کہنی ہے یا آہستہ، یہ نیت زبان سے کرتے ہیں نیت کا ثبوت قرآن سے دے دیں یا حدیث سے دے دیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

دیکھو انہوں نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ وحید الزمان نے وہ مسئلہ اس وقت لکھا تھا کہ جب وہ ہمارا تھا، وہ ہمارے بزرگ تھے وہ قلم دوات والا مسئلہ جو مولوی صاحب کو بڑا پسند ہے۔ اس میں ہم نے ترقی نہیں کی دیکھو وحید الزمان اور ان کے بڑے کیا کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے تسلیم کرلیا ہے کہ اس وقت نہ وہ شیعہ تھا نہ وہ حنفی تھا، اور یہ میں نے کہا ہے کہ یہ اس نے جھوٹ بولا ہے کہ وہ درمختار کا حوالہ بتایا ہے، اس نے تو لکھا ہے کہ یہ فقہ کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ من فقه النبی المختار نبی ﷺ کی فقہ کا مسئلہ ہے۔ (نعوذ باللہ) اس کے بعد اس نے کہا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جو ہیں یہ تمہارے مناظرے کی وجہ سے حنفی ہوئے ہیں اور تو ذلیل ہوا۔ یہ کسی مناظرے میں موجود ہی نہیں تھا۔

میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سلیم غیر مقلد تھا اوکاڑہ میں مرزائی ہوا، گھٹیالیاں سیالکوٹ میں گاؤں ہے پورا غیر مقلد تھا آج پورا گاؤں مرزائی ہے۔ اس پر اگر مولوی صاحب آنا چاہتے ہیں تو

ہمارے پاس پوری فہرست ہے کہ مرزائی کون ہیں اور کون ہو رہے ہیں۔ اب نور خان جو حیدر آباد میں مرزائی ہوا ہے وہ غیر مقلد تھا اب مرزائی بن گیا ہے اور کوئی غیر مقلد جواب نہ دے سکا، اب کتابیں جواب کے لئے میرے پاس آئی ہیں۔

اب اندازہ لگائیں کہ ان جیسے آدمیوں کا مذہب قبول کرنے سے کسی کا سچا یا جھوٹا ہونا ثابت ہی نہیں ہوتا، لوگوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث سے باہر نہیں جاتے، یہ تو مانے کہ صدیق حسن قرآن کو نہیں جانتا تھا، لیکن اب مفتی عبدالرحمٰن اس کے لئے قرآن وحدیث بن گیا ہے کیونکہ وہ ان کے مذہب میں آگیا ہے۔ اس لئے اب اس کا نام قرآن وحدیث ہوگیا ہے۔ اور مفتی عبدالرحمٰن پہلے کسی مناظرے میں ایسے نہیں آیا اور اس نے نہ وجہ بیان کی کہ امین نے فلاں بات کا جواب نہیں دیا، اس لئے میں غیر مقلد ہوا ہوں۔

مفتی عبدالرحمٰن جواب اس مذہب میں گیا ہے میں نماز کے متعلق پوچھ رہا ہوں کہ کوئی بتا دے کہ نماز حدیث میں مل گئی تھی کہ سجدہ کرنا فرض ہے یا واجب ہے، اس مفتی عبدالرحمٰن کو تو یہ بھی پتا نہیں۔ اس نے چونکہ خود مجھے متوجہ کیا ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں سجدے کو اگر مفتی عبدالرحمٰن فرض سمجھتا ہے تو اسے ہی بتا دے کہ کیوں ہمیں ذلیل کروا رہا ہے میں اگر تمہارے مذہب میں آ ہی گیا ہوں تو سجدے کی فرضیت کی یہ آیت دیکھ کر آیا تھا۔ اگر میں سجدے کی تسبیح آہستہ پڑھتا ہی ہوں اور میں تمہارے مذہب میں آگیا ہوں، تو مجھے مناظرے میں کیوں ذلیل کروا رہا ہے؟ یہ میں تجھے حدیث دیتا ہوں، اگر تجھے نہیں آتی کہ اس حدیث کی وجہ سے میں سجدے کی تسبیح آہستہ پڑھتا ہوں اس لئے مجھے حدیث کا پتا چلا تھا تو میں غیر مقلد ہوگیا ہوں۔ اگر مفتی عبدالرحمٰن کو پتا ہے کہ دو سجدوں کے درمیان جو تسبیح پڑھی جاتی ہے وہ آہستہ پڑھنا سنت ہے، فرض ہے، یا واجب ہے۔ اس کے فرض، سنت یا واجب ہونے کی حدیث اگر مفتی عبدالرحمٰن کو مل گئی تھی تو وہی کم از کم اس کی جان چھڑا دے کہ دیکھو بھئی میں آج کل حدیث پر عمل کررہا ہوں اور یہ حدیث مجھے ملی تھی اس لئے میں حنفیت کو چھوڑ کر اس طرف آیا ہوں اور مجھے تو جو ذلیل کروا رہا ہے یہ حدیث لے اور تو

خود بھی سرخرو ہو اور مجھے بھی سرخرو کردے۔

اس طریقے سے جب آدمی دوسری رکعت میں سجدے کے بعد تشہد پڑھتا ہے، التحیات یہ آہستہ پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا نفل ہے۔ قرآن کی آیت یا حدیث سے پیش کرے کسی امتی کے قول کو نہ پیش کرے۔ لیکن وہ جس مذہب میں گیا نہ ان کو نماز آتی ہے اور نہ اس کو اب تک نماز آئی ہے۔ ایسے شخص کو جو حدیث کے نام سے بھی ناواقف ہے نہ خود بتا سکتا ہے نہ ہی اس کو کہتا ہے کہ بتادے کہ میری عزت رہ جائے، ایسے لوگوں کے دین بدلنے سے کسی دین کا سچا یا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا، اگر یہ بات ہے تو جو غیر مقلد مرزائی ہوئے ہیں ہمیں ان کی لسٹیں یاد ہیں۔ جو غیر مقلد عیسائی ہوئے ہیں ان کی لسٹیں یاد ہیں۔ تو کیا عیسائیوں کو بھی حق ہے کہ وہ کہیں کہ فلاں غیر مقلد عیسائی ہو گیا ہے اس لئے عیسائی سچے ہیں غیر مقلد جھوٹے ہیں۔

محمد منشاء مرزائی مدرسہ غزنویہ امرتسر کا فارغ یہ وہاڑی کے قریب رہتا ہے، غیر مقلد سے مرزائی بنا، میرے ساتھ مناظرہ کیا، اس نے توبہ کی اور مسلمان بنا تو ان کے فارغ التحصیل مرزائی ہو رہے ہیں تو کیا مرزائیوں کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ محمد منشا کو اس زمانے میں پاس بٹھا لیتے اور کہتے کہ یہ تمہارے مدرسہ غزنویہ امرتسر کا فارغ مرزائی ہوا ہے اس لئے مرزائی مذہب سچا ہے تم جھوٹے ہو۔ اس لئے مولوی صاحب مولوی عبدالرحمٰن کسی قرآن وحدیث کا نام نہیں ہے اسے اگر ساتھ ملاتے ہو تو ملاؤ اور حدیثیں پیش کرو۔

طالب الرحمن۔

راؤ صاحب اب ذرا یہ بات سنیں میں نے ان کی جان چھڑائی انکی پاکی تو ان سے ہو نہیں رہی تھی میں نے کہا اگر آپ پاک نہیں ہو سکتے تو نیت سے شروع کرلیں۔ کیا انہوں نے نیت کی گفتگو کی؟ اب کہتے ہیں کہ قرآن میں سے یا حدیث سے دکھائیں کسی امتی کا قول نہ دکھائیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ترقی ہم نے نہیں کی علامہ وحید الزمان نے کی ہے، اور علامہ وحید الزمان کے بارے میں میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے حوالہ درمختار کا دیا ہے۔ میں نے یہ کہا کہ علامہ وحید

انہوں نے جو یہ مسئلہ لکھا ہے یہ ایجاد کس کی ہے؟ علامہ صاحب کی ہے؟ نہیں۔ ان سے پہلے بزرگ کسی کی ایجاد ہے علامہ صاحب نے کہا کہ یہ پہلے بزرگ کی ایجاد ہے۔ چلو اس کو بھی لکھتے [illegible] ہیں۔ شاید کوئی حنفی پڑھتا پڑھتا ہماری کتاب بھی پڑھ جائے اور عمل کر لے یہ ترقی ان کی ہماری نہیں۔ علامہ صاحب نے تو صرف نقل کر دیا ہے ان کی بات نقل کی ہے۔ ان کی اپنی [illegible] نہیں ہے۔

میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مفتی صاحب ان کے مناظرے میں ذلیل ہونے کی وجہ سے اہل حدیث ہوئے ہیں، میں نے تو یہ کہا ہے کہ لوگ بڑے بڑے دیوبندی مفتی اہل حدیث بن رہے ہیں اگر ہم شکست کھا رہے ہوتے تو دیوبندی اہل حدیث بنتے یا اہل حدیث دیوبندی بنتے۔ اب تک کتنے علماء اہل حدیث بنے ہیں۔ ہمارا اللہ بخش عالم اہل حدیث بنا ہے، گوجرانوالہ میں کتنے [illegible] اہل حدیث بنے ہیں۔ ایک عالم کا نام دیں جو پہلے اہل حدیث تھا پھر دیوبندی بن گیا۔ یہ اپنا نام شاید لے لیں۔ یہ ہماری کسی مسجد کے امام نہیں تھے، کس مسجد کے امام تھے؟ اتنے بڑے [illegible] تھے تو کسی ایک جلسے میں اپنا نام دکھا دیں اگر یہ اہل حدیث تھے۔

رنڈی والی بات میں نے پڑھ کر سنائی تھی چپ کر کے پی گئے۔ انہوں نے نیت بھی چھوڑ دی۔ اگر یہ نہیں بتا سکتے تو میں ایک اور مسئلہ بتا دیتا ہوں پاکی تو گئی، نیت تو گئی، اب ایک اور مسئلہ بتاتا ہوں، فان افتتح الصلوة بالفارسية یہ تو کہتے ہیں کہ التحیات بتائیں کہ فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے وہ پہلے ہے یا بعد میں؟۔ بسم میں ہے۔ وہ بعد میں چھیڑیں گے۔ اللہ اکبر آہستہ کہنا ہے یا اونچی آواز سے یہ بعد کی بات ہے۔ پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ کہنا کیا ہے؟ ان کے نزدیک اگر اللہ اکبر کی بجائے کہہ دے اللہ بزرگ تراست تو نماز ہو جائے گی۔ یہ مسئلہ قرآن کی کسی آیت سے دکھا دیں، یہ مسئلہ حدیث سے دکھا دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہو کہ نماز کی ابتداء فارسی میں کی جائے۔ یہ مسئلہ صحابہ سے دکھا دیں کہ جائز ہے، جب یہ مسئلہ نہ قرآن سے دکھا سکیں، نہ حدیث سے، نہ صحابہ سے، پھر یہ شکست لکھ دیں۔

ایک خان کسی کے دروازے پر گیا خیرات دو اس نے کہا معاف کرو، کہتا ہے معاف
اگلے پر گیا، انہوں نے کہا معاف کرو، معاف کیا۔ اگلے پر گیا، معاف کرو، کہنے لگا خان کس
معاف کرے۔

ہم نے پہلے پاکی کا مسئلہ پوچھا، وہ معاف کیا، پھر نیت کا پوچھا، معاف کیا، پھر اب
تحریمہ کا پوچھا ہے اس کو اب خان معاف نہیں کرے گا، دلیل مانگے گا۔

(طالب الرحمٰن کو یہ یاد نہیں کہ جناب نے بھی کوئی جواب دینا ہے، نماز ثابت کرنی ہے یا نہیں، کیونکہ مدعی تو جناب ہیں حضرت اوکاڑویؒ تو سائل ہیں)

اللہ اکبر فارسی میں کہی جائے کسی قرآن کی آیت سے دکھا دو۔ اکتیسویں پارے
نہیں، جیسے ان کے محمود الحسن نے کہا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول
والی اولی الامر منکم تیس پاروں سے دکھا دیں کہ قرآن میں ہو کہ اگر اللہ اکبر فارسی
کہہ لیں اللہ بزرگ تر است تو نماز ہو جائے گی۔ یا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہو کہ فارسی
اگر کہا تو نماز ہو جائے گی۔ اگر صحابہ سے ملے تو دکھاؤ۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

اس نے یہ کہا ہے کہ فلاں فلاں عالم غیر مقلد بنا، سنیں اس قسم کی باتوں کا تو میں
جواب دے دیا۔ اب بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ نیت کا مسئلہ انما الاعمال بالنیات
حدیث پاک میں آتا ہے یہ مجھے دکھائیں کہ دل میں کس کس بات کی نیت کرنا فرض ہے اور کس کی
نیت کرنا فرض نہیں۔ یہ قیامت تک نہیں بتا سکیں گے۔

پھر اس نے یہ کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ وحید الزمان نے درمختار سے نقل کیا ہے۔ پہلے
یہ کہتے تھے، اب یہ کہتے ہیں کہ ساری درمختار میں سے علامہ وحید الزمان کو صرف ایک یہی مسئلہ پسند

قلم دوات والا مسئلہ اور کوئی مسئلہ پسند آیا ہی نہیں۔ اب بجائے اس کے کہ یہ حدیثیں
انہوں نے کہا ہے کہ ان کے نزدیک اللہ بزرگ تر است کہنا جائز ہے۔ یہ بات تو یہ
۔ قرآن میں ہے،

و ذکر اسم ربہ فصلی.

اللہ کا نام لے لے، تو اس کے بعد نماز پڑھے۔ اب یہاں کسی زبان کی تخصیص نہیں ہے
البتہ آیا ہے کہ نبی اقدس ﷺ اللہ اکبر سے نماز شروع فرمایا کرتے تھے اس لئے کہ
واحد ہے، ہمارے نزدیک اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔

(آگے حضرت کی تقریر کٹی ہوئی ہے معلوم نہیں کس نے کاٹی ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ کیسٹیں غیر مقلد سے حاصل کی گئیں ہیں۔ از مرتب)

طالب الرحمن۔

ہمارا مسئلہ حدیث کے مطابق ہے انما الاعمال بالنیات عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔
کہتے ہیں کہ جو فارسی میں اللہ اکبر کہے اس کی نماز کا اعادہ ہوگا۔ یہ اگر اس میں اپنے امام سے
دکھا دیں کہ انہوں نے کہا ہو کہ نماز لوٹائی جائے، یہ اگر ہدایہ میں اپنے امام سے دکھا دیں میری
شکست ان کی فتح۔ منہ مانگی موت دوں گا، جہاں مرنا چاہیں گے وہیں انکو ماروں گا۔ جیسا کہیں گے
ویسا۔

اب انہوں نے بڑے دھڑلے سے کہا کہ اعادہ ہوگا اور یہ لیجئے حضرت صاحب ہدایہ جس
پارے میں کہتے ہیں کالقرآن ص ۸۴ اس میں لکھا ہے کہ اگر نماز کی ابتداء کی جائے بالفارسیۃ
فارسی سے او قرأ فیھا بالفارسیۃ یا فارسی میں قرأت کرے، یا ذبح کرے فارسی میں اور وہ
عربی بھی خوب جانتا ہو، امام صاحب کے نزدیک جائز ہو جائے گی۔ یہ اعادہ ہے یا جائز ہے۔ جو
بات امام ابوحنیفہؒ کی ہے وہ آپ کے سامنے رکھیں گے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نام سے یہ حکم
دکھائیں، تب بات بنے گی۔ جب آپ امام ابوحنیفہؒ کا نام نہیں دکھا سکتے۔ بات چلی تھی کہاں سے

اور پہنچی ہے نیت تک۔ یہ بہت بڑی نیت کرتے ہیں دو رکعت نماز فرض، وقت نماز فلاں و
وغیرہ یہ الفاظ اللہ کے قرآن سے دکھادو۔ اگر نہیں ملتے حدیث سے دکھادو۔ اگر حدیث سے
ملتے تو صحابہ سے دکھادو۔ نیت کسے کہتے ہیں ان کو یہ ہی نہیں پتا، ہمیں پڑھانے آئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ
الذین اصطفیٰ. اما بعد.

یہ بار بار اس بات کو رگڑ رہے ہیں کہ اگر چہ اس نے درمختار کا نام نہیں لیا، لیکن مسئلہ درمختار
سے لیا ہے، انہوں نے لیا ان کو شاید علم غائب ہوگیا ہے۔ اس نے کہا یہ ماسٹر ہے پہلے نظم پڑھانا
چاہئے پھر یہاں تک جانا چاہئے۔ میں نے تو بالکل ماسٹر کی طرح تکبیر تحریمہ سے سوال شروع کیا
ہے، پہلے یہی پوچھا تھا کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے یا نہیں۔ پھر تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے ثناء،
تعوذ، قرأت، فاتحہ، آمین، سورۃ، رکوع، سجدہ، تشہد۔

میں الحمد للہ استاد ہوں مجھے ترتیب یاد ہے، لیکن جو شاگرد الف بے بھی پڑھنے کے لئے
تیار نہیں اور لوگوں کو کہتا ہے کہ میں قرآن وحدیث کا عالم ہوں اور وہ ابھی الف کے بارے میں بھی
کوئی حدیث پیش نہیں کر سکا۔ میں تو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو شاگرد آج تم نے میرے سامنے
بٹھایا ہے یہ نہ الف جانتا ہے نہ با جانتا ہے نہ تا جانتا ہے۔ اس کو کچھ نہیں پتا اور پھر یہ اٹھ کر کہتا ہے
کہ امین میرے سامنے بخاری کا ایک صفحہ پڑھے کس کے سامنے جو صَنَفُو کو صَنَفُو پڑھتا ہے، اور ابن
عابِدِین کو ابن عابدَین پڑھتا ہے۔ اب کہتا ہے کہ میرے سامنے نہ پڑھو۔

(طالب الرحمٰن نے غالباً اپنے کسی اور آدمی کی طرف اشارہ کیا

اس پر فرمایا وہ خود مولوی عبد القدیر صاحب سے پڑھتا رہا ہے اس کو غیر مقلد خود نہ پڑھا
سکے ہم اس کو کس لئے بھرتی کریں۔ اب دیکھئے میں نے جو درود کے متعلق سوال کئے ان کا جواب
نہیں دیا۔ میں درود پر پہلے نہیں پہنچا بلکہ تکبیر تحریمہ سے چل کر پہنچا ہوں۔ درود کے بعد دعا ہے، وہ

دعا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے۔ حدیث دکھا دیں یہ دعا آہستہ پڑھنی ہے یا بلند آواز سے،
آہستہ پڑھنا فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے۔ کیونکہ ابھی لوگوں نے جمعہ پڑھنا ہے ان کو یہ
مسئلہ پیش آنا ہے، وہ کیا کہیں گے کہ جو نماز ہم نے پڑھنی تھی اس نماز کا ہر مسئلہ تکبیر تحریمہ سے لے کر
سلام تک کا ہر مسئلہ امین نے وہاں پوچھا وہ لوگ جو قرآن حدیث، قرآن حدیث کرتے تھے وہ
تکبیر تحریمہ سے لیکر آخر تک ایک مسئلہ بھی نہ فقہ سے پڑھ سکے نہ حدیث سے دکھا سکے۔ بس زیادہ
زور اس پر دیتے رہے کہ ہمارا ہر مولوی قرآن وحدیث کے خلاف ہے، ہمارے مولوی جو کتاب
لکھتے ہیں قرآن وحدیث کے خلاف لکھتے ہیں وہ قرآن وحدیث کا نام لے کر دھوکہ دیتے
ہیں۔ لیکن قرآن وحدیث کو جانتے بالکل نہیں۔ ورنہ اندازہ لگاؤ، خدا کی قدرت کا کہ میں تحریمہ
سے لے کر سلام تک پہنچ چکا ہوں لیکن ابھی تک کسی حدیث کے لئے اس کی زبان نہیں کھلی، کسی نماز
کے مسئلے کے لئے اس نے ابھی تک قرآن کی آیت تلاوت نہیں کی۔

اور یہ ہدایہ ہے لکھا ہے،

ویروی رجوعه فی اصل المسئلة الی قولهما وعلیه
الاعتماد.

رجوع امام ابوحنیفہ کا،

(اس پر طالب الرحمٰن نے کہا ٹائم بتائیں، اسپر فرمایا)

ٹائم بتائیں اس لئے کہ غلطی پکڑی جارہی ہے۔ الیهما صاحبین ہیں۔ اور رجوع امام
کا صاحبین کی طرف ثابت ہے، اور اس پر ہمارا اعتماد ہے۔ یہ عبارت اس نے چھوڑی اب کہتا ہے
کہ ٹائم بتاؤ کیونکہ غلطی پکڑی گئی ہے۔ جتنی عبارتیں اس نے پڑھیں ایک بھی پوری نہیں پڑھی، نہ
درمختار کی پوری پڑھی، نہ اصول کرخی کی پوری پڑھی، نہ ہدایہ کی پوری پڑھی، میں بار بار سمجھا رہا ہوں
کہ یہ خیانتیں کرنا اہل حدیث کی نشانی نہیں منافق کی نشانی ہوتی ہے۔

طالب الرحمن۔

میں نے حضرت صاحب سے کہا تھا کہ امام کا قول دکھادیں انہوں نے عبارت پڑھی ویروی مجہول کا صیغہ استعمال کیا ہے، یہ جو روایت بیان کردے۔ یہ تو ہدایہ میں ہے کہ امام کے نزدیک فارسی میں نماز شروع کرنی جائز ہے، آگے ہے ویروی روایت کی جاتی ہے، کون روایت کرنے والا، کہیں اس کا حوالہ بھی ہے؟

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

پہلے کا ہی قول ہے۔

طالب الرحمن۔

یہ مجہول کا صیغہ ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

وعلیہ الاعتماد کہہ کر بتادیا کہ پختہ یہی ہے۔

طالب الرحمن۔

آپ کے مولویوں کا اعتماد تو ہے، لیکن امام صاحب سے جو روایت نقل کی جاتی ہے اس کا ذکر تو نہیں ملتا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سوال شروع کئے تھے۔ ایک حافظ تھا اس سے کسی نے کہا کہ کھیر کھاتی ہے حافظ جی نے پوچھا کہ کھیر کیسی ہوتی ہے اس نے کہا دودھ کی طرح، حافظ جی نے پوچھا کہ دودھ کس طرح کا ہوتا ہے کہا کہ بگلہ کی طرح، حافظ جی نے پوچھا کہ بگلہ کیسے ہوتا ہے، اس نے بازو کو ٹیڑھا کر کے بتایا ایسے ہوتا ہے۔ حافظ صاحب ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں یہ ٹیڑھی سی کھیر ہے یہ میں نہیں کھا سکتا۔

اب اسے پہلے کھیر تو بتائیں کہ کھیر ہوتی کس طرح کی ہے، ایک سوال کیا اور پھر آخر تک پہنچ گئے، یہ گاڑی کسی جنکشن پر کھڑی نہیں ہوئی، یہ گاڑی کسی اسٹیشن پر کھڑی نہ ہوئی۔ میں نے کہا

کہ اگر تم ان کو عالم مانتے ہو ان کو جاہل تو ایک ورقہ انہیں کے سامنے پڑھ لو۔ میں نے تو الزامی جواب دیا تھا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ میں استاد ہوں استاد کا فرض ہے کہ پہلے طالب علم کو الف سکھائے۔ اب الف تو سکھایا نہیں ہم سے پوچھ رہے ہیں کہ حضرت جی الف کیسا ہے۔ اللہ اکبر کہنا کہا ہے، کس طریقے سے کہا جائے، نیت کیسے کی جائے۔ میں نے آپ کو کہا تھا کہ انہوں نے پی جانا ہے۔ ان کو شاید یہاں بھوکا لے آئے ہیں، اس لئے یہ ہر چیز کو پی رہے ہیں پہلے طہارت پی، پھر پیشاب والے مسئلے کو پی گئے، پھر قرآن دیکھنے والا مسئلہ چلا، قرآن کو انہوں نے شرمگاہ سے بھی بدتر کردیا، وہ پی گئے۔ اس کے بعد نیت کا مسئلہ پی گئے۔ اب انہوں نے کیا کیا درود ابراھیمی اور التحیات پر پہنچ گئے ہیں، ان کو کہیں کہ نیت کہاں گئی؟ اب یہ تحریمہ میں کھڑے ہو رہے ہیں، لیکن ان کی نیت کہاں گئی۔ حضرت والا پشتو والا پشتو میں کرے، سندھی والا سندھی میں کرے، یہ اللہ کے قرآن سے دکھائیں کہ اللہ کے قرآن میں یہ ذکر ہو کہ اللہ نے کہا ہے، نبی کی حدیث میں ہو تو دکھا دیں کہ ہر آدمی نماز کی نیت جو زبان سے کرتا ہے، پہلے زبان سے کرنے کا ثبوت دے۔ پھر یہ دکھائے کہ جس جس زبان سے کرے اس کا ثبوت دیں۔ اس طرح آپ کی جان چھوٹتی ہے۔ یہ ہماری بزرگ ہستیاں سامنے بیٹھی ہیں آپ کو اگر سیدھا کرتے ہیں، تو ہم جیسے ہی کرتے ہیں، آپ کی جو ابتداء ہوئی ہے وہ غلط طریقے سے ہوئی ہے۔ آپ کو دو چار ایسے مل گئے اس لئے آپ قریب آنے سے کتراتے ہیں۔ آپ مجھے التحیات اور درود ابراھیمی سکھا رہے ہیں کیا آپ نے اللہ اکبر نہیں سکھائی۔ آپ بنتے ہیں استاد مجھے بتاتے ہیں شاگرد میں کہتا ہوں کہ مجھے اللہ اکبر تو سکھا دو کہ میں اللہ اکبر کس زبان میں کہوں، فارسی میں کہوں، انگلش میں کہوں۔ یہ مسئلہ آپ نے قرآن وسنت سے ثابت کرنا ہے آپ کی فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ ثابت ہے آپ اس مسئلہ کو کتاب وسنت سے ثابت کردیں۔ اب میں کوئی اور مسئلہ نہیں کہوں گا۔ یا تو آپ کہہ دیں کہ میں نے ان تینوں مسئلوں کا جواب دیا ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ. اما بعد.

مولوی صاحب پانی تو پی چکے ہیں اب کھیر یاد آ رہی ہے۔ کہا کہ صاحب ہدایہ پر اعتماد ہے۔ یہ ایک بات یادرکھیں کہ جس طرح حدیث اللہ کے نبی ﷺ کی ہوتی ہے، لیکن اس کو صحیح یا ضعیف محدثین ہی کہتے ہیں۔ کسی حدیث کو اللہ کے نبی ﷺ نے صحیح یا ضعیف نہیں کہا۔ اسی طرح آئمہ کے اقوال جو ہیں، اب کوئی یہ نہیں کہتا کہ محدثین نبی ﷺ پر حاکم بن گئے ہیں کہ کون ہوتا ہے بخاری نبی ﷺ کی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنے والا، وہ قاعدوں سے بتلایا کرتا ہے۔ اس طرح کون سا قول صحیح ہے، کس پر اعتماد ہے، کس پر اعتماد نہیں ہے۔ وہ آئمہ اصول بتایا کرتے ہیں۔ یہ جو انہوں نے شور مچایا ہے کہ یہ ابوحنیفہؒ تو نہیں، یہ ایسے ہی ہے جیسے منکرین حدیث کہیں کہ تم کون ہوتے ہو حدیث کو ضعیف کہنے والے، حدیث نبی ﷺ کی ہے۔ لیکن جس طرح اصولیین قاعدے سے حدیث کو صحیح یا ضعیف کہا کرتے ہیں اسی طرح اصولیین یہ بتایا کرتے ہیں کہ کون سے اقوال صحیح ہیں کون سے اقوال ضعیف ہیں۔

یہ جو اس نے بار بار کہا کہ قرآن پاک کو شرمگاہ سے برا ثابت کر دیا۔ یہ جھوٹ ہے، کہیں یہ مسئلہ لکھا ہوا موجود نہیں۔

اسکی مثال سمجھیں کہ اگر آپ لکڑی کا سترہ بنا کر نماز پڑھ لیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ (ہو جائے گی) لیکن اگر کوئی اپنے پیر یا نبی کو آگے بٹھا کر نماز پڑھے تو نماز ہو گی یا نہیں؟ اب کوئی بھی جاہل ایسا نہیں کہے گا کہ اس نے لکڑی کو نبی سے زیادہ شان دے دی ہے۔ مسئلہ اور ہوتا ہے جو فقہاء وضاحت کریں اس کو سمجھنا چاہئے، اس لئے یہ جو اس نے بار بار کہا ہے کہ اس نے قرآن کو گھٹا دیا ہے یہ جھوٹ ہے فقہ کی کتابوں پر۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ تم تکبیر تحریمہ سے سلام تک پوچھتے جاؤ لیکن راؤ صاحب میں نے جواب نہیں دینا، میں نے جواب نہیں دینا، میں نے کوئی حدیث نہیں

...مال۔

اب نیت کے بارے میں اس نے پھر بات کی ہے، پہلے یہ بتائیں کہ نیت کے بارے میں ان کو فقہ کا مسئلہ یاد بھی ہے یا نہیں۔ فقہ میں بھی اصل اعتبار دل کی نیت کا ہے اور دل کی مضبوطی کے لئے زبان سے کہہ سکتا ہے۔ اور پھر یہ فقہ میں وضاحت ہے کہ اگر ایک آدمی نے دل سے ظہر کی نیت کی، لیکن زبان سے عصر کا لفظ نکل گیا تو اعتبار دل کی نیت کا ہوگا۔ زبان کی نیت کا نہیں ہوگا۔ اس کو تو یہ بھی پتا نہیں کہ فقہ کا مسئلہ ہے کیا۔

اب اس نے کہا کہ امام کون ہوگا۔ یہ بات اسے بڑی دیر کے بعد یاد آئی ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ ان کا امام مرزائی ہوگا، میں نے بتایا تھا کہ ان کا امام بغیر غسل کے ہوگا، میں نے بتایا تھا کہ ان کا امام جان بوجھ کر بغیر وضوء کے ہوگا۔ اور میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ فقہ کی ایک عبارت بھی پوری نہیں پڑھتا۔ وہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر کئی امام برابر ہوں گے تو سارے امامت کا ثواب حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں گے تو ظاہر کا باطن پر اثر ہوتا ہے، جس کا جسم متناسب ہوگا اس کی عقل کامل ہوگی، جب عقل کامل ہوگی تو امام جماعت کو جما کر رکھے گا۔ لڑائی کر کے جماعت کو برباد نہیں کرے گا اس لئے اس کا انہوں نے بعد میں ذکر کیا ہے۔ آپ بے وضو کو بھی اپنا امام بناتے ہیں تو بے عقل کو بھی بنالیں ہمیں آپ سے کیا شکایت ہے۔

طالب الرحمن۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر فارسی میں کہی تو ہو گئی۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نہیں ہوتی۔ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر فارسی کے علاوہ انگلش میں کر لی جائے تو جائز ہے۔

(اس پر احناف نے فرمایا کہ فارسی سے مراد غیر عربی ہے، حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب نے فرمایا کہ پہلے عربی کا ذکر ہے اب غیر عربی مراد ہے اور پھر آخر میں یہ ہے کہ امام صاحب نے غیر عربی سے رجوع فرما لیا تھا۔)

طالب الرحمن۔

یہ کہتے ہیں کہ فارسی سے مراد عربی کے علاوہ ہر زبان۔ یہ دکھا دیں۔ اب انہوں نے لکھا ہے کہ فارسی کے علاوہ ہر زبان میں نماز پڑھنی جائز ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اس نے عبارت چھوڑی ہے، پوری عبارت ہے

ویجوز بای لسان کان سوا الفارسیة هو الصحیح لما تلونا و المعنی لا یختلف باختلاف اللغات.

یعنی کوئی بھی لغت آ جائے، فارسی ہو، اردو ہو، انگریزی ہو اس کا معنی یہ ہے کہ ہر زبان مراد ہے۔ پھر سنیں،

ویجوز بای لسان کان سوا الفارسیة هو الصحیح لما تلونا و المعنی لا یختلف باختلاف اللغات.

مطلب یہ نہیں کہ صرف فارسی مراد ہے، کوئی لغت بھی ہو، انگریزی ہو یا اردو ہو۔

و الخلاف فی الاعتداء و لا خلاف فی انه لا فساد.

(اس پر غیر مقلد شور مچانے لگے، حضرت نے فرمایا شور مچانا یہودیوں کا کام تھا کافروں کا کام تھا)

یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ وہاں صحیح لکھا ہے۔ مسئلہ ہے رجوع کا کہ رجوع کر لیا تھا۔ جیسے بیت المقدس کے قبلہ ہونے والی حدیث صحیح بھی ہے لیکن اس کے باوجود منسوخ ہے، اسی طرح امام صاحب کا یہ قول صحیح ہے لیکن اس کے بعد اعتماد اس پر ہے جو امام صاحب نے رجوع فرما لیا تھا، اب دیکھیے بیت المقدس والی روایت کو یہ صحیح کہتے ہیں لیکن منسوخ مانتے ہیں، یہاں بھی قول تو صحیح ہے لیکن منسوخ ہے۔

تبصرہ

محترم قارئین کرام! آپ نے یہ مناظرہ ملاحظہ فرما لیا امید ہے کہ آپ پر یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہوگی کہ یہ فرقہ دلائل سے اس قدر یتیم ہے کہ پورے مناظرے میں نماز کا ایک مسئلہ بھی ثابت نہ کر سکا۔ حضرت اوکاڑویؒ باوجود سائل ہونے کے جوابات دیتے رہے۔ طالب الرحمٰن نے عبارت پڑھنے کا کہا، حضرت اوکاڑوی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کسی ایک صفحے کا انتخاب کرو، اس پر اعراب لگاؤ، اس سے جو مسائل مستنبط ہوتے ہیں وہ لکھو، اس کے راویوں پر بحث کرو۔ اسی طرح میں بھی کروں گا۔ لیکن طالب الرحمٰن اس بات پر آخر وقت تک نہ آیا۔ طالب الرحمٰن نے جو اعتراض پیر اور رنڈی والے واقعہ پر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تو ایک بدعتی پیر کا واقعہ تذکرۃ الرشید میں مذکور ہے۔ اگر تذکرۃ الرشید میں مذکور ہونے سے وہ ہمارا بن گیا تو کیا طالب الرحمٰن فرعون، ہامان وغیرہ کو اپنا سردار مانیں گے کہ ان کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے۔ جس طرح کسی کافر کا، فرعون کا واقعہ لے کر مسلمان پر اعتراض کرنا بے وقوفی ہے کیونکہ یہ واقعات قرآن میں تردید کے لئے مذکور ہیں۔ اسی طرح کا کام طالب الرحمٰن نے تذکرۃ الرشید کے ساتھ کیا ہے۔ حضرت اوکاڑویؒ نے جو اعتراضات اور سوالات کئے ہیں آج تک کوئی غیر مقلد اس کا جواب نہیں دے سکا۔ یہ ان حضرات کی شکست کی واضح دلیل ہے۔ اگر اب جوابات مل گئے ہیں پیش کریں۔

مدیر بابید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **محمد عبداللہ چھتوی**

موضوع مناظرہ

آمین بالجہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع مناظرہ۔

آمین بالجہر سری وجہری نمازوں میں کہنا قرآن حدیث کے اعتبار سے سنت مؤکدہ ہے

جواب اہل سنت۔

آمین بالجہر سری وجہری نمازوں میں کہنا سنت مؤکدہ نہیں۔

نوٹ۔

خدا جانے اس دعوٰی پر عمل کرنے والے غیر مقلد کس دنیا میں بستے ہیں۔خود مناظرین غیر مقلد جناب محمد عبداللہ صاحب چھتوی اور ایم محمد یونس صاحب بھی سری نمازوں میں آمین بالجہر نہیں کرتے۔اور نہ چھتوی صاحب نے ابھی سری نمازوں میں آمین بالجہر شروع کی ہے۔الغرض تمام غیر مقلدین سری نمازوں میں اس آمین بالجہر کی سنت مؤکدہ کے تارک ہیں۔اس کو کہتے ہیں دیگراں را نصیحت خود میاں فصیحت۔

آہ! جن لوگوں کو خود اپنے مسلک کا علم نہ ہو وہ مناظر بھی ہو سکتے ہیں اور شیخ الحدیث

بھی۔ مناظر اھل سنت والجماعت کے پیش نظر چونکہ کوئی ضد یا تعصب نہ تھا وہ نہایت دیانت داری سے مسئلہ کا تصفیہ چاہتے تھے، اس لیے انہوں نے مناظرہ سے تین گھنٹے قبل ہی بذریعہ تحریر غیر مقلدین کا صحیح مسلک لکھ کر بھیج دیا تھا، تا کہ وہ لوگ اپنی غلطی پر آگاہ ہو جائیں۔ اور موضوع کو ابھی صاف کر لیں۔ لیکن پورے تین گھنٹے جناب چھتوی صاحب اور جناب مجاھد صاحب نے وہ شور مچایا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ عوام تو اسی وقت سمجھ چکے تھے کہ قبول حق کی توفیق خدا تعالیٰ کا خاص انعام ہوتا ہے، جس سے خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ہی نوازتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا صحیح مسلک،

غیر مقلدوں کا صحیح مسلک جس پر ان کا عمل ہے یہ ہے کہ؛

۱۔ منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) شخص ہر ہر نماز کی ہر ہر رکعت میں آمین آہستہ کہے۔

۲۔ مقتدی امام کے پیچھے، ان گیارہ رکعتوں میں جن میں امام آہستہ قرآن پڑھتا ہے۔ آمین آہستہ کہیں اور ان چھ رکعتوں میں جن میں امام قرآن بلند آواز سے پڑھتا ہے، آمین بلند آواز سے کہیں یہ سنت مؤکدہ ہے۔

۳۔ امام کو بھی گیارہ سری رکعتوں میں آمین آہستہ اور چھ جہری رکعتوں میں آمین اتنی بلند آواز سے کہنا کہ اہل مسجد سن لیں سنت مؤکدہ ہے۔

یہ وہ مسلک ہے جس پر تمام غیر مقلدین کا عمل ہے۔ لیکن جناب چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب نے اپنا صحیح مسلک لکھ کر دینے سے صاف انکار کر دیا، بلکہ مناظر اھل سنت نے لکھ کر بھی دیا تو دونوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

اھل دانش تو اسی وقت فیصلہ کر چکے تھے کہ جو لوگ اپنا صحیح مسلک نہیں جانتے وہ کیا خاک مناظرہ کریں گے

سنت مؤکدہ۔

اس موضوع پر اس میں بڑی ضروری وضاحت یہ تھی کہ سنت مؤکدہ کسے کہتے

فرائض و واجبات کے علاوہ جو کام آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ کیے ہیں اور اُمت کو ان کاموں کرنے کی تاکید فرمائی ہے وہ سنت مؤکدہ کہلاتے ہیں جیسے نماز فجر کی دو سنتیں وغیرہ۔

۲۔ بعض افعال آنحضرت ﷺ نے خود کیے اور ترغیب بھی دی اُمت کو خوب شوق دلایا اشراق، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء وغیرہ مگر یہ بالاتفاق سنت مؤکدہ نہیں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ سے بعض افعال ایسے بھی ثابت ہیں جن پر آپ نے نہ کبھی کوئی ترغیب دی نہ تاکید فرمائی وہ افعال نہ سنت مؤکدہ ہیں، نہ مستحب۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ بچے کو اُٹھا کر نماز پڑھنا۔ حالت جنابت میں سونا۔ روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا وغیرہ افعال صحیح بخاری میں ثابت ہیں لیکن نہ ان پر حضور ﷺ نے اُمت کو کوئی تاکید فرمائی نہ ترغیب فرمائی، اس لیے یہ امور نہ سنت مؤکدہ ہیں نہ مستحب ہیں۔

مناظرِ اھل سنت نے وضاحت فرمائی کہ آمین بالجہر و رفع یدین کی پوزیشن اتنی ہی ہے جتنی ان افعال کی، یہ نہ تو سنت مؤکدہ ہیں اور نہ مستحب۔ غیر مقلد مناظر کے ذمہ قرآن حدیث سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت کرنا تھا اُن کا فرض تھا کہ آمین بالجہر پر آنحضرت ﷺ کا تاکیدی حکم اور دوامی عمل ثابت کرتے مگر وہ اس میں سو فیصد ناکام رہے۔

اب اصول مناظرہ کے موافق پہلی تقریر مدعی نے کرنا تھی جس میں وہ اپنا دعوٰی بیان کرتا، سنت مؤکدہ کی تعریف بیان کرتا، اور قرآن و حدیث سے آمین بالجہر کا تاکیدی حکم اور دوامی عمل ثابت کرتا۔ مگر مجاھد صاحب اور چھتوی صاحب نے تقریر کرنے سے ہی انکار کر دیا، اب بات صاف تھی کہ جب مدعی اپنا دعوٰی پیش نہیں کرتا تو اس نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔

آخر مناظر اھل سنت والجماعت نے کہا کہ مجھے ہی سائلانہ تقریر کی اجازت دے دی جائے، تو بہت تو تکار کے بعد غیر مقلدین مناظر اھل سنت کی تقریر سننے پر آمادہ ہوئے۔ اور مولانا نے پہلی تقریر بحیثیت سائل دس منٹ تک فرمائی۔ مولانا نے وضاحت فرمائی کہ آمین دعا ہے اور دعا میں اصل سنت اِخفاء یعنی آہستہ کہنا ہے۔ اس لیے ہم یہی کہتے ہیں خواہ نمازی اکیلا نماز پڑھے یا

مقتدی ہو یا امام ہو وہ آمین آہستہ کہے ،لیکن غیر مقلدین اکیلے اور باجماعت نماز کی آمین میں فرق کرتے ہیں۔اس پر مولانا نے ان کے دعویٰ کے مذکورہ تینوں نمبر دہرائے۔اس کے بعد آپ نے حسب ذیل سوال کیے۔

(۱) آپ نے فرمایا میں خانہ خدا مسجد میں کھڑا ہوں۔خدا کی آخری کتاب قرآن مجید میرے ہاتھ میں ہے میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے یہ بات کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث میں ایک بھی ایسا حکم موجود نہیں ہے کہ اے لوگو جب تم خاص طور پر اکیلے نماز پڑھو تو ہمیشہ ہر ہر نماز کی ہر ہر رکعت میں آمین آہستہ کہا کرو۔اکیلے نمازی کی قید کا غیر مقلدین نے شریعت مقدسہ میں اضافہ کیا ہے۔مولانا نے فرمایا کہ اگر اکیلے نمازی کی تخصیص کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث میرا افاضل مخاطب پیش کردے تو میں ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔اُن کی بات تسلیم کرلوں گا۔اُن کا شکر گزار ہوں گا۔

مولانا نے فرمایا میں ضد اور تعصب سے پاک ہوں میں سچی بات کو مان لینے کو سب سے بڑی فتح سمجھتا ہوں،اس پر سب سامعین نے تحسین وآفرین کے نعرے لگائے۔ہر طرف سے ماشاءاللہ ماشاءاللہ کی آوازیں آرہی تھیں لیکن غیر مقلد مناظر آنکھیں جھکائے منہ لٹکائے یوں بیٹھے تھے جیسے صفِ ماتم بچھا رکھی ہو۔

نوٹ۔

اتنے زبردست چیلنج کے باوجود مجاہد صاحب اور چھتوی صاحب نے ایسی ایک بھی دلیل بیان نہیں کی اور نہ وہ انشاءاللہ العزیز قیامت تک پیش کرسکیں گے۔مناظرہ ٹیپ ہے۔اگر چھتوی صاحب،یا مجاہد صاحب اس ٹیپ سے ایک ایسی دلیل نکال دیں تو ہم ہر سزا اٹھانے کو تیار ہیں دیدہ باید۔

۲۔پھر مولانا نے مقتدی کی آمین کے متعلق فرمایا کہ آج جس مسئلے کی آڑ لے کر ہر شہر،ہر گلی اور ہر مسجد کے تقدس تک کو پامال کر کے اُمت مسلمہ میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی جارہی ہے۔

اس پر زور چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی مائی کا لال یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دور نبوت میں ایک دن ہی،ایک ہی دفعہ یہ تاکیدی حکم دیا ہو کہ اے میرے مقتدیو جب میں بلند آواز سے قرآن پڑھوں تو تم اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرو کہ مسجد گونج جائے،اور جب میں آہستہ قرآن پڑھوں تو تم بھی آہستہ آواز سے آمین کہا کرو۔

مولانا نے فرمایا کہ ایسا تاکیدی حکم تو کجا کوئی ترغیبی حکم بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضور ﷺ نے ساری عمر ایک ہی دفعہ خاص مقتدیوں کو مخاطب کر کے آمین بالجہر کا اتنا ہی شوق دلایا ہو جتنا مسواک کرنے نماز اشراق پڑھنے اور تحیۃ الوضوء وغیرہ کا شوق دلایا ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ کتاب وسنت سے کوئی ایسا تاکیدی حکم اور تاکیدی حکم نہ ملنے کی صورت میں ترغیبی حکم ہی دکھادیں جو خاص مقتدیوں کو خاص جہری نمازوں میں آمین بالجہر کے متعلق دیا گیا ہو۔مولانا نے فرمایا یہ لوگ قیامت تک کوئی ایسا حکم نہیں دکھا سکتے۔

چنانچہ،مولانا کا یہ مطالبہ آج تک مجاہد صاحب اور چھتوی صاحب پر قرض ہے۔اگر چھتوی صاحب یا ان کا کوئی مقلد کہے کہ انہوں نے یہ مطالبہ پورا کیا ہے تو وہ ٹیپ میں سے وہ حکم سنوادیں۔دیدہ باید۔

۳۔پھر مناظر اھل سنت والجماعت نے فرمایا کہ اگر کوئی تاکیدی یا ترغیبی حکم آپ پیش نہ کرسکیں تو لکھ دیں کہ ہم پیش نہیں کرسکے اور سچی بات کو ماننے میں جھجک محسوس نہ کریں یہ لکھ دینے کے بعد میرا ان سے یہ مطالبہ ہے اور پُرزور چیلنج ہے کہ وہ لوگ ہرگز ہرگز یہ بات ثابت نہیں کرسکتے کہ آنحضرت ﷺ کے تئیس سالہ دور نبوت میں آپ کے مقتدیوں نے آپ ﷺ کے پیچھے ایک ہی دن،ایک ہی نماز کی،ایک ہی رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

مولانا نے فرمایا کہ ایک بھی حدیث ایسی صحیح موجود نہیں ہے اور قرآن پاک، نبی پاک ﷺ اور زمانہ نبوت،ان مسکینوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں ہیں۔مولانا کا یہ ٹھوس مطالبہ بھی چھتوی صاحب اور ان کے مقلدین پر قرض ہے۔مولانا نے نہایت باوقار لہجے میں کہا کہ یہ

میرے اس مطالبے کو پورا کرنے کے لیے بخاری کی چوکھٹ پر جائیں گے، مگر وہاں سے دھتکار دیئے جائیں گے، یہ مسلم کی دہلیز پر جائیں گے مگر نامراد واپس آئیں گے۔ یہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ مقلدین آئمہ اربعہ کے سامنے دست سوال دراز کریں گے لیکن نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ یہ پڑھتے ہوئے واپس پھریں گے۔

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ہائے تُو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

۴۔ پھر مناظر اھل سنت والجماعت نے نہایت واشگاف انداز میں فرمایا کہ جس طرح تیئیس سالہ دور نبوت سے ان کا مذہب بیگانہ ہے، اِسی طرح خلافت راشدہ سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں سے کسی ایک خلیفہ راشد نے مقتدی ہونے کی صورت میں ساری عمر میں ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔ اور اگر ان سے ثابت نہ کرسکو اور ہرگز ہرگز ثابت نہ کرسکو تو کم از کم یہی ثابت کر دو ان خلفائے راشدین، حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ ان میں سے کسی ایک ہی خلیفہ راشد کے کسی ایک ہی مقتدی نے، ایک ہی دن، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

مولانا نے فرمایا کہ میرا یہ مطالبہ بھی قیامت تک آپ کے ذمہ قرض رہے گا، چنانچہ واقعی ایسا کوئی ثبوت چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب پیش نہ کر سکے۔ اگر کسی کو ذرہ بھر بھی شک ہو تو وہ ٹیپ سُن کر اس سے جواب تلاش کرے ہرگز نہ پائے گا۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا میں اپنے فاضل مخاطب سے درخواست کروں گا کہ جب قرآن پاک آپ کے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ آنحضرت ﷺ کا کوئی تاکیدی یا ترغیبی حکم ثابت نہیں کر سکتے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں خلفائے راشدین اور اُن کے مقتدیوں تک سے آپ کسی صحیح سند سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت نہ کرسکو تو پھر ہر مسجد مین فتنہ فساد۔ اور مسلمانوں میں سر پھٹول کرانے کا آپ کے پاس کیا جواز ہے؟

۵۔ پھر مولانا نے امام کی آمین کا مسئلہ بیان فرمایا، اور آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تیئیس سالہ دور نبوت میں اماموں کو مخاطب کر کے ایک دن بھی کوئی تاکیدی یا ترغیبی حکم آمین بالجہر کا نہیں دیا، اگر کوئی ایسا حکم موجود ہے تو پیش کرو اور منہ مانگا انعام لو۔ لیکن بخدا۔ سامعین اور ٹیپ گواہ ہیں کہ چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب ایسا حکم پیش کرنے میں سو فیصد ناکام رہے۔

۶۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ اسی طرح خلافت راشدہ کے تیئیس سالہ دور میں کسی خلیفہ راشد کا یہ حکم نہیں دکھایا جا سکتا کہ وہ کسی کو امام مقرر کرتے وقت یہ حکم دیتے ہوں کہ تم آمین بالجہر کہنا، نہ ہی یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ تے ساری عمر میں امام ہونے کی صورت میں ایک ہی دن، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں، ایک ہی دفعہ بلند آواز سے آمین کہی ہو۔ چنانچہ مناظرِ اھلِ سنت کا یہ مطالبہ بھی چھتوی صاحب پر قرض ہے۔

لطیفہ۔

اس مطالبے کے جواب میں مجاھد صاحب اور چھتوی صاحب نے مروان کا ذکر چھیڑا، نامعلوم وہ سچ مچ انہیں خلیفہ راشد مانتے ہیں یا ہوش وحواس بجا نہیں تھے۔

نوٹ،

ہم اپنے غیر مقلد دوستوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب کو قرض ادا کرنیکی احادیث یاد دلا کر قرض کی ادائیگی پر مجبور کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مناظر اہل سنت کا قرض سر پر لیکر فوت ہو جائیں اور اُن کی نماز جنازہ پر یہ بحث اُٹھ کھڑی ہو کہ مقروض کے جنازہ کا کیا حکم ہے۔

۷۔ پھر مولانا نے یہ فرمایا کہ کتاب وسنت سے یہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ آنحضرت ﷺ نے امام ہونے کی حالت میں ہمیشہ ساری زندگی، سنت مؤکدہ جان کر نمازوں میں آمین بالجہر کہی ہو۔ افسوس کہ چھتوی صاحب یہاں بھی ناکام رہے۔

مناظر اھل سنت والجماعت نے اپنی تقریر میں ایسی منطقی ترتیب قائم کردی کہ آپ کی ایک ایک بات دل و دماغ میں اترتی چلی گئی، دوران تقریر آپ کا لہجہ نہائیت پُر وقار تھا۔ نہایت تحمل اور اطمینان سے تقریر فرمائی۔ سب نے آپ کے تحمل اور طرز استدلال پر داد دی۔

غیر مقلدوں کا ردِ عمل۔

کاش جس باوقار اور پُر سکون لہجہ میں مناظر اھل سنت والجماعت نے تقریر فرمائی تھی۔ اسی پُر سکون انداز میں فریق مخالف بھی جواب دیتا، لیکن مولانا کا بیٹھنا تھا کہ مسجد میں قیامت کی ہلڑبازی شُروع ہوگئی۔ جناب چھتوی صاحب نے اور مجاھد صاحب نے اُٹھ کر شور مچانا شروع کردیا بعض غیر مقلد اہل سنت والجماعت والوں سے دست وگریباں ہوگئے، گالی گلوچ سے بھی مسجد کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ اور یہ دو چار منٹ کی بات نہ تھی پورا ایک گھنٹہ مسجد کبڈی کا میدان بنی رہی۔

سامعین میں سے عوام اوران پڑھ لوگوں نے بھی چھتوی صاحب کو بار بار یاد دلایا کہ مولانا مسجد کے تقدس کا خیال فرمائیں، اس شور سے سامعین اتنے بددل ہوئے کہ بعض لوگوں نے چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب سے ہاتھ جوڑ کر کہا جناب یہ آمین کا جھگڑا نماز کے متعلق ہے آپ کے اس شور سے تو ہم نماز سے ہی اُکتا گئے ہیں۔ خدارا ہمیں معاف رکھیں۔

ایک گھنٹہ کے شور کے بعد پتہ چلا کہ شور کا مقصد یہ تھا کہ ہم آمین پر مناظرہ نہیں کریں گے پہلے رکوع کی رفع یدین پر مناظرہ ہوگا، اس پر مناظر اھل سنت اور عوام نے بھی انہیں سمجھایا کہ خدا اور خدا کے رسول ﷺ نے آمین کو رکوع سے پہلے رکھ دیا ہے، مولوی امین نے نہیں رکھا، کہ آپ اھل سنت والجماعت کی ضد میں خدا اور رسول سے کیوں باغی ہورہے ہیں؟ جب سب نے سمجھایا تو انہیں اپنے شور کی نامعقولیت سمجھ میں آئی، عوام نے یہاں تک کہا کہ مناظرہ نہیں کرنا تو بھاگ جاؤ مسجد کے تقدس کو کیوں پامال کرتے ہو۔ بلکہ ایک طرف سے تو ان کی شکست کے نعرے بھی لگنے شروع ہوگئے۔ تو اب مرتا کیا نہ کرتا چھتوی صاحب اور ان کے مقلدین بیٹھے۔

قرآن پاک اور مسئلہ آمین۔

اب خدا خدا کر کے غیر مقلدین کی طرف سے ماسٹر مولوی محمد یونس صاحب کو مناظر کھڑا کیا گیا۔ لیکن کیفیت یہ تھی کہ جیسے کسی امام کو قرآن پاک یاد نہ، ہو مقتدیوں کو لقمے دینے پڑتے ہیں ایسے ہی ہر تقریر میں چھتوی صاحب کو لقمے دینے پڑتے تھے کہ ہم نے آج تک کسی اناڑی سے امام کو بھی اتنے لقمے لیتے نہ دیکھا۔

چاہئے تو یہ تھا کہ جواب اُسی ترتیب سے ہوتا جس ترتیب سے سائل نے سوال کئے تھے، مگر شور وشغب میں ناکام ہونے کے بعد اب وقت گزارنے کا ایک ہی طریق تھا کہ خلط مبحث کیا جائے اور بات ایسی بے ربطی سے ہو کہ

؎ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کا سماں بندھ جائے۔

قرآن پاک سے استدلال،

چھتوی صاحب نے بوسیلہ مجاھد سورۃ بنی اسرائیل کی آیت پڑھی۔

لا تَجھر بصلواتِکَ ولا تخافت بھا و ابتغ بینَ ذالک سبیلا.

اپنی نماز میں جہر نہ کر نہ اخفاء کر اور درمیانی راستہ اختیار کر۔

دلیل یوں بیان فرمائی کہ آمین دُعا ہے، اور یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے معلوم ہوا کہ آمین درمیانی آواز سے کہنی چاہیے۔

صغریٰ۔

آمین دعا ہے۔

کبریٰ۔

دعا درمیانی آواز سے کہنی چاہیے۔

نتیجہ۔

آمین درمیانی آواز سے کہنا چاہیے۔ مناظر اھل سنت نے فرمایا آپ کی دلیل کا صغریٰ مجھے بھی مسلم ہے، کہ آمین دعا ہے۔ لیکن دلیل کا کبریٰ کہ دعا ہمیشہ درمیانی آواز سے کرنا سنت مؤکدہ ہے یہ مجھے مسلم نہیں، اور پیش کردہ آیت میں دعا کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ آیئے قرآن پاک سے لفظ دعا تلاش کرکے اس کا حکم معلوم کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ادعو ربکم تضرعاً و خفیة انہٗ لا یحب المعتدین (الاعراف)

اپنے رب سے دُعا کرو عاجزی اور آہستہ آواز سے بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ گزرنے والے وہ ہیں جو جہری آواز سے دعا کرتے ہیں۔

(ابن ابی حاتم)

امام حسن بن علیؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آہستہ آواز سے دعا کرنا، بلند آواز سے دعا کرنے سے ستر گنا زیادہ افضل ہے۔

(معالم التنزیل)

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں ان رفع الصوت بالدعاء لبدعة بلند آواز سے دعا کرنا بدعت ہے۔

قرآن پاک کی اس آیت میں خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ دعا آہستہ کرو بلند آواز سے دعا کرنا حد شرعی کو توڑنا ہے۔

دوسری آیت۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ذکر رحمة ربک عبدہٗ زکریا اذ نادیٰ ربہٗ نداءً خفیا

یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کی رحمت کو جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی، جب زکریا نے خدا کی بارگاہ میں آہستہ آواز سے دعا کی۔

امام نسفیؒ فرماتے ہیں کہ آہستہ دعا اور ذکر ریاکاری سے پاک ہوتے ہیں۔

تیسری آیت۔

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نزدیک ہیں کہ ہم آہستہ آواز سے مناجات کریں یا دور کہ ہم زور زور سے پکاریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان (البقرہ)

جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں دعا قبول کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب دعا کرے۔

چوتھی آیت۔

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفةً ودون الجھر من القول بالغدو والآصال. (الاعراف)

اور یاد کر اپنے رب کو اپنے نفس میں عاجزی کرتا ہوا، اور ڈرتا ہوا، نہ پکار بلند آواز سے صبح اور شام اور عشاء کو۔

غیر مقلدوں کے جد اعلیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں کسی

کو اختلاف نہیں (نیل المرام ص ١٧)

اس آیت میں صبح، شام، عشاء کی جہری نمازوں کا خاص طور پر ذکر آ گیا ہے کہ ان میں بھی دعا اونچی آواز سے نہ ہو آہستہ دل میں کرو۔

احادیث سے ثبوت۔

(۵) بخاری، مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر بعض لوگوں نے جہراً تکبیر کہی تو آپ نے فرمایا **ارحموا علیٰ انفسکم** اپنی جانوں پر نرمی کرو **انکم لا تدعون اصم ولا غائباً** تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ اس کو پکار رہے ہو جو سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے، قریب ہے، اور تمہارے ساتھ ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دعا کے آہستہ کہنے کا حکم ہے خصوصاً جہری نمازوں میں۔

اسی لیے ہم تمام اھل سنت والجماعت نماز کے تمام اذکار اور دعائیں آہستہ کہتے ہیں یہی اصل سنت ہے، یہی خدا اور رسول ﷺ کا حکم ہے۔ آمین بھی چونکہ دعا ہے اس لیے بحکم خدا اور رسول ﷺ اسے بھی آہستہ کہنا ہی سنت ہے۔

اس کے بعد مولانا نے اس آیت کی وضاحت فرمائی کہ اس آیت میں دعا کا تو کوئی لفظ نہیں ہے، اور بخاری، مسلم کی متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کا شان نزول یہ روایت کیا گیا ہے کہ مکہ میں آنحضرت ﷺ صحابہ کو باجماعت نماز پڑھاتے تو قرآن پاک بہت بلند آواز سے پڑھتے، مکہ کے مشرک قرآن سن کر قرآن پاک، خدا تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ **لا تجھر بصلوٰتک** اپنی قرأۃ کو اتنا اونچا نہ کرو کہ مشرک سن کر گالیاں دیں، **ولا تخافت بھا** اور نہ اتنی آہستہ قرأۃ کرو کہ تمہارے بھی مقتدی نہ سن سکیں، **وابتغ بین ذالک سبیلا** قراءۃ درمیانی آواز سے پڑھا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت خاص قرأۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آمین قرأت

نہیں تو اس آیت کا آمین سے کوئی تعلق نہیں۔

الغرض قرآن پاک نے دعا کے آہستہ کہنے کا حکم دیا ہے نہ کہ جہر کا، اس لیے اھل سنت والجماعت کا ہر جماعت میں آہستہ آواز سے آمین کہنا خدا اور رسول کے حکم کے موافق ہے۔ اور غیر مقلدین خدا اور سول ﷺ کے باغی اور حد شرعی توڑنے والے ہیں۔

اس کے بعد مولانا نے پوچھا کہ اگر تمہارا عقیدہ یہی ہے کہ ہر دعا بلند آواز سے کرنا سنت مؤکدہ ہے تو بتاؤ۔ جب تم بیت الخلاء جاتے ہو یا آتے ہو تو دعا بلند آواز سے کرتے ہو کہ بیت الخلاء گونج جائے۔ جب تم مسجد میں داخل ہوتے ہو یا جاتے ہو تو کیا سب اتنی بلند آواز سے دعا کرتے ہو کہ مسجد گونج جائے۔ نماز شروع کرتے وقت **انی وجھت ۰۰۰۰** الخ پڑھتے ہو۔ نماز کے اندر **اللھم باعد بینی ۰۰۰۰۰۰** الخ پڑھتے ہو رکوع کے وقت **اللھم** قومہ وجلسہ کی دعائیں۔ تشہد کی دعائیں، دعائے قنوت یہ اتنی بلند آواز سے پڑھتے ہو کہ مسجد گونج جائے؟

مولانا ایک ایک دعا کے متعلق پوچھتے تھے کہ یہ دعا بلند آواز سے پڑھتے ہو۔ وہ لوگ ہاتھ بلند کریں جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں، ہر طرف سناٹا طاری تھا۔ کوئی ہاتھ کھڑا نہ ہوتا تھا۔

پھر مولانا نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ کیا آپ کے نزدیک صرف آمین چھ رکعتوں میں ہی دعا ہے؟ جب اکیلے نماز پڑھتے ہو تو آمین آہستہ آواز سے کہتے ہو۔ امام اور مقتدی بھی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہتے ہیں۔ جب آپ خود ہی جہر سے اتنے باغی ہیں، تو دوسروں کو اس بات پر کیوں دھمکاتے ہو۔

مولانا نے آخر میں پھر فرمایا کہ حضرات ایک بات پر تو فریقین کا اتفاق ہے کہ آمین، دعا ہے اب جس طرح میں نے خاص دعا کے متعلق اخفاء کا حکم قرآن سے دکھلا دیا، اور اپنا عمل بھی اس کے متعلق ثابت کر دیا اسی طرح میں اپنے فاضل مخاطب سے بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ خاص دعا کے لفظ سے خدا اور رسول کا حکم دکھائیں، اور وہ حکم بھی ان آیات اور احادیث کے بعد کا ہو اور

پھر اس کے موافق اپنا عمل ثابت کریں۔ یعنی سب دعائیں بلند آواز سے شروع کریں، اور اگر نہ دکھا سکیں (نعوذ باللہ العزیز ہرگز نہ دکھا سکیں گے)، تو میں گزارش کروں گا کہ صرف ضد کی وجہ سے خدا اور رسول کے حکموں سے بغاوت نہ کریں۔ میری پیش کردہ آیات قرآنی کے مطابق آمین آہستہ کہنا شروع کردیں۔

افسوس ہے کہ اس کے بعد سارے مناظرے میں چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب نے بھولے سے بھی قرآن پاک کا نام تک نہ لیا اور نہ ہی مولانا کی پیش کردہ آیات کا کوئی جواب دیا۔ قرآن پاک سے انحراف کی اس سے زیادہ شرمناک مثال شاید ہی کوئی اور مل سکے۔

اگر چھتوی صاحب یا ان کے مقلد کو کوئی شک ہو تو وہ آئے اور ٹیپ سے اس کا جواب نکال دے، ہم تو صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ضد اور تعصب سے محفوظ رکھیں، کیونکہ یہ ایک ایسا زنگ ہے جو دل و دماغ کے پرزوں سے قبول حق کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔

احادیث میں بد دیانتی کی شرمناک مثال۔

مناظر اہل سنت نے چیلنج کیا تھا کہ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دور میں ایک دفعہ بھی مقتدیوں کو آمین بالجہر کی تاکید فرمائی ہو، یا ترغیب دی ہو۔ چھتوی صاحب، مجاہد صاحب کوئی ایسا حکم نہ دکھا سکے۔ پھر مناظر اہل سنت کا چیلنج تھا کہ وہ کسی صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں نے پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں کبھی ایک دن ہی، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں، ایک ہی دفعہ آمین بالجہر کہی ہو۔ اس کے جواب میں چھتوی صاحب نے بوسیلہ مجاہدؒ ایک حدیث بیان کی اور بڑے فخر سے کہا میں مسجد کے سائے میں کھڑا ہو کر یہ حدیث سناتا ہوں، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی اور سورۃ فاتحہ کے بعد بلند آواز سے آمین کہی، پھر صحابہؓ نے آمین کہی، تو مسجد گونج گئی۔ پھر اس پر غیر مقلدوں کی طرف سے اپنے مناظر کو خوب داد دی گئی۔

مناظر اہل سنت نے حدیث کی کتاب سنن ابن ماجہ کا ص ۶۲ نکال کر صدر مناظرہ کے

آگے رکھ دیا۔ جس میں حدیث اس طرح تھی:

حدثنا محمد بن بشار ثنا صفوان بن عیسیٰ حدثنا بشر بن رافع عن ابی عبد اللہ بن عم ابی ہریرۃؓ عن ابی ہریرۃؓ قال ترک الناس التامین وکان رسول اللہ ﷺ اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین، حتیٰ یسمعھا اہل الصف الاول فیرتج بہ المسجد۔

مناظر اہل سنت نے فرمایا کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی بشیر بن رافع ہے۔ امام بخاری، ترمذی، نسائی، احمد، ابن معین ابن حبان چھ محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ تو فرماتے ہیں یروی اشیاء موضوعۃ کہ وہ بالکل جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے

(میزان الاعتدال)

علامہ ابن عبد البرؒ کتاب انصاف میں فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کی حدیث سے دلیل نہ لی جائے، بلکہ اس کی حدیث پھینک دی جائے۔

مولانا نے فرمایا کہ میرے فاضل مخاطب کو زیب نہ دیتا تھا کہ ایسی متفقہ جھوٹی روایت کو بیان کرتا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ روایت پڑھنے سے ثابت ہوا کہ ان کے پاس جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے اس سند میں دوسرا راوی ابی عبداللہ بن عم ابی ہریرہؓ ہے اس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے لایعرف کہ یہ شخص مجہول ہے۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے اصول حدیث محدثین سے بغاوت کر کے مجہول کی روایت کا سہارا لیا۔

اس روایت کا پہلا جملہ یہ تھا قال ابو ہریرۃؓ ترک الناس التامین کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ تمام لوگ، صحابہ و تابعین بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ چکے ہیں۔ حضرت ابو

ھریرہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی اس قول سے معلوم ہوا کہ ۱۰ھ تک دور نبوت ہے ۴۰ھ تک دور خلافت راشدہ ۵۹ھ تک یعنی اس سے بھی انیس سال بعد تک، حضرت ابوھریرہؓ کو ایک شخص بھی آمین بالجہر کہنے والا نہ ملا تھا، تو صحابہ وتابعین کا بالاجماع آمین بالجہر کو ترک کر دینا، زبردست دلیل ہے کہ صحابہ کرام وتابعین میں سے ایک شخص بھی آمین بالجہر کو سنت مؤکدہ نہ جانتا تھا۔

مناظر اھل سنت نے بتایا کہ جناب یونس صاحب نے حدیث پڑھتے وقت یہ فقرہ حدیث شریف سے چھوڑ دیا تھا۔ اور مولوی صاحب نے حدیث میں تحریف کرتے وقت نہ خدا کا خوف کیا نہ مسجد کے تقدس کا خیال فرمایا۔ مجاہد صاحب کی اس حرکت پر غیر مقلد تو شرم سے سر جھکائے بیٹھے تھے چھتوی صاحب کو بھی پسینہ آ رہا تھا۔ اور سامعین توبہ توبہ پکار رہے تھے۔

(۴) مناظر اھلسنت نے بیان کیا کہ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آمین کہی،

حتیٰ یسمع من یلیه من الصف الاول

کہ پہلی صف کے صرف ایک آدمی نے سنی، جو بالکل آپ کے قریب تھا۔

اتنی آواز کو عرف عام یا عرف شرع میں جہر نہیں کہتے دیکھو۔ اگر امام قرأت یا تکبیرات انتقالات صرف اتنی آواز سے کہے کہ صرف ایک آدمی آواز سنے اور کسی کو سنائی نہ دے تو اس کو جہر نہیں کہتے۔

(۵) فیر تج به المسجد پھر مسجد گونج گئی۔ مولانا نے بتایا یہ حدیث اس جھوٹی سند کے ساتھ ابوداؤد صفحہ ۱۹۱ اور مسند ابویعلیٰ میں بھی ہے، لیکن ان دونوں کتابوں میں نہ مقتدیوں کا ذکر ہے، نہ آمین کا۔ یہ مسجد کی گونج کا جملہ تو پرلے درجہ کا منکر ہوا۔

پھر ابن ماجہ میں بھی مقتدیوں کا کوئی ذکر نہیں صرف آنحضرت ﷺ کا ذکر ہے کہ آپ نے آمین کہی پھر پہلی صف والے نے سنی پھر مسجد گونج گئی۔

(۶) پھر مولانا نے فرمایا کہ یہ حدیث عقل ومشاھدہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ گونج ہمیشہ

اور گنبد دار عمارت میں پیدا ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی نہ پختہ تھی نہ گنبد دار، بلکہ کھجور کے تنے کھڑے کر کے ان پر کھجور کی شاخیں رکھی ہوئی تھیں جیسے چھپر ہوتے ہیں۔

مولانا نے سامعین سے پوچھا آپکے علاقہ میں تو چھپر عام ہیں، وہ آدمی ہاتھ کھڑا کریں جنہوں نے چھپر میں آواز کو گونجتے سنا ہو، سب کہنے لگے کبھی بھی نہیں۔ تو مولانا نے فرمایا یہ اس حدیث کے جھوٹے ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

(۷) پھر مولانا نے فرمایا اگر غیر مقلد خوانخواہ سینہ زوری سے کہیں کہ اس جملہ میں مقتدیوں کی آمین ہی مراد ہے تو پھر بھی یہ جملہ قرآن پاک کے خلاف ہوگا، کیونکہ اسکا مطلب یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کے مقابلے میں صحابہ کرام بلند آواز سے آمین کہتے تھے اور قرآن پاک میں صاف حکم ہے کہ اے ایمان والو تم نبی پاک ﷺ کی آواز سے زیادہ بلند آواز نہ کرو، ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔

مولانا نے عوام سے پوچھا کیا آپکا ایمان یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے مقابلے میں آواز بلند کر کے ساری عمر کی نمازیں ضائع کرتے رہے اور پھر حضور ﷺ کے بعد سرے سے آمین ہی چھوڑ گئے۔

مولانا نے فرمایا دیکھو غیر مقلدوں نے قرآن پاک کی صاف وصریح آیات کو چھوڑا احادیث صحیحہ سے منہ موڑا۔ عقل سے بھی جنگ مول لی کہ چھپروں میں گونج پیدا کرنے لگے، تمام صحابہ کی نمازوں کو باطل ثابت کرنے کا منصوبہ بنایا۔ تمام صحابہ وتابعین کو تارک سنت مؤکدہ بتایا۔ اور جھوٹی حدیث پر دھونی رمائی، وہ بھی آدھی پڑھی آدھی چھوڑی، اس لیئے مجھے کہنا پڑا

؎ در کفر ہم ثابت نئی زنار رار سوا مکن

جب مولانا نے ان کے جھوٹ اور فریب کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا تو غیر مقلد یوں بیٹھے تھے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو، چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب آخر دم تک جھوٹ اور فریب کے اس داغ کو نہ دھو سکے۔

مولانا نے فرمایا کہ اس جھوٹ کے علاوہ مقتدیوں کی آمین بالجہر کے متعلق ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

ایک اور حدیث میں خیانت

غیر مقلد مناظر نے ابن ماجہ ص ۶۲ سے ایک ہی روایت پڑھی، کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہودی تمہاری آمین سن کر تم پر حسد کرتے ہیں۔اس پر بھی غیر مقلدین نے خوب خوشی کے نعرے لگائے، گویا حنفی مسلمانوں کو یہودی ثابت کرنا بڑی فتح تھی

-

اِنَّا للہ وَ اِنَّا الَیہِ راجعُون.

لیکن جب مناظر اھل سنت نے بتایا کہ

اولاً۔

تو یہ حدیث ضعیف ہے۔

ثانیاً۔

غیر مقلد مناظر نے جو کہا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہودی آمین سن کر حسد کرتے ہیں یہ سن کر کا لفظ حدیث کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے یہ مولوی صاحب نے آنحضرت ﷺ پر صاف جھوٹ بولا ہے۔

پھر مناظر اھل سنت نے کتاب صدر کے سامنے رکھی اور بتایا کہ اس حدیث میں کوئی جہر کا لفظ نہیں ہے۔ نیز اسمیں آمین کے ساتھ سلام، کا لفظ بھی ہے اور اسی روایت میں سنن کبریٰ نے ربنا لک الحمد بھی روایت کیا ہے۔ گویا پوری حدیث یوں ہوئی کہ یہود تم سے آمین، سلام، ربنا لک الحمد کے بارے میں حسد کرتے ہیں، لیکن غیر مقلد مناظر نے اس حدیث میں یہ خیانت کی کہ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ الفاظ سلام اور ربنا لک الحمد کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، پھر مولانا نے عوام سے پوچھا کہ یہ لوگ نماز میں ربنا لک الحمد اور سلام بھی بلند آواز سے

کہتے ہیں؟ سب کہنے لگے بالکل نہیں۔ مولانا نے فرمایا اس حدیث میں نہ مقتدیوں کا ذکر ہے نہ جہر کا پھر اس حدیث کا پیش کرنا اور خیانتیں کرنا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا میں اتنا حسد ہے کہ وہ حسد سوچنے بھی نہیں دیتا کہ دلیل اور دعویٰ میں کوئی مطابقت بھی ہے یا نہیں۔

اُس کے بعد مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا، دیکھو ہم لوگ آمین آہستہ کہتے ہیں لیکن یہ لوگ ہم سے کتنا حسد کرتے ہیں تقریریں کرتے ہیں۔ رسالے لکھتے ہیں۔ مناظرہ، فتنہ فساد کرتے ہیں اور دیکھیے حسد میں آکر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول رہے ہیں، قرآن پاک چھوڑ رہے ہیں۔

اور اس فرقہ کا تو خمیر ہی حسد سے اٹھا ہے، فقہاء عموماً اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے خلاف دن رات حسد کی بھٹی میں جلتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنیّ اعوذ بِک مِن شرِّ حاسدٍ اِذا حسد

غیر مقلد مناظر اھل متعہ کی چوکھٹ پر

مناظر اھل سنت کے سامنے غیر مقلدین کی بے بسی قابل دید تھی وہ مقتدیوں کے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق،

(۱) نہ تو آنحضرت ﷺ کا کوئی تاکیدی حکم دکھا سکے تھے۔

(۲) نہ ہی کوئی ترغیب اور مزید ثواب دکھا سکے تھے۔

(۳) نہ ہی خود آنحضرت ﷺ سے یہ ثابت کر سکے تھے کہ حضور ﷺ نے عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے جو نمازیں ادا فرمائیں ان نمازوں میں آنحضرت ﷺ نے مقتدی ہونے کہ حالت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

(۴) نہ ہی آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں کا آپ ﷺ کے پیچھے بلند آواز سے آمین کہنا کسی صحیح حدیث سے ثابت کر سکے۔

(۵) نہ ہی کسی خلیفہ راشدؓ سے بہ حالت مقتدی آمین بالجہر کا ثبوت دکھا سکے۔

(۶) نہ ہی خلفائے راشدین کے کسی مقتدی سے آمین بالجہر کا ثبوت دکھا سکے۔

(۷) بلکہ اپنی ثابت کردہ روایت سے یہ ثابت کر بیٹھے ۵۹ھ تک ایک شخص بھی بلند آواز سے آمین کہنے والا دیکھنے میں نہ آیا۔

تو حجاج بن یوسف کے زمانے کا ایک واقعہ پیش کیا۔ کہ

امّن ابن الزبیر و امّن من خلفہ حتیٰ ان للمسجد للجة (بخاری)

ابن زبیر نے آمین کہی اور آپ کے مقتدیوں نے بھی، یہاں تک کہ مسجد بھی گونج گئی۔ بخاری نے اسکی کوئی سند بیان نہیں کی، البتہ مصنف عبدالرزاق میں اس کی سند ہے جس کا راوی ابن جریج ہے۔ مناظر اھل سنت نے بتایا کہ اس شخص نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا۔

(میزان الاعتدال ص)

سامعین یہ سن کر توبہ توبہ کر اٹھے کہ نوے عورتوں سے متعہ یہ تو شیعوں سے بھی بڑھ گئے، خدا کی پناہ۔ آہ! جو لوگ خلافت راشدہ کو بیس تراویح اور آذان جمعہ میں چھوڑ چکے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث، نبوت و خلافت راشدہ کے خلاف ایک متعہ کرنے والے کی چوکھٹ چاٹ رہے ہیں۔ آہ! یہ کتنا بڑا المیہ تھا کہ قرآن وحدیث کو متعہ خانے کے دروازے پر ذبح کیا جا رہا ہے۔

غیر مقلد مناظرین قرآن وحدیث کے خلاف قیاس پر اتر آئے۔

غیر مقلد مناظرین کی بے بسی کی انتہا ہوگئی، جب انہوں نے دیکھا کہ قرآن وحدیث ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ نبوت و خلافت کی بارگاہ میں ہمیں باریابی نصیب نہیں۔ اور لوگوں نے جب متعہ خانے سے ہمیں اپنی اصلی شکل میں دیکھ کر تالیاں پیٹیں، تو ہماری جگ ہنسائی میں کیا کسر رہی۔

لیکن خدا بچائے ضد اور تعصب سے اور فقہاء کے بغض سے کہ آخر میں قرآن و حدیث کے خلاف قیاس پر ڈٹ گئے۔ قرآنی حکم سن چکے تھے کہ دعا آہستہ کرو۔ یہ مان چکے تھے کہ آمین دعا ہے، لیکن کہنے لگے کہ امام اونچی آواز سے آمین کہتا ہے۔ مقتدی کو بھی اس کی تقلید کرنا

چاہیے، جو کچھ امام اونچی پڑھے وہ مقتدی بھی اونچی پڑھے۔

لیکن مناظر اھل سنت نے ان کے اس شیطانی قیاس کے بھی پرخچے فضائے آسمانی میں بکھیر دیئے، مولانا نے فرمایا۔ امام کا بلند آواز سے کہنا تو ابھی ثابت نہیں کر سکے اور اس پر قیاس کر کے ہوا میں تلوار چلانے لگے ہو۔

مولانا نے پوچھا امام اللہ اکبر بلند آواز سے کہتا ہے یا آہستہ آواز سے؟ سب نے کہا بلند آواز سے۔ مولانا نے پوچھا کیا مقتدی بھی بلند آواز سے کہتا ہے؟ سب نے کہا بالکل نہیں۔ مولانا نے پوچھا امام سورۃ فاتحہ۔ سورۃ۔ **سمع اللہ لمن حمدہ** اور سلام سب کچھ اونچی کہتا ہے یا مقتدی بھی یہ سب کچھ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں؟ سب نے کہا بالکل نہیں مولانا نے فرمایا پھر یہ قیاس شرعی نہ ہوا شیطانی ہوا۔

الغرض مقتدیوں کی آمین بالجہر کے مسئلے میں ایک بھی دلیل بیان نہ کر سکے، ہم غیر مقلد دوستوں سے اپیل کرتے ہیں، کہ تمہارے مقتدیوں کی آمین کا مسئلہ تمہارے دکیلوں سے ثابت نہیں ہو سکا، ان سے ہمارے سوالات کا جواب دلائیں۔

مناظر اھل سنت نے امام کی آمین کے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اھل سنت والجماعت اور غیر مقلدین کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ **آمین دعا ہے۔ اور آپ خدا کا حکم** سن چکے ہیں کہ،

(۱) دعا کرو اپنے رب سے عاجزی سے اور خفیہ (آہستہ آواز سے) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

﴿الاعراف ع ۶﴾

اب غیر مقلد مناظر صاحب اسکے مقابلہ میں قرآن پاک سے ہی خدا کا کوئی ایسا حکم دکھا دیں کہ چھ جہری رکعتوں کی آمین دعا سے خارج ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ تم کسی گونگے اور بہرے خدا کو

نہیں پکارتے وہ قریب ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خیر الدعاء الخفی رواہ ابن حبان فی صحیحہ

﴿بحر الرائق ص۴۶ ج۲﴾

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

دعوۃٌ فی السر تعدل سبعین دعوۃ فی العلانیہ رواہ

ابو الشیخ بسند صحیح کمافی العزیزی.

﴿۲۶۰ ج۲﴾

ایک آہستہ دعا ستر بلند دعاؤں کے برابر ہے۔

کیا کوئی شخص یہ ثابت کر سکتا ہے، حضور اقدس ﷺ نے چھ رکعت کی آمین کو ان احکام سے مستثنیٰ فرمایا ہو۔

(۳) کوئی غیر مقلد آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم نہیں دکھا سکتا، جس میں حضور ﷺ نے امام کو چھ رکعتوں میں جہر کرنے کی تاکید فرمائی ہو یا ترغیب دی ہو۔

(۴) عن وائل بن حجر ؓ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فسمعته حین قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین و اخفیٰ بھا صوته.

(دار قطنی ص۱۳۴)

حضرت وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے سنا کہ آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، پڑھا اور اسکے بعد آپ نے آمین کہی اور اپنی آواز کو بالکل چھپالیا۔

(۵) حضرت وائلؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں،

قال آمین و خفض بھا صوته

(ترمذی ص۶۳)

(۶) حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی آپ ولا الضالین کے بعد آمین کے وقت یخفض بھا صوته اپنی آواز آہستہ کر لیتے تھے۔

(مستدرک حاکم ص۲۳۲ ج۲)

امام حاکم اور علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۷) طریق سفیان،

حدثنا وکیع ثنا سفیان عن سلمته بن کھیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر ؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ اذا قراء ولا الضالین فقال آمین وخفض بھا صوته.

(ابن ابی شیبہ ص)

حضرت وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپنے ولا الضالین پڑھا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر لیا۔

سفیان کا مذہب، غیر مقلدوں کے مورث اعلیٰ جناب ابن حزم لکھتے ہیں۔

ان السفیان الثوری و ابا حنیفةؒ یقولان ان الامام یقولھا سراً ذھبو الی تقلید عمر بن الخطاب ؓ و ابن مسعود ؓ.

(محلی ابن حزم ص۲۶۴ ج۳)

بے شک سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے امام آہستہ آمین کہے اور اس مسئلے میں انہوں نے حضرت عمر ؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی تقلید کی ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ آمین آہستہ کہا کرتے تھے۔ خاص ان رکعتوں میں جن میں قرأۃ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

(۷) حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے

انہ حفظ عن رسول اللہ ﷺ سکتین سکتۃ اذا کبرو سکتۃ اذافرغ من قرأۃ غیرا لمغضوب علیھم و لاالضالین

کہ میں نے حضور ﷺ کے اس فعل کو خوب حفظ کرلیا تھا کہ آپ ایک سکتہ پہلی تکبیر کے بعد فرماتے تھے اور دوسرا و لاالضالین کے بعد۔

اس بات کی تصدیق حضرت ابی بن کعب نے بھی فرمادی۔ ان سمرۃ قد حفظ کہ واقعی سمرہ ؓ نے ٹھیک یادرکھا۔

(ابوداؤد۔ترمذی۔ابن ماجہ)

(۹) عن عبداللہ بن مسعودؓ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا کبر سکت ھنیئۃ و اذاقال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین سکت ھنیئۃ و اذانھض فی الرکعۃ الثانیۃ لم یسکت وقال الحمد للہ رب العلمین.

(مصنف ابن ابی شیبہ ص)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ جس وقت تکبیر کہتے تھوڑا سا سکتہ کرتے، اور جب غیر المغضوب علیھم و لاالضالین کہتے پھر بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے اور جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے الحمدللہ رب العلمین.

ان دونوں حدیثوں میں دو سکتوں کا ذکر ہے پہلا سکتہ ثنا کے لئے ہے، جس میں ثنا پڑھی جاتی ہے، دوسرا سکتہ و لاالضالین کے بعد آمین کے لیے ہے۔ کہ امام و مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں اور دوامی طور پر ایسا ہی کریں۔

غیر مقلد ایک سکتے پر تو عمل کرتے ہیں، باقی آدھی حدیث چھوڑ دیتے ہیں۔ ہماری دعا

ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پوری حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ حدیث میں حفظ کا لفظ ہے اس سے دونوں صحابہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا دائمی عمل ہے اور اس کے خلاف اگر کوئی بیان کرے تو وہ غیر محفوظ ہے، اور اس میں کان اور اذا بھی ہے جو جناب چھتوی صاحب کے نزدیک قضیہ شرطیہ متصلہ ہے اور دوام پر نص ہے۔

(۱۰) حدیث متفق علیہ میں حضور ﷺ نے فرمایا فرشتے بھی و لاالضالین کے بعد آمین کہتے ہیں، جو ان کے موافق آمین کہے اس کے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ مسلم ص ۱۷۴ ج ۱)

اور ظاہر ہے کہ پوری موافقت آہستہ آمین کہنے میں ہے، کیونکہ فرشتوں نے کبھی بلند آواز سے آمین نہیں کہی۔

خلفائے راشدین۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اس لیے آیئے ہم دیکھیں کہ خلفائے راشدین کس طریقہ پر کاربند رہے۔

عن ابی وائلؒ قال لم یکن عمر ؓ و علی ؓ یجھران ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا بالتعوذ و لا بالتامین.

رواہ الطبرانی فی الکبیر (مجمع الزوائد ص ۱۸۵ ج ۱)

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تین چیزیں بلند آواز سے نہ کہتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. اعوذباللہ. آمین ان روایات سے معلوم ہوا کہ دور خلفائے راشدین میں بھی آمین آہستہ ہی کہی جاتی تھی۔ اور کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا تھا کہ دور خلافت راشدہ میں کسی ایک خلیفہ راشد، یا کسی وسیع تر حکومت اسلامیہ کی کسی ایک مسجد میں، کسی ایک امام نے، کسی ایک ہی دن، ایک ہی نماز میں، ایک ہی دفعہ بلند آواز سے آمین کہی ہو۔ غیر مقلد بھی اعوذ باللہ آہستہ کہتے ہیں، لیکن باقی حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو معیار حق قرار دیا ہے اور نجات پانے والے گروہ کی علامت ہی یہ بیان فرمائی ہے۔ ماانا علیہ و اصحابی یعنی صراط مستقیم وہی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، اسلئے ہم اھل سنت والجماعت کہلاتے ہیں کہ ہم نبی کی سنت اور صحابہ کے مسلک کے پیروکار ہیں۔ ہم نبی ﷺ کو صحابہؓ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے پہلے صحابہ اور اھل بیت میں اختلاف کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن فرقہ غیر مقلدین نے صحابہؓ اور رسول پاک ﷺ میں اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ان کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صرف آٹھ رکعت تراویح پر مواظبت فرمائی ہے، مگر صحابہ نے آٹھ کی بیس بنالیں۔ حضور ﷺ کی نماز جمعہ میں ایک آذان کا اضافہ کردیا، جو معاذ اللہ بدعت وضلالت ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک گنتے تھے مگر صحابہ نے تین کو تین شمار کرنا شروع کردیا، وغیرہ۔

انکا یہ اعتقاد ہے کہ صدیق اکبرؓ نے نامزدگی خلیفہ کی بدعت ایجاد کی۔ فاروق اعظمؓ کے دور میں بیس رکعت تراویح کی گمراہی پھیلی، حضرت عثمانؓ کے دور میں جمعہ کی آذان کا اضافہ ہوا اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے خلاف شورش ختم کرنے کے لیے گاؤں میں نماز جمعہ کی فرضیت کے خاتمہ کا حکم جاری کردیا۔

اس کے برعکس اہل سنت والجماعت صحابہؓ یا رسول ﷺ میں کسی خانہ جنگی یا مخالفت کا تصور بھی نہیں کرتے۔ اس لیے اس مسئلہ پر بھی خلفائے راشدینؓ کے بعد صحابہؓ و تابعین کا مسلک بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت علامہ ابراھیم نخعیؒ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہی پیدا ہوئے اور ۹۵ھ میں دور صحابہ میں ہی وصال فرمایا۔ آپ نے دور صحابہؓ میں فتویٰ دیا۔

عن ابراھیم قال خمس یخفیھن الامام سبحانک اللھم وبحمدک والتعوذ. وبسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وآمین وربنا لک الحمد رواہ عبد الرزاق واسنادہ صحیح (آثار السنن ص ۹۹ ج ۱) و رواہ ابو حنیفة عن حماد عن ابراھیم. اربع غیر الآخر (مسند امام اعظم ص ۳۲۲ ج ۱)

امام پانچ چیزیں آہستہ آواز سے کہے

(۱) سبحانک اللھم و بحمدک (۲) تعوذ (۳) تسمیہ (۴) آمین (۵) ربنا لک الحمد۔

حضرت علامہ نے یہ فتویٰ دیا دور صحابہؓ میں یہ صادر فرمایا؟ کسی ایک صحابی یا کسی ایک تابعی نے اس فتویٰ کے خلاف آواز بلند نہ فرمائی؟ نہ کسی مسجد میں لڑائی ہوئی؟ نہ کوئی مناظرہ کا چیلنج دیا گیا؟ اور نہ ہی کوئی رسالہ اس کے خلاف لکھا گیا۔ گویا ۹۵ھ تک آمین بالجہر کے سنت مؤکدہ ہونے کا ایک متنفس بھی قائل نہ تھا۔

خیر القرون اور اسکی حدود،

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنی کتاب تاریخ اھل حدیث میں خیر القرون کی حدود حسب ذیل بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ ۱۱ھ میں زمانہ نبوت

۲۔ ۱۱۰ھ تک زمانہ صحابہ

۳۔ ۱۷۰ھ تک زمانہ تابعین

۴۔ ۲۰۴ھ یا ۲۲۰ھ تک تبع تابعین۔

اب آیئے خیر القرون میں بھی اس مسئلہ کی نوعیت دیکھیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ ساری عمر آہستہ آمین کہنے کا فتویٰ دیتے رہے۔

(موطا امام محمد)

امام مالکؒ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وصال فرمایا، آپ بھی آہستہ آمین کہنے کے قائل تھے۔

(المدونۃ الکبریٰ لمالک ص ۷۳ ج ۱)

امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں وصال فرمایا، دور تبع تابعین ختم ہو گیا آپ مقتدیوں کو آہستہ آمین کی تلقین فرماتے تھے۔

(کتاب الام ص ۹۵ ج ۱)

الغرض دور نبوت، دور خلافت راشدہ، دور صحابہ مابعد خلافت راشدہ، تابعین، اور تبع تابعین کے دور میں آہستہ آمین کو ہی سنت مانا جاتا تھا اسی پر عمل تھا۔ کوئی شخص اس سنت کا منکر نہ تھا نہ کوئی آہستہ آمین کہنے کو سنت کا مخالف کہتا تھا اور نہ ہی کوئی یہودی کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ اور یہی اصل کتاب وسنت سے ثابت ہوئی ہے۔

ہم غیر مقلد دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ خدارا ضد اور تعصب کو دل سے نکال کر اپنے وکلاء جناب چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب سے مطالبہ کریں وہ بھی کتاب اللہ، حدیث رسول اللہ، خلافت راشدہ اور قرون ثلاثہ سے ہماری طرح سند وار آمین بالجہر کے تاکیدی ترغیبی احکام اور سنت مؤکدہ ہونا ثابت کریں، اور ثبوت ہمیں بھی لا کر دکھائیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے یہی کہنا پڑے گا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

غیر مقلد مناظرین کتاب وسنت کے خلاف مسلک پر ڈٹے رہے اور ایک دو ضعیف روایات کا سہارا لیا ان رویات میں نہ تو

۱۔ آنحضرت ﷺ کا کوئی تاکیدی حکم تھا، نہ ہی ترغیبی حکم، کہ آمین بالجہر کہنا سنت مؤکدہ ہے یا کم از کم مستحب ہے اور آمین بالجہر کہنے پر اتنا ہی ثواب مذکور ہوتا جتنا مسواک کرنے، اشراق

کی نماز پڑھنے پر۔

۲۔ نہ ہی ان میں یہ ذکر تھا کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔

۳۔ نہ ان احادیث میں یہ ذکر تھا کہ یہ آمین بالجہر صرف چھ رکعتوں کے ساتھ خاص ہے گیارہ رکعتوں میں امام آمین آہستہ کہے۔

۴۔ ان ضعیف روایات میں صرف اتنی بات تھی کہ حضور ﷺ نے فاتحہ کے بعد امام ہونے کی حالت میں آمین کہی، جسے قریبی آدمی نے سن لیا۔ آیا یہ حضور ﷺ کا دائمی عمل تھا اور سنت مؤکدہ تھا یا نہیں؟ اس سے یہ روایت خاموش تھی۔ البتہ یہی صحابی وائل بن حجرؓ نے اسی طریقے میں اس آمین کی صحیح پوزیشن یہ بتائی تھی۔

ما اراہ الا لیعلمنا (آثار السنن ص ۹۲ ج ۱ بحوالہ کتاب الکنیٰ لدولابیؒ)

کہ یہ آمین صرف ہمیں تعلیم دینے کے لیے کہی گئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابی رسول ﷺ نے خود وضاحت فرمادی کہ اس حدیث سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا مراد نہیں محض حضور ﷺ نے تعلیم کے لئے بلند آواز سے فرمائی۔ اصل سنت مؤکدہ کیا ہے؟ وہ خود حضرت وائل بن حجرؓ نے ہی حضور ﷺ سے روایت فرمایا کہ آمین آہستہ کہتے تھے۔ جیسا کہ آپ پڑھ آئے ہیں۔ افسوس کہ غیر مقلدین نے نہ تو تعلیم والی روایت کا ذکر فرمایا اور صحابی رسول ﷺ کے خلاف حدیث رسول سے سنت مؤکدہ ہونا کشید کرنے لگے۔

۲۔ اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت سفیانؒ ہیں آپ علامہ ابن حزم غیر مقلد کے حوالہ سے پڑھ آئے ہیں کہ وہ خود آمین آہستہ کہنے کو سنت نہیں سمجھتے تھے۔ غیر مقلدین ہی بتائیں کہ جب اس حدیث کی سند کے راوی ہی اس سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا نہیں سمجھے تو آپ نے ان سب کے خلاف یہ نیا معنی کہاں سے تراش لیا؟

۳۔ غیر مقلدین اچھی طرح جانتے ہیں کہ بخاری شریف میں آنحضرت ﷺ کا کھڑے

ہو کر پیشاب فرمانا ثابت ہے اور اس حدیث کی سند اس حدیث کی سند سے نہایت اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، کیا وجہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت مؤکدہ نہ ہو اور آمین بالجہر سنت مؤکدہ بن جائے۔

۴۔ افسوس کہ غیر مقلد مناظرین نے مذکورہ بالا آہستہ والی روایات جو سنت ہیں ان سے انحراف کیا۔

الغرض کتاب اللہ، سنت صحیحہ رسول اللہ، سنت خلفاء، سنت صحابہ کرام اور خیر القرون کے تعامل کے خلاف وہ محض ضعیف روایات کا سہارا لیتے ہیں اور وہ بھی پوری بیان نہیں کرتے۔

غیر مقلد مناظرین، مناظر اھل سنت والجماعت کے سامنے بالکل عاجز اور لا جواب ہو گئے۔ تو چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب نے صدر صاحب سے درخواست کی کہ اب رفع یدین پر مناظرہ شروع کرائیں۔ مناظر اھل سنت نے کہا پہلے اس مناظرے کا فیصلہ دیں۔ سامعین نے اٹھ کر خانہ خدا میں کھڑے ہو کر کہا کہ فیصلہ تو ہو چکا ہے اہل سنت والجماعت کا مسلک حق ہے اور حق آفتاب سے زیادہ روشن ہو چکا ہے۔

لیکن چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب اور بعض غیر مقلدین نے یہ شور شروع کر دیا کہ مناظرہ بغیر فیصلہ کے ختم ہوا ہے۔ مناظر اہل سنت نے کہا کہ بغیر فیصلہ کے ہم مناظرہ ختم نہیں کریں گے، چنانچہ مناظر اھل سنت نے صدر صاحب سے درخواست کی کہ میرے تمام مطالبات غیر مقلدین کے سر پر قرض ہیں۔ مناظر اہل سنت نے کاغذ اور قلم صدر صاحب کے سامنے رکھا اور فرمایا آپ میرے تمام سوالات ترتیب وار لکھیں۔ اور ان کا جو جواب غیر مقلدین حضرات نے دیا ہے وہ اگر آپ کو یاد ہوں تو لکھیں ورنہ چھتوی صاحب و مجاھد صاحب سے لکھوائیں۔ اس طریق فیصلہ پر چھتوی صاحب بہت گھبرا گئے پھر وہی شور شروع ہو گیا۔

صدر مناظر نے اٹھ کر فرمایا کہ مولانا امین صاحب جو اہل سنت کے مناظر ہیں وسیع مطالعہ رکھتے ہیں اور تحمل مزاجی کے ساتھ اپنا مافی الضمیر اور مسلک عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ اور اس

کے برعکس ماسٹر محمد یونس صاحب تو اپنی بات بھی کسی کو نہیں سمجھا سکتے۔

صدر صاحب کا یہ زبانی فیصلہ ٹیپ میں موجود ہے۔ جب ان سے تحریری فیصلہ کا کہا گیا تو آپ نے جناب محمد اسلم ایڈوکیٹ صاحب سے کہا کہ آپ نے بھی سارا مناظرہ سنا ہے آپ فیصلہ لکھ دیں تو جناب ایڈوکیٹ صاحب نے فرمایا اس وقت فیصلہ محفوظ ہے۔ صبح اکٹھا فیصلہ لکھیں گے۔

فیصلہ۔

دوسرے دن جناب ایڈوکیٹ صاحب نے جو فیصلہ لکھا، اس میں صاف لکھا غیر مقلد مناظر اپنے آمین بالجہر کا کوئی ثبوت نہیں دے سکا۔ جناب حاجی نور محمد صاحب نے بھی اپنے فیصلے میں یہی بات تحریر فرمائی۔

جھوٹ کی بد ترین مثال۔

آپ نے سنا ہوگا کہ ایک آدمی جھوٹ بولنے میں بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے وہ منہ پر جھوٹ بولتے اور کہتے میں منہ پر جھوٹ بولوں گا، اگر میں تمہارے منہ پر جھوٹ بولوں تو کیا انعام دو گے؟ مناظر اہل سنت نے یہ بتایا تھا کہ قرآن پاک، زمانہ نبوت، زمانہ خلافت راشدہ، اور دور خیر القرون میں ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ لوگ ان سب کے خلاف ضعیف روایات کا سہارا لیتے ہیں اور ان کو بھی پورا بیان نہیں کرتے کیونکہ ان روایات سے آنحضور ﷺ کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہوتا ہے تو ان سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ بطور سنت نہ تھا بغرض تعلیم تھا۔

مولوی محمد علی آف جندراکہ نے مناظر اہل سنت کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ مولوی محمد امین صاحب نے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا مان لیا ہے۔ خدا ایسے سفید جھوٹ سے بچائے۔ جناب محمد علی صاحب کا استدلال ایسا ہی تھا جیسا کہ کوئی پادری قرآن پاک سے یہ تو پڑھ دے ان اللہ ھو المسیح ابن مریم. کہ عیسٰی علیہ السلام خدا ہیں، اور اسکی تردید قرآن پاک سے نہ پڑھے اور شور کرے کہ قرآن نے مسیح کا خدا ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

چنانچہ محمد علی کے اس سفید جھوٹ پر ڈاکٹر اللہ دتہ (جندراکہ) صاحب نے فوری نوٹس لیا

کہ مولوی صاحب آپ فتنہ فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں، اس پر مولوی صاحب موصوف نے مسجد میں بیٹھ کر جو جھوٹ بولا تھا مسجد میں بیٹھ کر ہی اس سے توبہ کی۔ لیکن بعد میں بھی بعض غیر مقلدین یہی پروپیگنڈا کرنے لگے۔ لیکن جب ان سے کہا گیا کہ آڈیو ٹیپ ریکارڈ مکمل سنو تو لگے بغلیں جھانکنے، حالانکہ حق بات یہ ہے کہ عملی طور پر غیر مقلدین نے اپنی شکست کو شدت سے محسوس کیا بلکہ عملاً تسلیم کرلیا۔ یہ بات دو طرح ثابت ہوتی ہے۔

ا۔ رات بھر جناب چھتوی صاحب خانہ خدا میں بیٹھ کر بار بار یہ کہتے رہے کہ میں شیخ الحدیث ہوں میں پرائمری ماسٹر سے مناظرہ نہیں کروں گا، اس میں میری توہین ہے اور سارے غیر مقلد بھی یہی چیختے چلاتے رہے کہ ہم چھتوی صاحب کو ماسٹر صاحب کے مقابلہ میں ہرگز نہیں لائیں گے، اس میں ہمارے شیخ الحدیث کی توہین ہے۔

لیکن دنیا نے روز روشن کی طرح دیکھ لیا کہ غیر مقلدوں نے رفع یدین کے مناظرے میں ماسٹر یونس کا نام تک نہ لیا، اگر ماسٹر یونس صاحب رات کے مناظرہ میں فاتح تھے تو ان کو ہٹا کر ان کی بھی توہین کیوں کی۔ اور چھتوی صاحب نے ماسٹر صاحب کے مقابلہ میں آ کر اپنی توہین کیوں کرائی اور پوری جماعت کی بھی توہین کرائی۔

آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

۲۔ دوسری بات جس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ غیر مقلدوں نے رات کے مناظرہ میں اپنی شکست تسلیم کرلی، وہ یہ تھی کہ تمام غیر مقلدین رفع یدین کو سنت مؤکدہ مانتے ہیں یہی ان کی تحریر میں تھا، لیکن رات جب وہ دیکھ چکے تھے کہ آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت نہیں کر سکے تو صبح چھتوی صاحب اور غیر مقلد صاحبان اپنے دعوٰی سے ہی منکر ہو گئے اور دو گھنٹے شور کر کے سنت مؤکدہ کے لفظ کو کینسل کرایا۔ اور رات کے مناظرہ سے اتنے مرعوب تھے کہ پھر اپنے نئے دعوٰی میں سنت مؤکدہ تو کجا سنت کا لفظ بھی نہ لکھوایا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

چھتوی صاحب کا آخری حیلہ۔

جناب چھتوی صاحب کی عجیب عادت ہے کہ میدان مناظرہ میں تو وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے، بعد میں لوگوں کے کانوں پر کوئی دم درود شروع کر دیتے ہیں۔ مسئلہ آمین میں وہ اہل سنت والجماعت مناظر کے ایک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے، ہر طرف سے تو تکار ہو رہی تھی تو جناب موصوف نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مثال کو پورا کرنے کے لیے اپنے حواریوں کے کانوں میں یہ پھونکنا شروع کر دیا مناظر اہل سنت بھی تو آمین بالجہر کا منع ہونا ثابت نہیں کر سکا۔ حالانکہ انکا یہ خالص فریب تھا۔ اولاً تو مناظر اہل سنت کے ذمہ کوئی دلیل ہی نہ تھی کیونکہ دلیل ہمیشہ مدعی کے ذمہ ہوتی ہے نہ کہ سائل کے ذمہ۔

چنانچہ مناظر اہل سنت نے یہ پرزور چیلنج دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے البینتہ علی المدعی کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے۔ اگر چھتوی صاحب حدیث میں یہ الفاظ دکھا دیں البینتہ علی المنکر تو میں ہزار روپیہ انعام بھی دوں گا اور دلیل بھی بیان کروں گا۔ لیکن چھتوی صاحب لاجواب اور مبہوت بیٹھے ہوئے تھے۔

دراصل چھتوی صاحب اپنے متعصب یا ان پڑھ حواریوں کو دھوکا دینا چاہتے تھے کہ امین صاحب بھی منع ثابت نہیں کر سکے۔ لیکن چھتوی صاحب کا یہ سوال پورے دین کو داؤ پر لگا دینا تھا۔ اس وقت چند مثالوں سے وضاحت کرتا ہوں تا کہ چھتوی صاحب کی غلط روی کا تانا بانا آپ کے سامنے آ جائے۔

مثال اول۔

چودہ سو سال سے مسلمان کلمہ پڑھتے آ رہے ہیں۔

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہی کلمہ نبی پاک ﷺ نے سکھایا یہی صحابہ کرام نے یہی حضرت علیؓ اور دیگر اہل بیت نے پڑھا اور پڑھایا۔ لیکن آج بعض لوگوں نے کلمہ یہ بنالیا ہے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول

اللہ۔ لیکن جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ ثابت کرو کہ علی ؓ یا نبی ﷺ یا کسی صحابی نے یہ کلمہ ان الفاظ سے پڑھا پڑھایا ہو تو وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے، البتہ لاجواب ہو کر چھتوی صاحب کی طرح یہ کہتے ہیں کہ آپ نبی ﷺ یا علیؓ سے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے خاص ان الفاظ میں کلمہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ اب چھتوی صاحب سے سوال یہ ہے کہ لفظ نہ ملنے کی وجہ سے وہ یہ کلمہ اس اضافہ کے ساتھ پڑھنا شروع کردیں گے؟

مثال دوم۔

آذان عام فرض نمازوں کے لیے ایک ہے اور نماز جمعہ کے لیے دو آذانیں ہیں، لیکن عید کی نماز کے لیے کوئی آذان نہیں ہے۔ صرف عدم ثبوت ہی کی وجہ سے عید سے قبل آذان نہیں دی جاتی اب اگر کوئی شخص عید کی نماز سے قبل آذان دینی شروع کردے اور جناب سے مطالبہ کرے کہ جناب خاص عید کی نماز سے پہلے آذان کی ممانعت کی نص صحیح صریح دکھائیں۔ تو آپ ہرگز نہ دکھا سکیں گے کہ آپ کا مطالبہ ہی غلط ہے۔

مثال سوم۔

کوئی شخص آذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ۔ یا اشھد ان ابابکر خلیفتہ بلا فصل کہنا شروع کردے تو کیا خاص آذان کے متعلق اس کے منع کی نص آپ دکھا سکیں گے۔ صرف عدم ثبوت کو ہی آپ دلیل بنائیں گے اور نص منع کا مطالبہ کرنے والا آپ کے نزدیک بھی دین کو برباد کرنے والا ہوگا۔

مثال چہارم۔

یہی آذان آخر میں لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے، اب اگر کوئی شخص آخر آذان میں محمد رسول اللہ کہنا بھی شروع کردے اور کہے کہ خاص آذان کے اندر اس کا منع ہونا کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت کرو۔ تو چھتوی صاحب یہ خاص نص کہاں سے لائیں گے؟ الغرض چھتوی صاحب نے سوال کا غلط انداز ایسے اٹھایا ہے کہ جس سے پورا دین ہی متاثر ہوسکتا ہے یا

دریا کو اپنے موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے

پھر اس مناظرہ کے متعلق تو یہ کہنا کہ مناظر اصل سنت تو منع ثابت نہیں کر سکے۔ بالکل ایک سفید جھوٹ تھا۔ کیونکہ فریقین اس پر متفق تھے کہ آمین دعا ہے اور دعا کے متعلق قرآنی حکم یہ ہے کہ اپنے رب سے دعا عاجزی سے کرو اور آہستہ، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں یعنی جہر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

روئیداد مناظرہ حاصل پور

مناظر اھل سنت و الجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **شمشاد سلفی**

موضوع مناظرہ

تقلید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر روئداد مناظرہ حاصل پور

موضوع تقلید

منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور میں ایک محمد یونس نامی غیر مقلد نے جو گورنمنٹ ملازم ہے، ملازمت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر غیر مقلدیت کے جراثیم پھیلانے شروع کر دئے اور علاقہ بھر کی فضا کو مسموم کر کے امن عامہ کو تباہ کر دیا۔ اہل سنت والجماعت کے علماء نے سمجھایا تو سب کو بدعتی اور مقلدین کو پٹے والے کتے کہا، اور مناظرہ کا چیلنج دیا، اور اہل سنت والجماعت کے دلوں میں وسوسے ڈالنے شروع کئے کہ تم خدا، رسول کے منکر ہو۔ نہ تمہاری نمازیں درست ہیں، نہ [illegible]، نہ جمعہ، نہ عید۔

اس پر مقامی علماء نے مناظر اسلام، فاتح لامذہبیت، حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب [illegible] رابطہ قائم کیا، چنانچہ آپ ۳۰ جنوری ۸۶ء کو حاصل پور تشریف لائے اور کتاب وسنت کی روشنی میں اہل سنت والجماعت کی حقانیت ایسی واضح فرمائی کہ سب کے دل باغ باغ ہو گئے۔ سب وساوس کافور ہو گئے اور دلوں کو نیا نور اور سرور نصیب ہوا۔ حق دوپہر کے سورج سے

زیادہ چمک اٹھا تو چمگادڑوں کی آنکھیں چندھیا گئیں، چہرے لٹک گئے۔ان کے مکر وفریب کا سارا جال ٹوٹ گیا۔مولانا کا درس قرآن اور نماز جمعہ کی تقریر وسوسہ ڈالنے والوں پر برق آسمانی بن کر گری۔

آخر غیر مقلدین کی مردہ لاش کو کندھا دینے کے لئے شمشاد سلفی کو نارنگ سے بلایا گیا (یادرہے کہ رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرام سلفی نہیں کہلایا کرتے تھے، بلکہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ذکر ہے کہ شیعوں کے ایک فرقہ کا نام سلفیہ ہے۔تاریخ مذہب اسلام ص۳۰۲) سلفی صاحب لاہور، وہاڑی راولپنڈی، وغیرہ میں اپنی نماز بھی حدیث سے ثابت نہ کر سکے تھے۔اپنی تقریر میں یہ کہا کہ امام ابوحنیفہؒ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام مسلمؒ کے قاتل تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کوفہ میں بیٹھ کر سازشیں کیا کرتے تھے۔ان کی بہت بڑی سازش یہ ہے کہ نماز کی شرائط بیان کیں، نماز کے ارکان، نماز کی سنتیں، نماز کے مستحبات، مکروھات، مفسدات بیان کئے۔

اس پر سنجیدہ حضرات نے اظہار نفرت فرمایا تو جلدی سے کہنے لگے کہ امام ابوحنیفہؒ تو بہت اچھے آدمی تھے، ہاں ان کو امام اعظم کہنا جائز نہیں۔قرآن حدیث کے خلاف ہے۔لوگوں نے پوچھا وہ آیت یا حدیث سناؤ تو منہ میں گھنگنیاں ڈال لیں۔

لوگوں نے پوچھا، امام مالکؒ مدینہ منورہ میں ہوئے، امام شافعیؒ مکہ مکرمہ میں ہوئے، امام احمدؒ اور حضرت پیران پیرؒ بغداد میں ہیں، نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد، نواب وحید الزمان صاحب غیر مقلد، میر نور الحسن خان غیر مقلد، مولانا داؤد غزنوی، حافظ محمد صاحب لکھوی ہندوستان میں ہوئے۔ان سب نے نماز کی شرائط، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات، مباحات وغیرہ بیان کئے ہیں۔سلفی صاحب نے کہا یہ سب ان کی خرافات ہیں۔

ان سے پوچھا گیا کہ جو غیر مقلد سینے پر ہاتھ باندھنے، بلند آواز سے آمین کہنے، رکوع کے وقت رفع یدین کرنے، آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کو سنت کہتے ہیں؟ سلفی صاحب نے کہا سب خرافات ہیں۔ جب کہا گیا کہ بخاری کے بعض ابواب، مسلم کے اکثر ابواب، ترمذی،

الطحاوی، نووی، مغنی ابن قدامہ میں بھی فقہی احکام مذکور ہیں۔اس نے کہا سب خرافات ہیں۔ان سے پوچھا گیا کہ فجر سے پہلے دوسنت، ظہر کی چھ سنت، مغرب اور عشاء کی دو دو سنت کو سنت سمجھنا کیسا ہے؟ اس نے کہا سب خرافات ہیں۔لوگوں نے پوچھا کیا آپ کسی حدیث سے ان سب کا خرافات ہونا ثابت کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا کہ مجھ سے حدیث کا مطالبہ کرنا بھی منجملہ خرافات میں سے ہے۔لوگ اس پر ہنسی ضبط نہ کر سکے اور سلفی صاحب کی علمی کوتاہیاں سب پر عیاں ہو گئیں۔

کالج کے سٹوڈنٹس تک اس کے جوابات پر پھبتیاں اڑا رہے تھے، پروفیسر محمد یونس بہاولپوری کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی، وہ بار بار منہ چھپاتے کہ لوگ یہی سوالات مجھ سے نہ پوچھنا شروع کر دیں۔غیر مقلدین کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔بعض نے کہا کہ سلفی صاحب اور پروفیسر یونس بہاولپوری صاحب کو ایک ہفتہ کی مہلت دی جائے، تا کہ وہ ان سوالات کے صحیح جوابات دے سکیں۔

سلفی صاحب اور یونس صاحب بھاگنے کے لئے تیار تھے کہ کالج کے چند لڑکوں نے گھیر لیا کہ آپ ایک ہفتہ کے بعد بھی جواب نہ دے سکیں گے، کیونکہ ہم نے آپ کے مناظرہ لاہور، وہاڑی اور اوکاڑہ کی کیسٹیں سنی ہیں، آپ تو نماز کے بارہ میں بھی سوالات کا جواب نہیں دے سکے۔بعض مناظروں کو تقریباً دو سال ہو چکے ہیں۔

آپ مناظرہ میں تو جواب نہ دے سکے تھے مگر مناظرہ میں شکست کھانے کے بعد دو سال کی مہلت آپ کو مل گئی تھی۔ان کیسٹوں سے ہم نے چند سوالات نقل کئے ہیں، اب دو سال کے بعد بھی اُن کا جواب دیں۔

طلباء

کیا تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب؟

شمشاد سلفی۔

جو تکبیر تحریمہ کو فرض یا واجب کہے وہ بے دین ہے۔

طلباء۔

جناب سلفی صاحب امام بخاریؒ نے تو صحیح بخاری شریف میں تکبیر تحریمہ کو واجب لکھا ہے کیا معاذ اللہ وہ بھی بے دین ہیں؟

سلفی۔

ہاں امام مالکؒ نے ایسے شخص کو زندیق کہا ہے۔اس پر سب توبہ توبہ پکار اٹھے۔

پھر مندرجہ ذیل مسائل کی احادیث پوچھی گئیں۔

(۲) آنحضرت ﷺ نماز میں ہمیشہ تعوذ، رکوع، سجدہ کی تسبیحات، ربنا لک الحمد، سجدوں کے درمیان کی دعا، آخری قعدہ میں درود شریف آہستہ پڑھا کرتے تھے، مگر سلفی صاحب اور پروفیسر یونس صاحب بہاولپوری ان مسائل پر ایک ایک صحیح، صریح، غیر معارض حدیث بھی پیش نہ کر سکے۔

(۳) کیا رسول اقدس ﷺ ہمیشہ امام بن کر تکبیر تحریمہ، رکوع اور سجدے کی تکبیرات اور سلام بلند آواز میں کہا کرتے تھے؟ اور صحابہ مقتدی بن کر یہ سب ہمیشہ آہستہ کہا کرتے تھے؟ مگر سلفی صاحب اور پروفیسر یونس صاحب بالکل خاموش رہے، حدیث نہ سنا سکے۔

(۴) کیا رسول پاک ﷺ جب اکیلے نماز پڑھتے تو ہمیشہ آمین آہستہ کہا کرتے تھے؟

(۵) کیا رسول پاک ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے ہمیشہ چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ آواز سے کہا کرتے تھے؟

(۶) کیا رسول اقدس ﷺ ہمیشہ وتر کی نماز میں رکوع کے بعد دُعا کی طرح ہاتھ اُٹھا کر قنوت پڑھا کرتے تھے اور پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جایا کرتے تھے؟

جناب سلفی صاحب اور پروفیسر یونس صاحب ان مسائل میں ایک بھی حدیث پیش نہ کر سکے، لوگ، عوام غیر مقلدین سے پوچھتے تھے کہ کیا آپ ان کو اہل حدیث کہتے ہیں، جن کو ان مسائل کی ایک بھی حدیث نہیں آتی۔اور دو سال سے یہ احادیث پوچھی جا رہی ہیں مگر ایک بھی

... نہیں لا سکے۔

(۷) اس کے ایک طالب علم نے پوچھا اگر دودھ میں مچھر، چیونٹی، بھڑ، جگنو گر جائیں تو ان کو کون سی حدیث پڑھ کر نکالیں گے؟ تو سلفی صاحب نے فوراً کہا ہم مکھی پر قیاس کر لیں گے اور بار بار کہا کہ ہم قیاس کو مانتے ہیں، قیاس کو مانتے ہیں، قیاس کو مانتے ہیں۔اس پر غیر مقلدین صبر نہ کر سکے اور بول اٹھے کہ ہم قیاس کرنے والے کو شیطان سمجھتے ہیں اور قیاس کو پاخانہ میں ڈالتے ہیں۔جیسا کہ محمد جونا گڑھی نے طریق محمدی میں لکھا ہے۔ہم محمدی ہیں، ہم محمدی ہیں۔

نوٹ۔

غنیۃ الطالبین میں شیعوں کے ایک فرقہ کا نام محمدیہ لکھا ہے۔

(تاریخ مذہب اسلام ص ۲۷۸)

اس فرقہ کی تقلید میں محمد جونا گڑھی غیر مقلد نے اپنے فرقے کا نام محمدی رکھا۔

اب سلفی صاحب بھاگنا چاہتے تھے مگر بیچارے غیر مقلدین ہاتھ جوڑتے کہ غیر مقلدیت کا جنازہ بے گور و کفن چھوڑ کر نہ بھاگنا۔ایک دفعہ ایک مکان میں بیٹھ جائیں پھر کسی طرح سے فوراً تو مناظرہ بند کروا دیں گے۔ورنہ پہلے بھاگنے سے ملک بھر میں رسوائی ہوگی۔اگرچہ آپ کو بار بار بھاگنے سے اب بھاگنے کی کافی مشق ہو چکی ہے۔

چنانچہ احمد پور شرقیہ سے سلفی صاحب کے فرار کے اشتہار قریہ قریہ، بستی بستی لگے ہوئے ہیں۔لیکن بھاگتے ہوئے ہماری ناک نہ کٹوا جانا۔سلفی صاحب اصرار کر رہے تھے کہ ہم جو رات ان مجتہد کی تقلید کو شرک، کفر اور حرام کہتے رہے ہیں۔اگر مناظرہ میں یہ سوال ہو گیا کہ قرآن پاک کی صرف ایک آیت پیش کرو کہ مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کے لئے مجتہد کی تقلید شرک، کفر اور حرام ہے تو میں کیا کروں گا؟ قرآن پاک میں تو ایسی کوئی آیت موجود نہیں ہے۔اور اگر اہل سنت والجماعت مناظر نے یہ سوال کر دیا کہ پورے ذخیرہ حدیث سے صرف ایک صحیح، صریح، غیر معارض، حدیث ہی اس مضمون کی پیش کر دو تو میں کیا کروں گا؟ ہائے! قرآن، حدیث میرے سر

پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں ہے۔ ہمارا فرقہ ایسا یتیم ہے کہ نہ اس مسئلہ پر آیت پیش کرسکتا ہے نہ حدیث۔

سب نے کہا گھبرایئے نہیں، حدیث یا آیت کا مطالبہ تو بہت دور ہوگا۔ ہم تو تقلید کی تعریف سے بھی پہلے ہی مناظرہ ختم کرادیں گے۔ یہ کاروائی بھی شہر سے دور رات کی تاریکی میں ہوگی۔ آخر بڑی مشکل سے سلفی کو مناظر اہل سنت والجماعت کے سامنے بٹھایا گیا اور بات شروع ہوئی۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

سلفی صاحب جس مجتہد کی تقلید کو آپ دن رات کفر وشرک اور حرام کہتے ہیں، اس کی تعریف بیان کریں مگر وہ تعریف امتیوں کی اصول فقہ سے چوری کی ہوئی نہ ہو، صرف قرآن حدیث سے ہو۔

شمشاد سلفی۔

میں تقلید کو مانتا ہی نہیں ہوں میں تعریف کیوں کروں؟

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ شرک کرتے ہیں؟

شمشاد سلفی۔

نہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ جب شرک کی مذمت کرتے ہیں تو یہ تو بتاتے ہیں کہ شرک کیا ہے؟ آپ کفر نہ کریں مگر جب کفر کی مذمت کریں گے تو یہ تو بتائیں گے کہ کفر کس کو کہتے ہیں؟ آپ بدعت کی مذمت کریں گے تو یہ بتائیں گے کہ بدعت کسے کہتے ہیں؟ جب آپ کو یہ ہی پتا نہیں کہ تقلید کیا ہے تو

آپ اس کو کفر، شرک، حرام کسے کہتے ہیں۔ اگر تمہیں تعریف معلوم نہیں تو لیجئے میں بتاتا ہوں۔

(اس پر سلفی نے شور مچانا شروع کردیا میں تمہیں تعریف نہیں کرنے دوں گا، تو مجھے نہیں جانتا میں تیری ہڈی پسلی توڑ دوں گا۔ میں سائل ہوں۔ میں سوالی ہوں، میں سائل ہوں)۔

مناظر اھل سنت نے کہا سائل کی تعریف بیان کرو، نہ تمہیں سائل کی تعریف آتی ہے نہ تم یہ ہی جانتے ہو کہ پہلے مدعی اپنا دعویٰ پیش کیا کرتا ہے، پھر سائل سوال کیا کرتا ہے۔ تم کیسے منگتے ہو کہ قبل از وقت ہی سائل بن گئے؟ سنو پہلے میں تقلید کی تعریف بیان کرتا ہوں، پھر اسکی قسمیں اور حکم۔ اور ساتھ ہی یہ بتاؤں گا کہ مولانا داؤد غزنویؒ۔ مولوی صادق سیالکوٹی نے تقلید کے بارہ میں کیا کہا ہے۔

شمشاد سلفی۔

میں تمہیں نہ تقلید کی تعریف کرنے دوں گا نہ دعویٰ بیان کرنے دوں گا ساری دنیا جانتی ہے کہ تم قرآن وحدیث کے مسائل کے خلاف تقلید کرتے ہو۔

مولانا محمد امین صفدرؒ اوکاڑوی۔

تم بالکل جھوٹ اور بہتان باندھ رہے ہو جو منافق کی علامت ہے۔ آؤ ہماری اصول فقہ کی کسی کتاب میں دکھادو کہ مقلد مجتہد کی تقلید قرآن وحدیث کے خلاف مسائل میں کرتا ہے۔ اب یہ جھوٹ بول کر بھاگ نہ جانا۔ او لا مذہب! تو نے سب مقلدین پر جھوٹ بول کر سب مقلدین کو یہ گالی دی ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے مخالف ہیں۔ مناظر اھل سنت والجماعت یہ مطالبہ کررہا تھا کہ یہ تقلید کی تعریف ہماری کتاب میں دکھاؤ ورنہ جھوٹ اور گالی سے معافی مانگو اور غیر مقلدین یہ کہہ رہے تھے ہم مناظرہ نہیں کرتے۔ ہم مناظرہ بند کرتے ہیں۔ سلفی کی زبان گنگ ہوچکی تھی پروفیسر محمد یونس ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہہ رہا تھا ہم سے حوالہ نہ مانگو۔ غیر مقلدوں نے جب دیکھا کہ سلفی اور یونس نے ہماری رسوائی کرائی ہے تو ایک غیر مقلد نے کہا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے مباہلہ کرتے ہیں

مناظر اهل سنت نے کڑک کر کہا میرے نبی ﷺ نے کافروں سے مباہلہ کیا تھا۔ تم اپنے کافر ہونے کا اعلان کرو میں مباہلہ کے لیئے تیار ہوں۔ بس پھر موت کی سی خاموشی غیر مقلدوں پر طاری ہوگئی۔ حق کا بول بالا ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظر اهل سنت والجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **طالب الرحمٰن**

موضوع مناظرہ

رفع یدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد.

زیر بحث مسئلہ کو عام فہم کرنے کے لئے چند تمہیدی باتیں۔

تکبیر تحریمہ کے وقت رفعیدین۔

(۱)اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ آنحضرت ﷺ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ احادیث متواترہ قدر مشترک سے ثابت ہے اور کسی ضعیف ترین حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی یہ رفع یدین چھوڑی ہو۔ اس لئے پوری امت کا اجماع ہے کہ یہ رفع یدین سنت ہے۔ امت میں ایک بھی مجتہد اس کو چھوڑنے کا قائل نہیں۔

(۲) پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ کرنے کی احادیث بھی ملتی ہیں اور بعد میں چھوڑنے کی بھی۔ مثلاً بعض احادیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳، حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ ص ۶۳، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ ص ۶۲، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مشکل الآثار طحاوی میں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دار قطنی میں روایت ہے۔

یہ ان پانچ صحابہ کی احادیث ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ گویا رفع یدین چار

رکعت میں ۲۶ مرتبہ ہے

رفعیدین سجود میں۔

(۳) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث بھی کتب حدیث میں موجود ہیں۔

(۱) حضرت مالک بن الحویرثؓ نسائی ص ۱۶۵ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶، ۴۳۷ ج ۳، ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲، فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۵، ۳۰۶ ج ۴

(۲) حضرت وائل بن حجرؓ (ابوداؤد ص ۳۷ ج ۱، دارقطنی ص ۲۹۱ ج ۱)

(۳) حضرت انس بن مالکؓ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵ ج ۱، مسند ابی یعلی ص ۸۸ ج ۲، دارقطنی ص ۲۹۰ ج ۱، ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲، المحلی ابن حزم ص ۲۹۶ ج ۲۔

(۴) حضرت ابوہریرہؓ (ابن ماجہ ص ۶۲)

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (اوسط طبرانی ص ۳۹ ج ۱)

(۶) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (ابوداؤد ص ۷۵ ج ۱، مسند احمد ص ۲۵۵، ۲۸۹ ج ۱)

(۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (ابوداؤد ص ۷۵ ج ۱، نسائی ص ۱۳۵ ج ۱)

ان سات احادیث کے مقابلہ میں ایک حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ آپ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے یعنی چھوڑ دی تھی۔

آپ نے دیکھ لیا سجدہ کی رفع یدین کے بارہ احادیث رفع یدین کرنے کی زیادہ ہیں اور چھوڑنے کی کم۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبدالتواب ملتانی فرماتے ہیں

"سجدوں کی رفع یدین کرنے کے بارے میں تعارض ہے بعض میں کرنے کا ذکر ہے اور بعض میں چھوڑنے کا اور اصل نہ کرنا ہے اس کو غالب علماء نے اختیار کیا ہے" (حاشیہ ابن ابی شیبہ ص ۱۸۴ ج ۱ مطبوعہ ملتان)

کیا اس انصاف کی رکوع کے بارہ میں بھی توقع کی جا سکتی ہے۔

دوسری اور چوتھی رکعت کے ابتداء میں رفع یدین۔

(۴) دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین ان پانچ احادیث سے بھی ثابت ہے جن کا حوالہ نمبر ۲ میں گزرا، اور حضرت علی سے بھی اذا قام من السجدتین سے کیونکہ دو سجدوں کے بعد آدمی یا دوسری رکعت میں کھڑا ہوتا ہے یا چوتھی رکعت میں۔ ان چھ احادیث کے مخالف غیر مقلدین ایک بھی صریح حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین منع ہے۔

رکوع کے وقت رفع یدین۔

(۵) غیر مقلدین کے بانی مبانی میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں "علمائے حقانی پر پوشیدہ نہ رہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔ اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۱ ج ۳)

تارک رفع یدین کا لائق ملامت اور عتاب نہیں اگرچہ عمر بھر نہ کرے۔ (ایضاً ص ۱۵۱ ج ۳)

اور رفع یدین نہ کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا (ایضاً ص ۱۵۴ ج ۳)

ان تمہیدی گذارشات کے بعد اب مناظرہ کی روئداد مختصر پڑھ لیں۔

انعقاد مناظرہ کا سبب

کوٹلی نجابت میں صرف دو تین غیر مقلدین ہیں باقی سارا شہر اور پورا علاقہ اہل سنت والجماعت کی آبادی ہے۔ رانا واجد علی غیر مقلد نے ہر مسجد اور گلی بازار میں صاف الفاظ میں یوں بکنا شروع کر دیا کہ ابو حنیفہؒ سے بڑا کافر کوئی نہیں ہوا۔ اور سنی جو نماز بغیر رفع یدین کے پڑھتے ہیں یہ نبی پاک ﷺ والی نماز نہیں مرتدوں والی نماز ہے۔ اور اس پر مناظرہ کے لئے چیلنج بازی شروع کر دی۔ اور فضا کو اتنا مکدر کر دیا کہ اچھے اچھے سنجیدہ لوگ بھی ضرورت محسوس کرنے لگے کہ اپنی نماز کے بارہ میں اطمینان حاصل کرنا چاہیے۔

چنانچہ رئیس المناظرین وکیل احناف حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ لیاقت پور آئے ہوئے تھے، ان کو دعوت دی گئی، انہوں نے جمعہ میں تقریر فرمائی بہت اجتماع تھا جس میں اہل سنت کی حقانیت اور غیر مقلدین کی فتنہ پردازی کی خوب وضاحت کی۔

جمعہ کی تقریر کے آخر میں آپ نے اعلان فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد جن احباب کو مسلک اہل سنت والجماعت کے بارے میں شبہات ہوں وہ سوال کریں ان کو انشاءاللہ تسلی بخش جواب دئے جائیں گے۔ جمعہ کی نماز کے بعد احباب بیٹھ گئے، رانا واجد علی بھی تقریر میں شامل تھا۔ اس نے پھر کہا حنفیوں کی نماز نبی والی نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب نے فرمایا کہ جس طرح قرآن پاک کے بارہ میں ہمیں یقین ہے کہ یہ وہی ہے جو ہمارے نبی پاک ﷺ پر نازل ہوا کیونکہ یہ تلاوتاً ہر جگہ متواتر ہے۔ نبی پاک ﷺ والی نماز قرآن سے بھی زیادہ متواتر ہے، کیونکہ پورا قرآن روزانہ ہر گھر میں نہیں پڑھا جاتا۔ لیکن نماز پوری روزانہ پانچ مرتبہ ہر مسجد، ہر مسلمان کے گھر، بلکہ ہر مسلمان کے کھیت میں بھی پڑھی جاتی تھی۔

رانا واجد علی نے کہا کہ سند سے حدیث کی کتابوں سے ایک ایک بات دکھانا ہوگی۔ مولانا نے فرمایا اگر متواترات بھی سند کے محتاج ہیں تو آپ قرآن پاک کی ایک ایک آیت کو حدیث کی کتابوں سے سند متواتر سے دکھا دیں پھر ہم بھی دکھائیں گے۔

لیکن رانا واجد علی تو ایک مغالطہ باز آدمی تھا وہ ہر آیت کی متواتر سند تو کجا ہر آیت کی سند خبر واحد کے طریق سے بھی نہیں دکھا سکتا تھا۔ ہاں حدیث، حدیث کا شور مچا رہا تھا۔

مولانا نے پھر فرمایا رانا صاحب آپ مقتدی بن کر تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں یا بلند آواز سے؟۔ اس نے کہا آہستہ آواز سے، اور سب آہستہ آواز سے ہی کہتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اس کا آہستہ کہنا واقعۃً پوری امت میں عملاً متواتر ہے، مگر اس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔ اگر آپ صرف یہی دو حدیثیں دکھا دیں تو میں فی حدیث دس ہزار روپے آپ کو انعام دوں گا۔

اور آپ پوری امت کے عمل کے خلاف جو صرف ایک، دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اس کی کوئی صریح حدیث جس میں یمین (دائیں ہاتھ) کا لفظ ہو دکھا دیں۔ مثلاً جیسے آپ نے فرمایا کل بیمینک دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ اسی طرح صاف طور پر فرمایا ہو کہ دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرو۔ تو میں آپ کو بیس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

اب سب حاضرین نے جواب دیا رانا صاحب آپ کی ادھر ادھر کی باتیں ہم نے بہت سنی ہیں، اب صرف آپ یہ تین حدیثیں سنا دیں۔ تو رانا صاحب اٹھے اور بھاگ گئے۔ حاضرین حیران تھے کہ اتنا شرمناک اور ذلت آمیز فرار تو ہم نے زندگی بھر نہیں دیکھا تھا۔

اس کے بعد حاضرین کا تو یہی تقاضا تھا کہ جب اس فرقہ کو تکبیر تحریمہ کے مسائل کی حدیث نہیں آتی تو اب مناظرہ کا کیا فائدہ، لیکن بعض نوجوانوں کو شوق تھا کہ شاید ان کے پلے کچھ ہو۔

آخر ان کے مناظر طالب الرحمٰن نے بھی پوری نماز ثابت کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ جو تین حدیثیں رانا صاحب سے پوچھی گئیں تھیں وہ طالب صاحب بھی نہ دکھا سکے۔ اس طرح ان

کے دعویٰ اہل حدیث ہونے کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔

طالب الرحمٰن اپنے مکمل رفع یدین پر تو دنیا پور کے مناظرہ میں بھی کوئی حدیث نہیں پیش کر سکا تھا۔ نہ ہی آنحضرت ﷺ سے مواضع ثلاثہ رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے، اور تیسری رکعت کے شروع میں آپ ﷺ کا کوئی حکم یا آپ کا ہمیشہ کرنا ثابت کر سکا تھا، اور نہ ہی مواضع اربعہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع اور سجدوں کے اول، آخر میں رفع یدین کے منع ہونے کی کوئی حدیث دکھا سکا تھا۔ نہ ہی یہ ثابت کر سکا تھا کہ آنحضرت ﷺ یا کسی خلیفہ راشد یا کسی عشرہ مبشرہ یا کسی اور اکابر صحابہ نے یہ فرمایا ہو کہ جو اس طرح رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ تو آج کہاں سے ثبوت لے آتا۔ چنانچہ اب آپ کے سامنے مناظرہ من وعن پیش کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. امابعد.

سب حضرات کو پتا چل چکا ہے کہ اس علاقے میں مولوی واجد علی جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے یہ باتیں کہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی کافر نہیں اور حنفی جو نماز پڑھتے ہیں وہ کوفیوں کی نماز ہے اور یہ جو نماز رفع یدین کے بغیر پڑھتے ہیں یہ نہیں ہوتی، اور یہ کافروں اور مرتدوں کی نماز ہے۔

اب اسکے بعد وہ اس بات پر تیار ہو رہے ہیں کہ میں اس بارے میں اس علاقے کے علماؤں سے تحریری معافی مانگتا ہوں، اس کے بعد رہی یہ بات کہ ہم کیا کہتے ہیں۔

ہمیں جیسے مولوی واجد علی صاحب سے شکایت ہے ویسے ہی ان حضرات سے بھی شکایت ہے کہ انکی ہر مسجد میں جھوٹے اشتہار لگے ہیں، جو یہ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ رسول

اقدس ﷺ نے پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کی اور ایک دن بھی
ترک نہیں کی، دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی بھی رفعیدین نہیں کی، رکوع جاتے اور
رکوع سے سر اٹھاتے وقت نبی اقدس ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے اور سجدوں میں جاتے اور
سجدوں سے سر اٹھاتے وقت نبی اکرم ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اب ان کا بار بار یہ کہنا کہ حضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے۔ لیکن اسوقت مولوی
طالب الرحمن ہمیشہ کا لفظ کبھی بھی زبان پر لانے کے لئے تیار نہیں۔ کیوں بات ایسے ہے کہ
بخاری شریف میں آتا ہے کہ۔ **کان یصلی وھو حامل امامہ بنت العاص** کہ نبی
اقدس ﷺ اپنی نواسی امامہ بنت العاص کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اس کو کوئی سنت نہیں
کہتا اس کو کوئی مستحب بھی نہیں کہتا، نہ نماز کی سنتوں میں شمار کرتے ہیں اور نہ کبھی یہ کہتے ہیں کہ
اس طرح نماز نہیں پڑھتا اسکی نماز کافروں، مرتدوں والی ہے، نہ یہ کہتے ہیں کہ جو بچی کو اٹھا کر نماز
نہیں پڑھتا اس کی نماز خلاف سنت ہے، نہ یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ کی طرح اگر نواسی
کو نہ اٹھایا جائے تو نماز باطل اور بے کار ہے۔

ہمارے نزدیک حدیث کی کتابوں میں جتنا بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے، اس سے
زیادہ رفع یدین کا اس میں کوئی ذکر نہیں، اس لئے اگر یہ اس کا اتنا ہی مطلب بیان کرتے کہ
حدیث کا مطلب ہے، کہ رسول اقدس ﷺ نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد
نہ کہتے کہ بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا سنت ہے یا اس کے خلاف نماز پڑھنے والا خلاف سنت ہے۔ اسکی
نماز کافروں مرتدوں کی نماز ہے۔

اب جو اتنی بات کہے گا وہ حدیث کی ہے اور لیکن اگر اسی بات کو یوں بیان کرے گا کہ
رسول اقدس ﷺ ہمیشہ آخری نماز تک نواسی کو ہر نماز میں اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جو نواسی
کو نہیں اٹھاتا اسکی نماز خلاف سنت ہے یہ جھوٹ ہوگا۔ یہی جھوٹ یہ لوگ روزانہ رفع یدین کے
مسئلے پر اللہ کے نبی پاک پر بولتے ہیں، پھر یہ کہتے ہیں کہ تمام عشرہ مبشرہ نے، دس صحابہ نے بھی

سے یہ روایت نقل کی ہے۔

تو یہ عشرہ مبشرہ پر بھی جھوٹ بولتے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اس طریقہ سے نماز
پڑھا کرتے تھے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انکی یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں۔

آج کے مناظرہ میں یہ اپنے جھوٹ یہاں نہیں آنے دیں گے، کیونکہ جب مناظرہ ختم
ہو جائے گا ہم اپنے ہاں چلے جائیں گے انکے یہی مولوی پھر لوگوں کو یہی کہنا شروع کر دیں گے کہ
عشرہ مبشرہ سے رفع یدین ثابت ہے، رسول اقدس ﷺ نے ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے نہیں
پڑھی۔

یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ایک نماز بھی نواسی کو
اٹھائے بغیر نہیں پڑھی۔ یہ کہنا کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اللہ کے نبی ﷺ پر ایسا جھوٹ
ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ جو نواسی کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

یہاں **کان یصلی و ھو حامل امامة بنت العاص** میں بھی ماضی استمراری کا صیغہ
ہے، اور **کان یرفع** بھی ماضی استمراری کا صیغہ ہے۔ اگر طالب الرحمن صاحب جو دنیا پور میں اتنا
بڑا جھوٹ بول کر گئے تھے اور جھوٹے کو مناظرہ کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں ہوتا، کہ اس نے کہا تھا
کہ محمود بن اسحٰق الخزاعی کی توثیق تاریخ بغداد میں موجود ہے، آج پہلے یہ اپنا سچا ہونا ثابت
کریں گے یا پھر لکھ کر دیں گے کہ میں نے دنیا پور میں جھوٹ بولا تھا، اور میں اس جھوٹ سے معافی
مانگتا ہوں۔ اس کے بعد پھر ہم انشاء اللہ اس سے مناظرہ کریں گے۔

تو ان کے ذمے یہ ہوگا کہ یہ حدیث پاک سے دکھائیں گے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا
ہو کہ ہمیشہ رفع یدین کرنا اور جو بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتا ہے وہ غلط ہے باطل ہے۔ وہ نماز نہیں
ہوتی۔

اگر صرف اتنا بیان کریں گے جتنا بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے، تو اس کو بیان کرنے
کی ان کو ضرورت نہیں، جسطرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بخاری کی حدیث سے ثابت ہے

پڑھتے ہوئے رسول پاک ﷺ کا دروازہ کھول دینا ثابت ہے، اور ماضی استمراری سے ... ہے۔ اتنی بات سے جھگڑا نہیں ہوتا۔ جھگڑا تب ہوتا ہے جب کوئی یہ کہے کہ حضرت ہمیشہ آخری نماز تک ہر نماز میں دروازہ کھولتے رہے، ہمیشہ نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھتے رہے، جو نماز میں دروازہ نہیں کھولتا اس کی نماز باطل ہے، بے کار ہے، کافروں مرتدوں والی ہے، کوفے کی ہے، مدینے والی نہیں ہے۔ یہ ثبوت اصل میں ہم ان سے لیں گے۔

یہ دین کا معاملہ ہے دین کے معاملے میں یہ بہت جھوٹ بولتے ہیں، اب اگر چہ ... علی کو جھوٹا کہہ رہے ہیں کہ اس نے جو بات کہی ہے وہ جھوٹوں والی بات ہے، اہلحدیثوں والی ... نہیں۔

(حضرت اوکاڑوی نے جب یہ بات فرمائی اس پر غیر مقلدین نے شور مچانا شروع کر ... اس پر حضرت نے اپنی تحریر سنائی)۔

"طالب الرحمٰن نے تاریخ بغداد جلد ۱۳ کا نام لے کر یہ جھوٹ بولا ہے کہ اس میں جز رفع یدین کے راوی محمود بن اسحٰق کو محدثین نے ثقہ کہا ہے، اور ضد کی ہے اگر میں اس جلد سے یہ نہ دکھا سکوں تو میری شکست ہے میں (حضرت اوکاڑوی) نے اس جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے لکھ دیا ہے اس لئے یہ وہ حوالہ دکھائے"۔

محمد امین صفدر

(حضرت نے جب یہ تحریر پڑھی تو طالب الرحمٰن نے اس بات سے صاف انکار کر دیا کہ میں نے دنیاپور کے مناظرے میں یہ بات نہیں کہی کہ محمد بن اسحٰق کو تاریخ بغداد میں محدثین نے ثقہ کہا ہے، اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو میں پچاس ہزار روپے انعام دوں گا، اسپر حضرت نے فرمایا یہ پچاس ہزار روپے ابھی نکال کر رکھے تاکہ بعد میں مکر نہ جائے۔ لیکن طالب الرحمٰن زہر کا پیالہ تو پی سکتا تھا لیکن پچاس ہزار نہیں نکال سکتا تھا اسلئے کہ اس کو معلوم تھا کہ اگر پیسے ایک مرتبہ ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کبھی ہاتھ

نہیں آئیں گے، اور میں خسر الآخرہ تو پہلے ہی مناظرہ میں جھوٹ بول کر ہو چکا ہوں اور اب خسر الدنیا بھی ہو جاؤں گا)۔

طالب الرحمن۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. اتبعوا ما انزل الیکم مین ربکم ولا تتبعوامن دونہ اولیاء.

ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہم پیروی کرتے ہیں محمد ﷺ کی، جو چیز ہم اللہ کے رسول ﷺ سے دیکھتے ہیں، ہم اس پر عمل کرتے ہی۔ اللہ کے رسول رفع یدین سے نماز پڑھتے تھے، یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے۔

حدثنا عبداللہ عن مسلمۃ عن مالک عن ابن شھاب عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ عن النبی ﷺ کان یرفع یدیہ حذومنکبیہ اذا افتتح الصلوۃ و اذا کبر للرکوع فاذا رفع رأسہ من الرکوع رفعھما کذالک ایضاً و قال سمع اللہ لمن حمد ربنا ولک الحمد و کان لا یفعل ذالک فی السجود.

کہ اللہ کے نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو اسی طرح اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمد کہتے اور سجدوں میں یہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، ہم اس سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اس کتاب میں حدیث

موجود ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں صلوا کما رأیتمونی اصلی کہ نماز تم اس طریقے سے پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

اب چونکہ ہمیں بخاری سے رفع یدین کی حدیث مل گئی جو صحیح حدیث ہے۔ نہ کرنے کی کہ آپ نے چھوڑ دی تھی ترک کر دی تھی، ہمیں کوئی حدیث نہیں ملی۔ اب اگر مولوی صاحب ہمیں کوئی حدیث دکھا دیں جو صحیح ہو اور ہماری روایت جو بخاری میں موجود ہے اس پر جرح کریں۔ اگر یہ صحیح حدیث پیش کر دیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بعد میں چھوڑ دی تھی۔ بعد کا لفظ ہو، آخری عمل کے بارے میں ہو، صحابہ یہ بتلا رہے ہوں کہ یہ آخری عمل ہے، یا حدیث میں واضح ہو گیا ہو کہ یہ بعد کا عمل ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین چھوڑ دی تھی، تو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔ اور ہمارا کوئی جھگڑا ہی نہیں۔

باقی جو اعتراض انہوں نے کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی سے یہ ثابت ہے اگر کوئی اٹھا کر پڑھے تو یہ سنت ہے۔

اللہ کے نبی نے ایک مرتبہ نماز میں نواسی کو اٹھایا اور نماز پڑھی ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ ایک صحابی اگر بیان کرتا ہے تو کوئی شخص بھی اگر بچی کو اٹھا کر نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں، ہم اس کو سنت سمجھتے ہیں۔

لیکن کیا آپ نے رفع یدین ترک کر کے بھی کبھی نماز پڑھی ہے، جیسے نواسی کی حدیث دکھا دی ہے اسی طرح ترک رفع یدین کی بھی کوئی حدیث دکھا دیں۔

ہم پر تو اعتراض کر دیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول نے نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھی ہے، ان کے ہاں اور مسئلے چلتے ہیں، کہ اگر کوئی آدمی کتے کو اٹھا کر نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ (۱)

(۱)۔ طالب الرحمٰن نے جو یہ اعتراض کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ طالب الرحمٰن میں فقہ سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ اس لئے کہ فقہ میں جو یہ ہے کہ اگر کتے کو اٹھا کر نماز

اصل مسئلہ جو یہاں ہے وہ یہ ہے کہ یا تو ہمیں ترک رفع یدین کی کوئی حدیث دکھا دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے چھوڑ دی ہو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر اللہ کے رسول ﷺ سے ترک رفع یدین کی یہ حدیث ثابت نہیں ہوتی، ہو بھی سہی تو وہ ضعیف روایات نہ ہوں، محدثین بتلاتے ہیں کہ یہ روایات صحیح ہیں یا ضعیف۔ جیسے میں نے پڑھا ہے مالک ابن شھاب، سالم ابن عبداللہ ابن عمر۔ اب ان آدمیوں پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ کبھی ان آدمیوں میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ (۱)

پڑھ لی تو نماز ہو جاتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ کتا اٹھا کر نماز پڑھی جائے۔ بلکہ یہ مسئلہ پیش آ سکتا تھا، جب پیش آ گیا تو اب اس کا حکم کیا ہے، تو فقہا نے بتا دیا کہ جائز ہے۔ اب اس کا مطلب یہ قطعاً نہیں تھا کہ کتا اٹھا کر نماز پڑھی جائے، جو طالب الرحمٰن نے اپنی کم فہمی یا کج فہمی کے باعث سمجھا۔

یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ اعتراض کرتے وقت طالب الرحمٰن کو یہ بات یاد نہ رہی کہ ان کی کتاب نزل الابرار میں بھی یہی لکھا ہے۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ کیونکہ طالب الرحمٰن کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے، جیسا کہ دنیا پور میں ہزاروں انسانوں کے سامنے جھوٹ بولا کہ محمود بن [illegible]لق الخزاعی کی توثیق تاریخ بغداد میں ہے۔ لیکن آج تک ثابت نہ کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ انکی کتاب میں بھی لکھا ہے **لا تفسد صلوۃ حاملہ** کتے کو اٹھانے والے کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (نزل الابرار ص ۳۰)

(۱)۔ طالب الرحمٰن ویسے تو دن رات تقلید کی مخالفت کرتے ہیں لیکن یہاں ایک حدیث کی صحت یا ضعف بیان کرنے کے لئے محدثین کی تقلید کر رہے ہیں، اور مشرک بن رہے ہیں اور خود کہہ رہے ہیں کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا محدثین بتاتے ہیں۔ طالب الرحمٰن اور غیر مقلدین کو ہر وقت تقلید کا پٹا (بقول ان کے) گلے میں ڈالے رہنا پڑتا ہے، کبھی ابن حجر کی تقلید کا، کبھی خطیب بغدادی کی تقلید کا، اور کبھی امام

یہ متفق بات ہے کہ محدثین حدیث پر جو حکم لگا دیں گے اس حدیث پر وہی حکم لگایا جائے گا، اس لئے ہمارا دعویٰ واضح طور پر یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سنتے ہیں صحابی یہ حدیث بیان کرتا ہے، بخاری میں حدیث موجود ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ رکوع کو جاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے، ہم بھی کرتے ہیں، آپ رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے، ہم بھی کرتے ہیں۔

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بعد میں چھوڑ دی، جھگڑا تو یہی ہے۔ کیونکہ یہ تو یہ بھی مانتے ہیں کہ کی۔ جھگڑا یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ بعد میں چھوڑ دی۔ چھوڑنے کی ایک حدیث دکھا دیں جو صحیح ہو۔ ہم نے کسی کی تقلید نہیں کرنی۔ ہم نے تقلید کرنی ہے محمد رسول اللہ کی۔ جیسے اللہ کے رسول ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے بعد میں قرآن نے کہہ دیا کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

آپ ﷺ نے کہا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ فزوروھا قبروں کی زیارت کرو۔ پہلے گدھے کا گوشت کھایا کرتے تھے، حدیث میں آ گیا ہے میں نے تم پر حرام کر دیا ہے گدھے کا گوشت آئندہ نہ کھاؤ، ہم نہ گدھے کا گوشت کھاتے ہیں، نہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

بخاری کی تقلید کا۔ اور اگر کوئی نہ ملے تو اپنے آئمہ مساجد کی تقلید سے تو انکی جان نہیں چھوٹتی۔

انکی صحت وضعف حدیث میں محدثین کی تقلید کرنا اس بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے۔

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است واحتیاج است واحتیاج

ہر وہ کام جو اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے پھر آپ نے منع کر دیا، ہم رک گئے اس طریقے سے اگر رفع یدین نہ کرنے کی حدیث موجود ہے جو بعد کی ہو ہمیں یہ بتلا دیں۔ ہم ابھی چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور اس عقیدے کو ہم بالکل واضح کر دیتے ہیں۔

باقی یہ بھی جو دعویٰ کریں کوئی دعویٰ بھی کریں، انکی کتاب مسلم الثبوت میرے پاس موجود ہے اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ مقلد کے لئے اس کے امام کا جو قول ہے وہی حجت ہوتا ہے۔ وہ لے کر آئے کہ امام نے واقعی کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے، ترک کر دی ہے رسول اللہ ﷺ نے، کیا ان کے امام نے کہا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ترک کر دی تھی۔ یا یہ کہ دیں کہ ہماری کتاب کا اصول غلط ہے، ہم وہ کتاب دوبارہ پیش نہیں کریں گے، اور اگر یہ مانتے ہیں کہ ہماری کتاب صحیح ہے، اصول صحیح ہے، تو اس اصول کو صحیح ثابت بھی کریں۔

اور ساتھ ساتھ ایک حدیث رفع یدین نہ کرنے کی صحیح کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے رفع یدین بعد میں ترک کر دیا، جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی احادیث ہیں لیکن پھر منع کر دیا گیا۔ اس طریقے سے یہ بھی دکھا دیں کہ پہلے رفع یدین تھی بعد میں چھوڑ دی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کہہ دیا کہ نہ کرو، یا صحابی سے دکھا دیں کہ صحابی نے کہا ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ پہلے کرتے تھے پھر فرمایا نہ کرو۔ نہیں دکھا سکتے تو اپنے امام سے ہی دکھا دو کہ امام ان کا یہ کہتا ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ پہلے کیا کرتے تھے بعد میں چھوڑ دی، صحیح سند کے ساتھ۔ میں پھر بھی ماننے کے لئے تیار ہوں۔

کسی طریقے سے آ جائیں اپنا دعویٰ پیش کریں، دعویٰ پیش کرنے کے بعد جس طرح میں نے دلائل دئے ہیں اس طریقے سے یہ بھی دلائل دیں۔ لیکن دلائل صحیح ہوں اپنے دعویٰ کو اپنے امام اپنی کتاب سے ثابت کریں صحیح سند کے ساتھ رفع یدین نہ کرنے کی حدیثیں دکھائیں، صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے دکھا دیں کہ منسوخ ہو گئی۔ صحابی سے دکھا دیں کہ منسوخ ہو گئی ہے، اگر دونوں سے نہیں ملتا تو اپنے امام سے ہی دکھا دیں، کہ وہ کہتے ہوں کہ رفع یدین پہلے تھی بعد میں منسوخ ہو

گئی ہے، لیکن اس کی سند صحیح ہو، اگر ضعیف ہوئی تو ہم اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ محدثین کا ایک مسلمہ اصول ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین

اصطفیی. اما بعد.

مولوی طالب الرحمٰن نے بخاری شریف ص۱۰۲ سے ایک حدیث پڑھی ہے، جس میں کان یرفع ماضی استمراری کا صیغہ ہے، میں نے پہلی تقریر میں یہ عرض کیا تھا کہ کان یصلی جو ہے کہ نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھنا جو ہے، اس میں بھی یہی ماضی استمراری کا صیغہ ہے۔ طالب الرحمٰن صاحب نے فرق یہ کیا ہے کہ یہ کہا ہے کہ نواسی کو اٹھا کر ایک مرتبہ نماز پڑھی تھی، جب یہ ہے تو انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ رفع یدین کی حدیث کا ترجمہ بھی یہی کریں کہ رسول اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی۔ کیونکہ دونوں جگہ ماضی استمراری ہے اور دونوں بخاری شریف میں موجود ہیں۔

جسطرح انہوں یہ مطالبہ کیا کہ ایک حدیث دکھا دیں۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ رفع یدین کی حدیث میں بقول ان کے ایک دفعہ رفع یدین ثابت ہوئی ہے، اب جب تک یہ منسوخ کا لفظ نہ دکھائیں گے ان کو سنت ماننا پڑے گا، میں بھی یہی کہتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ یہ بخاری سے یہ دکھائیں کہ نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کی احادیث منسوخ ہیں یا متروک ہیں۔ کیونکہ کوئی غیر مقلد بھی نواسی کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھتا۔

اور یہ لکھ دیں کہ دونوں ایک ہی طرح کی سنت ہیں، اور آج تک جتنے اہلحدیثوں نے نواسی کرا ٹھا کر نماز نہیں پڑھی ان کی نماز خلاف سنت ہے۔

موطا امام مالک میں رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کا قطعاً کوئی ذکر نہیں، اب امام مالک کی اصل کتاب موطا امام مالک اور صحیح بخاری میں جو اختلاف ہے یہ طالب الرحمٰن صاحب

بتلائیں گے کہ یہ بخاری کو غلط کہیں گے یا امام بخاری کے دادا استاد امام مالک کو غلط کہیں گے، جب یہ حدیث غلط نکل رہی ہے تو وہ اس سے استدلال کیسے کر رہے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس بخاری شریف میں اسی صفحہ پر تین باتیں تھیں رکوع کرنا، تکبیر کہنا، رفع یدین کرنا اسی بخاری شریف کے صفحہ ۱۱۰ پر یہ روایت موجود ہے کان یصلی بھم فیکبر کلما خفض ورفع کہ رسول پاک ﷺ رکوع میں جھکتے وقت تکبیر کہتے تھے، یہاں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

اور آگے صاف الفاظ میں موجود ہے انی لاشبھکم صلوۃ برسول اللہ ﷺ خدا کی قسم یہ اللہ کے نبی پاک والی نماز ہے۔ کب تک کرتے رہے حتیٰ فارق الدنیا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ جسطرح رکوع اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ فارق الدنیا کا لفظ میں نے صحیح بخاری سے دکھا دیا ہے۔ بخاری شریف کا صفحہ ۱۱۰ نوٹ کر لیں اگر ان کو یاد نہیں ہے۔

ہم بھی یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ مدعی ایک ہوتا ہے دوسرا تو انکار کرنے والا ہوتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت ﷺ آخری عمر تک رفع یدین کرتے رہے بخاری شریف میں جس رفع یدین کا ذکر ہے اس میں آخری عمر تک کا لفظ قطعاً نہیں اور جہاں صرف رکوع کے ساتھ تکبیر کا ذکر ہے وہاں حتیٰ فارق الدنیا یہاں تک کہ آپ دنیا کو چھوڑ گئے۔

آپ کی آخری نماز یہ تھی یہ صحیح بخاری شریف میں موجود ہے، یہ کہتے تھے ہمیں کوئی بعد والی حدیث ایسی دکھائے، صفحہ ۱۰۲ والی حدیث انہوں نے پڑھی اور صفحہ ۱۱۰ تک ابھی یہ پہنچے نہیں۔

اسی بخاری میں صفحہ ۱۱۴ پر حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے جماعت تابعین سے فرمایا انا کنت احفظکم لصلوۃ رسول اللہ ﷺ میں سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں نبی اکرم ﷺ کی نماز کو۔ یہ کب انہوں نے فرمایا حضرت پاک ﷺ کے وصال کے بعد، جب ناسخ منسوخ کی باتیں ختم ہو چکی تھیں۔ اب وہ حضرت ﷺ کی محفوظ نماز جو بیان فرما رہے ہیں اس میں پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر فرمایا اور رکوع سجدے کے وقت صرف تکبیر کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور

کسی نے اٹھ کر اس وقت نہیں کہا۔

مولوی طالب الرحمٰن اگر ثابت کردے۔اگر یہی طریقہ میں طالب الرحمٰن کے سامنے بیان کرتا ہوں کہ اللہ کے نبی کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ انہوں نے پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی اور رکوع میں رفع یدین کا ذکر نہ کرتا تو یہ کبھی خاموش نہ بیٹھتے، یہ کہتے کہ یہ اللہ کے نبی پاک والی نماز نہیں ہے۔لیکن ایک صحابی نے بھی حضرت ابوحمید ساعدیؓ کو یہ نہیں فرمایا کہ حضرت آپ نے سنت چھوڑ دی ہے۔رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا۔

یہ دونوں حدیثیں میں نے بخاری شریف سے پڑھی ہیں۔امام بخاری کے استاد امام حمیدی، جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ پر حدیث نقل فرما رہے ہیں، عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

قال رایت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ.

میں نے رسول اقدس ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو آپ رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے،

واذا اراد ان یرکع

جب آپ نے رکوع جانے کا ارادہ کیا۔

وبعد ما یرفع من الرکوع فلا یرفع.

رکوع جاتے وقت بھی اللہ کے نبی ﷺ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے،

ولا بین السجدتین.

اور نہ آپ سجدوں کے درمیان ہاتھ اٹھاتے تھے۔یہ ابوعوانہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ اور ۱۹۱، پر حدیث موجود ہے کہ سفیان بن عیینہ، زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔

رایت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتیٰ یحاذیھما.

کہ میں نے جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز کو شروع فرماتے تو آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے۔

اذا اراد ان یرکع وبعد ان یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعھما.

جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

وقال بعضھم فلا یرفع بین السجدتین.

کہ آپ سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، والمعنی واحد معنی جو سجدوں میں رفع یدین نہ کرنے کا ہے، وہی رکوع میں نہ کرنے کا ہے۔دونوں کا ایک ہی معنیٰ ہے۔

اور ابوعوانہ یہی حدیث حمیدی سے بھی نقل کر رہے ہیں۔

حدثنا سائب بن مکہ قال حدثنا حمیدی قال حدثنا سفیان عن زھری قال اخبرنی سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ مثلہ.

کہ اس طرح حمیدی نے بھی یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اقدس ﷺ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث بیان کی ہے، میں نے بھی ابن عمرؓ کی حدیث بیان کی ہے۔اب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اپنا عمل دیکھیں، کہ امام بخاری کے دادا استاد امام محمد بن حسن شیبانی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل فرما رہے ہیں۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبدالعزيز بن حكيم قال رايت ابن عمر يرفع يديه حذاء اذنيه فی اول تكبير ة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما فی ما سوٰی ذالک.

کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے رفع یدین کی حدیث روایت کی ہے، وہ خود نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

جس طرح جس صحابی نے بیت المقدس والی حدیث بیان کی وہ بعد میں خود بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا تھا، جس نے متعہ والی روایت بیان کی وہ خود بعد میں متعہ نہیں کرتا تھا، یہی دلیل تھی کہ یہ چیز منسوخ ہو چکی ہے اور متروک ہو چکی ہے۔

جب خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، جو اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو کیا یہ کہیں گے کہ عبداللہ بن عمرؓ کی نماز بھی خلاف سنت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

اسی طرح امام محمدؒ حضرت علیؓ سے نقل فرماتے ہیں۔

ان علی كرم الله وجهه كان يرفع يديه فی التكبيرة الاولی الذی يفتتح بها الصلوة ثم لا يرفعهما فی شیء من الصلوة.

جو حضرت علیؓ پانچ مرتبہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے کیا انہیں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ یاد نہیں تھا؟۔ یہ حوالہ موطا امام مالک ص ۹۰ پر موجود ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب بھی نماز پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر کے علاوہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بھی دوسری روایت یہی ہے۔

مولوی طالب الرحمن۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم.

انہوں نے حدیث پڑھی تھی بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کی ہم نے کہہ دیا تھا کہ بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا سنت ہے، انہوں نے بھی سنت کو مان لیا۔ اسی طرح یہ بھی کہہ دیں کہ رفع یدین بھی سنت ہے۔ یہ ہم بعد میں طے کر لیں گے کہ ایک دفعہ کی دو دفعہ کی یا دس دفعہ کی۔

(معلوم ہوتا ہے کہ طالب الرحمٰن کو سنت کی تعریف بھی نہیں آتی)

یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ ایک دفعہ کی یا دو دفعہ کی یا دس دفعہ۔ یہ تو بات طے ہو جانی چاہئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہو گئی

اب جس طریقے سے انہوں نے یہ حدیث پیش کی ہے کہ اللہ کے رسول رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے تھے، ہمارا کونسا انکار ہے کہ نہیں کہتے تھے۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(طالب الرحمٰن کی یہ بات غلط ہے اسلئے کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت تک رفع یدین کی ہوتی اور رفع یدین منسوخ نہ ہوتی تو حضرت ابو حمید ساعدیؓ اس بات کو ضرور ذکر کرتے، وہ فرما رہے ہیں کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ کی نماز جانتا ہوں، اور رفع یدین ذکر نہیں کر رہے اور صحابہ میں سے کوئی اعتراض بھی نہیں کر رہا، اس سے تو واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین ترک ہو گئی، اور طالب الرحمٰن یہ کہہ رہا ہے کہ اس سے ثابت نہیں ہوتا)

پوری نماز اس میں بھی نہیں ہے، کہ ہم یہ کہہ دیں کہ اللہ اکبر کہے جاؤ، نہ رفع یدین کرو، نہ فاتحہ پڑھو، نہ تشہد پڑھو، نہ سجدہ کرو۔ یعنی پوری نماز اس حدیث میں نہیں ہے، انہوں نے صرف اللہ اکبر کا اثبات کیا ہے، وہ ہم بھی مانتے ہیں، ہم اس کا کوئی انکار نہیں کر رہے۔

دوسری حدیث انہوں نے پڑھی ہے ص ۱۱۴ سے جس پر امام بخاری نے باب یہ باندھا

ہے سنت الجلوس فی التشہد. اب امام بخاری اس حدیث کو لے کر آ رہے ہیں، اب یہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نماز انہوں نے صحابہ کے بارے میں بیان کی وہ نماز سب سے زیادہ صحیح نماز ہے، نبی کی وفات کے بعد اگر انہوں نے رفع یدین نہیں کی تو دوسرے کہتے کر رفع یدین چھوڑ کیوں دی۔

اب یہ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے رفع یدین نہیں کی تو اس کا معنی ہے کہ وہ منسوخ ہو گئی تھی۔ جو جو کام اس صحابی نے نہیں کئے اس کا مطلب ہے وہ وہ کام منسوخ ہو گئے تھے۔

(یہ طالب الرحمٰن اپنی طرف سے بڑھا رہا ہے جبکہ حضرت اوکاڑوی نے یہ فرمایا کہ رکوع جاتے اٹھتے وقت تکبیر کا ذکر کیا، اگر رفع یدین ہوتی تو ضرور ذکر کرتے، کیونکہ رکوع کی بات چل رہی تھی۔ نہ انہوں نے ذکر کی، نہ صحابہ نے تنقید کی کہ آپ نے رفع یدین کیوں چھوڑ دی)

اب سنیں وہ حدیث کیا ہے ابوحمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں تم میں سے رسول اللہ کی نماز سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اذا کبر جعل یدیه حذو مُنکبیه جب آپ نے اللہ اکبر کہا ہاتھ کو کندھوں تک اٹھالیا و اذا رکع رکوع کرلیا، نہ ہاتھ باندھنے کا ذکہ کسی نے یہ اعتراض نہ کیا کہ تم نے ہاتھ کیوں نہیں باندھے، جس طرح رفع یدین انہوں نے نہیں کی۔ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین ہوتی تو وہ کرتا، اگر میں یہ کہ دوں کہ ہاتھ باندھے ہوتے تو وہ کرتا، جب تھے ہی نہیں تو اس لئے نہیں باندھے، رکوع کرلیا اور گھٹنوں کو پکڑا، نہ سبحان ربی العظیم کہا، اس کے بعد سر کو اٹھایا اور کھڑے ہو گئے اس کے بعد سیدھا سجدے میں چلے گئے، اپنے ہاتھوں کو بچالیا اور انگلیوں کو قبلہ رخ کرلیا، پھر دو رکعتوں میں بیٹھ گئے دو رکعتوں میں بیٹھنے کے بعد اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرلیا اور بائیں پر بیٹھ گئے اور جب آخری مرتبہ بیٹھنے لگے تو اپنا پاؤں باہر نکال لیا اور سرین کے بل بیٹھ گئے۔

ایک تو اس حدیث پر بھی عمل نہیں کرتے حدیث میں ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کو زیادہ بہتر جانتا ہوں۔ اس میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ آخری رکعت میں بیٹھتے تھے

اپنا پاؤں باہر نکال لیتے تھے، اور اپنے کولہے کے بل بیٹھتے۔ جس حدیث پر یہ عمل نہیں کرتے اس کو پیش کیوں کرتے ہیں۔

(ہم نے اس حدیث کو رفع یدین کے مسئلے میں پیش کیا نہ کہ تشہد میں بیٹھنے کے طریقے کے بارے میں)

پھر یہ کہ یہ حدیث پوری نہیں ہے، ہم کہتے ہیں کہ نبی کی صحیح حدیث جہاں سے ملے لے لو یہ کہتے ہیں نہیں جہاں اپنا مطلب نکلے وہیں قابو کرلو، اس میں ان کا مطلب یہ ہے کہ اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، جب ذکر نہیں کیا تو جان ہی چھوٹ گئی۔ ذکر تو قرات کا بھی نہیں کیا، رکوع کی تسبیحات کا بھی نہیں کیا، سجدے کا بھی نہیں کیا، رکوع کے تشہد کا بھی نہیں کیا، سلام کا بھی نہیں کیا، اس سے ثابت ہوا کہ یہ نماز مکمل نہیں۔ کیوں مختصر اس لئے کہ امام بخاری کا ایک طریقہ ہے کہ احادیث کو کئی جگہ ذکر کرتے ہیں، جیسے حدیث۔

انما الاعمال بالنیات.

کو کئی جگہ ذکر کرتے ہیں امام بخاری نے یہاں جو حدیث بیان کی ہے، انہوں نے یہاں بیان کیا کہ تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ۔ میں تم کو بتلا رہا ہوں اصل میں تشہد کی بات انہوں نے تفصیلی کی ہے، اور مولوی صاحب یہ کہ گئے کہ اس میں ثبوت رفع یدین نہیں۔

یہ بھی حدیث نبی کی، وہ بھی حدیث نبی کی۔ پہلے تو یہ ثابت کریں کہ یہ بعد کی روایت ہے تو پھر بات چلے گی کہ یہ منسوخ ہو گئی تھی۔ وہ پہلے کی تھی یہ بعد کی۔

(طالب الرحمٰن صاحب کی ضد بھی بری ہے۔ جب صحابی حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہ کہ رہا ہے کہ رسول اللہ کی نماز تمہیں بتاتا ہوں تو کیا وہ پہلے زمانے کی بات بتائے گا یا آپ کا آخری عمل بتائے گا جو منسوخ نہ ہوا ہو)

میں نے حدیث پیش کی تھی، میری حدیث پر مولوی صاحب کو جرأت نہیں ہو سکی تھی کہ اعتراض کر سکے۔

موطا امام مالک نکال کر کہا کہ وہ حدیث اس طریقے سے آتی ہے۔ میں نے وہ حد

پیش ہی نہیں کی۔ جو میں نے پیش کی ہے اس پر ذرا بات کریں، وہ روایت امام بخاری عبداللہ

مسلمۃ سے روایت کرر ہے ہیں وہ امام مالک سے روایت کرر ہے ہیں

(بس اتنا تو طالب الرحمٰن نے بھی مان لیا کہ امام بخاری ایک واسطہ سے یہ روایت امام

مالک سے ہی نقل کرر ہے ہیں، بس اب اتنا بتا دیں کہ امام مالک اپنی کتاب میں جو حدیث نقل کر

رہے ہیں وہ زیادہ صحیح ہے یا امام بخاری جو ایک واسطے سے امام مالک سے نقل کرر ہے ہیں۔ ظاہر

ہے کہ امام مالک کی اپنی کتاب کی روایت زیادہ صحیح ہوگی لیکن۔ تو نہ مانے تو بہانے ہزار ہیں)

اس میں عبداللہ بن مسلمۃ کا ذکر نہیں، اس پر جرح کریں کہ صحیح ہے یا غلط۔ جو میں

پیش نہیں کی وہ میرے سر کیوں تھوپ رہے ہو۔ جس طرح میں جرح کر رہا ہوں ان کو بھی اگر

جرأت ہے تو جرح کر کے دکھائیں۔

مسند حمیدی کی سند یہ ہے حدثنا حمیدی حدثنا زھری حمیدی کی ملاقات زہری

سے ثابت نہیں۔ اگر یہ پیش کر دیں تو میں اپنی شکست لکھ دوں گا۔

(اس کا جواب آگے حضرت کی تقریر میں آرہا ہے۔ حمیدی کے حاشیہ پر اس کا جواب اگر

تھا کہ اس کی سند میں حمیدی اور زہری کے درمیان سفیان بن عیینہ کا واسطہ ہے اور ابوعوانہ

حدیث ذکر کی ہے اس میں بھی حمیدی اور زہری کے درمیان سفیان بن عیینہ کا واسطہ ذکر کیا

اب اگر ان میں یہ جرأت ہے تو کہیں کہ حمیدی اور سفیان کی ملاقات ثابت نہیں۔ اگر ثابت

میں اپنی شکست لکھتا ہوں جیسے اس کی عادت ہے، اس طرح کے چیلنج کرنے کی)

دوسری بات۔ مسند ابی عوانہ انہوں نے پیش کی اور کہا کہ اس میں رفع یدین نہ کرنے کی

حدیث موجود ہے۔ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً آپ

دیکھتے ہیں کہ اگر دوکان آٹے کی ہے تو آٹا ملے گا، اگر کپڑے کی ہے تو کپڑا ملے گا۔ اب یہ مسند

یا تو یہ یہ کہیں کہ پاگل تھا، اگر یہ عقل مند تھا پاگل نہیں تھا، ثقہ تھا تو اس نے مکان کے باہر بورڈ لگایا

کہ یہ رفع یدین کرنے کا باب یا رفع یدین کرنے کی دکان۔ میں آپ کو مثال سمجھاتا ہوں۔ اب

اس میں رفع یدین کرنے کی احادیث ملیں گی، نہ کہ نہ کرنے کی۔

امام باب باندھتے ہیں باب رفع الیدین فی افتتاح الصلوۃ قبل التکبیر د

السرکوع. رکوع میں رفع یدین کرنے کا باب۔ باب تو یہ باندھا ہے اور حدیث مولوی صاحب

کہتے ہیں رفع یدین نہ کرنے کی لائے ہیں۔ گویا وہ کوئی پاگل تھا کہ باب کوئی باندھے اور حدیث

کوئی لائے۔

اب وہی حدیث میں پڑھتا ہوں۔

حدثنا عبداللہ بن ایوب المخرمی و سعدبن نصر

شعیب بن عمروو فی آخرین قالوا حدثنا سفیان بن عیینہ

عن الزھری عن سالم عن ابیہ.

وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ جب قال بعضھم حذو منکبیہ بعض کہتے ہیں یہ

تین ساتھی ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے

ہاتھوں کو اٹھاتے، یہ نہیں کہا کہ کندھوں کے برابر، اس کا دوسرا ساتھی کہنے لگا کہ کندھوں کے برابر

اٹھاتے، واذا اراد ان یرکع جب رکوع کا ارادہ کرتے، وبعد ما یرفع من رأسہ اور جب

رکوع سے سر اٹھاتے لا یرفعھما رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین

کرتے۔ فلا یرفعھما. اب ایک ساتھی کہنے لگا رفع یدین نہیں کرتے تھے وقال بعضھم

دوسرا کہنے لگا ولا یرفع بین السجدتین کہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔ پہلے ساتھی نے کہا

ہاتھ اٹھاتے تھے دوسرے نے واضح کر کے کہا قال بعضھم کہ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ یہ اس

کی تشریح ہے۔ تیسرا کہتا ہے فلا یرفعھما رفع یدین نہیں کرتے تھے، چوتھا ساتھی تشریح

کر کے کہہ رہا ہے ولا یرفع بین السجدتین کہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔ اب امام ابوعوانہ

کہتے ہیں والمعنیٰ واحد ان کا معنیٰ ایک ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ

الحمد للہ و کفٰی والصلوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفی. اما بعد.

طالب الرحمٰن صاحب آخری بات جو کہ رہے تھے انہوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو ایک ساتھی کہ رہا ہے کہ رفع یدین کرتے، طالب الرحمٰن نے لایرفعهما کا ترجمہ کیا ہے کہ رفع یدین کرتے حالانکہ اس کا ترجمہ ہے کہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنی کتاب میں یہ دکھا دے کہ رکوع کے بعد رفع یدیه کا لفظ ہو، ورنہ آپ اسکو جھوٹا کہیں کہ نبی پاک پر جھوٹ بولا ہے۔

جس طرح میں نے پڑھا تھا لایرفعهما کہ آپ رکوع سے اٹھ کر رفع یدین نہیں کرتے تھے، اسی طرح یہ بھی دکھا دے کہ رکوع کے بعد کا لفظ ہو۔

اس نے یہ جھوٹ بولا ہے سب کے سامنے ٹیپ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ایک ساتھی کہتا ہے کہ رفع یدین کرتے تھے یہ بھی یہاں نہیں ہے، اس نے اپنی طرف سے اللہ کے نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

اور اللہ کے نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولنے کی آپ ایسے لوگوں کو اجازت دے رہے ہیں۔ رہا میری باتوں کا جواب اس نے نہیں دیا۔ میں نے جو بات کہی تھی وہ یہ تھی کہ دونوں جگہ کان یصلی ہے ماضی استمراری کا صیغہ ہے۔ انہوں نے یہ تو مانا کہ ہم نے یہ کہا کہ نواسی کو ایک مرتبہ اٹھا کر نماز پڑھی اور رفع یدین بھی ایک ہی دفعہ کی۔

اب طالب الرحمٰن نے مطالبہ یہ کیا ہے کہ جس طرح میں کہتا ہوں کہ بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا سنت ہے، اسی طرح آپ بھی کہیں کر رفع یدین سنت ہے۔

ہمیں چونکہ سنت کا معنی آتا ہے۔ سنت کہتے ہیں راستے کو سڑک کو جس پر عام چلنے کی

عادت ہو ایک قدم اگر کھیت میں لگ جائے تو اس کو سنت نہیں کہتے۔ اس لئے نہ ہم اسکو سنت کہتے ہیں، ہم نے کبھی بھی نہیں کہا۔ کہ اگر کوئی نواسی کو اٹھا کر نماز نہ پڑھے اس کی نماز خلاف سنت ہے۔

میں نے اس سے یہی بات عرض کی تھی۔ یہ بات بہر حال اس نے بھی مان لی کہ جتنا ثبوت نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا ہے اتنا ہی رفع یدین کرنے کا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی ثبوت نہیں۔ لیکن آج تک انہوں نے آپ کو کہا کہ جس نے نواسی کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی؟۔ کبھی نواسی کے بارے میں کبھی انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں ترک یا منسوخ کی روایت دکھائی جائے۔

میں نے پوچھا تھا کہ اگر آپ اس کو سنت کہتے ہیں سنت تو راستے کو کہتے ہیں جو جاری ہو

السنة الطريقة المسلوكة فی باب الدين.

دین میں جو طریقہ جاری ہو جائے جو طریقہ چل پڑے اس کو سنت کہتے ہیں۔ یہ طالب الرحمٰن صاحب نے مان لیا کہ ایک دفعہ بچی کو اٹھا کر نماز پڑھی ہے، ایک دفع ہی رفع یدین کی ہے۔

اب یہ جو انہوں نے دوسری حدیث کا مذاق اڑایا ہے، اتنا مذاق تو ایک مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ بخاری شریف کی حدیث میں جو زیادتی انہوں نے کی ہے۔ میں نے فرق کتنا واضح رکھا تھا کہ بخاری میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک میں تکبیر، رکوع سے پہلے رفع یدین، اور رکوع کے بعد رفع یدین، تین باتوں کا ذکر ہے، ان تین باتوں کا جہاں ذکر ہے وہاں حتیٰ فارق الدنیا کا لفظ نہیں۔ وہاں یہ نہیں لکھا کہ آخر عمر تک یہ بات رہی، اور جہاں رفع یدین نہیں صرف تکبیر اور رکوع کا ذکر ہے، وہاں بخاری شریف کی حدیث میں حتیٰ فارق الدنیا کا لفظ ہے۔ میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ اپنی طرف سے یہ جھوٹ نہ بولو کہ یہ آخر تک کرتے رہے۔ وہ تو خیر چھوڑ گئے کہ مان لیا ہے کہ ایک ہی دفعہ کی تھی۔ لیکن جو نماز حضرت کی جاری رہی آج سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ ایک بھی نماز حضرت نے بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی، آج طالب الرحمٰن نے مانا کہ نماز ایک ہی رفع یدین کے ساتھ پڑھی ہے۔ ایک ہی رفع یدین کی ہے جس طرح نواسی کو ایک ہی دفعہ اٹھا

کر نماز پڑھی۔

یہ جو رات دن اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ بولتے تھے کہ نبی اقدس ﷺ نے ایک بھی نماز بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی آج طالب الرحمٰن نے وہ بھانڈا پھوڑ دیا، کہ آپ نے ساری عمر میں ایک ہی نماز رفع یدین کے ساتھ پڑھی ہے۔ بخاری شریف میں اس کا ذکر ہے۔ میں نے یہ مطالبہ کیا کہ جس طرح تکبیر اور رکوع کے ساتھ حتیٰ فارق الدنیا کا لفظ ہے یہ بھی فارق الدنیا کا لفظ دکھائیں کہ حضرت آخر تک رفع یدین کرتے رہے۔

رہا یہ کہ جو یہ کہتے ہیں کہ مختصر حدیث ہے، اس میں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین آئی ہے یا نہیں؟۔ یا تو سرے سے رفع یدین کو بیان ہی نہ کرتے، اگر بیان کرتے تو انہیں پورا مسئلہ بیان کرنا چاہیے تھا۔

مسند حمیدی کی حدیث کے بارے میں یہ حدیث کو چھوڑ کر کبھی آٹے کی دکان پر جا رہے ہیں اور وہ بورڈ لوگوں کو دکھا رہے ہیں کہ وہاں کیا بورڈ لگا ہوا ہے۔ آج تک یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کسی امتی کی بات نہیں مانتے اللہ کے نبی کی بات مانتے ہیں۔

اب یہ محدثین کے ابواب کی طرف بھاگ رہے ہیں امتیوں کی باتوں کی طرف بھاگ رہے ہیں اور اللہ کے نبی کی صاف اور صریح حدیث کا انکار کر رہے ہیں۔ آج پتا چلا کہ یہ روزانہ جھوٹ بولتے تھے کہ ہم اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ کی بات مانتے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ حمیدی کی ملاقات زہری سے ثابت نہیں، تو اس کا جواب حمیدی کے حاشیہ پر مذکور ہے، کہ اس کی سند میں حمیدی اور زہری کے درمیان سفیان بن عیینہ کا واسطہ ہے۔ اور ابوعوانہ نے بھی جو حدیث نقل کی ہے اس میں بھی حمیدی اور زہری کے درمیان سفیان بن عیینہ کا واسطہ ذکر کیا ہے۔ اب اگر ان میں یہ جرات ہے تو کہیں کہ حمیدی اور سفیان بن عیینہ کی ملاقات ثابت نہیں۔ اگر ثابت ہو تو میں اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں۔ جیسے اس (طالب الرحمٰن) کی عادت ہے۔

بات یہ ہے کہ اس حدیث میں سفیان بن عیینہ کا ذکر تحقیق کرنے والے نے ذکر کیا ہے کہ ان میں سفیان بن عیینہ کا واسطہ ہے اور اس کے حاشیہ میں اس کا ذکر ہے۔ پھر حمیدی والی سند ابو عوانہ نے ذکر کی ہے اس میں سفیان بن عیینہ کا واسطہ موجود ہے۔ اور سفیان بن عیینہ اثبت الناس فی الزھری ہے۔

میں پھر عرض کروں گا کہ اس نے ابوعوانہ کی حدیث کا جو غلط ترجمہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے، رکوع کے بعد رفع کا لفظ ابوعوانہ میں ہمیں دکھا دے۔ اللہ کے نبی کی حدیثوں کا انکار اس طرح ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔

پہلے کہتا تھا کہ ایک حدیث ہی ہمیں دکھا دو، جب دکھا دی تو اب کئی بہانے بنا رہے ہیں۔ میں نے چار حدیثیں پڑھی ہیں مگر کبھی بھی یہ اللہ کے نبی کی حدیثوں کو نہیں مانیں گے، یہ عوام کے سامنے جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی کو مانتے ہیں۔

پھر میں نے جو کہا تھا کہ حضرت ابن عمر ؓ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے، اور نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو خلیفہ راشد ہیں۔ اس بات کا بھی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

میں نے موطا کی جو روایت پیش کی تھی وہ یہ نہیں کہی تھی کہ اس نے یہ روایت پیش کی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ بخاری نے بھی امام مالک کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے، لیکن امام مالک کی اصل کتاب موجود ہے اس میں یہ لفظ نہیں ہیں۔

اب دیکھیں کہ موطا امام مالک یا بخاری کی روایت میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔ اب میں نے ان سے پوچھا تھا کہ ایک حدیث ہی آپ نے پڑھی ہے، امام بخاری اس کو اور طرح نقل کرتے ہیں امام بخاری کے دادا استاد امام مالک اس کو اور طرح سے نقل کرتے ہیں۔ پہلے آپ یہ فیصلہ کریں کہ مدینہ کا امام، امام مالک صحیح نقل کر رہا ہے یا بخارے کا رہنے والا اس کو صحیح نقل کر رہا ہے۔ اس لئے ایک کو متعین کریں۔

آپ نے جو روایت پیش کی ہے، وہ دوسری کتابوں میں اس طرح نہیں ہے۔ جس طرح

انہوں نے پیش کی ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ ہماری روایت پر بھی جرح کریں۔ یہ طالب الرحمٰن بھی جانتا ہے کہ ان کی حدیث کی سند یہ ہے۔

عبداللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ الخ۔

میں ان سے۔ پوچھتا ہوں کہ آپ کی سند میں جو ابن شہاب زہری ہے وہ مدلس نہیں؟۔ ابن شہاب مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔

(اس پر طالب الرحمٰن نے کہا اس کا مدلس ہونا ثابت کریں تو حضرت نے فرمایا)

آپ یہ لکھ دیں کہ مدلس نہیں ہے، میں اس کو ابھی مدلس ثابت کروں گا۔ اس کا مطلب ہے کہ جن باتوں کو آدمی جانتا بھی ہو وہاں بھی بات کو خواہ مخواہ لمبا کرنا چاہتا ہے۔

(حضرت نے اس کا مدلس ہونا ثابت کر دیا)

مولوی طالب الرحمن۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مولوی صاحب زیادہ زور اس بات پر دے رہے تھے کہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ایک ہی دفعہ ہے۔ جیسے بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا ایک دفعہ ہے۔ میں نے کہا تھا مولوی صاحب آہستہ آہستہ سیڑھیوں پر چڑھتے آئیں، جب ایک مرتبہ کی مان لیں گے دوسری مرتبہ کی ہم خود منوالیں گے۔

اب میں ساری دفعہ دکھاتا ہوں۔ اس حدیث جو انہوں نے پڑھی ہے میں یہ بات ثابت ہے کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ کہ وہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اذا افتتح الصلوۃ جب نماز شروع کرتے تھے آپ جب بھی نماز شروع فرماتے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ یہ ثابت کر دیں کہ اللہ کے نبی نے ابتداء میں نماز چھوڑ دی تھی، رکوع کرنا چھوڑ دیا تھا، رکوع سے سر اٹھانا چھوڑ دیا تھا۔ پھر یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ

ﷺ نے رفع یدین چھوڑ دی تھی۔

عبداللہ بن عمر کہتے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ افتتاح نماز میں اللہ اکبر کہہ رہے ہیں۔ جب رکوع کرتے رفع یدین کرتے، اللہ کے رسول ﷺ نے ساری زندگی رکوع نہیں چھوڑا، رفع یدین کہاں چھوٹ گئی۔ رکوع کے ساتھ رفع یدین ملی ہوئی ہے، چمٹی ہوئی ہے۔

جب رکوع سے سر اٹھائیں گے رفع یدین کریں گے۔ اور نواسی والی حدیث میں مجھے اذا کا لفظ دکھا دیں کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے بچی کو اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیتے۔ اگر اس میں دکھا دیں کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بچی کو اٹھا لیتے تو ہم بھی مان لیں گے۔ پھر ہم کیا کریں گے کہ ہم ہر نماز میں بچی کو اٹھایا کریں گے۔ لیکن اس میں مولوی صاحب کبھی نہیں دکھا سکتے۔

(طالب الرحمٰن حضرت کی بات سمجھا ہی نہیں حضرت نے بچی والی حدیث اس لئے پیش فرمائی تھی کہ جب طالب الرحمٰن نے کان یرفع ماضی استمراری کا شور ڈالنا تھا کہ یہاں ماضی استمراری ہے، جو ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضرت تو ان کے دھوکوں کو سمجھتے تھے حضرت نے ان کا شروع ہی سے راستہ بند کرنے کے لئے حضرت امامہ بنت عاص والی حدیث پیش کر دی۔ تا کہ یہ کان کا معنیٰ اگر دوام کا کریں گے تو حضرت امامہ والی حدیث میں خود ہی پھنسیں گے)

پھر ہم کیا کریں گے ہم ہر نماز میں بچی کو اٹھایا کریں گے، لیکن اس میں مولوی صاحب کبھی نہیں دکھا سکتے۔ مولوی صاحب یہ بھی ثابت کریں کہ زہری کونسے طبقے کا مدلس ہے، اور کتنے طبقوں کی تدلیس قابل قبول ہے، اور کتنوں کی نہیں، پھر انہوں نے کہا ہے کہ حمیدی کے حاشیہ میں ہے کہ سفیان بن عیینہ کا واسطہ ہے۔ حاشیہ کس نے چڑھایا ہے۔ خود ان کے مولوی حبیب الرحمٰن اعظمی نے۔ ان کے مولوی نے اتنی بے ایمانی کی اتنی غلط بیانی کی کہ حدیث کچھ تھی حاشیہ کچھ چڑھا دیا کہ اس میں رہ گیا۔

اس نے تو صرف کہا تھا انہوں نے کر کے دکھا دیا اس کے اندر نہیں لکھا ہوا اور جو ایک نیا

ایڈیشن شائع ہوا ہے اس میں اپنی طرف سے کتابت کر کے اس میں شامل کر دیا۔ اصل کتاب کچھ اور مخطوطہ کچھ اور اس میں یہ ہے ہی نہیں جو یہ بیان کر رہے ہیں۔

(اس کا جواب حضرت کی تقریر میں آ رہا ہے)

انہوں نے صفحہ ۶۰ سے حدیث پڑھی ہے صفحہ ۶۰ پر جو ہے وہ صرف یہ ہے

قال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد

ہمارے پاس جو کتاب ہے ۶۱ میں یہ ذکر آتا ہے۔

مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا رفع من الرکوع رفعھما دون ذالک۔

(طالب الرحمٰن دوسری حدیث پڑھ رہا تھا حضرت نے فرمایا پہلی نظر نہیں آئی اس پر کہنے لگا کہ آپ نشان لگا دیں، حضرت نے فرمایا اپنی کتاب دے تاکہ میں اس پر نشان لگا دوں تاکہ تجھے پتہ چلے کہ تیری نظر کتنی کمزور ہے، اس طرح حضرت علی والی جو روایت پڑھی اس کی سند بھی بیان نہیں کی)۔

پہلے جوبات میں نے شروع کی ہوئی تھی مسند ابوعوانہ والی اسکو پوری کرلوں تاکہ دیر نہ ہو جائے۔ مسند ابی عوانہ کی حدیث بیان کر کے وہ کہتے ہیں **والمعنی واحد** ایک ساتھی دوسرے کی، دوسرا پہلے کی تشریح کر رہا ہے اور محدث کہہ رہا ہے **والمعنی واحد** یہ معنی نہیں ہے کہ رکوع میں بھی نہیں کرتے تھے اور سجدوں میں بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ ایک معنی کہاں بنے گا۔

پھر اس کے ساتھ ہی حدیث لکھی ہے۔ کہ ابوداؤد یہ بیان کرتا ہے ابوداؤد میں **بمثلہ** سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ اس میں یہ حدیث موجود ہے کہ اللہ کے نبی رکوع جاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

ابوعوانہ کہتا ہے کہ جو حدیث میں یہاں لکھ رہا ہوں یہاں بھی وہی ہے۔ یہاں جو ہے وہ

رفع یدین کرنے والی ہے۔ امام شافعی جو حدیث بیان کر رہے ہیں وہ بھی رفع یدین کرنے والی ہے، رکوع کرنے والی، اگلی بھی رفع یدین کی رکوع کرنے والی۔ **حدثنا الربیع عن شافعی** وہ امام مالک سے وہ فرماتے ہیں **اذا افتتح الصلوۃ** جب نماز شروع کرتے رفع یدین کرتے۔ جب رکوع کرتے رفع یدین کرتے۔ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اگلی حدیث بھی یہی ہے۔

اس سے اگلی حدیث بھی یہی کہ جب شروع کرتے رفع یدین کرتے، رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے، رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ اس سے اگلی، پھر اس سے اگلی بھی یہی ہے۔

اس کے بعد باب باندھا ہے رفع یدین نہ کرنے کا باب۔ مولوی صاحب کو حدیثیں یہاں سے پڑھنا چاہییں تھیں لیکن وہ یہاں سے پڑھ رہے ہیں۔ مسند احمد میں بھی یہی حدیث جس میں کرنے کا ذکر ہے جس کا حوالہ یہ دے رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اب آپ نے دیکھنا یہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے چار حدیثیں پڑھی ہیں۔ مسند حمیدی کی حدیث منقطع ہے۔

(یہ اعتراض جواب دئے جانے کے باوجود دہرا رہا ہے، گویا اس کے کانوں پر ضد کی مہر لگی ہوئی ہے۔)

مسند حمیدی کی حدیث میں گڑبڑ کرلی۔

(اس کا جواب آگے آ رہا ہے)

موطا امام مالک کی حدیث کی سند پیش کریں تاکہ ہم اس پر جرح کر سکیں صفحہ ۶۱ پر سے پڑھی ہے ہمیں تو وہاں رفع یدین کی حدیث نظر آ رہی ہے۔ چار پڑھی ہیں چاروں کنڈم۔

(نعوذ باللہ احادیث کو کنڈم کہا جا رہا ہے۔ طالب الرحمٰن کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم شد از لطف رب

یہ ہماری احادیث پر اعتراض کر کے دکھائیں، زہری پر کیا تھا کہ مدلس ہے۔ لیکن ثابت نہیں کر سکے۔

(اس کا جواب بھی گزر گیا حضرت نے فرمایا تھا اگر تم لکھ دو کہ مدلس نہیں ہے میں ابھی ثابت کروں گا اگر تم بھی مانتے ہو پھر وقت ضائع نہ کیا جائے)

پھر یہ بتائیں کہ کس طبقے کا مدلس ہے، میں بتاؤں گا کہ زہری عن سے روایت نہیں کر رہا بلکہ وہ تو تحدیث کر رہا ہے۔ اس طرح اپنی حدیثوں پر رفع کرتے چلے جائیں۔ یہ بخاری پر اعتراض کر رہے ہیں جس کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ **اصح الکتب بعد کتاب اللہ** اس کو صحیح بخاری کہا گیا۔ صحیحین، مسلم بخاری دونوں کو صحیحین کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی ان کو روایت نہیں ملے گی۔ (۱)

---

(۱)۔ طالب الرحمٰن کو اس بات کے جواب میں حضرت کا ایک ملفوظ گرامی نقل کر کے دیتا ہوں جس سے اس بات کا جواب بھی سامنے آجائے گا کہ احناف کے دلائل بخاری، مسلم میں کیوں نہیں۔ فرمایا

''غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم حدیث پر چلتے ہیں حالانکہ ان حدیث کی کتابوں کو لیتے ہیں جو شوافع نے جمع کی ہیں اور شوافع نے اپنی کتب میں اپنے دلائل اکٹھے کئے ہیں۔ جو انکی کتابیں پڑھے گا وہ یقیناً یہ سمجھے گا کہ شافعی مذہب حدیث کے مطابق ہے، اس کے بالمقابل احناف نے جو کتب جمع کی ہیں ان کو پڑھ کے یہ سمجھے گا کہ حنفی مذہب حدیث کے مطابق ہے۔ تو شافعیوں کی تقلید میں کہنا کہ ہمارا ہی مذہب اس کے مطابق ہے محض جانبداری ہے، تحکم ہے، غرور محض ہے''۔ حضرت کا ملفوظ ختم ہوا۔

چنانچہ طالب الرحمٰن کا مطالبہ کرنا کہ احناف اپنے دلائل بخاری مسلم سے دکھائیں، حالانکہ بخاری، مسلم بلکہ ساری صحاح ستہ احناف کی نہیں ہے۔ امام بخاری مجتہد (نافع کبیر، کشف

پھر انہوں نے مسند حمیدی کے حوالے میں الفاظ بڑھائے ہیں، یعنی سفیان کے واسطے کو (زائد کیا ہے جبکہ اصل مخطوطے میں یہ نہیں ہے اگر یہ ثابت کر دیں تو میں اپنی شکست لکھ کر دوں گا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

(ب) یا شافعی (طبقات شافعیہ ص۳ ج۲، الحطہ ص۱۲۱)، امام مسلم شافعی (طبقات شافعیہ ص۴۸ ج۶)، امام نسائی شافعی (الحطہ ص۱۲۷)، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ شافعی (عرف الشذی) (خیر الاصول ص۹) حق تو یہ تھا کہ احناف اپنے دلائل اپنی کتب مسند امام اعظم، موطا امام محمد، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ طحاوی شریف وغیرہ سے پیش کرتے لیکن حضرت چونکہ غیر مقلدین کو ان کے گھر تک پہنچانے کا عزم کر کے تشریف لائے اس لئے دوسری کتب سے حوالے دکھائے۔

لہذا طالب الرحمٰن کا یہ مطالبہ کرنا کہ احناف بخاری، مسلم سے دلائل پیش کریں جانبداری ہے، تحکم ہے، غرور محض ہے۔ اس پر فقط یہی کہا جا سکتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

ہاں البتہ طالب الرحمٰن کو تو خود ان کی کتب سے احادیث پیش کرنے کا حق نہیں پہنچتا، اس لئے کہ یہ سارے آئمہ حدیث مقلد ہیں اور تقلید طالب الرحمٰن کے نزدیک شرک ہے، تو یہ آئمہ حدیث ان کے نزدیک مشرک ہوئے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اب چونکہ طالب الرحمٰن کو حاجت ہے اس لئے ان کا مقلد ہونا نظر نہ آیا ہو۔

اب چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

(فقط محمود عالم صفدر)

طالب الرحمٰن کے آخری اعتراض کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کتابت کی غلطی کو درست کر دیا جائے تو یہ بے ایمانی نہیں ہوتا۔ یہ ابوعوانہ ہے، اس نے بھی حمیدی کی یہی حدیث نقل کی ہے۔

طالب الرحمٰن نے کہا ہے کہ سفیان زائد ہے، یہ دیکھیں کہ ابوعوانہ نے بھی سفیان ہی کی سند سے نقل کی ہے،

حدثنا سائب بن مکه قال حدثنا حمیدی آگے یہاں **حدثنا سفیان** ہے آگے یہ زہری ہے۔ یہاں بھی زہری ہے۔ یہاں مسند حمیدی میں سالم بن عبداللہ اور ابوعوانہ میں بھی سالم بن عبداللہ ہے۔

اب طالب الرحمٰن سے پوچھیں کہ اس میں (مسند ابی عوانہ) میں بھی بے ایمانی ہوئی ہے یا نہیں۔ طالب الرحمٰن کہتا ہے کہ مسند حمیدی میں سفیان کو جو حمیدی اور زہری کے درمیان لایا گیا ہے یہ بے ایمانی ہے، جبکہ مسند ابی عوانہ کوئی حنفیوں کی کتاب نہیں ہے اوہ نہ ہی حنفیوں نے چھپوائی ہے، اس میں ابوعوانہ اسی کتاب سے حدیث نقل کر رہے ہیں۔ جس طرح مسند حمیدی میں جو ہم نے زائد کیا ہے سفیان کا واسطہ حمیدی اور زہری کے درمیان، ابوعوانہ میں بھی ہے۔

(چنانچہ طالب الرحمٰن کو ماننا پڑا)

طالب الرحمٰن نے جو بخاری کے ص ۱۰۲ سے حدیث پڑھی تھی اس میں یہ دیکھیں کہ یہ مالک ہے۔ بات یہ ہے کہ امام مالک پہلے ہوئے ہیں اور امام بخاری بعد میں آئے ہیں۔ موطا امام مالک میں امام مالکؒ کا نام ہے۔ یہاں بخاری میں بھی امام مالکؒ کا نام ہے لیکن مالکؒ سے پہلے عبداللہ بن مسلمہ زائد ہے۔ لیکن موطا امام مالک میں نہیں ہے کیوں؟۔ اس لئے کہ جب یہ بعد میں آئے ہیں تو انہوں (بخاری) نے ایک راوی کا اضافہ کیا ہے تو کیا عبداللہ بن مسلمہ کو زائد کرنے سے بخاری کو غلط کہا جائے گا۔ نہیں کہا جائے گا۔ یہ جو اس نے بات خراب کرنے کے لئے بات کی کہ یہاں حمیدی میں سائب نہیں ہے، **حدثنا سائب بن مکه.** یہاں حمیدی شروع ہو

رہا ہے، یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ یہاں (موطا امام مالک میں) مالک سے شروع ہو رہی ہے اور بعد والے امام بخاری نے ایک راوی اور بیان کر کے وہی سند بیان کی ہے۔ اس میں بے ایمانی تو کوئی نہیں تھی۔ اس نے یہ دھوکا دے کر محض وقت ضائع کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتنا اس نے دھوکہ دیا ہے، آپ لوگ تو اصل کتابوں کو نہیں دیکھتے، اب بعد میں آنے والے نے اگر واسطہ زائد کیا، جیسے بخاری نے واسطہ زائد کیا ہے عبداللہ بن مسلمہ کا۔ اگر ایک نام کم زیادہ ہونے سے حدیث غلط ہوتی ہے، تو بخاری کی حدیث غلط ہونی چاہئے تھی کیونکہ عبداللہ بن مسلمۃ زائد ہے جو موطا میں نہیں ہے۔

یہ بات کرنے کی نہیں تھی صرف وقت ضائع کرنے کی بات ہے آپ یا تو اس سے معافی منگوائیں یا لکھوائیں کہ اس طرح کی فضول باتیں کر کے ہمارا وقت ضائع نہ کرے، اگر اس کتاب مسند حمیدی کی حدیث کو اس لئے غلط کہ رہا ہے کہ اس میں ایک راوی زائد ہے، تو پھر اس کو اس حدیث کو بھی جو اس نے بخاری سے پڑھی ہے اس کو بھی غلط کہنا چاہیے۔

اس نے بار بار یہ کہا ہے کہ اس نے بے ایمانی کی ہے کہ اس میں سفیان زائد کیا ہے، حالانکہ یہ سفیان یہاں مسند ابی عوانہ میں موجود ہے، اگر کتابت کی غلطی سے ایک ایڈیشن میں کوئی نام رہ گیا تھا تو دوسرے ایڈیشن میں اگر غلطی کو درست کر دیا جائے تو اس کو بے ایمانی کہا جاتا ہے یا ایمانداری؟۔ اور حمیدی کے حاشیہ میں بھی اس کا ذکر موجود تھا

اما روایت سفیان عنه فاخرجها احمد فی مسنده وابو داؤد عن احمد فی سننه لکن روایت احمد عن سفیان تخالف روایت المصنف عنه.

اس نے ذکر کیا ہے کہ اس میں بھی سفیان کا واسطہ موجود ہے۔ دوسری کتاب جو بالکل اس سے الگ ہے یعنی مسند ابی عوانہ اس میں بھی پوری سند ہے، اور سفیان کا واسطہ موجود ہے۔ پھر جب ان کو جنہوں نے یہ آڈٹ کیا تھا خط لکھا گیا نور الصباح میں وہ خط موجود ہے کہ آپ کے پاس

جو قلمی نسخہ ہے جس سے یہ آڈٹ کیا ہے انہوں نے جواب میں لکھا جو کہ چھپ چکا ہے، حدثنا حمیدی قال حدثنا سفیان کہ میرے پاس جو قلمی نسخہ ہے اس میں سفیان موجود ہے، اور چھاپے میں غلطی سے رہ گیا ہے، یہ کتابت کی غلطی ہے۔ اب کتابت کی غلطی درست کرنا کیا بے ایمانی ہوتی ہے؟۔ کہ یہ سب کو بار بار بے ایمان کہہ رہا ہے۔

پھر دوسری جو بالکل الگ کتاب ہے اس نے یہ سند نقل کی ہے اس میں بھی سفیان موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی کی حدیث مانتے ہیں، لیکن حدیث چونکہ ان کے خلاف ہے اس لئے یہ ساری دنیا کو بے ایمان کہیں گے۔ لیکن اللہ کے نبی کی حدیث کو نہیں مانیں گے۔

اب میں نے آپ کو عرض کیا تھا کہ اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ یہاں لا یرفعهما ہے جس کا معنی ہے کہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اس نے ترجمہ میں یہ کہا تھا کہ رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔ میں نے اسی وقت عرض کیا تھا جب اس نے یہ کہا۔ اب اس نے اللہ کے نبی کی حدیث میں جو اضافہ کیا ہے وہ آپ اس سے کہیں کہ کہاں ہے۔ اب جب پوچھا تو کہتا ہے کہ المعنیٰ واحد کا معنی رفع یدین کرنا ہے۔

مولوی طالب الرحمن۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد فاعوذ

باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اب انہوں نے زور لگا کر یہ واضح کیا ہے کہ ایک راوی جو فالتو آیا ہے کیونکہ وہ بعد میں آیا تھا اس لئے نیا آ گیا ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جو راوی آیا ہے وہ حدیث ہی دوسری بیان کر رہا ہو۔

(طالب الرحمٰن کی کج فہمی ملاحظہ ہو حالانکہ دونوں حدیثیں مالک سے مروی ہیں ایک امام مالک کی اپنی کتاب میں اور ایک امام بخاری ایک واسطہ سے امام مالک سے نقل کر رہے ہیں، تو یہ

حدیث ہے نہ کہ دو۔ لیکن ستیاناس ہو ضد کا کہ طالب الرحمٰن کو یہ دو نظر آ رہی ہیں

بر این عقل و دانش بباید گریست

امام مالک کا شاگرد عبداللہ بن مسلمۃ جو امام مالکؒ کی روایت بیان کر رہا ہے اور امام بخاری اپنے استاد عبداللہ بن مسلمۃ سے بیان کر رہے ہیں۔ امام مالک کا جو شاگرد ہے وہ اپنے استاد کی بات بیان کر رہا ہے، وہ کچھ اور ہے اور جو امام بخاری کا استاد ہے وہ جو اپنے استاد کی بات بیان کر رہا ہے وہ کچھ اور ہے۔ استادوں کا جب فرق ہو جائے تو بات تو مختلف ہو جایا کرتی ہے۔ اب یہ جو بار بار کہہ رہا ہے کہ ایک آدمی یہاں سے بڑھ گیا ہے، ایک آدمی یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں، سائب بن مکۃ یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی فالتو ہو گیا ہے۔ ایک آدمی فالتو ہو جانے کی وجہ سے حدیث بھی تو اور ہو جاتی ہے۔

اب یہاں مثلہ کا لفظ ہے پیچھے حدیث کیا گزری ہے، امام ابوعوانہ حدیث کا باب باندھ کر حدیث بیان کرتے ہیں میں ترجمہ کر رہا ہوں۔

ترجمہ۔

جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ تین موقعے انہوں نے ذکر کئے ہیں۔

نمبر ۱۔

جب نماز شروع کرتے۔

نمبر ۲۔

جب رکوع جاتے۔

نمبر ۳۔

جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

یہ ترجمہ غلط ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

مولوی طالب الرحمٰن۔

اگر یہ دکھا دیں کہ اس کا یہ معنی ہے کہ رکوع میں رفع یدین نہیں کرتے تھے میں اپنی لکھ دوں گا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہاں ہے اذا اراد ان یرکع جب رکوع کا ارادہ کرتے، وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع اور بعد اس کے کہ رکوع سے سر اٹھاتے لا یرفعھما ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، آپ یہ دیکھیں کہ رکوع کے ساتھ لا یرفعھما ہے، کہ رفع یدین نہیں کرتے تھے یا یرفع ہے کہ رفع یدین کرتے تھے؟۔

(اس پر ایک تیسرا آدمی بولتا ہے کہ اس میں تو کوئی سمجھ نہیں آ رہی البتہ اتنی بات پتہ چل رہی ہے کہ مولٰنا فرماتے ہیں کہ لا یرفعھما کا تعلق پیچھے سے ہے اور ان کے نزدیک آگے سجدوں سے ہے)۔

حضرت نے فرمایا دیکھو حدیث کے الفاظ ہیں اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ کہ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے۔ اذا کے بعد شرط کی جزا آ گئی قال بعضھم حذو منکبیہ بعض نے صرف رفع یدین کا ذکر کیا، بعض نے یہ بھی بتا دیا کہ کہاں تک کرتے تھے کندھوں تک کرتے تھے۔ اب جیسے اس اذا کے بعد رفع یدیہ تھا اس اذا کے بعد بھی تو جزا آنی چاہیے۔ اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع لا یرفعھما تو یہ لا یرفعھما اس کے متعلق ہے، جیسے رفع یدیہ پہلے اذا سے متعلق ہے۔

حضرت نے مثال دی اگر یہ بات ہے تو اب یہ تو جو ہے اس کا تعلق پیچھے سے ہو گا نہ کہ آگے سے، جس طرح لا یرفع یدیہ لگا ہے اس شرط یعنی اذا افتتح الصلوۃ کے ساتھ یہ جزا

رفع یدیہ لگا ہے، اسی طرح اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع سے لا یرفعھما لگا ہے، کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے ہاتھ اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب یہ "تو" پیچھے لگے گا یا آگے لگے گا۔

ایک راوی نے تو صرف اتنا کہا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اس نے یہ نہیں کہا کہ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔

دوسرے نے یہ کہہ دیا کہ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ تو کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک راوی نے یہ بھی کہا کہ ولا یرفع بین السجدتین کہ دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ جیسے یہ ایک زائد بات پہلے کس بنسبت کہی جا رہی ہے اور یہ اس سے الگ ہے۔ اس طرح یہ ایک زائد بات بعد میں کہی گئی تو وہ سجدوں کی رفع یدین کا ذکر ہو گیا اور یہ رکوع کی۔

(اب طالب الرحمٰن نے لوگوں کو سمجھانا شروع کیا)

مولوی طالب الرحمٰن۔

کہ تین شاگرد ایک سے روایت کر رہے ہیں ایک ایک سے کہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ برابر کر لیتے، بعض نے کہا کندھوں کے برابر کر لیتے۔ یہ بعض جو کہہ رہے ہیں یہ اس کے خلاف ہے یا اس کی تشریح ہے؟۔

یہ تین آدمی ہیں ایک نے کہا برابر کرتے تھے دوسرے نے کہا کہاں تک برابر کرتے تھے، تیسرے نے کہا کندھوں تک برابر کرتے تھے۔ یہ پہلے کی تشریح ہے کہ نہیں؟۔ پہلے ہی کی تشریح ہے۔

اس طرح یہاں بھی ہے ایک کہتا ہے لا یرفعھما کہ رفع یدین نہیں کرتے تھے وقال بعضھم لا یرفع بین السجدتین یہ پہلے کی تشریح ہو گی، جیسا کہ پیچھے گزرا۔

اگر یہ حدیث رفع یدین نہ کرنے کی ہے تو کیا محدث اندھا اور پاگل تھا کہ اس کو رفع یدین کے باب میں لاتا ہے۔ یہ میرا ایک پوائنٹ۔ دوسرا پوائنٹ باب والا ہے، رکوع کا تعلق رفع

یدیہ کے ساتھ ہے، اس پر دلیل کیا ہے؟۔ میری دلیل یہ ہے کہ یہ باب جو باندھا ہے یہ رفع یدین کرنے کا ہے، نہ کہ نہ کرنے کا، تو حدیث بھی رفع یدین کرنے کی ہونی چاہیے۔ اگر باب رفع یدین نہ کرنے کا ہوتا تو حدیث بھی رفع یدین نہ کرنے کی ہوتی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ کہ رہا ہے حدثنا الربیع عن الشافعی عن ابن عیینہ اس طرح حدیث بیان کی۔ مولوی صاحب سے پوچھیں کہ اگلی جو حدیث آ رہی ہے وہ رفع یدین کرنے کی آ رہی ہے یا نہ کرنے کی۔

تیسری دلیل ابوداؤد بھی اسی طرح نقل کر رہے ہیں ابوداؤد سفیان سے، وہ زہری سے وہ سالم عن ابیہ سے۔ اس کی مثل نقل کرتے ہیں اذ ا افتتح الصلوة جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے، یہاں تک کہ کندھوں کے برابر کر لیتے۔ اور جب رکوع کرتے یا رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے یہاں بھی لا یرفعھما نہیں ہے بلکہ ولا یرفع بین السجدتین ہے کہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔

یہ باب بھی رفع یدین کا ہے اور حدیث بھی رفع یدین کی ہے، مسند ابی عوانہ کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا اس میں محدث باب باندھ کر یہ بیان کر رہا ہے کہ میں رفع یدین کی حدیثیں لا رہا ہوں۔ پہلی حدیث بھی رفع یدین کی لایا ہے دوسری بھی تیسری بھی چوتھی بھی، آخر کار باب ختم ہو گیا۔

پہلی بات یہ ہے کہ وہ یہ کہ رہا ہے رفع یدین کرنے کا باب ہے، نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں میں نہیں کیا کرتے تھے۔ پہلا پوائنٹ میرا یہ ہے۔

دوسری بات یہ کہ تین آدمی جو روایت کر رہے ہیں، یہ ایک دوسرے کی تشریح کر رہے ہیں ایک کہتا ہے کہ ہاتھ برابر کرتے تھے ساتھ اسکی تشریح کرنے والا بیٹھا ہے وہ کہتا ہے حذو منکبیہ کہ کندھوں تک کرتے تھے۔ اسی طرح ایک نے کہا لا یرفعھما کہ رفع یدین نہیں

کرتے تھے دوسرے نے تشریح کر کے کہا ولا یرفع بین السجدتین کہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے اور محدث نے آگے فیصلہ کیا والمعنیٰ واحد.

جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ایسا لگ رہا ہے کہ دو شاگرد آپس میں اختلاف کر رہے ہیں ایک کچھ کہ رہا ہے اور دوسرا کچھ کہ رہا ہے محدث نے کہا والمعنیٰ واحد دونوں کے جھگڑے کا معنی ایک ہے، یعنی کیا ولا یرفع بین السجدتین سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔ والمعنی واحد کا مطلب یہ ہے کہ دونوں شاگرد جو جھگڑ رہے ہیں ان دونوں کے کہنے کا مطلب یہ ہے لا یرفع بین السجدتین کہ سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔ یہ ایک دوسرے کی تشریح کرتا ہے جیسے پہلے کی تشریح کی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے امام سے ہی نہیں دکھا سکتے، کہ ان کا امام یہ کہے کہ رفع یدین منسوخ ہو گئی ہے، یہ تو اپنے امام کے مقلد ہیں اور اپنے امام کے پیچھے چلتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ یہ دکھاتے کیوں نہیں کہ امام صاحب یوں فرما رہے ہیں، یا یہ امام صاحب سے دکھا دیں کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ ترک ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ امام صاحب سے یہ بات ثابت نہیں اور میں نے آپ کو پہلے بتا دیا تھا کہ مقلد کے لئے امام کا قول ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے امام کے پیچھے چلنا ہے۔

ان میں بھی بہت زیادہ اختلاف ہے ان کا ایک مولوی کہتا ہے کہ رفع یدین منسوخ، انور شاہ کہتا ہے ایک حرف بھی منسوخ نہیں، امام طحاوی کہتا ہے منسوخ، انور شاہ کہتا ہے کہ امام طحاوی غلط کہتا ہے، ایک حرف بھی منسوخ نہیں۔ ایک کہتا ہے کرنا اولیٰ ہے اور دوسرا کہتا ہے نہ کرنا اولیٰ ہے، ان کے سترہ مذہب ہیں رفع یدین کے بارے میں۔ مختلف گروپ انہوں نے بنائے ہیں۔ ایک کہتا ہے کرنی چاہیے، دوسرا کہتا ہے نہیں کرنی چاہیے، ایک کہتا ہے ترک ہو گئی، ایک کہتا ہے منسوخ ہو گئی۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں ہوئی۔

جب ان میں آپس میں اتنا جھگڑا ہے تو ہمیں کس کا قول دکھائیں گے۔ انکا مولوی

عبدالحی لکھنویؒ لکھتا ہے کہ کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رفع یدین کے روات ہم [illegible]
ہیں، صحابہ کے بہت زیادہ افراد رفع یدین فرمایا کرتے تھے اور جو ترک کے ہیں وہ قلیلۃ [illegible]
مع عدم صحۃ طرق اور انکی روایات بھی ضعیف ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوۃ والسلام علٰی عبادہ

الذین اصطفی. اما بعد.

آپ حضرات غور فرمائیں یہ زہری اس کا شاگرد سفیان بن عیینہ ہے۔ سفیان بن عیینہ کا
ایک شاگرد عبداللہ بن ایوب ہے دوسرا سعدان بن نصر ہے تیسرا شعیب بن عمر ہے چوتھا علی ہے اور
پانچواں حمیدی ہے۔

یہ **لایرفعهما** والی روایت بیان کر رہے ہیں، مولوی طالب الرحمٰن اس سے اگلی حدیث
کو اس کے خلاف بنا کر غلط کر رہا ہے۔ اس میں زہری کا شاگرد سفیان بن عیینہ نہیں ہے بلکہ مالک
ہے، وہ الگ روایت ہے، یہ الگ روایت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں میں کوئی اختلاف ہی
نہیں [illegible] جب ہوتا جب ایک میں ساری عمر کا لفظ ہوتا اور دوسری میں نفی ہوتی۔

ایک آدمی یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں رہے، دوسرا کہتا ہے مدینہ
منورہ میں رہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف تب پیدا ہوگا جب کوئی آدمی یہ کہے کہ
حضرت ﷺ ساری عمر دعوئ نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں رہے۔ اب مدینہ والی بات کو غلط کہنا
پڑے گا، جب تک کسی طرف ساری عمر کا لفظ نہیں ہوگا اس وقت تک احادیث میں ٹکراؤ پیدا نہیں ہو
گا۔ اب پہلے انہوں نے مانا کہ جیسے ایک دفعہ بچی کو اٹھا کر نماز پڑھی تھی، ایسے ہی ایک دفعہ رفع
یدین بھی کی تھی۔

اب انہوں نے اذا کی بات کہی ہے، کہ اذا اس کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ دیکھیں اس
بخاری شریف میں اذا کی مثال ہے۔

ان رسول اللہ قال اذا دخل احدکم المسجد

فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس.

اذا کا معنی طالب الرحمٰن صاحب چمٹا کر رہے ہیں کہ جب بھی مسجد میں جاؤ تو دو رکعت
نماز پڑھو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تحیۃ المسجد پڑھنی نفل ہے سنت ہے یا فرض ہے، ساری امت کا
اتفاق ہے کہ یہ فرض نہیں ہے اور چمٹی ہوئی نہیں ہے۔ کہ جب بھی مسجد میں قدم رکھو دو رکعت نماز
نفل پڑھو۔ وہی اذا جس کا معنی طالب الرحمٰن صاحب چمٹنا کر رہے ہیں وہ یہاں موجود ہے۔ ہمارا
مسلک یہ نہیں کہ کسی صحیح حدیث کا انکار کیا جائے۔ ان کے کہنے کے مطابق بھی ثابت ہوا کہ ایک
دفعہ رفع یدین ہوئی اب وہ باقی رہی یا نہ رہی۔ اس سے یہ حدیث خاموش ہے۔

عقل ہر ایک کی کہتی ہے کہ اگر کی تو کرتے رہے ہوں گے، لیکن اس قیاس کے خلاف یہ
حدیث مل گئی کہ نہیں کرتے تھے **لا یرفعهما**. یہ سارا زور اس پر لگا رہے ہیں کہ احادیث میں ٹکراؤ
پیدا کریں، ٹکراؤ جب پیدا ہوگا جب ایک طرف کلیہ ہو کہ ساری عمر حضرت کرتے رہے، پھر نہ
کرنے والی حدیثیں ٹکراتی ہیں۔ اور اگر ایک مرتبہ کی اور پھر نہیں کی تو اس میں ٹکراؤ نہیں۔

جیسے حضرت ﷺ کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں رہے کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں رہے۔ یہ جو بار بار
آپ کو کہ رہا ہے کہ یہ تشریح ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ **حتیٰ یحاذی بھما وقال بعضھم حذ
و منکبیہ** یہ اس کی تشریح نہیں بلکہ ایک زائد بات ہے۔

کہاں تک ہاتھ اٹھائے یہ پہلے راوی نے بیان نہیں کیا دوسرے نے ایک زائد بات بیان
کی۔ اس طرح **لایرفعهما** الگ ہے۔

اگلی بات ایک راوی نے زائد بیان کی تشریح اور زائد بات میں فرق ہوتا ہے۔ اب یہ
سارا باب آپ کے سامنے ہے۔ یہ صرف اللہ کے نبی کی دو صحیح حدیثوں کو آپس میں ٹکرانا چاہتے
ہیں۔ کہ جو میرا عمل ہے اس میں ساری عمر کا لفظ نہیں اس لئے اس نے اذا کے لفظ سے استدلال
کیا۔ اذا کے بارے میں میں نے بتایا کہ اذا کی روایت بھی بخاری میں موجود ہے۔

اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین.

آج تک آپ نے نہیں سنا ہوگا کہ مسجد میں داخل ہونے والے ہر شخص پر دو رکعتیں لازمی اور ضروری ہیں۔ تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کو آپ سمجھتے ہیں ناں کہ اگر کوئی پڑھ لے تو ٹھیک ہے ورنہ ضروری نہیں اور وہی اذا یہاں موجود ہے۔ تو اس لئے یہ ٹکراؤ تب پیدا ہوگا جب غلط معنی ہوگا۔ ایک حدیث کا۔ اب یہ جو حدیث کا غلط معنی کر رہے ہیں یہ حدیث ان کے اس غلط معنی کے خلاف ہے حدیث کے خلاف نہیں۔

حدیث کے خلاف تو تب ہوتی جب اس میں ساری عمر کا لفظ ہوتا تو پھر واقعتاً جس میں نہ کرنے کا ذکر تھا وہ اس کے خلاف ہوتی، وہ سفیان بن عیینہ کی روایت ہے یہ مالک کی روایت ہے۔ یہ جو بار بار کہ رہے ہیں کہ مثلہ کا تعلق اس کے ساتھ ہے مثلہ کا تعلق لا یرفعهما کے ساتھ ہے نہ کہ اس کے ساتھ یہ جو بار بار یہ کہ رہا ہے کہ نحوہ کا تعلق اس کے ساتھ ہے، اس کا تعلق اس کے ساتھ ہے، اس کے ساتھ تو ہے ہی نہیں۔ اس کا تعلق مالک والے طریق کے ساتھ ہے۔ مالک کا طریق الگ ہے اور اس کا تعلق اس کے ساتھ ہے جو سفیان بن عیینہ ہے زہری کے دو ساتھی ہیں انہوں نے دونوں معنوں کو بیان کر دیا کہ حضرت نے کی پھر چھوڑ دی۔

اب بات واضح تھی اس میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف تب ہوتا جب ایک دن ایک آدمی لاہور ہو اور دوسرے دن کراچی ہو اس میں کوئی اختلاف نہیں، اگر ایک وقت میں دو جگہ ہو اس میں اختلاف ہے، اس میں ایک تو وقت کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اس میں یہی ہے کہ دو وقتوں کا الگ الگ ذکر ہے۔ اب یہ اللہ کے نبی کی دو حدیثوں کو آپس میں ٹکرا کے ایک کو غلط اور ایک کو صحیح بنا رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں حدیثیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ اور ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ اس میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور اس میں پھر چھوڑ دینے کا ذکر ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں یہ الگ الگ وقتوں کی بات ہے۔

میں بار بار عرض کر رہا ہوں کہ اختلاف تب ہوتا کہ ایک طرف ساری عمر کا لفظ آ جاتا تو پھر

دوسری طرف کی بات کو غلط کہنا پڑتا، پھر حقیقی ٹکراؤ پیدا ہوتا۔ اور جب ساری عمر کا لفظ اس میں نہیں ہے۔ وہ خود مانتے ہیں کہ جتنا ثبوت بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنے کا ہے اس سے زیادہ رفع یدین کا نہیں۔ اللہ کے نبی پاک کی دو حدیثوں میں غلط ترجمہ کر کے ٹکراؤ پیدا کرنا یہ خود ایک گناہ کبیرہ ہے۔

اب یہ جو حدیث ہے اس حدیث کے خلاف نہیں یہ جو غلط ترجمہ کر رہے ہیں ساری عمر والا اس کے خلاف ہے۔ اب اگر یہ اپنا غلط ترجمہ چھوڑ دیں ساری عمر والا، تو جس طرح ہمیں ان میں اختلاف نظر نہیں آ رہا اسی طرح انہیں بھی اختلاف نظر نہیں آئے گا۔

لیکن یہ اللہ کے نبی پاک کی حدیث کو چھوڑیں گے ہمیں بے ایمان کہیں گے لیکن اپنا غلط ترجمہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ جو ساری عمر کا ترجمہ کر رہا ہے یہ بتائے کہ کس لفظ کا ترجمہ ساری عمر کر رہا ہے۔ اور ہمارے ہاں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ کے نبی کی حدیثوں کو آپس میں خواہ مخواہ ٹکرایا جائے۔ یہ ترجمہ غلط کر کے اس میں ٹکراؤ پیدا کر رہا ہے۔ جب تک اس حدیث میں ساری عمر کا لفظ نہ ہو حدیث اسکے خلاف ہے ہی نہیں۔ کل میں لیاقت پور میں تھا آج میں یہاں ہوں اس میں کون سی اختلاف کی بات ہے۔ اب اگر یہ ہو کہ میں ہمیشہ لیاقت پور میں ہی ہوں تو پھر میرا یہاں آنا غلط ہوگیا۔

اب یہ کبھی محدث کو پاگل بنانے کی کوشش کرتا ہے، حالانکہ بات اس میں کچھ بھی نہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک حدیث سفیان بن عیینہ کے طریق سے ہے اس کے پانچ شاگرد ہیں یہ مالک کے طریق سے ہے اس میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے ایک آدھ مرتبہ۔ اس کے بعد رہی یا نہیں رہی اس میں ہے کہ باقی نہیں رہی۔ اب دیکھیں اس میں کوئی ٹکراؤ نہیں جیسے وہ خود ہی کہتے تھے کہ ایک وقت نماز میں باتیں ہوتی تھیں ایک وقت بند ہوگئیں۔ ایک وقت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے ایک وقت منع ہوگئی۔

اب یہ غلط ترجمہ کر کے صحیح احادیث میں ٹکراؤ پیدا کر رہے ہیں اور ہم ان کا غلط ترجمہ نہیں

مانتے تا کہ احادیث میں ٹکراؤ ہی نہ رہے۔ اب یہ اپنا غلط ترجمہ چھوڑنے کو تیار نہیں اور اللہ کے نبی پاک کی احادیث کو بار بار غلط کر رہے ہیں۔ اور لا یرفعھما کا ترجمہ رفع یدیہ کر رہا ہے۔ جو کوئی بھی ایسا انسان کرنے کے لئے تیار نہیں جس کو لا کا معنی آتا ہے۔ اب کل کو یہ لا الہ الا اللہ کا ترجمہ کریں گے کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود ہے۔ تو ان کا ترجمہ کوئی نہیں سنے گا۔

مولوی طالب الرحمن۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ

باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

لیجئے میں آپ کو ایک پتے کی بات بتلاتا ہوں۔ جو حدیث مولوی صاحب نے پڑھی ہے۔ مولوی صاحب یہ کہ رہے تھے کہ زہری عن سے روایت کر رہا ہے۔ زہری مدلس ہے اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ اس روایت میں بھی زہری عن سے روایت کر رہا ہے اس لئے یہ روایت تو قابل قبول ہے ہی نہیں۔ جھگڑا یہی چل رہا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں نے جو روایت پڑھی ہے وہاں اخبرنی ہے، اس میں زہری عن سے روایت نہیں کر رہا۔

دوسری بات انہوں نے یہ کی اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں آئے تو دو رکعتیں پڑھ لے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ دو رکعتیں پڑھنا ثواب ہے نفل ہے فرض تو نہیں۔ یہی کہا ہے انہوں نے ہم کہتے ہیں سنت تو ہے۔ دو رکعتیں پڑھنا سنت تو ثابت ہو گیا، اس طرح رفع یدین کا کرنا بھی ثابت ہو گیا۔

ایک اور فرق بتاتا ہوں وہاں ہے اذا دخل احدکم. یہاں ہے کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوۃ. اسی طرح مولوی صاحب وہاں بھی کان بھی دکھا دیں اور اذا بھی دکھا دیں پھر بات بنے گی۔

اور پھر جب وہاں دو چیزیں ہیں جس طرح مسجد میں جاتے ہوئے دو رکعت پڑھیں ہم مانتے ہیں کہ سنت ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ سنت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ کل میں لیاقت پور میں

تھا آج یہاں ہوں والمعنی واحد. وہاں یہ ہو رہا ہے کہ تین راوی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں ہے کہ ایک آدمی ہے ہاں یہ ہوتا کہ یہ جاتے رحیم یار خاں تین آدمیوں نے ان کو دیکھا ہوتا۔ ایک آدمی کہتا کہ میں نے رحیم یار خان دیکھا صدر میں پھر رہے تھے۔ ۲۵ تاریخ کو۔

میں نے ۲۵ کو دیکھا سکول میں پھر رہے تھے۔ تیسرا کہے میں نے مولوی صاحب کو دیکھا کہ مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے۔ والمعنی واحد کہ معنی ایک ہے۔ تین آدمی اختلاف کر رہے تھے، ایک کہتا ہے صدر میں پھر رہے تھے، دوسرا کہتا ہے کہ نماز پڑھا رہے تھے، تیسرا کہتا ہے کہ سکول میں تھے۔ معنی تینوں کا ایک ہے رحیم یار خان میں تھے۔

یہاں ایک آدمی کی بات نہیں ہو رہی کہ وہ کہ رہا ہے میں نے وہاں دیکھا ہے، پھر وہاں دیکھا، کہ اختلاف ہو، بلکہ تین آدمیوں کا جھگڑا ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ساری عمر کا جو نہیں تو ایک دفعہ کا ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جب آپ رکوع کریں گے تو رفع یدین کریں گے۔ جب رکوع سے سر اٹھائیں گے۔ مسجد والا حکم یہ فرض ہے یا سنت یہ حکم پر بحث ہے، لیکن اللہ کے رسول ﷺ سے یہ بات ثابت تو ہے۔

انہوں نے پھر یہ پیش کی سفیان بن عیینہ عن الزہری۔ اب میں ان کے مولوی کی کتاب سے لکھا ہوا دکھاتا ہوں کہ یہ رفع یدین کرنے کی حدیث نہیں۔ پہلے تو یہ کہیں کہ آپ اس حدیث کو پیش ہی نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں زہری ہے جو مدلس ہے۔

دوسری بات یہ کہ یہ خود ٹکراؤ پیدا کر رہے ہیں۔ سفیان بن عیینہ کی علیحدہ جو حدیثیں ہیں ان کے مولوی کی کتب میں بھی نکل آئی۔ یہ ساری حدیثیں رفع یدین کرنے کی آ رہی ہیں۔ ابوداؤد میں اور امام شافعی والی بھی نکل آئی یہ ساری حدیثیں رفع یدین کرنے کی آ رہی ہیں کیا وجہ ہے کہ صرف یہی گڑبڑ کر رہی ہے۔

ان حدیثوں میں ولا یرفعھما نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ جو محدث کہ رہا ہے والمعنی واحد ۔ تین کا اختلاف انہیں نظر آ رہا ہے کہ تین اختلاف کر رہے

ہیں یہ کہتے ہیں کہ نیا معنی بیان کیا۔ حالانکہ اس نے کہا حتی یحاذی بھما وہ برابر کرتے تھے دوسرے نے کہا کندھوں کے برابر کرتے تھے۔ یہ جو نیا لفظ بیان کر رہا ہے یہ اس کی تشریح کر رہا ہے یا نیا معنی بیان کر رہا ہے؟۔ اس کی تشریح ہو رہی ہے۔ وہ کہتا ہے کندھوں کے برابر کیے لیکن کہا تشریح کرتے ہوئے۔ یہ اس کے ساتھ مطابقت ہے اس کے خلاف نہیں۔ اس طرح یہاں ایک کہتا ہے رفع یدین نہیں کرتے تھے **وقال بعضھم** بعض نے کہا **لا یرفع بین السجدتین** سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔ یہ بعض اس کے خلاف نہیں کہ سکتا کیونکہ بعض نے پہلے بھی تشریح کی ہے، یہاں بھی تشریح کرے گا۔ یہ تشریح اس کے مطابق ہوگی، مخالف نہیں ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ مسند ابی عوانہ کے اگر اسی صفحے پر اگر بات کر لیں اور کسی طرف نہ دیکھیں۔

پہلی بات تو یہ کہ مولوی صاحب کہ آپ حدیث ہی پیش نہیں کر سکتے کیونکہ آپ خود جرح کر چکے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ باب پڑھیں۔ اگر محدث اتنا پاگل تھا کہ باب کچھ دے رہا ہے اور حدیث کچھ۔ تو اس کی کتاب اٹھانے کے لائق ہی نہیں اس کی کتاب پھینک دو۔ اگر محدث نے عنوان کچھ باندھا ہے اور اندر حدیث کوئی اور بیان کی ہے، بورڈ کسی چیز کا لگایا ہوا ہے اندر سامان اور رکھا ہوا ہے۔ تو ایسے محدث کی کتاب ہم اٹھا نہیں سکتے۔ اس کا حافظہ ہی نہیں تھا اس کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ باب کیا باندھا ہے؟۔ حدیث کیا لکھی؟

اس لئے پہلی بات تو یہی ہے کہ اگر یہ حدیث رفع یدین نہ کرنے کی ہے تو اس کتاب کو ایک طرف رکھدو کہ محدث کہتا کچھ ہے اور لکھتا کچھ ہے **لم تقولون ما لا تفعلون.**

(کاش طالب الرحمٰن کو یہ آیت اس وقت یاد آتی جب وہ دنیا پور سے جھوٹا حوالہ دے کر بھاگا اور آج تک نہ دکھا سکا جس فرقے کے نامور مناظر کا یہ حال ہو کہ محدثین کی بات آئے تو قرآن کی آیات ان پر فٹ کرنے کے لئے یاد آ جائیں اور اپنے نفوس کو بھول جائیں اور۔

﴿**اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم.**﴾

کا مصداق ہو اس کی جماعت کا کیا حال ہوگا۔

جس کی بہار یہ ہے اس کی خزاں نہ پوچھ

(محمد، عالم)

قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہیے۔ اس لئے پہلی بات یہ ہے کہ اگر حدیث رفع یدین نہ کرنے کی ہے تو اس کتاب کو ایک طرف رکھ دیں، کہ یہ تو کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ **لم تقولون ما لا تفعلون** وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہیے۔

جب محدث کہ رہا ہے کہ میں رفع یدین کی حدیث بیان کر رہا ہوں تو اسے رفع یدین کی حدیثیں ہی بیان کرنی چاہئیں۔ اگر وہ یہ نہ کرے تو وہ تو پاگل ہے، کہتا کچھ ہے کرتا کچھ ہے۔ قول اور عمل میں مطابقت نہیں۔ قول اور عمل میں مطابقت نہیں تیری کتاب ہی قابل قبول نہیں۔ اور اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کے قول اور عمل میں مطابقت ہے کہ باب بھی رفع یدین کا اور حدیث بھی رفع یدین کی۔ تو دلیل ہماری یہ ہے کہ کہ یہ رفع یدین کی ہے جو یہ حوالے دے رہا ہے وہ کتابیں جب ہم نے دیکھیں سب رفع یدین کی ہیں۔ اور جتنی آگے آ رہی ہیں سب رفع یدین کی ہیں۔ اس باب میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرنے کی نہیں ملتی۔

آگے اس نے رفع یدین نہ کرنے کا باب باندھا ہے، اگر یہ حدیث رفع یدین نہ کرنے کی ہوتی تو اس باب میں لے کر آتا۔ مولوی صاحب کو چاہیے کہ یہاں سے حدیث پڑھیں اور پھر یہ کہیں کہ یہ رفع یدین نہ کرنے کا باب ہے۔ یہاں سے حدیث پڑھ کے مجھ کو سنائے پھر میں اس کو جواب دوں گا۔ لیکن اس کو رفع یدین کرنے والے باب میں یہ نہ کرنے والی حدیثیں مل رہی ہیں۔

میں نے دنیا پور کے مناظرے میں کہا تھا کہ یہ اپنے امام کا قول لا دیں کہ انہوں نے کہا ہو کہ رفع یدین منسوخ کر دی ہے۔ میں نے وہاں ایک لاکھ انعام کا کہا تھا آج ڈیڑھ لاکھ رکھتا ہوں

اپنے امام کا قول دکھا دیں۔ یہ الفاظ اپنے امام سے یہ دکھا دیں کہ رفع یدین منسوخ کر دی ہے، نبی نے ترک کر دی ہے، صحابہ نے ترک کر دی ہے۔ یہ الفاظ اپنے امام سے دکھا دیں۔ میں ڈیڑھ لاکھ روپے انعام دوں گا۔

میں نے دنیا پور میں بھی ا لاکھ روپیہ انعام رکھا تھا، آج پھر رکھتا ہوں۔ (۱)

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد لله وكفىٰ والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى. امابعد.

یہ بات تو آج صاف ہوگئی کہ جو کہا کرتے تھے کہ حضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، پہلے بچی کو اٹھانے کے برابر رفع یدین کو مانا، اب تحیۃ المسجد کی طرح مانا، اور ہمیں کہتے ہیں کہ اس میں ذکر ہے، چلو آپ نفل ہی مان لیں۔ جیسے تحیۃ المسجد کو نفل مانتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ہم رفع یدین کو نفل مان لیتے، اگر اس کے بعد لا یرفعهما والی حدیث نہ ہوتی۔

ہم تحیۃ المسجد کو اس لئے نفل کہہ رہے ہیں کہ بعد میں لا یرکع رکعتین نہیں ہے۔ وہاں نفی موجود ہے اس لئے ہم اس کو نفل نہیں مانتے اور تحیۃ المسجد میں نفی نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کو نفل مانتے ہیں۔

(۱)۔ جب طالب الرحمٰن صاحب نے یہ کہا تو وہیں ایک آدمی نے پکڑ لیا کہ وہاں ہم نے کتاب پیش کر دی تھی اور آپکو کہا تھا کہ ا لاکھ روپے نکال کے رکھ ہم حوالہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے آدمی نے انگوٹھا دکھا دیا۔ ویسے میں طالب الرحمٰن صاحب کو مشورہ دیتا ہوں کہ یا تو آپ اتنی اونچی چھلانگیں نہ لگایا کریں یا پھر جب اپنے جھوٹے چیلنجوں کی وجہ سے پھنس جائیں تو قسم دینے سے ڈر کر آنسو نہ بہایا کریں۔

دوسرا جو اس نے یہ کہا ہے کہ ان کے مولوی طحاویؒ نے یہ لکھا ہے ابوعوانہ کے خلاف۔ ابوعوانہ میں ہے رکوع کے بعد لا یرفعهما۔ یہی ہے وہ جو آپ کو دکھا رہا تھا تو ثبت لفظ ہوتا ہے۔ رفع يديه. يا يرفعهما وہ دکھایا اس نے؟۔ قطعاً نہیں دکھایا۔

اس نے طحاوی پر جھوٹ بولا ہے آپ نے دیکھا کہ کیا وہاں رکوع کے بعد یرفعهما کا لفظ ہے؟۔ غلط تو تب بنے گا کہ یہاں لا یرفعهما ہو اس کے مقابلے میں یرفعهما کا لفظ ہو۔ وہاں قطعاً یہ لفظ موجود نہیں ہے۔

اس نے آپ کے سامنے جھوٹ بولا۔ اب میں اپنے دلائل بیان کرتا ہوں۔

اخبرنا مالک عن ابی نعيم حدثنا وهب بن كيسان عن جابر بن عبدالله الانصاری انه يعلمهم التكبيرة فی الصلوة قال فكان يامرنا ان نكبر كلما خفضنا ورفعنا.

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری ان کو جب نماز سکھاتے تھے تو انکو جھکنے کے وقت تکبیر یاد کرایا کرتے تھے،

حدثنا مالک عن ابن شهاب عن علی بن حسين بن علی بن ابی طالب انه قال كان رسول الله ﷺ يكبر فی الصلوة كلما خفض ورفع فلم تزل تلك صلوته حتىٰ لقى الله تعالىٰ.

نبی اکرم ﷺ جب بھی نماز میں جھکتے اور کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور یہ آپ کی وہ نماز تھی جو آخر وقت تک رہی۔

میں بار بار یہ عرض کر رہا ہوں کہ رکوع اور تکبیر کے ساتھ آخری عمر کا لفظ آ رہا ہے، لیکن رفع یدین کے ساتھ میرا مطالبہ قائم ہے، کہ یہ آخری عمر کا لفظ دکھائیں۔

حدثنا مالک عن ابن شهاب عن ابی سلمه بن

عبدالرحمن بن عوف ان ابا هريرة كان يصلى بهم فكبر كلما خفض ورفع فاذا انصرف قال والله انى لاشبهكم صلوة برسول الله ﷺ.

عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوھریرہ ؓ نے نماز پڑھائی اور جب اٹھا تکبیر کہی، اٹھے تو تکبیر کہی اور فرمایا اللہ کی قسم یہ نماز رسول پاک والی نماز ہے۔

اب وہ نماز کس طرح پڑھائی تھی۔

اخبرنا مالک اخبرنی نعيم المجمر وابو جعفر القارى ان ابا هريرة كان يصلى بهم فكبر كلما خفض ورفع قال ابو جعفر و كان يرفع يديه حين يكبر ويفتتح الصلوة.

انہوں نے جو نماز پڑھائی تھی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی تھی۔ اس کے بعد تکبیرات کہی تھیں اور اس نماز کے بارے میں انہوں نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم یہ نبی اقدس ﷺ والی نماز ہے۔

قال محمد السنة ان يكبر الرجل فى صلوته كلما خفض و كلما رفع واذا انحط للسجود كبر واذا انحط للسجود الثانى كبر.[1]

امام محمد مسئلہ بیان فرمارہے ہیں کہ جب رکوع اور سجدے میں جھکے تو صرف تکبیر کہے۔

فاما رفع اليدين فى الصلوة فانه يرفع اليدين حذو الاذنين فى ابتداء الصلوة مرة واحدة ثم لا يرفع فى شىء

(۱)۔ موطا امام محمد ص ۹۰۔

من الصلوة بعد ذالک وهذا كله قول ابو حنيفة وفى ذالک آثار كثيرة.

رفع یدین کا مسئلہ یہ ہے کہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی جائے، اس کے بعد نہ کی جائے اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔

اس نے دنیا پور میں مجھ سے اسی کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ اپنے امام سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت کریں۔ اس نے لاکھ روپے کا چیلنج بھی دیا تھا لیکن جب میں نے یہ حوالہ دکھایا اور ڈاکٹر صاحب نے فوراً کہا لاکھ روپے دو۔ اور اس وقت اس نے جو سب لوگوں کے سامنے جو بات کی تھی اس وقت جو لوگ موجود تھے سارے گواہ ہیں۔

آگے سنیں۔

وقال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عاصم بن كليب الجرمى عن ابيه قال رايت على ابن ابى طالب رفع يديه فى التكبيرة الاولى من الصلوة المكتوبة ولم يرفعهما فى ماسوىٰ ذالک.

کہ حضرت علی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد عن ابراهيم النخعى قال لا ترفع يديک فى شىء من الصلوة بعد التكبيرة الاولىٰ.

امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کرنا ثابت نہیں،

محمد اخبرنا يعقوب بن ابراهيم اخبرنا حصين بن عبدالرحمن قال دخلت انا وعمر بن مره على ابراهيم

النخعی.

کہتے ہیں ہم ابراہیم نخعی پر داخل ہوئے۔

قال عمرو حدثنی علقمة بن وائل الحضرمی عن ابیه انه صلی مع رسول الله ﷺ فراه یرفع یدیه اذا کبر واذا رکع واذا رفع قال ابراهیم ما ادری لعله لم یر النبی ﷺ یصلی الا ذالک الیوم فحفظ هذا منه ولم یحفظه ابن مسعود واصحابه ما سمعته من احد منهم انما کانو یرفعون ایدیهم فی بداء الصلوة حین یکبرون.

حضرت عمرو بن مرہ نے حدیث سنائی کہ حضرت وائل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے تو رفع یدین کرتے اس پر حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت وائل نے ایک دن کہیں حضرت ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہوگا۔ فحفظ هذا منه ولم یحفظه ابن مسعود و اصحابه. انہوں نے ایک دفع کی رفع یدین یاد رکھی۔

(کیونکہ یہ مسافر تھے اور باہر سے آئے تھے)

اور عبداللہ بن مسعود اور ان کے ساتھی جو ہمیشہ نبی اقدس ﷺ کے پاس رہتے تھے انہوں نے کبھی اس رفع یدین کا بیان نہیں کیا تھا ما سمعته من احد منهم میں نے کسی ایک صحابی سے بھی نہیں سنا کہ وہ رفع یدین کا مسئلہ بیان کرتے ہوں۔

انما کانو یرفعون ایدیهم فی بداالصلوة حین یکبرون.

(اور آنکھوں سے کیا دیکھا) کہ وہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

امام ابراہیم نخعی جو صحابہ کے شاگرد ہیں وہ اتنے زور سے اس مسئلہ کو بیان فرما رہے ہیں کہ یہ مسئلہ تو ہم نے کبھی سنا ہی نہیں۔ ایک مسافر صحابی جو کہیں سے آیا تھا وہ دیکھ کر چلا گیا کہ آپ رفع یدین کر رہے ہیں اس نے یہ مسئلہ بیان کر دیا۔ ورنہ وہ صحابہ جو دن رات نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے ان سے نہ تو ہم نے یہ مسئلہ سنا اور نہ کبھی صحابہ کو پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے دیکھا۔

آگے سنیں۔

قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فی ما سوی ذالک (موطا امام محمد ص ۹۰)

فرماتے ہیں میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں تک اٹھاتے اور اس کے علاوہ نہیں اٹھاتے تھے۔

قال محمد اخبرنا ابوبکر بن عبدالله النهشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه وکان من اصحاب علی ان علی بن ابی طالب کرم الله وجهه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولیٰ التی یفتتح بها الصلوة ثم لا یرفعهما فی شیء من الصلوة.

امام محمدؒ فرماتے ہیں خبر دی ہمیں ابوبکر بن عبداللہ النہشلی نے عاصم بن کلیب سے وہ اپنے باپ سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب پہلی تکبیر جس کے ساتھ نماز شروع فرماتے اس میں رفع یدین کرتے پھر نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عن ابن مسعود انه کان یرفع یدیه اذاافتتح الصلوۃ.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

جو روایت انہوں نے ابن عمرؓ کی پڑھی تھی اس میں ایک رفع یدین کرنے کا ذکر ہے، اس کے سارے راوی مدینہ منورہ کے ہیں۔ امام مالکؒ بھی مدینہ میں رہتے تھے ان کے امام زہری بھی مدینہ میں رہتے تھے۔ سالم بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے، میں نے پہلے بتایا کہ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اس حدیث پر خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عمل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ کتاب مدینہ کے امام، امام مالکؒ کی ہے۔

قال مالک لا اعرف رفع الیدین فی شیءٍ من تکبیر الصلوۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ یرفع یدیه شیأً خفیفاًقال ابن قاسم کان رفع الیدین عند مالک ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الا حرام.

امام مالک جو تبع تابعین میں سے ہیں اور مدینہ کے امام ہیں، ساری زندگی مدینہ میں گزاری، وہ فرماتے ہیں۔ میں نے مدینہ منورہ میں کسی ایک آدمی کو بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

یہ خیر القرون کا زمانہ ہے، بہترین زمانہ ہے۔ اور مدینہ وہ شہر ہے جہاں ساری دنیا سے لوگ حاضر ہوتے ہیں، تو مدینہ منورہ سے اس کی نفی کرنی پورے عالم اسلام سے اس کی نفی ہو رہی ہے۔

اب یہ حدیث (حدیث ابن عمرؓ جس میں رفع یدین کا ذکر ہے) مدینہ منورہ میں بیان کی گئی لیکن ساتھ امام مالکؒ نے یہ بھی بیان کر دیا کہ اہل مدینہ سے ایک بھی اس پر عمل کرنے والا

[illegible] اور امام مالکؒ نے یہ بھی فرمایا کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرنے والی حدیثیں ضعیف [illegible]

[illegible]ولوی طالب الرحمن۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولوی صاحب نے احادیث پڑھنی شروع کی ہیں، میں ان احادیث کے بارے میں [illegible] ہوں۔ پہلی دو حدیثیں پڑھیں کہ جابر بن عبداللہ اٹھنے اور جھکنے پر تکبیر یاد کروایا کرتے [illegible] کب اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ اختلاف تو تب ہو وہاں یہ بھی موجود ہو کہ رفع یدین [illegible] کرتے تھے۔ عدم ذکر سے نفی تو ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا یہ دونوں حدیثیں ہمارے خلاف نہیں [illegible]

میں نے کہا تھا کہ اپنے امام کا قول پیش کر دیں، ایک لاکھ کی بجائے ڈیڑھ لاکھ دوں [illegible] میں نے کہا تھا کہ یہ حدیث پیش کر دیں کہ رفع یدین منسوخ ہو گئی، یا متروک، کیا ہوا ہے؟۔ یہ [illegible] ابو حنیفہؒ سے پیش کر دیں۔ میں نے یہ الفاظ ٹیپ کروائے تھے۔ اگر مولوی صاحب اب بھی یہ [illegible] دکھا دیں میں انعام دوں گا۔

مولوی صاحب نے ثابت کیا کہ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ رفع یدین نہ کرو۔ میں نے [illegible] آپ سے مانگا ہے۔ دنیا پور میں بھی یہی آپ سے مانگا تھا کہ اپنے امام کا یہ دعویٰ پیش کرو کہ [illegible] یدین نہ کرو، کیوں نہ کرو، کہ منسوخ ہو گئی تھی، متروک ہو گئی ہے، عدم رفع یدین افضل ہے یا کیا [illegible] ہے۔

اب دکھا دیں اب دینے کے لئے تیار ہیں۔

(طالب الرحمٰن صاحب مشرکین مکہ کی طرح دلیل خاص کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ جو الفاظ [illegible] زبان سے نکل گئے ہیں یہ اپنے امام سے کہلوا دو تو میں مانوں گا ورنہ نہیں۔)

مولوی صاحب نے اب چار حدیثیں پڑھی ہیں دو ایسی پڑھی ہیں کہ جس میں ذکر ہی
نہیں ۔ جو دوسری دو پڑھی ہیں ان میں سے پہلی حدیث میں محمد بن ابان بن صالح ہے۔ ان کی
کتاب کے ص ۹۳ پر لکھا ہوا ہے۔

ضعفہ ابوداؤد وابن معین وقال البخاری لیس
بالقوی وقیل کان مرجیاً .

ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے، ابن معین کہتے ہیں یہ ضعیف، امام بخاری کہتے ہیں کہ
یہ قوی ہی نہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ وہ مرجی تھا۔ مرجی وہ فرقہ ہے کہ جس کے بارے میں
پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں یہ گمراہ فرقہ ہے۔ مولوی صاحب ان کی حدیث اٹھا کر
پڑھ رہے ہیں۔

دوسری حدیث پڑھی اس میں بھی محمد بن ابان آ گیا وہ بھی گئی۔

اب نبی کو چھوڑ کر صحابہ پر آئے ہیں لیکن انشاءاللہ صحابہ پر بھی ہاتھ نہیں پڑے گا۔ صحابہ کا
عمل بھی نہیں دکھا سکیں گے۔ پہلے نبی کے عمل کا فیصلہ تو کر لیں کیونکہ ہم نے نبی ہی کی اتباع کرنی
ہے۔

(گویا طالب الرحمٰن کے نزدیک صحابہ ؓ کا عمل نبی ﷺ کے عمل کے خلاف اور صحابہ کی
اتباع نبی کی اتباع نہیں ، یہ صرف طالب الرحمٰن کا ہی مذہب نہیں بلکہ سارے غیر مقلدین کا یہی
عقیدہ ہے کہ صحابہ معیار حق نہیں، صحابہ کے بارے میں غیر مقلدین روافض سے کم نہیں ہیں)

نبی ﷺ سے بھاگو گے صحابہ کے پیچھے آؤ گے وہاں بھی تمہیں پکڑیں گے۔ کوئی ایک
روایت ہی دکھا دیں۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان . امام محمد پر جرح نہیں کرتا چھوڑ دیتا ہوں، آگے
محمد بن ابان آ رہا ہے حضرت یہ وہی ہے جو ضعیف ہو چکا ہے۔

چوتھی حدیث پڑھی ہے یہ ہے ابو بکر عن عبداللہ النہشلی کی۔ میزان الاعتدال میں یہ بات

واضح طور پر موجود ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اور اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ مولوی صاحب
نے چار روایات پیش کیں، چاروں ان کے گھر میں واپس آ گئیں۔ ابن حبان نے اس کے بارے
میں کلام کیا ہے۔ یہ آدمی وہم کا مریض بن گیا تھا و لا یعلم اس کو کچھ پتا ہی نہیں یخطی خطائیں
کرتا تھا لا یفھم اس کو فہم نہیں تھی۔ بطل الاحتیاج بہ اس کی حدیث لینا باطل ہے۔

مولوی صاحب کی چاروں روایتیں گئیں، مولوی صاحب ابو عوانہ پر زور لگا رہے تھے کہ
اس میں لا یرفعھما ہے میں نے ثابت کیا تھا کہ اس میں زہری ہے اور زہری کو آپ بھی مدلس
کہتے ہیں۔ اس لئے اس کی روایت تو قبول نہیں۔

مولوی صاحب نے کہا ہے کہ مدینے میں کوئی آدمی ملتا ہی نہیں تھا جو رفع یدین کرنے والا
ہو۔ جبکہ ان کے اپنے مولوی کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنے والے جم غفیر تھے۔ جبکہ ترک رفع یدین
کے راوی قلیل ہیں۔ نیز وہ حدیثیں ہی صحیح نہیں تھیں، کیونکہ انکے طرق ہی صحیح نہیں تھے۔

امام محمدؒ مقلد تھے امام ابو حنیفہؒ کے اور دلیل پکڑ رہے ہیں امام مالکؒ سے کہ مدینے میں تو
کوئی نظر ہی نہیں آتا رفع یدین کرنے والے۔

(معلوم ہوتا ہے طالب الرحمٰن صاحب امام مالکؒ کا قول جو انہوں نے رفع یدین کے
بارے میں فرمایا۔

لا اعرف رفع الیدین فی شیءٍ من تکبیر الصلوۃ لا
فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ.

کہ میں افتتاح صلوٰۃ کے علاوہ جھکتے اور اٹھتے وقت نماز کی تکبیروں میں رفع یدین کو نہیں
جانتا۔ کا جواب دینے سے عاجز آ گئے ہیں، اور بجائے اس پر اعتراض کرنے کے اب حضرت پر
اعتراض کر دیا کہ اپنے امام کا قول پیش کرو، لیکن طالب الرحمٰن کو شاید یہ معلوم نہیں کہ اگر دوسروں
سے اپنے مسلک کی تائید پیش کرنا زیادہ وزن رکھتا ہے)

پہلے انہوں نے ابو عوانہ کی حدیث پیش کی میں نے اس پر جرح کر دی، اب موطا امام محمدؒ

سے صحابہ کے اقوال یاد آ گئے۔

مولوی صاحب صحابہ کے پاس نبی ﷺ کو چھوڑ کر جاؤ گے تو وہ بھی فرمائیں گے دور ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا ہے کہ کوئی بھی رفع یدین کو نہیں جانتا تھا۔ حالانکہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اس کو نقل کرنے والے علی، وائل بن حجر، مالک بن حویرث، انس، ابوحمید، ابواسید وسعد ابن سعد محمد ابن مسلمۃ، ابوقتادہ ابوموسیٰ اشعری، جابر، یہ کہتے تھے دیکھنے کو ملتا ہی نہیں تھا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اتنے آدمی تھے۔ (۱)

(۱)۔ طالب الرحمٰن صریح دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ حضرت امام مالکؒ کے قول کا تعلق عمل سے ہے۔ کہ کسی کو عمل کرتے نہیں دیکھا، اور امام ترمذی روایت کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اتنے راویوں نے روایت کی۔ روایت کرنا اور ہے اور روایت پر عمل ہونا اور ہے۔ اس بات کے ثابت کرنے سے کہ اتنے آدمیوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انہوں نے عمل بھی کیا۔ اس لئے کہ روایت تو منسوخ احادیث کی بھی کی جاتی ہے، لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح شاذ عمل کی روایت بھی کر دی جاتی ہے، لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا۔

جیسے حضرت امامہ بنت عاص کو اٹھا کر نماز پڑھنا، اسکو امام مالک عامر بن عبداللہ بن زبیر سے وہ عمرو بن سلیم زرقی سے وہ ابوقتادہ انصاری سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے امامہ بنت عاص کو اٹھا کر نماز پڑھی۔

لیکن ان رواۃ میں سے کسی نے بھی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے بچی کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھی۔ اب ان کا اس حدیث کو روایت کرنا اور ہے اور عمل کرنا اور، اسی طرح ان حضرات سے جس طرح یہ ثابت کیا ہے کہ انہوں نے رفع یدین والی حدیث روایت کی اسی طرح یہ بھی ثابت کریں کہ انہوں نے اس پر عمل بھی کیا۔

اب اس حدیث کو حضرت علی ﷺ بھی نقل فرما رہے ہیں، لیکن خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ جیسا کہ حدیث پہلے گزر چکی ہے،

اب یہ ابراہیم نخعیؒ کی بات کرتے ہیں، ابراہیم نخعیؒ پتا ہے کون ہیں۔ یہ وہ ہے جو کہتا ہے ابو

ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجهه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولیٰ التی یفتتح بهاالصلوة ثم لا یر فعهما فی شیءٍ من الصلوة.

اب طالب الرحمٰن عمل اور روایت کو ایک کر کے دھوکہ دے رہا ہے، امام مالکؒ نے رفع یدین کی جو نفی کی وہ عمل کی کی ہے۔ کہ میں نے کسی کو اس پر عمل کرتے نہیں دیکھا۔

جیسے کوئی یہ کہے کہ میں نے کسی کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، تو کیا اس سے یہ لازم آئے گا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیث کسی نے نقل ہی نہیں کی۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی حدیث نقل تو ہوئی ہے، لیکن اس پر عمل نہیں ہوا، نفی عمل کی ہے نہ کہ روایت کی۔ پھر جس طرح بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی روایت ملنا اور اس پر عمل کا نہ ہونا، اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے زمانہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی، پھر منسوخ ہو گئی۔ اسی طرح رفع یدین کی روایات کا ہونا، لیکن اہل مدینہ کا اس پر عمل نہ کرنا، حتیٰ کہ امام مالکؒ اس کو پہچانتے ہی نہیں کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی رفع یدین ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین یدین منسوخ ہو چکی ہے۔

نیز طالب الرحمٰن نے یہ کہا ہے کہ اس کی روایات زیادہ ہیں حالانکہ عمل کا دار و مدار کثرت روایات پر نہیں ہوتا اور نہ کثرت رواۃ پر ہوتا ہے۔ اگر ایسے ہے تو روزہ کی حالت میں بوسہ لینا آٹھ صحابہ سے مروی ہے چنانچہ امام ترمذیؒ باب باندھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت لا کر آگے فرماتے ہیں، وفی الباب عن عمر بن الخطاب وحفصة وابی سعید و ام سلمة وابن عباس وانس وابی هریرة (ترمذی ج ۱ ص ۱۵۴)

اور صلوۃ فی النعلین آٹھ صحابہ سے مروی ہے۔ امام ترمذی حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں وفی الباب عن عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن ابی حبیبة

ہریرہؓ غیر فقیہ تھے، وائل بن حجرؓ جاہل تھا، بدو تھا، اعرابی تھا، لا یعرف الاسلام اسلام کو

وعبداللہ بن عمرو وعمر بن حریث وشداد بن اوس واوس ثقفی وابی ہریرہ
وعطا رجل من بنی شیبۃ ۔ (ترمذی ص ۹۱ ج ۱) اسی طرح ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی
حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے مسلم ص ۱۹۸ ج ۱، ابو داؤد ص ۹۲ ج ۱، نسائی ص ۱۲۴ ج ۱، ابن ماجہ
ص ۷۳، طحاوی ص ۱۸۵ ج ۱، مسند احمد ص ۲۳۰، ۲۳۹، ۲۶۵ ج ۲، دارمی ص ۱۶۵، دار قطنی
ص ۱۰۵ ج ۱،

اسی طرح حضرت جابرؓ سے مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۱۳ ج ۱، مصنف عبدالرزاق
ص ۳۵۰ ج ۱، مسند احمد ص ۲۹۴ ج ۳،

حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے ابو داؤد ص ۹۲ ج ۱، نسائی ص ۱۲۴ ج ۱، مسند احمد ص ۵۴ ج ۴،
مستدرک حاکم ص ۲۵۰ ج ۱،

حضرت انسؓ سے نسائی ص ۱۲۸ ج ۱، طحاوی، ص ۱۸۶ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ
ص ۳۱۲ ج ۱، مصنف عبدالرزاق ص ۳۵۰ ج ۱،

حضرت ابو سعیدؓ سے ابن ماجہ ص ۷۳، طحاوی ص ۱۸۶ ج ۱، بیہقی ص ۲۳۸ ج ۲، مسلم
ص ۱۹۸ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۳۱۱ ج ۱،

حضرت کیسانؓ سے مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۱۳ ج ۱، مسند احمد ص ۴۱۸ ج ۱،

حضرت ابن عباسؓ سے ابن ابی شیبہ ص ۳۱۱ ج ۱، عبدالرزاق ص ۳۵۰ ج ۱، مسند احمد
ص ۲۵۶، ۳۰۳، ج ۱،

حضرت عائشہؓ سے ابو داؤد ص ۹۲ ج ۱، مسند ابی عوانہ ص ۶۰ ج ۲،

حضرت ام ہانیؓ سے ابن ابی شیبہ ص ۳۱۲ ج ۱، مسند احمد ص ۳۴۶ ج ۶، مسند حمیدی

کا پتا نہیں تھا۔ وائل بن حجرؓ اتنا عظیم صحابی۔ اس کے بارے میں ابراہیم نخعیؒ نے یہ بات کی
ہے۔ اگر آپ نہیں مانتے تو میں حوالہ دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ جو آدمی صحابی کو کہے کہ یہ بدو
تھا(۱)، اعرابی تھا اس کو اسلام کا پتا ہی نہیں تھا، کیا اس کی بات ہم مان لیں؟۔

ایک حدیث نبی کی دکھا دو تم ابراہیم نخعی کو لے آئے ہو۔

ص ۱۵۸ ج ۱،

حضرت عمار بن یاسرؓ سے طحاوی ص ۱۸۶ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۳۱۳ ج ۱،

حضرت طلق بن علیؓ سے ابن ابی شیبہ ص ۳۱۱ ج ۱، مسند احمد ص ۲۲ ج ۴، ابو داؤد ص ۹۲ ج ۱،
طحاوی ص ۱۸۵ ج ۱،

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے عبدالرزاق ص ۳۵۹ ج ۱،

حضرت عمرو بن ابی سلمہؓ سے بخاری ص ۵۲ ج ۱، مسلم ص ۱۹۸، ج ۱، ابو داؤد ص ۹۲ ج ۱،
نسائی ص ۱۲۴ ج ۱، ابن ماجہ ص ۷۳،

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کشف النقاب ص ۳۴۲ ج ۵۔

اب طالب الرحمٰن اور غیر مقلدین کو چاہئے کہ جوتیوں میں نماز پڑھا کریں ایک کپڑے
میں نماز پڑھا کریں کبھی وہ ایک کپڑا صرف جراب ہو، کبھی صرف ٹوپی، کبھی صرف بنیان، کبھی صرف
قمیص۔ اس لئے کہ حدیث میں ثوب واحد کی تعیین نہیں۔ اسی طرح روزے کی حالت میں بیوی
سے بوس وکنار بھی کیا کریں تاکہ کثرت رواۃ پر عمل بھی ہو جائے اور لم تقولون ما لا تفعلون
کا مصداق بھی نہ بنیں۔

(۱)۔ امام ابراہیم نخعیؒ نے حضرت وائل بن حجرؓ کو بدو اور اعرابی جو کہا اس سے معاذ اللہ ان
کی تنقیص مقصود نہیں، ایک جلیل القدر تابعی سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ وہ صحابی رسول ﷺ کی
تنقیص کرے۔ بلکہ حضرت امام ابراہیم نخعی کی مراد یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجرؓ دیہات کے رہنے

والے تھے انہوں نے نبی اقدس ﷺ کی صحبت کو اس قدر نہیں پایا جس قدر دوسرے صحابہ نے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پایا ہے تو تعارض روایات کے وقت اس کی روایت کو زیادہ ترجیح ہوگی جس نے آپ ﷺ کی خدمت میں کثرت سے رہا ہو۔ اس لئے کہ جس صحابی کی نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضری ہی دو مرتبہ ہو ممکن ہے کہ ان کے سامنے نبی اقدس ﷺ کا وہ عمل ہو جو پہلے زمانے کا ہے۔ آخری زمانے کا عمل اس کے سامنے نہ ہو۔ جبکہ نبی اقدس ﷺ کی اس عمل کو لیا جائے گا جو آخری زمانے کا ہوگا۔ امام بخاریؒ نے بھی یہ بات فرمائی ہے۔ (بخاری ص ۹۶) اور ظاہر ہے کہ آخری عمل اسی کے سامنے زیادہ ہوگا جسے کثرت صحبت حاصل ہو۔

افسوس ہے کہ غیر مقلد مناظر جلیل القدر تابعی پر اعتراض کرنے کے لئے اس کی عبارت کو توبگاڑ رہا ہے لیکن اپنے گھر لگی ہوئی آگ نظر نہیں آتی کہ ان کے مولوی وحید الزمان نے پانچ صحابہ کو فاسق لکھا ہے۔ لکھتا ہے

قولہ تعالیٰ ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا نزلت فی ولید بن عقبة و کذالك قولہ تعالیٰ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا و منه یعلم ان من الصحابة من ھو فاسق کالولید و مثله یقال فی حق معاویة و عمرو و مغیرة و سمرة و معنی کون الصحابة عدولاً انھم صدقون فی الروایة لا انھم معصومون۔ (نزل الابرار ص ۹٤ ج ۳)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا قول، ان جاء کم فاسق بنباء فتبینو اولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا اور اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے بعض صحابہ فاسق تھے۔ جیسے ولید اور اسی کی مثل کہا گیا ہے معاویہ اور عمرو اور مغیرہ اور سمرہ کے بارے میں اور صحابہ کے عادل ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ روایت میں سچے ہیں نہ یہ کہ وہ معصوم ہیں۔

معاذ اللہ پانچ صحابہ کو ایک ہی سانس میں فاسق کہہ دیا اور ان کے فسق کو دو آیتوں سے

خلاصہ مناظرہ

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ ایک حدیث صحیح پیش فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو۔ کیونکہ آپ اس جگہ کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ طالب الرحمٰن کے پاس یہ حدیث نہ تھی اور نہ کبھی وہ قیامت تک پیش کر سکتا تھا اس لئے

ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ لیکن طالب الرحمٰن کو اپنے گھر لگی ہوئی یہ آگ نظر نہیں آتی کہ وحید الزمان جس کے صحاح ستہ کے ترجمے یہ لوگ پڑھتے ہیں وہ صحابہ کو کیا کہہ رہا ہے۔ یہ وحید الزمان کو چھوڑ کر جلیل القدر تابعی امام ابراھیم نخعی کے کپڑے اتارنے پر تلا ہوا ہے۔

مولوی طالب الرحمٰن کا یہ اعتراض بھی بے جا ہے کہ امام ابراہیم نخعیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو غیر فقیہ کہا ہے، اس کا جواب سمجھنے سے قبل یہ سمجھیں کہ یہاں فقیہ سے مراد مجتہد ہے۔ صحابہؓ میں چند صحابہ فقیہ تھے، باقی غیر مجتہد تھے۔ کل صحابہ جو مجتہد تھے ان کی کل تعداد ۱۵۱ ہے، ان میں سے سات کثیر الفتاویٰ تھے اور بیس متوسطین تھے اور باقی ۱۲۴ قلیل الفتاویٰ تھے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں اس کو اس تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

المکثرون من الفتیا.

والذین حفظت عنھم الفتویٰ من اصحاب رسول اللہ ﷺ مائة و نیف و ثلاثون نفساً، مابین رجل و امرأة، و کان المکثرون منھم سبعة عمر بن الخطاب، و علی ابن ابی طالب، و عبداللہ ابن مسعود، و عائشه ام المؤمنین، و زید بن ثابت، و عبد اللہ ابن عباس، و عبد اللہ ابن عمر ؓ.

اس موضوع سے بھی فرار اختیار کرنے کے لئے شور مچانے لگا کہ

قال ابو محمد بن حزم. ویمکن ان یجمع من فتوی کل واحد منهم سفر ضخم.

قال وقد جمع ابو بکر محمد بن موسی بن یعقوب ابن امیر المؤمنین المأمون فتیا عبدالله ابن عباس رضی الله عنهما فی عشرین کتاباً.

وابوبکر محمد المذکور احد أئمةالاسلام فی العلم والحدیث.

المطوسطون فی الفتیا.

قال ابو محمد.

والمطوسطون منهم فیما روی عنهم من الفتیا. ابو بکر الصدیق وام سلمه، وانس بن مالک، وابو سعید الخدری، وابو هریرة، وعثمان ابن عفان، وعبدالله بن عمرو بن العاص، وعبداللّٰہبن زبیر، وابو موسی الاشعری، وسعد بن ابی وقاص، وسلمان الفارسی، وجابر بن عبدالله، ومعاذ بن جبل. فهو لاء ثلاثة عشر یمکن ان یجمع من فتیا کل واحد منهم جزء صغیرا جداً، ویضاف الیهم. طلحة وزبیر، وعبدالرحمن بن عوف، وعمران بن حصین، وابوبکرة، وعبادة بن الصامت، ومعاویة بن ابی

''وتر میں اور عیدین میں تم جو رفع یدین کرتے ہو۔ اس پر بھی مناظرہ کریں گے۔ ورنہ تم

سفیان. ﷺ

المقلون من الفتیا.

الباقون منهم مقلون فی الفتیا، لا یروی عن الواحد منهم الا المسألة، والمسألتان، والزیادة الیسیرة علی ذالک، یمکن ان یجمع من فتیا جمیعهم جزء صغیر فقط بعد التقصی والبحث، وهم. ابو الدرداء، وابو الیسر، وابو سلمة المخزومی، وابوعبیدة بن الجراح، وسعید بن زید، والحسن والحسین ابنا علی، والنعمان ابن بشیر، وابو مسعود، وابی بن کعب، وابو ایوب، وابو طلحة، وابو ذر، وام عطیة، وصفیة ام المؤمنین، وحفصة وام حبیبة، و اسامة بن زید، وجعفر ابی طالب، والبراء بن عازب، وقرظة بن کعب، ونافع اخو ابی بکرة لامه، والمقداد بن الاسودؓ وابو السنابل، والجارود، والعبدی، ولیلی بنت قائف، وابو مخذورة، وابو شریح الکعبی، وابو برزة الاسلمی، واسماء بنت ابی بکر، وام شریک، والخولاء بنت تویت، واسید بن الحضیر، والضحاک ابن قیس، وحبیب بن مسلمة، وعبدالله بن انیس، وحذیفة بن الیمان، وثمامة بن اثال، وعمار بن یاسر

یہ حدیث ہم سے نہ پوچھو"۔

وعمرو بن العاص،وابو الغادية السلمي،وام الدرداء
الكبرى،والضحاك بن خليفة المأزني،والحكم بن عمرو
الغفاري،ووابصة ابن معبد الاسدي،وعبدالله بن جعفر
البرمكي،وعوف بن مالك،وعدي بن حاتم،وعبدالله بن
ابي اوفى،وعبدالله بن سلام،وعمرو بن عبسة،وعتاب ابن
اسيد،وعثمان بن ابي العاص،وعبدالله بن
سرجس،وعبداللہ بن رواحة،وعقيل بن ابي طالب،وعائذ بن
عمرو،وابو قتادة عبدالله بن معمر العدوي،وعمي بن
سعلة،وعبداللہ بن ابي بكر الصديق،وعبدالرحمن
اخوه،وعاتكه بنت زيد بن عمرو،وعبدالله بن عوف
الزهري،وسعد بن معاذ،وسعد ابن عبادة،وابو منيب،وقيس
بن سعد،وعبدالرحمن بن سعد،وعبدالرحمن بن
سهل،وسمرة بن جندب،وسهل بن سعد الساعدي،وعمرو
بن مقرن،وسويد بن مقرن،ومعاوية بن الحكم،وسهلة بنت
سهيل،وابوحذيفة بن عتبة،وسلمة بن الاكوع،وزيد بن
ارقم،وجرير بن عبدالله البجلي،وجابر بن سلمة،وجويرية ام
المؤمنين،وحسان بن ثابت،وحبيب بن عدي،وقدامة ابن
مظعون،وعثمان بن مظعون،وميمونة ام المؤمنين،ومالك

مولانا محمدامین صفدر صاحبؒ۔

بن الحويرث،وابو امامة الباهلي،ومحمد بن
مسلمة،وخباب بن الارت،وخالد بن الوليد،وضمرة بن
الفيض،وطارق بن شهاب،وظهير بن رافع،ورافع بن
خديج،وسيلة نساء العالمين فاطمة بنت رسول
اللهﷺ،وفاطمة بنت قيس،وهشام بن حكيم بن
حزام،وابوه حكيم بن حزام،وشرحبيل بن السمط،وام
سلمة،ودحية بن خليفة الكلبي،وثابت بن قيس
الشماس،وثوبان مولى رسول اللهﷺ،والمغيرة بن
شعبة،وبريدة بن الخصيب الاسلمي،ورويفع بن ثابت،وابو
حميد،وابو اسيد،وفضالة بن عبيد،وابو محمد روينا عنه
وجوب الوتر،قلت ابو محمدهو مسعود بن اوس
الانصاري،نجاري بدري،وزينب بنت ام سلمة،وعتبة بن
مسعود،وبلال المؤذن،وعروة بن الحارث،وسياه بن روح
او روح بن سياه،وابو سعيد بن المعلى،والعباس بن
عبدالمطلب،وبشر بن ارطاة،وصهيب بن سنان،وام
ايمن،وام يوسف،والغامدية،وماعذ،وابو عبدالله
البصري.رضی اللہ عنہم

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے غیر مقلد عالم محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں۔

آپ یہ حدیث تو دکھادیں پھراس مناظرہ کے بعد یہیں پر آپ وتر اور عیدین کی زا[illegible]

ان میں بعض وہ بھی تھے جنہوں نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا اور بعضوں نے کم اور بعضوں نے درمیانہ، جن کے فتاوی محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ اوپر ہی ہے ان میں سے بھی کثرت سے فتوے دینے والے سات بزرگ ہیں۔

عمر بن خطاب، وعلی ابن ابی طالب، وعبداللہ ابن مسعود، وام المؤمنین عائشہ، وزید بن ثابت، وعبداللہ ابن عباس، وعبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام محمد بن حزم فرماتے ہیں۔

ان میں سے ایک ایک کے فتوے اگر الگ الگ جمع کئے جائیں تو ایک ایک بڑی ساری کتاب بن سکتی ہے۔ بلکہ امام ابوبکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المؤمنین مأمون نے صرف حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کے فتاوے بیس کتابوں میں جمع کئے ہیں۔ اور امام ابوبکر کوئی معمولی درجے کے آدمی نہیں تھے بلکہ آئمہ اسلام میں سے ایک ہیں علوم میں مسلمانوں کے پیشوا ہیں خصوصاً علم حدیث میں رحمۃ اللہ علیہ۔

جو صحابہ فتوے دینے میں درمیانے ہیں ان کے نام امام محمد نے یہ بتائے ہیں۔

ابو بکر صدیق، ام سلمہ، انس بن مالک، ابو سعید خدری، ابو ہریرہ، وعثمان ابن عفان، وعبداللہ بن عمرو بن عاص، وعبداللہ بن زبیر، وابو موسی اشعری، وسعد بن ابی وقاص، وسلمان فارسی، وجابر بن عبداللہ، ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان بزرگوں میں سے بھی اگر ایک ایک کے فتوے الگ الگ جمع کئے جائیں تو ایک ایک چھوٹی سی کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ انہی کے ساتھ ان بزرگوں کے نام بھی بڑھائے جاسکتے ہیں۔

طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، عمران بن حصین، وابوبکرۃ، وعبادۃ بن صامت، ومعاویۃ بن ابی سفیان۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

[illegible]وں کی رفع یدین کی منع کی حدیث دکھادیں گے، تو ہم اس سے بھی رک جائیں گے، اور اگر کوئی زیادہ شوق ہے تو ابھی یہ دونوں حدیثیں سنادیں۔

باقی کے اور حضرات کے فتاویٰ بہت ہی کم ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض کے تو صرف دو ایک مسائل میں ہی فتوے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ اگر ان سب کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ممکن ہے کوئی چھوٹی سی کتاب تیار ہو جائے اور وہ بھی پوری تلاش وتفتیش کے بعد۔ ان کے نام ملاحظہ ہوں۔

ابو الدرداء، ابوالیسر، ابوسلمۃ مخزومی، ابوعبیدۃ بن جراح، سعید بن زید، حسن بن علی حسین ابن علی، نعمان بن بشیر، ابومسعود، ابی بن کعب، ابو ایوب، ابوطلحۃ، ابو ذر، ام عطیۃ، ام المؤمنین صفیۃ، حفصۃ، ام حبیبۃ، اسامۃ بن زید، جعفر ابی طالب، البراء بن عازب، قرظۃ بن کعب، نافع ابوبکرہ کے سوتیلے بھائی، المقداد بن اسود، ابوالسنابل، جارود عبدی، لیلی بنت قانف، ابومحذورۃ، ابو شریح کعبی، ابو برزۃ اسلمی، اسماء بنت ابی بکر، ام شریک، خولاء بنت تویت، اسید بن حضیر، ضحاک ابن قیس، حبیب بن مسلمۃ، عبداللہ بن انیس، حذیفۃ بن یمان، ثمامۃ بن اثال، عمار بن یاسر، عمرو بن العاص، ابو الغادیۃ سلمی، وام درداء کبری، وضحاک بن خلیفۃ مأزنی، حکم بن عمرو غفاری، ابصۃ ابن معبد اسدی، عبداللہ بن جعفر برکی، عوف بن مالک، عدی بن حاتم، عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن سلام، عمرو بن عبسۃ، عتاب ابن اسید، عثمان بن ابی عاص، عبداللہ بن سرجس، عبداللہ بن رواحۃ، عقیل بن ابی طالب، عائذ بن عمرو، ابوقتادۃ عبداللہ بن معمر عدوی، عمی بن سعد، عبداللہ بن ابی بکر صدیق، ان کے بھائی عبدالرحمٰن، عاتکہ بنت زید بن عمرو، عبداللہ بن عوف زہری، سعد بن معاذ، سعد بن عبادۃ، ابو منیب، قیس بن سعد، عبدالرحمٰن بن سعد، عبدالرحمٰن بن سہل، سمرۃ بن جندب، سہل بن سعد ساعدی، عمرو بن مقرن، سوید بن مقرن، معاویۃ بن حکم، سہلۃ بنت سہیل، ابوحذیفۃ بن عتبۃ، سلمۃ بن اکوع، زید بن ارقم، وجریر بن عبداللہ بجلی، جابر بن

مگر طالب الرحمٰن صاحب پر موت کا سا سکتہ طاری تھا نہ اسے دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے منع کی حدیث ملتی تھی اور نہ ہی وتر اور عیدین کی زائد تکبیرات میں منع کی حدیث ملتی تھی۔

طالب الرحمن۔

دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے نہ منع کی حدیث ہے، نہ ترک کی ہم اس لئے نہیں کرتے کہ اس جگہ رفع یدین ثابت ہی نہیں۔ آپ ہم سے منع یا ترک کی حدیث کیوں مانگتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرنا نہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے نہ ہی دوام کسی خلیفہ راشد سے، نہ ہی عشرہ

سلمۃ، جویریۃ ام المؤمنین، حسان بن ثابت، حبیب بن عدی، قدامۃ ابن مظعون، عثمان بن مظعون، میمونۃ ام المؤمنین، مالک بن حویرث، ابوامامۃ باہلی، محمد بن مسلمۃ، خباب بن ارت، خالد بن ولید، وضمرۃ بن فیض، طارق بن شہاب، ظہیر بن رافع، ورافع بن خدیج، سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ بنت رسول اللہ ﷺ، فاطمۃ بنت قیس، ھشام بن حکیم بن حزام، اور ان کے والد حکیم بن حزام، شرحبیل بن سمط، ام سلمۃ، دحیۃ بن خلیفۃ کلبی، ثابت بن قیس شماس، ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ، مغیرۃ بن شعبۃ، بریدۃ بن خصیب اسلمی، رویفع بن ثابت، ابو حمید، ابو اسید، فضالۃ بن عبید، ابو محمد جن سے وتر کے وجوب کی روایت ہے۔ ان کا نام مسعود بن اوس انصاری ہے بخاری ہیں بدری ہیں، زینب بنت ام سلمہ، عقبۃ بن مسعود، بلال مؤذن، عروۃ بن حارث، سباہ بن روح یا روح بن سباہ، ابو سعید معلّی، عباس بن عبدالمطلب، بشر بن ارطاۃ، صہیب بن سنان، ام ایمن، ام یوسف، غامدیۃ، ماعز، ابو عبداللہ بصری رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عشرہ سے، نہ اکابر صحابہ ؓ میں سے کسی اور سے۔ آپ بھی اس دوام کا ثبوت دیں آپ کو منع یا ترک کی حدیث کا مطالبہ کرنے کا کیا حق ہے۔

طالب الرحمن۔

ہم ان تین جگہوں پر رفع یدین کرنے کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اس کے بغیر نماز خلاف سنت ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ سنت مؤکدہ کا حکم ہی کسی حدیث سے دکھا دیں۔ آپ یہ بھی قیامت تک کسی حدیث سے نہ دکھا سکیں گے۔

طالب الرحمن۔

حدیث میں تو سنت مؤکدہ کیا مستحب ہونے کا حکم بھی نہیں، لیکن آپ بھی تو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کو سنت کہتے ہیں وہ کس حدیث میں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہم تو قرآن حدیث کے ساتھ اجماع امت کو بھی دلیل مانتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اس رفع یدین کا ثبوت احادیث متواترہ قدر مشترک سے ہے، اور اس کے سنت ہونے پر آئمہ مجتہدین کا اجماع ہے۔ آپ بھی اعلان کریں کہ آج تک ہم جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ ہم صرف قرآن حدیث کو مانتے ہیں، آج ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم قرآن حدیث کے علاوہ اجماع کو بھی مانتے ہیں اور رکوع وغیرہ کی رفع یدین کا سنت مؤکدہ ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے، اور نہ حدیث سے صرف آئمہ مجتہدین کے اجماع سے ثابت ہے اور وہی دکھا دیں۔

طالب الرحمن۔

یہ سنت مؤکدہ کا حکم نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ ہی اس پر آئمہ مجتہدین کا اجماع

ہے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ رفع یدین کرتے تھے اور آپ کا ہر کام سنت مؤکدہ ہی ہوتا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ ہی آپ قرآن یا حدیث میں دکھادیں کہ آپ ﷺ کا ہر کام سنت مؤکدہ ہی ہوتا ہے نام اہل حدیث بات ایک بھی حدیث میں نہیں۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

یا حدیث پیش کریں یا نام اہل حدیث کو بدنام نہ کریں۔

اگر آپ ﷺ کا ہر کام سنت مؤکدہ ہی ہوتا ہے، تو آپ ﷺ اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری ص ۷۴ ج ۱)۔

آپ ﷺ اپنی حائضہ بیوی کی گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھا کرتے تھے (بخاری ص ۴۴ ج ۱)

آپ ﷺ اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت فرمایا کرتے تھے (بخاری ص ۴۴ ج ۱)

آپ ﷺ حالت جنابت میں سوجایا کرتے تھے (بخاری ۴۲ ج ۱)

آپ ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے بوس وکنار اور مباشرت فرمایا کرتے تھے (بخاری ص ۲۵۸ ج ۱)

کیا یہ سب آپ ﷺ کے کام سنت مؤکدہ ہی ہیں۔

کیا ان کاموں کو نہ کرنے والا اہل سنت سے خارج ہے۔ آپ جو ان کاموں کو سنت مؤکدہ نہیں کہتے کیا ان کاموں کے منع یا ترک کی احادیث آپ کو مل گئی ہیں۔

طالب الرحمن۔

نہ یہ کام سنت مؤکدہ ہیں اور نہ ہی ان کا تارک اہل سنت سے خارج ہے نہ ہی یہ منع ہیں۔ جائز تو ہیں چونکہ آنحضرت ﷺ یہ کام کبھی کبھار کیا کرتے تھے ہمیشہ نہیں کرتے تھے، اس لئے یہ سنت مؤکدہ نہیں۔ چلئے آپ رفع یدین کا اتنا ثبوت تو مان ہی گئے کہ جس طرح

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھی تھی آپ نے ایک دفعہ تو زندگی میں رفع یدین کی ہی تھی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ماشاء اللہ اب تک تو آپ کہہ رہے تھے کہ آپ نے ایک نماز بھی ساری زندگی میں بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی، اور اب فرما رہے ہیں کہ ساری زندگی میں ایک ہی نماز رفع یدین کے ساتھ پڑھی ہے۔ تو اب سنت کیسے ہوئی۔ عوام کو دھوکہ نہ دیں بات کو سمجھنے دیں، حدیث کی کتابوں اور حدیث کی مختلف اقسام ہوتی ہیں

مثلاً۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے۔ یہ عمل آپ ﷺ سے شروع ہو کر پوری امت میں پھیل گیا، جہاں بھی مسلمان وضو کرتے ہیں وہ کلی کرتے ہیں، اس کو سنت سمجھتے ہیں، اور اس کے چھوڑنے کو ترک سنت سمجھتے ہیں۔

تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کی بالکل یہی حیثیت ہے وہ آپ ﷺ سے شروع ہوئی اور تواتر کے ساتھ امت میں پھیل گئی۔ سب مسلمان اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور اس بات کے چھوڑنے کو ترک سنت سمجھتے ہیں۔ آپ نے کسی حدیث کی کتاب میں ایسا جملہ نہیں پڑھا ہوگا کہ کسی راوی نے یہ کہا ہو کہ میں نے کبھی کسی کو وضو میں کلی کرتے نہیں دیکھا، یا کسی علاقے کے مسلمان تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔

اس کے برعکس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ وضو کے بعد بیوی سے بوس وکنار فرمایا کرتے تھے، لیکن آپ کسی مسلمان کا نام نہیں پیش کرسکتے کہ وہ وضو میں کلی کی طرح وضو کے بعد بوسہ لینے کو بھی وضو کی سنتوں میں سمجھتا ہو۔ اور وضو کے بعد بوسہ نہ لینے والے کو سنت کا تارک جان کر اس کو چیلنج بازی کرتا ہو کہ اس کا وضو نہیں ہوا۔ یہ وضو باطل ہے۔ یا اس کا ترجمہ یوں کرتا ہو کہ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں ایک بھی وضو ایسا نہیں کیا جس کے بعد بوسہ نہ لیا ہو۔ اور یوں چیلنج کرتا ہو کہ آپ ایک صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث ایسی پیش کردیں کہ آنحضرت

ﷺ نے وضو فرمایا اور بیوی کے موجود ہوتے ہوئے بیوی کا بوسہ لئے بغیر نماز پڑھ لی ہو تو [illegible]
پچاس ہزار روپیہ انعام دیتے ہیں۔

اور مثال سنیں اور توجہ فرمائیں حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں رکوع
سجدہ میں ذکر پڑھتے تھے یہ عمل پوری امت میں متواتر ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ
آپ ﷺ اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے، لیکن امت کا متواتر عمل یہی ہے کہ وہ نماز نواسی کو
اٹھائے بغیر پڑھتے ہیں۔ آپ یہ تو نہیں کہ سکتے کہ فلاں شہر کے لوگ رکوع سجدہ میں ذکر کرنے کو
کجا جانتے بھی نہیں، لیکن آپ یہ کہ سکتے ہیں کہ میں جانتا بھی نہیں کہ اس شہر میں کوئی آدمی [illegible]
نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھتا ہو۔

اور عام امت کو تارک سنت اور بے نماز کہتا ہو اور چیلنج دیتا ہو کہ کوئی شخص صریح حدیث
سے ثابت کردے کہ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں ایک نماز بھی نواسی کو اٹھائے بغیر پڑھی
ہو تو میں پچاس ہزار روپے انعام دوں گا۔

امام مالکؒ مدینہ منورہ میں ہوئے پیدائش ۹۳ھ اور وفات ۱۷۹ھ یہ شہر وہ شہر ہے جہاں
پوری اسلامی دنیا سے لوگ روضہ پاک کی زیارت کے لئے حاضری دیتے ہیں، اور یہ زمانہ خیر
القرون کا ہے، تابعین بکثرت موجود ہیں۔ تبع تابعین ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ امام مالکؒ یہ تو
کہیں نہیں فرماتے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں پہچانتا جو وضو میں کلی کرتا ہو، یہ تو نہیں فرماتے میں
کسی ایسے شخص کو نہیں پہچانتا جو رکوع سجدہ میں تسبیح نہ پڑھتا ہو، مگر یہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے شخص کو
نہیں پہچانتا جو نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتا ہو (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

یہ مکہ مکرمہ ہے، صحابہ اور تابعین کا دور ہے۔ مکہ کا رہنے والا شخص میمون مکی ایک شخص کو رفع
یدین کرتے دیکھتا ہے اور کہتا ہے لم ار احد یصلیھا (ابوداؤد) ایسی رفع یدین والی نماز
پڑھتے تو میں نے پہلے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ یہی مکہ شریف ہے، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ
ہے۔ یمن سے ایک شخص عبداللہ بن طاؤس حج کرنے کے لئے آتا ہے اور رفع یدین کرتا ہے، اور

نضر بن کثیر سعدی فرماتے ہیں فانکرت ذالک کہ میں مکہ میں ایسی نماز کو پہچانتا بھی نہیں۔
جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر فرمایا تھا، قوم منکرون کہ میں ان
لوگوں کو جانتا پہچانتا نہیں۔

امام وہب بن خالد اس کو فرماتے ہیں تو نے نماز میں ایسا کام کیا ہے کہ میں نے کبھی کسی کو
کرتے نہیں دیکھا (نسائی)۔

دوپہر کے سورج کی طرح یہ بات ثابت ہوئی کہ خیر القرون میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ
میں جو نماز تواتر کے ساتھ پڑھی جاتی تھی وہ نماز بغیر رفع یدین کے تھی۔ رفع یدین والی نماز کو وہ
لوگ جانتے بھی نہ تھے، یقیناً خیر القرون کے لوگوں میں سنت کی محبت ہم سے زیادہ تھی۔ مگر کسی نے
امام مالکؒ یا میمون مکیؒ یا نضر بن کثیر السعدیؒ نہ وہیب بن خالدؒ کو یہ چیلنج نہ دیا تھا کہ تمام مکہ اور مدینہ
والوں کی نمازیں باطل ہیں۔ معاذ اللہ یہ مرتدوں والی نمازیں ہیں۔

جو شخص یہ ثابت کردے کہ آنحضرت ﷺ نے زندگی میں ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے
پڑھی ہو ہم تین لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ اور اس زمانے میں اگر کوئی غیر مقلد ہوتا تو امام مالکؒ
سے تو ضرور کہتا کہ آپ نے رفع یدین کی حدیث موطا میں لکھی ہے، اے امام مالکؒ اور اے مدینہ
کے رہنے والو سارے مل کر رفع یدین کے منسوخ ہونے کی حدیث دکھا دو تو پانچ لاکھ روپیہ انعام
لے لو۔

کیا کوئی ایسی شرارت اور فتنہ پردازی کا ایک حوالہ بھی خیر القرون میں دکھا سکتے ہیں؟۔

طالب الرحمٰن صاحب آپ یہ تو ثابت نہیں کر سکے کہ آنحضرت ﷺ یا خلفائے راشدین
یا عشرہ مبشرہ میں سے کسی نے ہمیشہ رفع یدین کی ہو یا یہ فرمایا ہو کہ اس رفع یدین کے نہ کرنے
والوں کی نماز باطل ہے۔ تو اب صحاح ستہ میں سے کسی کتاب سے یہی دکھا دو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ
منورہ کے تمام صحابہ، تابعین اور تبع تابعین ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے اور نہ کرنے والے کی نماز کو
باطل کہتے تھے۔

طالب الرحمٰن صاحب اور واجد صاحب یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بیوی سے حالت حیض میں مباشرت فرمایا کرتے تھے۔

کان یباشرنی وانا حائض (بخاری

ص ۴۴ ج ۱، مسلم ص ۱۴۱ ج ۱)

مگر آپ اور آپ کی جماعت حیض میں مباشرت کرنے کو سنت مؤکدہ نہیں سمجھتی۔ اور اگر کوئی حیض میں مباشرت نہ کرے تو اس کو مرتد نہیں کہتی۔ اس کے خلاف کوئی اشتہار یا کوئی چیلنج بازی نہیں کرتی، کیا آپ اس متفق علیہ حدیث کے مقابلے میں کوئی ایک ہی متفق علیہ حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آخری عمر میں حالت حیض میں مباشرت منع فرما دی تھی یا ترک فرما دی تھی، یا آپ متفق علیہ حدیث سے صراحۃً دکھا سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پوری زندگی میں صرف ایک دن حائضہ بیوی سے مباشرت ترک فرمائی ہو۔

صرف ایک اور صرف ایک متفق علیہ حدیث لاؤ۔ طالب الرحمٰن صاحب اور واجد صاحب یہ تو آپ مانتے ہیں کہ متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات بھی روزہ سے ہوتے تھے اور آپ ﷺ ازواج مطہرات سے مباشرت فرمایا کرتے تھے۔

مگر آپ یہ نہیں کہتے کہ اس متفق علیہ حدیث کو سننے کے بعد بھی اگر کوئی شخص روزہ میں مباشرت کو سنت مؤکدہ نہ سمجھے اور ایک روزہ بھی بغیر مباشرت کے رکھے تو اس کا وہ روزہ باطل ہے، وہ آدمی مرتد ہے۔ تو کیا آپ اس متفق علیہ حدیث کے مقابلے میں ایک متفق علیہ حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں ایک روزہ بھی ایسا رکھا ہو جس میں بیوی سے مباشرت نہ کی ہو۔

طالب الرحمٰن نے پورے مناظرہ میں ان میں سے کوئی ایک مطالبہ بھی پورا نہ کیا۔ اور ثالث صاحب نے بھی ان کو مطالبہ پورا کرنے پر مجبور نہ کیا۔ کیونکہ جب سامعین میں سے کوئی ساتھی طالب الرحمٰن کو کہتا کہ یہ مطالبہ پورا کرو اس کے ساتھی شور مچانا شروع کر دیتے کہ اس کو باہر

نکالو۔ یہ کیوں طالب الرحمٰن صاحب سے حدیث کا مطالبہ کر رہا ہے۔ جس سے ثالث صاحب اور سامعین کو یقین ہو جاتا کہ نہ صرف غیر مقلد مناظر بلکہ اس کے ساتھیوں کو بھی پورا یقین ہے کہ طالب الرحمٰن صاحب یہ حدیثیں پیش نہیں کر سکتے۔ اس لئے شور کر کے جان چھڑاتے ہیں۔ اب بھی طالب الرحمٰن صاحب میں ہمت ہے تو وہ حدیثیں شائع کر کے قرض اتاریں۔

طالب الرحمن۔

بس تم ایک حدیث پیش کرو کہ رسول اقدس ﷺ نے ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے پڑھی ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

میں نے کہا کہ تم دوام رفع یدین حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے ہاں میں ترک رفع یدین احادیث صحیحہ اور امت کے عملی تواتر سے ثابت کرتا ہوں۔

(چنانچہ مولانا محمد امین صفدر نے ایک حدیث مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲ سے ایک ابو عوانہ ص ۹۰ ج ۲ سے پیش کی کہ آنحضرت ﷺ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اور موطا امام محمدؒ سے ثابت کیا کہ رفع یدین کے مرکزی راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ خود نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ نہ ہی حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

اور امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ میں نے (صحابہ و تابعین) میں سے کسی کو نہ رفع یدین کرتے دیکھا اور نہ سنا، جس سے صاف ثابت ہوا کہ خیر القرون کی متواتر نماز جو صحابہ و تابعین میں رائج تھی وہ بغیر رفع یدین والی تھی۔

طالب الرحمٰن صاحب نے موطا امام محمد کی روایت پر تو بے دلیل جرح کی حالانکہ جن روایات کی تائید عملی تواتر سے ان کی سندوں پر جرح کرنا اصول حدیث میں جائز ہی نہیں، پھر جرح

جب تک مفسر نہ ہو قابل قبول ہی نہیں، ویسے ہی کوئی بلا دلیل عدالت میں کھڑا ہو کر جھوٹا کہہ دے تو عدالت کب مانے گی، جب تک اس کا جھوٹا ہونا عدالت میں ثابت نہ کر دے۔

طالب الرحمٰن صاحب کی بڑی جرأت تھی کہ جو راوی تابعی یا تبع تابعی تھے جن راویوں سے امام محمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ جیسے مجتہدین نے استدلال کیا، جو ضعیف راویوں سے استدلال ہی نہیں کرتے۔ جن راویوں کی روایات کو عملی تواتر کی تائید حاصل تھی۔ ان پر بغیر سبب جرح بیان کئے بے دلیل ان کو ضعیف کہا ہے۔

متواترات کا انکار تو کھلے منکر حدیث بھی نہ کرتے تھے، مگر طالب الرحمٰن صاحب اور اس کے ساتھی اس کھلے انکار حدیث پر فخر کر رہے تھے۔

اب بھی طالب الرحمٰن ہمت کرے قرآن اور حدیث سے تو وہ یہ اصول پیش نہیں کر سکتا کم از کم اجماع امت سے ہی کوئی ایسا اصول دکھا دے کہ جن روایات کو تواتر عملی کی تائید حاصل ہو ان کی سندوں پر جرح جائز ہے اور جن راویوں سے مجتہدین نے استدلال کیا ہو ان پر بعد والے مجتہدین کی بے دلیل جرح مؤثر ہے۔

تابعین اور تبع تابعین جن کی روایات تابعی اور تبع تابعی فقہاء نے قبول کیا ہو بعد کے لوگ ان پر بے دلیل غیر مفسر جرح کریں تو ان کی روایات مردود قرار پاتی ہیں، جب تک ان اصولوں کو طالب الرحمٰن صاحب قرآن یا حدیث یا اجماع سے ثابت نہ کر دے اس کا اس جرأت سے انکار حدیث بہت بڑا گناہ ہے۔

اور مسند حمیدی والی حدیث کے انکار کا یہ بہانہ بنایا کہ اس حدیث میں حنفیوں نے رفع یدین نہ کرنے کے الفاظ (فلا یرفع یدیه) خود شامل کر لئے ہیں تحریف کر دی ہے۔

حالانکہ یہ کتاب کئی سالوں سے چھپ کر مکہ مدینہ دنیا کے ہر ملک میں فروخت ہو رہی ہے، اس کا قلمی نسخہ خود پاکستان میں کندیاں شریف میں موجود ہے اس میں یہی الفاظ موجود ہیں۔ مگر ضد بری بلا ہے، غیر مقلدوں کو یہی دکھ ہے کہ جب ہم دوام رفع یدین حدیث سے ثابت

نہیں کر سکتے تو ترک رفع یدین کی حدیث کیوں ثابت ہو رہی ہے۔

اور ابوعوانہ کی حدیث کا ترجمہ غلط کیا، ہم نے غتر بود کرنا محاورہ تو پڑھا تھا لیکن نبی پاک ﷺ کی حدیث کو غتر بود کرنا آج طالب الرحمٰن سے دیکھا۔

طالب الرحمٰن صاحب کہتے تھے کہ اس حدیث میں رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کا ثبوت ہے اور امین صاحب کہتے تھے کہ اس میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے۔ آخر ثالث صاحب نے کہا کہ اب مناظرہ یہیں ختم کر دو میں اس حدیث کا ترجمہ کسی پروفیسر سے کرواؤں گا، وہ بھی کسی دوسرے شہر سے جہاں اس مناظرے کا پتا بھی نہ ہو پھر فیصلہ لکھوں گا۔

منصف کا فیصلہ

اس مناظرے کے دونوں اطراف (اہل حدیث اور اہل سنت والجماعت) کے متفقہ منصف جناب رانا محمد اسلم صاحب (پروفیسر) عبدالواحد ندیم صاحب رحمانی اورینٹل کالج لودھی کالونی ملتان کے ترجمہ کی روشنی میں یہ فیصلہ صادر کرتا ہے، کہ مذکورہ حدیث کا ترجمہ جو اہل سنت والجماعت کے عالم مولانا محمد امین صفدر صاحب نے کیا تھا وہ درست ہے اور جو ترجمہ اہل حدیث کے مولانا طالب الرحمٰن نے کیا تھا وہ قطعاً غلط ہے۔

اور میں یہ فیصلہ صادر کرتا ہوں کہ اہل حدیث کی طرف سے جو قبل از مناظرہ گاؤں میں کہا جاتا تھا کہ اہل سنت والوں کی نماز چونکہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کے بغیر ہے یہ غلط، خلاف سنت اور مرتدوں والی نماز ہے یہ غلط ثابت ہوا، بلکہ اہل سنت والجماعت والوں کی نماز سنت کے مطابق ہے۔

دستخط متفقہ منصف

رانا محمد اسلم صاحب

دستخط معاون مناظرہ

چوہدری عبدالوحید صاحب

مباحثہ

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین سے اختلاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین سے اختلاف۔

ایک دن تقریباً ۲۵ آدمی آئے جن میں تین مولوی صاحبان تھے، ایک مولوی صاحب اہل سنت والجماعت تھے اور دو غیر مقلد۔ ایک آدمی نے اپنی بات یوں شروع کی کہ ہم سب ایک مل میں کام کرتے ہیں۔ یہ سنی مولوی صاحب ہمارے امام مسجد ہیں اور یہ دونوں غیر مقلد مولوی صاحبان ہمارے ساتھ مل ملازم ہیں۔ ہم سب کلرک قسم کے ملازم ہیں۔ ہم پہلے پابندی سے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہم ایک ایک دو دو کر کے تبلیغی جماعت میں جانے لگے اور الحمدللہ نماز کے پابند ہو گئے۔

لیکن اب پریشانی یہ ہے کہ یہ دونوں (غیر مقلد) مولوی صاحبان روزانہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہماری نماز نہیں ہوتی۔ کبھی کوئی کتاب لے آتے ہیں، کبھی کوئی اشتہار۔

آخر بات یہاں تک پہنچی کہ کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن ایک بہت بڑا دینی بین الاقوامی مدرسہ ہے۔ یہ دونوں حضرات یہ کہتے تھے کہ وہاں چلو ہم بھی وہاں چلتے ہیں آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے بڑے بڑے علماء بھی جواب دینے سے عاجز ہیں۔ جب وہ

بھی جواب نہ دے سکے تو آپ کو اہلحدیث ہونا پڑے گا۔اس لئے دیانتداری سے یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ اگر آج ان مسائل کو صاف نہ کیا گیا تو ہم یہیں بیٹھ کر اہلحدیث ہونے کا اعلان کریں گے اور مٹھائی تقسیم کریں گے۔اس لئے آپ صحیح صحیح بات ہمیں سمجھائیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ سب لوگ ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں۔آپ کے دفتر میں کوئی قادیانی، کوئی رافضی، کوئی منکر حدیث ہیں اور کچھ لوگ بے نماز بھی ہیں۔

متکلم۔

جی ہاں کیوں نہیں سرکاری دفاتر میں تو ہر قسم کے لوگ ہوتے ہی ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ان دونوں غیر مقلد حضرات نے کبھی ان سے بحث وتکرار کی، کسی قادیانی، یا رافضی یا منکر حدیث کو کوئی کتاب یا اشتہار دیا۔یا ان کو بھی آپ کی طرح مجبور کیا کہ اپنے مرکز میں ہمیں لے چلو بات کرواؤ اور اہلحدیث ہونے کا اعلان کرو۔

متکلم۔

جی بالکل نہیں ایک دن بھی کبھی ان سے نہیں الجھے یہ تو صرف ہمیں ہی روزانہ تنگ کرتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ان میں سے کتنے لوگ قادیانی بن چکے ہیں، کتنے ہی منکر حدیث بن چکے ہیں اگر ان کے دل میں رسول اقدس ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کی سنت کی محبت ہوتی تو یہ لوگ ان پر محنت کرتے ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کی عظمت بٹھاتے۔آپ ﷺ کی سنت کی محبت پیدا کرتے۔

انہوں نے نہ کسی قادیانی کو اہلحدیث بنایا، نہ کسی رافضی کو، نہ کسی منکر حدیث کو، اگر ان پر محنت کی ہو اور ان کو اہلحدیث بنایا ہو تو ذرا ان کے نام بتائیں تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو۔

فہیم صاحب۔

جی نہیں ان پر تو یہ کوئی محنت نہیں کرتے۔ بلکہ سنیوں میں سے بھی جو نماز نہیں پڑھتے ان پر یہ کوئی محنت نہیں کرتے کہ وہ نمازی بن جائیں جب ہم محنت کر کے ان کو نماز کے پابند کر لیتے ہیں تو اب یہ آجاتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی، تمہارا وضو غلط ہے وغیرہ وغیرہ۔یہ ہی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا طریقہ اپناؤ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ بات صرف کہنے کے لئے ہے اس پر یہ محنت بالکل نہیں کرتے مثلاً آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام میں داڑھی رکھنے پر کوئی اختلاف نہ تھا۔تو ان لوگوں نے اس اتفاقی سنت پر کتنی محنت کی اور کتنے نوجوانوں کی داڑھیاں رکھوائیں لیکن سینکڑوں نوجوانوں کو ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت ڈالی رسول اقدس ﷺ اور صحابہ کرام میں یہ عادت تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

فہیم صاحب۔

آپ کی یہ باتیں بجا اور درست ہیں۔آپ ہمیں وہ مسائل سمجھائیں جو نماز کے بارہ میں ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان اختلافی ہیں۔لیکن ایک بات ذہن نشیں فرمالیں کہ کسی امتی کی کوئی بات یہ حضرات نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ تو آپ نے عجیب بات کہی۔ہمیں جتنی احادیث پہنچی ہیں وہ ان امتیوں کے ذریعے سے پہنچی ہیں۔ان احادیث کو صحیح یا ضعیف کہا ہے تو امتیوں نے ہی۔ان راویوں کو قابل اعتبار یا نا قابل اعتبار قرار دیا ہے تو ان امتیوں نے ہی۔اصول حدیث بنائے تو امتیوں نے۔کیا یہ حضرات کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا، کسی راوی حدیث کا معتبر یا غیر معتبر ہونا، اور حدیث کے ہر اصول

کو اللہ تعالیٰ کے صریح فرمان یا رسول اقدس ﷺ کے واضح ارشاد سے ثابت کرتے ہیں؟۔ ہرگز نہیں۔فہیم صاحب یہ تو آج کی گفتگو میں آپ دیکھیں گے کہ یہ تو مانتے ہی امتیوں کی ہیں خدا ورسول کی بات کو یہ نہیں مانتے۔

فہیم صاحب۔

یہ بات تو آپ نے بالکل سچ فرمائی کہ یہ جب کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتے ہیں تو کسی امتی کا ہی نام لیتے ہیں۔راویوں کے بارہ میں بھی یہ امتیوں کے ہی اقوال پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

یہ بات غلط ہے،ہم صرف قرآن حدیث کو ہی مانتے ہیں،ہم تو محدثین کی باتیں بھی مانتے ہیں ہاں البتہ فقہاء کی بات کو ہم نہیں مانتے اور نہ فقہ کو مانتے ہیں۔

فہیم صاحب۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آج تک ہمارے سامنے جھوٹ ہی بولتے رہے کہ ہم صرف قرآن حدیث کو مانتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

فقہاء کی طرف تو رجوع کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (التوبہ ۱۲۲)۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائیں اس کو دین کا فقیہ بناتے ہیں۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱، ومسلم ص ۱۴۴ ج ۲)

اور رسول پاک ﷺ نے فقہاء کو خیار (بہترین لوگ) فرمایا۔

(بخاری ص ۴۹۷ ج ۱، مسلم)

اور آپ ﷺ نے فرمایا ایک فقیہ شیطن پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

(ترمذی ص ۹۷ ج ۲)

اور فرمایا دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں اچھی عادت اور تفقہ فی الدین۔

(ترمذی ص ۹۸ ج ۲)

دیکھئے رسول اقدس ﷺ نے فقہ کو خیر فرمایا اور فقہاء کو خیار فرمایا۔فقہ کے مخالف کو منافق، بلکہ شیطٰن فرمایا نہ کہ اہلحدیث فرمایا۔

دیکھئے آپ کہتے ہیں کہ آپ نہ فقہ کو مانتے ہیں نہ فقہاء کو، تو آپ نے نہ خدا کی بات مانی نہ رسول پاک ﷺ کی اور محدثین بھی فقہاء کو ماننے کا حکم دیتے ہیں۔امام بخاری فرماتے ہیں فقہ کو لازم پکڑو یہ حدیث کا پھل ہے اور فقیہ کا مرتبہ محدث سے کسی طرح کم نہیں۔

(الحط)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ فقہاء ہی حدیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں۔

(ترمذی ص ۱۹۳ ج ۱)

اور محدثین کو خود اعتراف ہے کہ محدثین پنساری ہیں اور فقہاء طبیب ہیں (تاریخ بغداد)

اور یہ بھی غلط ہے کہ آپ محدثین کو مانتے ہیں دیکھئے امام طحاوی، ملا علی قاری، امام عینی، ابن ترکمانی، ابن الحاتم کتنے جلیل القدر محدثین ہیں اور آپ ان کی تحقیق نہیں مانتے۔کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ جس طرح آپ نے بڑی جرأت سے فرمایا تھا کہ میں فقہ اور فقہاء کو نہیں مانتا۔اب خدا تعالیٰ کا فرمان اور رسول اقدس ﷺ کی احادیث سن کر اس بات سے رجوع فرمالیں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں آج کے بعد فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار اور فقہ کے مخالفین کو منافق اور شیطان سمجھوں گا کبھی اس کو اہل حدیث نہیں کہوں گا۔

فہیم صاحب۔

مولوی صاحبان خدا رسول اور محدثین کے اقوال کے موافق فقہ اور فقہاء کو ماننے کا اعلان کر دیجئے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم فقہ اور فقہاء کو نہیں مانتے ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اور بس۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

فہیم صاحب میں نے فقہ کو ماننے کے لئے قرآن اور احادیث ہی پڑھی ہیں ان کو یہ نہیں مانتے اچھا اب یہ حضرات کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فقہ اور فقہاء کو ماننے سے منع فرمایا ہو۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

مولوی صاحب آپ قرآن وحدیث پڑھ کر ان کو دھوکا نہ دیں اور اصل مسئلہ سے فرار اختیار نہ کریں۔ ہم کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے آپ اصل مسئلہ نماز پر آئیں ہم فرار نہیں ہونے دیں گے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرات آپ نے سن لیا کہ جو آیت اور احادیث میں نے سنائیں ان کو یہ نہیں مانتے اور ان سے آیت یا حدیث پڑھنے کو کہا ہے تو کہتے ہیں وقت ضائع ہوتا ہے۔ افسوس کوئی جاہل مسلمان بھی ایسی بات زبان پر نہیں لاسکتا۔

آیئے اب دیکھیں کہ اصل مسئلہ بھی مولوی صاحبان مانتے ہیں یا نہیں؟ جتنے مسائل میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے ان میں درحقیقت احادیث میں اختلاف ہے۔ ان اختلافی احادیث میں سے ایک حدیث پر یہ عمل کرتے ہیں دوسری پر ہم، انہوں نے اپنی رائے سے ایک حدیث پر عمل کیا دوسری پر عمل چھوڑا۔ ہم نے اس بارے میں خیر القرون کے مجتہد کی طرف رجوع کیا۔ خیر القرون کے مجتہد حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ہمیں سمجھایا کہ خود آنحضرت ﷺ نے

فرمایا تھا کہ میرے بعد تم بہت اختلاف دیکھو گے، بس میرے اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا بلکہ دانتوں سے مضبوط پکڑنا۔ (1)

(ترمذی ج۲ص۹۶)

(۱). حدثنا عبدالله بن احمد بن بشير بن ذكوان الدمشقي ثنا الوليد بن مسلم ثنا عبدالله بن العلاء يعني ابن زبر حدثني يحيٰ بن ابي المطاع قال سمعت العرباض بن سارية يقول قام فينا رسول الله ﷺ ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون فقيل يا رسول الله ﷺ وعظت موعظة مودع فاعهد الينا بعهد قال عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا وسترون من بعدي اختلافاً شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان دمشقی نے وہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہمیں ولید بن مسلم نے کہ بیان کیا ہمیں عبداللہ بن علاء یعنی ابن زبر نے کہ بیان کیا ہمیں یحییٰ بن ابی المطاع نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرباض بن ساریہ کو سنا وہ فرمارہے تھے کہ نبی اقدس ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ہمیں فصیح وبلیغ وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل نرم ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے پس کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے ہمیں نصیحت آموز وعظ فرمایا پس آپ ہم سے عہد لیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام کیوں نہ ہو اور تم میرے بعد اختلاف شدید دیکھو گے پس تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور نئے نئے کاموں (یعنی بدعت) سے بچ کر رہنا اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ابن ماجہ ص۵، ترمذی ص۳۸۳، ابوداؤد ص۲۷۹، دارمی ص۲۶، حاکم ص۹۵ ج۱)

اس لئے جہاں احادیث میں اختلاف ہوگا وہاں اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس پر آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے عمل جاری رکھا ہو اور جن احادیث پر خلفائے راشدین کا عمل ثابت نہ ہو ان اختلافی احادیث پر عمل ترک کیا جائے گا۔ یہ پیمانہ خود رسول اقدس ﷺ نے دیا ہے کسی امتی کا بنایا ہوا نہیں۔ اس لئے اختلافی مسائل میں میں جو حدیث پیش کروں گا اس پر خلیفہ راشد کا عمل بھی حدیث کی کتاب سے ثابت کروں گا۔ مولوی صاحبان بھی فرمائیں کہ آیا اس فرمان نبی پر عمل کرتے ہوئے وہ بھی ہر حدیث کے ساتھ خلیفہ راشد کا عمل ثابت کریں گے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم نے نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے خلفائے راشدین کا کلمہ نہیں پڑھا ہمیں خلفائے راشدین سے کیا غرض۔

فہیم صاحب۔

اف ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ لوگ آئمہ مجتہدین کو نہیں مانتے یہ تو خلفائے راشدین کو بھی نہیں مانتے بلکہ خود رسول اقدس ﷺ کے بتائے ہوئے اصول پر بھی اختلاف ختم کرنے کو تیار نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لیکن ہم لوگ تو ان کی ناراضگی کے خوف سے نبی پاک ﷺ اور خلفائے راشدین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ (مولوی صاحبان سے) حضرات آپ حضرات کے نزدیک تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب یا سنت اس کی کوئی دلیل قرآن کی آیت یا حدیث سے سنائیں کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے وغیرہ۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم کسی چیز کے فرض یا واجب یا سنت ہونے کو نہیں مانتے۔ یہ تو فقہاء کی خرافات ہیں جو بالکل بدعت ہیں اور بدعتی کا مقام دوزخ ہے۔ ان لوگوں نے اپنا الگ دین بنالیا ہے اس لیے ہم

فقہ کو نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ غصے میں آجائیں گے تو بات سمجھ نہیں سکیں گے غصہ اور ضد عقل کے دشمن ہیں۔ یہ دیکھیں یہ صحیح بخاری شریف کا اردو ترجمہ ہے، امام بخاری باب میں تکبیر تحریمہ کو فرض فرمارہے ہیں، تو کیا امام بخاری بدعتی اور دوزخی ہیں۔ اور نیا دین بنانے والے اور خرافی ہیں۔

اچھا مولانا آپ کے علماء اور عوام رات دن کہتے ہیں کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ بلند آواز سے آمین کہنا، سینے پر ہاتھ باندھنا، رکوع کے وقت رفع یدین کرنا سنت ہے، کیا یہ بھی سب بدعتی اور دوزخی ہیں؟۔ تو ساری امت کو بدعتی کہنے کی بجائے کیا یہی اچھا نہیں تھا کہ آپ یہی فرمادیتے کہ ہمیں نہ تو تکبیر تحریمہ کا حکم معلوم ہے نہ اس حکم کی صریح دلیل۔

فہیم صاحب۔

سبحان اللہ۔ ان کو نماز کی تحریمہ کا حکم اور اس کی دلیل بھی یاد نہیں اور یہ فیصلہ کرلیتے ہیں کہ ساری امت کی نماز غلط ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لو فہیم صاحب آپ ابھی سے حیران ہوگئے یہ جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں اور جب نماز میں مقتدی ہوتے ہیں تو بھی تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں۔ (فہیم صاحب بے شک)

اگر یہ ایک آیت یا حدیث پیش کردیں کہ اکیلے نمازی اور مقتدی کے لیے تکبیر تحریمہ آہستہ کہنا سنت ہے تو میں دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

فهيم صاحب۔

مولوی صاحب اتنی زیادتی تو نہ کریں۔ان کے پاس تو حدیث کی بہت بڑی بڑی کتابیں ہیں۔یہ دن رات ان کا مطالعہ کرتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بارے میں یہ تین حدیثیں نہ دکھا سکیں۔مولوی صاحبان یہ کتابیں تو حدیث کی سب موجود ہیں، ہمارا تو کھانا پینا اور نیند بھی حرام کر رکھی ہے، کتابیں دکھا دکھا کر ہمیں رات دن ڈراتے رہتے ہو اور آج آپ کی تحریمہ ہی صحیح نہیں ہو رہی۔

غير مقلد مولوی صاحبان۔

ان مسائل کی حدیثیں نہ ہوں تو ہم کہاں سے دکھائیں، آپ لوگ تو شرارتیں کر رہے ہیں۔

حاضرين۔

اف! اچھا حدیث کا سننا سنانا شرارت ہے۔مولانا محمد امین صفدر صاحب شکریہ ہم سمجھ گئے کہ یہ لوگ قرآن حدیث کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں جن کی تحریمہ بھی درست نہیں ان سے بات کرنے کا کیا فائدہ۔

مولانا محمد امين صفدر صاحبؒ۔

آپ اتنی جلدی نہ کریں خود بھی مسائل سمجھیں ان کو بھی سمجھنے کا موقع دیں۔چلو یہ تو آپ سمجھ گئے کہ یہ تکبیر تحریمہ کی احادیث بھی نہیں جانتے، تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کی احادیث میں اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، اور یہ بھی ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے، ان لوگوں نے اپنی رائے سے ایک حدیث پر عمل کیا کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں، کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث انکے ہاں عملاً متروک ہے۔

اس کے برعکس ہم نے اپنی رائے کو دخل نہیں دیا۔طبرانی شریف کی حدیث ہمیں مل گئی کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جو یمن سے تشریف لائے تھے۔ان کو نماز سکھاتے ہوئے آپ ﷺ نے

فرمایا کہ اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت ہاتھ پستانوں تک اٹھائے۔یعنی ہاتھوں کا نچلا حصہ پستانوں کے برابر ہوگا تو انگلیاں کندھوں کے برابر ہوں گی۔

(کنز العمال ص ۳۰۷ ج ۷)

ہم نے اس حدیث کے مطابق دونوں حدیثوں پر عمل کر لیا کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک۔

غير مقلد مولوی صاحبان۔

آپ خود جانتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے آپ نے کس دلیل سے عورت سے خاص کیا۔

مولانا محمد امين صفدر صاحبؒ۔

میں نے تو خاص نہیں کیا یہ تو خود رسول اقدس ﷺ نے خاص کیا ہے۔آپ پورے ذخیرہ حدیث سے ایک حدیث دکھا دیں کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بعد آپ ﷺ نے کبھی خود کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ہوں۔یہ تو خاص کرنے سے پہلے کی بات ہے۔

حاضرين۔

ہاں یہ بہت ضروری ہے مولوی صاحبان دکھائیں کہ حضرت وائل کے اسلام کے بعد آپ ﷺ نے کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ہوں۔

مولانا محمد امين صفدر صاحبؒ۔

یہ کہاں سے دکھائیں گے قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔حضرت وائل اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ کا صرف کانوں تک ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ان کی حدیث میں کندھوں کا کوئی ذکر نہیں۔

اسی طرح ہاتھ باندھنے کی احادیث میں اختلاف ہے کسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھتے تھے، کسی حدیث میں ہے کہ دائیں ہتھیلی بائیں بازو پر رکھتے

تھے، کسی حدیث میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔

ہم سب احادیث پر عمل کرتے ہیں دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھتے ہیں، دائیں انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں بازو کو پکڑتے ہیں، اور دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں بازو پر رکھتے ہیں۔

یہ حضرات دائیں ہتھیلی سے بائیں کہنی کو پکڑتے ہیں۔ یہ پورے ذخیرہ حدیث میں سے ایک صریح حدیث دکھا دیں کہ آنحضرت ﷺ دائیں ہتھیلی سے بائیں کہنی کو پکڑا کرتے تھے۔ یہ کتابیں موجود ہیں ذرا حدیث نکال دیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

(غصے میں کھڑے ہو کر) یہ بات بات پر ہم سے حدیث پوچھتا ہے ہم یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ ہم چلے جائیں گے۔

حاضرین۔

آپ کو حدیث نہیں آتی تو جو احادیث مولوی صاحب سنا رہے ہیں ان کو ادب و احترام سے سن لو۔ یہ حدیث کو سن کر غصہ ہونا اور شور مچانا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ سے حدیث اس لئے پوچھتے ہیں کہ آپ واپس جا کر یہ نہ کہیں کہ ہمیں تو بہت سی احادیث یاد تھیں لیکن ہمیں حدیث سنانے کا موقع نہیں دیا گیا۔

اور مولوی صاحب آپ کو احادیث اس لئے سنا رہے ہیں کہ آپ واپس جا کر یہ شور نہ مچائیں کہ ہمیں کوئی حدیث سنائی ہی نہیں گئی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کا یہ مسئلہ ہے کہ کہاں باندھے جائیں۔ تو عورت کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ ان کے لئے سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

(السعایہ ص۱۵۶ ج۲)

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم اجماع امت کو نہیں مانتے۔ قرآن حدیث کی بات کرو۔

اہل حدیث کے دو اصول۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اجماع کو ماننے کا حکم قرآن اور حدیث میں ہی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالے کریں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے اسکو ہم دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔"

(النساء۔۱۱۵)

اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ میری امت کو ہرگز گمراہی پر جمع نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو اس سے الگ ہوا اسے آگ (دوزخ) میں ڈال دیا جائے گا۔

(ترمذی ص۳۹ ج۲)

معلوم ہوا کہ اجماع کا مخالف خدا اور رسول کے حکم کے موافق دوزخی ہے کیا آپ خدا اور رسول کے اس حکم کو مان لیں گے یا آپ بھی کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش کریں جس کا مطلب ہو کہ اجماع امت کو ماننے والا دوزخی ہے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہم نے بار بار کہا ہے کہ آپ ہم سے قرآن حدیث کا مطالبہ نہ کریں ورنہ ہم اٹھ کر چلے جائیں گے۔

حاضرین۔

اگر آپ کے پاس قرآن حدیث کا ثبوت نہیں۔ ہے تو آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں،

مولوی صاحب کی پیش کردہ آیت وحدیث مان لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرات قیامت آجائے گی مگر یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ ہم اس آیت اور حدیث کو مانتے ہیں۔آپ آگے سنئے۔

"رسول اقدس ﷺ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۳۹۰ ج ا طبع کراچی)

اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔(ابن ابی شیبہ ص ۳۹۱ ج ۱، مسند احمد ص ۱۱۰ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی یہی روایت ہے۔(الجوہر النقی ص ۳۱ ج ۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نیچے ہاتھ باندھنا اخلاق نبوت سے ہے۔
(الجوہر النقی ص ۳۲ ج ۲)

یہی حضرت علیؓ سے مروی ہے (مسند امام زید)

مولوی صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ وہ کسی خلیفہ راشد سے یہ حکم دکھا دیں کہ سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔سنت کا لفظ دکھانے پر ہم دس ہزار روپیہ انعام دیں گے، اور یہ جو لوگوں کو کہا کرتے ہیں کہ جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اس کی نماز نہیں ہوتی یہ کسی حدیث سے دکھا دیں اور دس کلو مٹھائی ابھی حاضر کر دیں گے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

اگر ہمارے پاس سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہونا کسی حدیث یا کسی خلیفہ راشد یا کسی صحابی سے ثبوت نہیں تو یہ بھی تو سب حدیثیں ضعیف ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ ان احادیث کے کسی راوی پر جرح مفسر ثابت کریں کیونکہ جرح مبہم مقبول نہیں

سنئے ہمارے ہاں آئمہ حدیث کی مبہم جرح مقبول نہیں، ہاں جرح مفسر ہو اور سبب جرح امت میں متفق علیہ ہو۔اور وہ ایسے آدمی سے صادر ہوئی ہو جو دین کی خیر خواہی میں مشہور ہو اور متعصب نہ ہو۔

(المنار ص ۲۷۶)

ان چار شرائط کے مطابق جرح کریں۔

(غیر مقلد مولوی صاحبان خاموش ہیں)

حاضرین یہ عجیب فرقہ ہے نہ سنت کو مانتا ہے نہ خود سنت کا لفظ دکھا سکتا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہاتھ باندھنے کے بعد ثنا پڑھی جاتی ہے آنحضرت ﷺ سے سبحنک اللھم پڑھنا ثابت ہے۔(۱)

(مجمع الزوائد ص ۱۰۷ ج ۲، ترمذی ص ۶۲)

---

(۱) عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قام الی الصلوٰۃ باللیل ثم یقول سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا الہ غیرک.

(نسائی ص ۱۴۳ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۵۸)

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا کان النبی ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ قال سبحانک اللھم وبحمدک . عن ابن مسعود (طبرانی) عن جابر (بیھقی) (ترمذی ، ابو داؤد ، ابن ماجہ)

عن انس ، طبرانی اوسط سند جید نصب الرایہ ، آثار السنن ، قال الحافظ ابن حجر اسنادہ جید (الدرایہ ص ۷۰) واخرج

کے علاوہ اور بھی دعائیں مروی ہیں، لیکن آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ؓ (المنتقیٰ) حضرت عمر ؓ (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱) حضرت عثمان ؓ (دار قطنی) سبحنک اللھم ہی پڑھا کرتے تھے۔ کسی خلیفہ راشد سے فرائض میں اللھم باعد بینی ثابت نہیں آج کل غیر مقلد سبحنک اللھم کو چھوڑتے جارہے ہیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ بار بار خلفائے راشدین کی روایات پیش کرتے ہیں ہم نے ان کا کلمہ نہیں پڑھا صرف نبی کا کلمہ پڑھا ہے۔

الدارقطنی وقال اسناده کلهم ثقات . (زیلعی ص ۳۲۰ ج ۱)

عن ابی بکر الصدیق انه کان یستفتح بذالک (ای بسبحانک اللهم) (المنتقیٰ لابن تیمیه و سنن سعید بن منصور)

عن عمر بن الخطاب ان انا سا من اهل البصرة اتو عند عمر بن الخطاب لم یاتوه الا یسئلوه عن افتتاح الصلوٰة قال فقام عمر فافتتح الصلوٰة وهم خلفه ثم جهر فقال سبحنک اللهم وبحمدک.

(کتاب الآثار امام محمد و کتاب الآثار امام ابو یوسف)

حضرت عمر تعلیم دینے کے لئے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

(کذا قال ابن تیمیہؒ فی المنتقیٰ و ابن الهمام فی فتح القدیر)

کان عثمانؓ اذا افتتح الصلوٰة یقول سبحانک اللهم یسمعنا ذالک. (دار قطنی)

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

سبحنک اللھم کے بعد متصلا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم حضرت عمر ؓ پڑھا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ ج ۱)

اور حضرت عمر ؓ اور حضرت علی ؓ تعوذ آہستہ پڑھا کرتے تھے (طحاوی)

آپ بھی اعوذ باللہ کی یہ ترتیب اور اس کا آہستہ پڑھنا کسی مرفوع حدیث سے دکھائیں۔

آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

حاضرین۔

مولوی صاحبان آپ بھی تو کوئی احادیث دکھائیں مولوی صاحب نے کتنی حدیثیں [illegible] ہیں، چلو یہی دو احادیث دکھا دیں کہ تعوذ آنحضرت ﷺ نے سبحنک اللہ کے بعد متصلا پڑھا ہو۔ اور آہستہ پڑھا ہو۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

ہمیں ہر مسئلہ کی حدیث یاد نہیں ہوتی۔

حاضرین۔

آپ کو تو کسی کی بھی یاد نہیں نام ہی اہل حدیث ہے دھوکا کے لئے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ پھر حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان ؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، یہ سب بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (۱)

---

(۱)۔ حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ اور خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کے پیچھے تقریباً پچیس سال کم از کم پچیس ہزار مرتبہ جہری نمازیں پڑھتے رہے مگر کبھی بھی انہوں نے تسمیہ بالجہر نہیں سنی۔

(مسند احمد ص ۱۱۴ ج ۴)

حضرت علیؓ بھی بسم اللہ اونچی نہیں پڑھتے تھے (طحاوی ص ۱۴۰ ج ۱)

(معارف السنن ص ۳۷۸ ج ۲)

وفی روایة مسلم ولا یذکرون بسم الله الرحمن الرحیم فی اول قرأة ولا فی آخرها . اخرج النسائی فی سننه.

لم اسمع احدا منهم یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم اخرج الطحاوی والطبرانی فکانوا یسرون ببسم الله الرحمن الرحیم .

حضرت انسؓ کی یہ روایت مسلم ص ۱۷۲، نسائی ص ۱۴۴ پر ہے۔

عن عائشةؓ قالت کان رسول الله ﷺ یستفتح الصلوة بالتکبیر والقرأة بالحمد لله رب العلمین. (مسلم ص ۱۹۴ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۱۴ ج ۱، ابن ماجه ص ۵۸، مسند احمد ص ۳۱ ج ۶)

عن ابن عبدالله بن المغفل قال سمعنی ابی وانا فی الصلوة اقول بسم الله الرحمن الرحیم فقال لی ای بنی محدث -------- وقال قد صلیت مع النبی ﷺ ومع ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ فلم اسمع احدا منهم یقولها (ترمذی، نسائی ص ۱۴۴)

امام ترمذیؒ حضرت عبداللہ بن المغفلؓ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں والعمل علیه عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ منهم ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی الله عنهم وغیرهم ومن بعدهم من التابعین -------- لا یرون ان یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم قالوا ویقولها فی نفسه.

امام ترمذیؒ نے حضرت علیؓ کا اسم گرامی بھی نقل فرمایا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روایت بھی نقل کر دی جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مغفلؓ صحابی رسول نے اونچی بسم اللہ کو بدعت فرمایا (ترمذی ص ۶۱)

لیکن یہ غیر مقلدین رسول اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین کے خلاف بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ کیا مولوی صاحبان کسی ایک ہی خلیفہ راشد سے، ایک دن، ایک نماز کی ایک ہی رکعت میں بسم اللہ بالجهر ثابت کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے خلفائے راشدین کا طریقہ چھوڑ کر شیعوں والا طریقہ اپنا رکھا ہے۔

حاضرین۔

یہ بات آپ کی بالکل درست ہے یہ سنتوں کو مٹا کر شیعوں کا طریقہ جاری کر کے بہت خوش ہوتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ فاقرؤا ما تیسر من القرآن ﴾

اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے۔ (المزمل ۲۰)

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن.

عن ابی وائل قال لم یکن عمرؓ و علیؓ یجهران ببسم الله الرحمن الرحیم ولا بآمین. (طحاوی ص ۱۵۰ تهذیب الآثار)

عن ابی وائل قال کان علیؓ و عبداللهؓ لا یجهران ببسم الله الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین. (طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص ۱۰۸ ج ۲)

عن ابراهیم النخعی خمس یخفیهن الامام سبحانک اللهم وبحمدک والتعوذ و بسم الله الرحمن الرحیم و آمین واللهم ربنا لک الحمد۔ (مسند عبدالرزاق)

(بخاری ۱۰۹ ج ۱، مسلم ص ۱۷۰ ج ۱)

اور فرمایا لا صلوٰۃ الا بقرأۃ.

(مسلم ص ۱۷۰ ج ۱)

اس آیت اور متفق علیہ حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے جبکہ غیر مقلد اس کو فرض نہیں مانتے۔

کیا آپ کوئی آیت یا کوئی متفق علیہ حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ نماز میں مطلق قرأت فرض نہیں؟۔

حاضرین۔

حضرات یہ ہمارے پیچھے پھرا کرتے تھے کہ قرآن و حدیث سنو، آج نہ ہی سناتے ہیں نہ ہی سن کر مانتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے۔ مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو (تو فاتحہ نہ پڑھے)۔

(کتاب القرأۃ عن جابر ص ۱۳۶ عن ابی ہریرۃ ص ۱۷۱)

نیز آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو حکم دیا کہ مدینہ میں منادی (اعلان) کر دو کہ نماز نہیں ہے مگر قرآن کے پڑھنے سے اگر چہ فاتحۃ الکتاب اور کچھ زیادہ ہو۔

(ابوداؤد ص ۱۱۸ ج ۱)

ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ امام اور منفرد اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو ان کی نماز ناقص ہے (باطل نہیں) لیکن غیر مقلد رسول اقدس ﷺ کے خلاف اس کی نماز کو باطل کہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فاتحہ کے بعد فصاعدا (مسلم ص ۱۶۹ ج ۱)، ماتیسر (ابوداؤد ص ۱۱۸) ما زاد (ایضا) یعنی کچھ اور قرآن نہ پڑھنے والے کے بارہ میں بھی

فرمایا کہ اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا کہ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور قرآن پڑھنا بھی امام، منفرد پر واجب ہے۔ لیکن غیر مقلد ان احادیث کو نہیں مانتے اور نام اہل حدیث رکھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

حاضرین۔

ہمارا کتنا دل خوش ہوگا اگر آپ ایک دفعہ مان جائیں کہ ہم نے ان آیات و احادیث کو مان لیا ہے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ ہمیں زبردستی منوانا چاہتے ہیں جاؤ ہم نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، اور حضرت عمرؓ قرأت ﴿الحمد للہ رب العلمین﴾ سے شروع کیا کرتے تھے۔[1]

(ابن ماجہ ص ۵۹)

اور آپ ﷺ نے فرمایا قرآن میں عظمت والی سورۃ سورۃ فاتحہ ہے۔

(بخاری ص ۶۴۲ ج ۲)

(۱) عن قتادة انه كتب اليه يخبره عن انس بن مالكؓ انه حدثه قال صليت خلف النبي ﷺ وابي بكرؓ و عمرؓ و عثمانؓ فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين. (مسلم ص ۱۷۲ ج ۱)
وفي سنن ابن ماجه حدثنا محمد بن الصباح انبأنا سفيان عن ايوب عن قتادة عن انس بن مالك ح و حدثنا جبارة بن المغلس ثنا ابو عوانة عن قتادة عن انس بن مالكؓ قال كانا ابو

آپ سورۃ فاتحہ کو قرآن میں مانتے ہیں جبکہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں شامل نہیں ہے۔اور حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے نزدیک قرأت سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے۔لیکن غیر مقلد حضرات فاتحہ کو قرأت میں شامل ہی نہیں مانتے۔نہ وہ ہماری پیش کردہ ان احادیث کو مانتے ہیں اور جب ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ نبی اقدس ﷺ اور یا کسی خلیفہ راشد سے ثابت کر دیں کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ سورۃ فاتحہ قرأت نہیں ہے تو ہم دس ہزار روپیہ انعام دیں گے تو وہ بھی پیش نہیں کرتے۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

تم بار بار کہہ رہے ہو کہ اہل حدیث کا مسلک قرآن حدیث کے خلاف ہے۔حدیث میں آتا ہے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب

(بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، موطا)

اللہ کے پاک پیغمبر تو فرمائیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور تم کہتے ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز پوری ہو جاتی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جناب من اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔غصے میں انسان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی آپ نے غصے میں آکر حدیث کی سات کتابوں پر جھوٹ بولا ہے۔ان کتابوں میں یہ حدیث ان الفاظ میں

بکر و عمر یفتتحون القرأۃ بالحمد للہ رب العلمین. ص ٥٩.

وقال النسائی فی سننہ اخبرنا عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن الزہری حدثنا سفیان عن ایوب عن قتادۃ عن انس قال صلیت مع النبی ﷺ و مع ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما فافتتحوا باالحمدللہ رب العلمین.

ہرگز نہیں۔اگر آپ ان کتابوں میں ان الفاظ سے یہ حدیث دکھادیں تو فی کتاب دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

(اس کے بعد ساتوں کتابیں باری باری ان کے سامنے پیش کی گئیں مگر وہ تو حدیث دکھانے کی بجائے حدیث کی کتابوں کو دھکّے مارتے تھے اور شور مچاتے تھے۔ حاضرین ان کی اس حرکت سے سخت حیران تھے وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ حدیث پاک کی کتابوں کا احترام کرو)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہمارے بارے میں بھی آپ نے جھوٹ بولا ہے۔اگر آپ کو ہمارا مسئلہ معلوم نہیں تو ہم سے پوچھ لیا کریں ہمارے بارے میں غلط بیانی سے اور جھوٹ بول کر دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب نہ خریدیں۔

حاضرین۔

اچھا مولوی صاحب یہ مسئلہ ہمیں سمجھائیں یہ بہت ہی ضروری مسئلہ ہے اس پر یہ روز جھگڑا کرتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جس طرح خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا، مگر خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے، خواہ کسی کو خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ سنائی دے، کسی کو خطیب خطبہ پڑھتا ہوا دکھائی دے یا نہ دے یا کوئی خطیب کا خطبہ ختم ہونے کے بعد ہی آکر جماعت میں ملا، اس نے نہ خطیب کا خطبہ سنا اور نہ ہی خطیب کو خطبہ پڑھتے دیکھا، مگر خطبہ اس کی طرف سے بھی ہو گیا۔کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ میں بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کے آیا ہوں اور میرا عقیدہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے۔

مولوی صاحبان آپ کے لوگ بھی خود خطبہ نہیں پڑھتے تو آپ کا عقیدہ یہی ہے کہ جمعہ

بغیر خطبہ کے ہوتا ہے۔ مولوی صاحب دین کے مسائل کو بگاڑ کر عوام کو پریشان کرنا کوئی دین کی خدمت نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس میں سے سورۃ فاتحہ واجب ہے اور کچھ زائد قرآن پڑھنا بھی واجب ہے۔ ہاں نماز با جماعت میں امام کی قرأت (قرأت اور سورت) سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے، خواہ کسی کو امام کی آواز سنائی دے یا نہ دے، یا کوئی شخص رکوع میں آکر شریک ہو، اس کی طرف سے بھی قرأت ہو چکی۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح ایک خطیب کا خطبہ سب حاضرین کے لئے کافی ہے، اور ایک امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے، ایک مؤذن کی آذان پورے محلّہ کے لئے کافی ہے، ایک آدمی کی اقامت ساری جماعت کے لئے کافی ہے، اسی طرح ایک امام کی قرأت ساری جماعت کے لئے کافی ہے۔

حاضرین۔

سبحٰن اللہ۔ آج مسئلہ بڑی وضاحت سے سمجھ میں آگیا اس کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو''۔

(الاعراف ۲۰۴)

اور رسول اللہ ﷺ نے جب نماز باجماعت کا طریقہ سکھایا تو یہی حکم دیا کہ امام تکبیر کہے تم

بھی تکبیر کہو، امام قرأت (فاتحہ وسورت) پڑھے تم خاموش رہو۔ (۱)

(مسلم ص ۱۷۴ ج ۱، مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۴، ابن ماجہ ص ۶۱)

اور فرمایا جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے۔ (۲)

اور بے شک نبی اقدس ﷺ اور ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب امام کے پیچھے قرأت (فاتحہ وسورت پڑھنے) سے منع کیا کرتے تھے۔ (۳)

(۱)۔ امام احمد، امام مسلم، نسائی، ابن حزم ظاہری، دار قطنی مفسر ابن جریر، ابو زرعہ، علامہ قسطلانی، ابن قدامہ، عثمان بن ابی شیبہ، علامہ عینی حنفی، ماردینی، ابوعوانہ، ابن خزیمہ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، علی بن مدینی، سعید بن منصور، یحیٰی بن معین، ابن عبد البر مالکی، ابن کثیر شافعی، اسحاق بن راہویہ، ابن صلاح نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص ۱۵ ج ۲، معارف السنن ص ۲۴۹ ج ۳)

(۲). قال محمد اخبرنا ابو حنیفة قا حدثنا ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشة عن عبداللہ بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبداللہ عن النبی ﷺ انه قال من صلی خلف الاملم فان قرأت الامام له قرأت. (موطا محمد ص ۹۸)

عن جابرؓ عن النبی ﷺ قال من صلی خلف الامام فان قرأت الامام له قرأت. (كتاب القرأت للبيهقی)

(۳). روی ان ابا بكر و عمر و عثمان كانوا ينهون عن القرأت مع الامام. (عبدالرزاق ص ۱۳۹ ج ۲)

قال علی من قرأ مع الامام فليس علی الفطرة. (عبدالرزاق، ابن ابی شيبه)

اب ان مولوی صاحبان سے بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے صرف ایک صحیح، صریح، مرفوع، غیر معارض حدیث ایسی پیش کردیں جو آیت کریمہ واذا قریء القرآن کے نزول کے بعد کی ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام کے پیچھے قرآن پاک کی ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنا منع اور حرام ہے، اور ایک سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اس کے بغیر مقتدی کی نماز نہیں ہوتی، محض باطل اور بے کار ہے۔

اور صرف ایک قول کسی ایک خلیفہ راشد سے دکھادیں، انہوں نے فرمایا ہو کہ امام کے پیچھے باقی قرآن پڑھنا حرام ہے، فاتحہ پڑھنا فرض ہے، جو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ہم آپ کو تین ہزار روپیہ انعام دیں گے ہمت کرو دیدہ باید۔

حاضرین۔

مولوی صاحبان یہ دونوں حدیثیں پیش کریں۔ آج تک آپ ہمیں یہی دھوکہ دیتے رہے ہیں کہ سنی علماء کسی مسئلہ پر نہ قرآن کی دلیل پیش کرسکتے ہیں، نہ حدیث نبوی۔ یہ تو حنفی ہیں صرف امام ابوحنیفہؒ کے اقوال پر گزارہ کرتے ہیں۔ لیکن آج ہم سن رہے ہیں کہ مولوی صاحب قرآن حدیث سے مسائل ثابت کررہے ہیں، آپ قرآن حدیث کو ماننے سے انکار کررہے ہیں۔ اور مولوی صاحب آپ سے قرآن وحدیث کی دلیل کا مطالبہ کررہے ہیں آپ کا دامن بالکل خالی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

صحیح بخاری شریف ص ۱۰۷ ج ۱ پر ہے کہ آمین دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''دعا مانگو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور خفیہ طریق پر''۔

(الاعراف۔۵۵)

نیز حضرت زکریا علیہ السلام کی تعریف میں فرماتے ہیں

''جب اس نے اپنے رب سے دعا مانگی خفیہ طریق پر۔''(مریم)

جب آمین دعا ہے، اور دعا آہستہ مانگنے کا حکم ہے، تو ہم ہمیشہ قرآنی حکم کے مطابق آمین آہستہ کہتے ہیں۔ لیکن ہمارے غیر مقلد دوست۔

(۱) جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو ہر رکعت میں ہمیشہ آہستہ آمین کہتے ہیں۔

(۲) امام کے پیچھے گیارہ رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ آمین کہتے ہیں۔

(۳) امام کے پیچھے چھ جہری رکعتوں میں ہمیشہ اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) ان کا امام بھی ہمیشہ جہری چھ رکعتوں میں اونچی آمین کہتا ہے، جب کہ رسول پاک ﷺ امام بن کر آہستہ آمین کہتے تھے۔

(مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴، ابوداؤد طیالسی ص ۱۳۸، حاکم ص ۲۳۲ ج ۲ وقال صحیح علی شرطهما)

اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی آہستہ آہستہ آمین کہا کرتے تھے۔

(طحاوی ص ۱۴۰ ج ۱)

جبکہ بلند آواز سے آمین کہنا کسی خلیفہ راشد سے ثابت ہے اور نہ ہی عشرہ مبشرہ سے، نہ امام بن کر، نہ مقتدی بن کر، اگر یہ مولوی صاحبان آمین کے بارہ میں ان پانچ مسائل کا جواب حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر معارض سے دیں تو ہم پچاس ہزار روپیہ دینگے۔

حاضرین۔

ثابت ہورہا ہے کہ یہ لوگ خلفائے راشدین کو چھوڑ کر شیعہ کے طریقہ کو پسند کرتے ہیں۔

فہیم صاحب۔

مولوی صاحب آج کل ایک نئی رسم ان میں چل نکلی ہے یہ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل پڑھتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جی ہاں ان کا علم احادیث کے بارہ میں نہایت کمزور ہے، ان کو پہلے زمانے کی احادیث کا علم ہے، بعد والی کا نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمادیا تھا ہر دو اذانوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھو

سوائے مغرب کے۔ (۱)

(دار قطنی ص۲۲۴ ج۱)

حضرت ابوبکر صدیق ﷛، حضرت عمر ﷛ اور حضرت عثمان ﷛ نے کبھی مغرب سے پہلے نفل نہیں پڑھے۔ (۲)

(عبدالرزاق ص۴۳۵ ج۲)

حضرت ﷺ ان نوافل کے قائل نہ تھے۔ (نووی ص۶۷۸ ج۱)

(۱). عن بريدة قال رسول الله ﷺ ان عند كل اذانين ركعتين ما خلا المغرب. (دار قطنی ، بيهقی)

گو یہ ضعیف ہے لیکن درجہ استشہاد میں پیش کی جاسکتی ہے۔

عن جابرؓ سألنا نساء رسول الله ﷺ هل رأيتن رسول الله ﷺ يصلی ركعتين قبل المغرب قلن لا. (طبرانی فی مسند الشاميين)

عن ابراهيم النخعی قال ان رسول الله ﷺ وابابكر وعمر لم يكونوا يصلونها. (كتاب الآثار محمد مرسلا) قال ابن حجر فی التهذيب مرسلات ابراهيم النخعی حجة.

(۲). عن منصور عن ابيه ما صلی ابو بكرؓ و عمرؓ وعثمانؓ الركعتين قبل المغرب (مسند عبدالرزاق ، كنز العمال) قال ابن حجر و روی عن الخلفاء الاربعة و جماعة من الصحابة انهم كانوا لا يصلونهما وهو قول المالک والشافعی. (فتح الباری ص ۹۰ ج ۲)

دیکھئے یہاں بھی قول رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کی مخالفت ہی کر رہے ہیں۔

غیر مقلد مولوی صاحبان۔

آپ نے بہت باتیں کیں ایک بات ہمیں سمجھا دیں اور انصاف سے سمجھائیں کہ آپ لوگ رکوع سے پہلے تکبیر کہہ کر رکوع میں جاتے ہیں آپ ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ تکبیر کے ساتھ ہمیشہ رفع یدین بھی کیا کرتے تھے۔ ہم حضرت ﷺ والی پوری نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر ثابت ہے، رکوع ثابت ہے، اسی طرح رفع یدین بھی ثابت ہے۔ آپ اس میں کوئی فرق بتا سکتے ہیں؟۔

حاضرین۔

مولوی صاحب یہ فرق ضرور سمجھائیں کل یہ دونوں مولوی صاحبان نسائی شریف سے ہمیں رفع یدین کی حدیث ہی نکال کر دکھاتے رہے ہیں کہ دیکھو یہاں تکبیر کا ذکر ہے، وہ تم ہمیشہ کرتے ہو، رکوع کا ذکر ہے وہ تم ہمیشہ کرتے ہو، اس میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ تم ہمیشہ کیوں نہیں کرتے، یا وجہ فرق بتاؤ یا رفع یدین بھی تکبیر اور رکوع تک ہمیشہ کرو۔ یہ ان کی دلیل بہت وزنی ہے۔ اور بہت قابل غور ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ بات تو واقعتاً قابل غور ہے، ذرا وہ حدیث مولوی صاحب مجھے بھی نکال کر دکھائیں اب سب کے سامنے اس پر غور کرتے ہیں۔ دین کی بات میں ضد نہیں کرنی چاہئے۔

(غیر مقلد مولوی صاحبان نے فوراً نسائی شریف ص۱۵۸ ج۱ سے حدیث نکال کر دکھائی اور بہت زور دیا کہ وجہ فرق بتائیں اسی پر فیصلہ ہوگا)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

مکرم حاضرین معلوم ہوتا ہے کہ ان مولوی صاحبان نے نسائی شریف پوری نہیں پڑھی ورنہ یہ سوال نہ کرتے۔ اب پہلا فرق سنیں، ہم جو یہ تکبیرات ہمیشہ کہتے ہیں وہ اس لئے کہ نسائی

ص۱۷۲ج۱پر ہے ان تکبیرات کے ساتھ یہ الفاظ ہیں حَتّٰی فَارَقَ الدُّنیا. یہ الفاظ بخاری ص۱۱۰ج۱پر بھی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تکبیرات آپ ہمیشہ آخر عمر تک کہتے رہے۔

یہی لفظ مولوی صاحبان رفع یدین کے ساتھ دکھا دیں۔ یہ نسائی شریف ہے اور باقی صحاح ستہ بھی ہے ان سے کسی ایک کتاب سے دکھا دیں۔ میں باوضو بیٹھا ہوں ابھی اٹھ کر دو نفل رفع یدین کے ساتھ پڑھوں گا، اور ہمیشہ رفع یدین کرتا رہوں گا، ذرا ہمت کریں۔

حاضرین۔

بہت خوب مولوی صاحبان یہ الفاظ آپ رکوع کی رفع یدین کے ساتھ دکھا دیں، ہم سب ابھی اہل حدیث ہونے کا اعلان کریں گے۔

(کتابیں تقریباً پندرہ منٹ ان کے سامنے رہیں مگر وہ نہ دکھا سکے)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اب دوسرا فرق سنیں، اسی نسائی شریف ص۱۷۲ج۱پر ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ یکبر فی کل رفع و وضع وقیام وقعود وابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم.

کہ یہ تکبیرات آنحضرت ﷺ بھی کہتے رہے ان کے بعد ابو بکرؓ بھی پھر عمرؓ بھی پھر عثمانؓ بھی، جس سے ثابت ہوا کہ یہ تکبیرات آپ کے بعد خلفائے راشدین میں بھی جاری رہیں۔ مولوی صاحبان بخاری شریف یا صحاح ستہ میں سے کسی کتاب سے ایسی حدیث دکھا دیں کہ آپ ﷺ بھی رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان بھی، رضی اللہ عنہم۔ جب کسی خلیفہ راشد سے حضور ﷺ کے بعد ایک دن ایک نماز میں بھی رکوع کے وقت رفع یدین کرنا ثابت نہیں۔ یہ صحاح ستہ موجود ہیں ذرا نکال کر دکھائیں۔

حاضرین۔

مولوی صاحب آپ کا مسئلہ سمجھانے کا انداز اتنا عام فہم ہے کہ ہمیں ذرہ بھر شک نہیں

رہا۔ دل میں جتنے وسوسے ان حضرات نے پیدا کر رکھے تھے وہ آج سب کافور ہو گئے۔ الحمد للہ دل بالکل مطمئن ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت دیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین سمجھنے اور سمجھانے اور اس پر اخلاص سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اب تیسرا فرق بھی سن لیں۔ یہ مولوی صاحبان نہ آپ ﷺ کا آخری عمر تک رفعیدین کرنا دکھا سکے ہیں، اور نہ ہی خلفائے راشدین کا۔ اب دیکھئے اسی ص۱۵۸ج۱نسائی شریف سے جہاں سے یہ آپ کو دکھاتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پہلی تکبیر کے ساتھ اور رکوع کے وقت رفعیدین کرتے تھے، اس کے متصل یہ حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت ﷺ کی نماز کا طریقہ عملاً بتایا۔ اس میں اس میں پہلی تکبیر کے وقت رفعیدین کی **ثم لم یعد یا ثم لم یرفع** اس کے بعد کسی جگہ رفعیدین نہیں کی۔

اس سے وضاحت ہو گئی کہ پہلی حدیث میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ جس رفعیدین کا ذکر تھا وہ اس حدیث میں ہے، وہ آپ نے نہیں چھوڑی مگر پہلی حدیث میں رکوع کی رفعیدین کا جو ذکر تھا وہ آپ نے بعد میں چھوڑ دی۔ جب رسول پاک ﷺ نے چھوڑ دی تو ہم نے بھی چھوڑ دی۔ یہ مولوی صاحبان جو اس رفعیدین کو رکوع کی طرح بتاتے ہیں کیا یہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بعد میں رکوع بھی چھوڑ دیا ہو؟۔ یہ صحاح ستہ موجود ہے اس میں سے ترک رکوع کی کوئی حدیث نکالیں ورنہ لوگوں کو دھوکہ دینے سے باز آئیں۔ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے نہ ڈالیں۔

حاضرین۔

الحمد للہ ایک تو آج یہ بات دوپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہو گئی کہ ہماری اہل سنت والجماعت کی نماز عین سنت کے مطابق ہے۔ دوسرے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ صرف آئمہ اربعہ کو نہیں مانتے، آج پتا چلا کہ یہ تو خلفائے راشدین کو بھی نہیں مانتے۔ بلکہ قرآن وحدیث کو بھی

برائے نام ہی مانتے ہیں۔

مولوی صاحب۔

آپ نے بالکل صحیح سمجھا یہ اجماع امت کا انکار، قیاس شرعی کا انکار، تقلید آئمہ کا انکار، بیس تراویح کا انکار، تیسری طلاق کے بعد بیوی کو گھر میں رکھنا، نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا، جمعہ کی اذان عثمانی کو بدعت کہنا، زیارت روضہ پاک کے لئے سفر کو ناجائز کہنا یہ سب باتیں انہوں نے شیعہ سے ہی سیکھی ہیں۔

اوران احادیث پر عمل کرنے سے انکار کرنا جن پر خلفائے راشدین نے عمل کیا ہے یہ بھی شیعت کا ہی اثر ہے۔ [۱]

حاضرین۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حق اہل سنت والجماعت حنفی پر قائم رکھیں۔ آمین۔

---

(۱)۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین اور روافض کے درمیان تعلق کی مزید وضاحت کی جائے۔ صاحب التصنیف والتالیف، امام الاتقیاء حضرت اقدس مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی دامت برکاتھم العالیہ نے اہل حدیث یا شیعہ کے عنوان سے رسالہ تحریر فرمایا تھا، جو کہ نایاب ہو چکا ہے۔ بندہ حضرت کی اجازت سے اسے حاشیہ میں نقل کر رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل حدیث یا شیعہ؟

پردہ دری۔

برادران اہل سنت! غیر مقلدین ایک ایسا گروہ ہے جو اپنے آپ کو حدیث کا تنہا وارث قرار دیتا ہے اور اپنے بالمقابل تمام مقلد مسلمانوں کو حدیث کا مخالف اور رائے کا پجاری کہتا ہے۔ سیدھے سادے حنفی مسلمان ان کے اہل حدیث نام سے دھوکہ کھا کر ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی اصلیت کو واشگاف کیا جائے اور ان لوگوں نے اپنے اوپر منافقت کے جو پردے ڈال رکھے ہیں چاک کر کے ان کا اصلی چہرہ لوگوں کو دکھایا جائے، کہ جسے لوگ بے خبری کی وجہ سے اہل حدیث سمجھتے ہیں وہ حقیقتاً رافضی اور شیعہ کا چہرہ ہے۔

میں نے مضمون میں انہی کے اکابر کی عبارات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان میں تحریک اہل حدیث درحقیقت رفض وتشیع کے سوا کچھ نہیں۔ یہ دور حاضر میں شیعت کی تجدید کا دوسرا نام ہے۔ نہ ان کو حدیث سے محبت ہے، نہ یہ اہل حدیث ہیں۔ ان کا اہل حدیث کہلوانا ایسا ہی ہے جیسے ایک اور فرقے نے اپنا نام اہل قرآن رکھ لیا ہے۔ وہ قرآن کا نام لے کر حدیث کا انکار کرتے ہیں یہ حدیث کا نام لے کر قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثالیں آپ کو آئندہ صفحات میں بافراط ملیں گی۔

ہندوستان میں تحریک اہل حدیث کا بانی مبانی مولوی عبدالحق بنارسی ہے، سب سے پہلے

آپ اس کا حدود اربعہ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عبدالحق بنارسی اور قاضی شوکانی۔

یہ بنارس کا رہنے والا ایک شخص تھا جس نے ہندوستانی علماء کے علاوہ یمن کے شوکانی زیدی شیعہ سے بھی علم حاصل کیا تھا۔شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کا ثبوت تفسیر فتح القدیر کے مقدمہ میں موجود ہے۔مقدمہ نگار لکھتا ہے۔

"تفقه علی مذهب الامام زید و برع فیه و الف وافتیٰ
حتیٰ صار قدره فیه وطلب الحدیث وفاق فیه اهل زمانه
حتی خلع ربقته التقلید و تحلی بمنصب الاجتهاد۔"

(فتح القدیر ص ۵)

یعنی اس نے مذہب امام زید کے مطابق فقہ حاصل کی، حتیٰ کہ اس میں پورا ماہر ہوگیا۔ پھر تالیفات کیں اور فتوے دیئے حتیٰ کہ اس میں ایک نمونہ بن گیا یا مقتدا ہو گیا، اور علم الحدیث کی طلب میں لگا تو اپنے اہل زمان سے فوقیت لے گیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے گلے سے تقلید کی رسی کو اتار ڈالا اور منصب اجتہاد کا مدعی ہوگیا۔

یہ تو شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کی صراحت ہے، رہا مولوی عبدالحق کا اس کے شاگرد ہونے کا مسئلہ وہ بھی وہیں سے حل ہو جاتا ہے، مقدمہ نگار چند سطر پہلے " بعض تلامیذه الذین اخذوا عنه العلم" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے،

" اخذ عنه العلم ------- الشیخ عبدالحق بن
فضل الهندی" (مقدمه فتح القدیر مصری ص ۵)

یعنی آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں علامہ شیخ عبدالحق بن فضل ہندی بھی ہے، یہی عبدالحق بنارسی ہے۔عبدالحق کے شیعہ اور غیر مقلد ہونے کے متعلق مولانا عبدالخالق کی تحریر ملاحظہ

فرمائیں، جو غیر مقلدوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے استاد اور خسر ہیں۔آپ اپنی کتاب تنبیہ الضالین ص ۳ پر لکھتے ہیں،

"سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث کا عبدالحق ہے، جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے ان کو نکال دیا تھا اور علمائے حرمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا تھا، مگر یہ کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا"۔

ایسے ہی انہوں نے ایک اور مقام پر بھی یہ لکھا ہے کہ عبدالحق بنارسی جو فرقہ غیر مقلدین کا بانی ہے اپنی عمر کے درمیانی حصے میں رافضی (شیعہ) ہوگیا تھا۔

عبدالحق کے شیعہ ہونے کا دوسرا ثبوت۔

مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں،

"در اوسط عمر بعض در عقائد ایشاں میل بسوئے تشیع وجز آں معروف است"۔

(سلسلۃ العسجد)

یعنی کہ عبدالحق بنارسی کی عمر کے درمیانی حصے میں اس کے عقائد میں تنزل اور اہل تشیع کی طرف اس کا رجحان بڑا مشہور ہے۔

عبدالحق بنارسی کا علی الاعلان شیعہ ہونا۔

قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب محدث پانی پتی لکھتے ہیں،

"بعد تھوڑے عرصے کے مولوی عبدالحق صاحب، مولوی گلشن علی کے پاس گئے، دیوان راجہ بنارس کے شیعہ مذہب تھے اور یہ کہا کہ میں شیعہ ہوں اور اب میں ظاہر شیعہ ہوں، اور میں نے عمل بالحدیث کے پردے میں ہزار ہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا ہے اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے۔ چنانچہ مولوی گلشن علی نے تیس روپیہ ماہوار ان کی نوکری کروادی۔"

(کشف الحجاب ص ۲۱)

ناظرین باتمکین کو اب تو غیر مقلدین کے مخفی شیعہ ہونے میں تأمل نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس جماعت کے بانی مولوی عبدالحق کا علی الاعلان شیعہ ہونا ثابت ہوگیا ہے۔ جس جماعت کا بانی نوکری کے لئے شیعہ ہوگیا ہو وہ جماعت کیسے اہل سنت ہوسکتی ہے؟ دراصل ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا از روئے تقیہ ہے، جو روافض کا مشہور عقیدہ ہے۔

بنارس کے ٹھگ۔

قارئین۔آپ کو معلوم ہے کہ بنارس کے ٹھگ بہت مشہور ہیں یہ مولوی عبدالحق اور اس کی پارٹی بھی ٹھگوں کا ایک گروہ ہے، جس نے مسلمانان احناف کے جان و مال کو، ان کے دین اور ایمان کو بنام حدیث ٹھگ لیا ہے۔ ٹھگی کرنے کے لئے کوئی بہت خوبصورت اور دل کش سوانگ رچانا پڑتا ہے تا کہ شکار مشتبہ نہ ہو اور آرام سے اس کے جال میں پھنس جائے۔ جیسے مولانا ظفر علی خانؒ نے مرزائیوں کے متعلق کہا تھا،

مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں

جیب کترے لے گئے پیمبری کی آڑ میں

اسی طرح مولوی عبدالحق اور اس کے جانشینوں نے حدیث کی آڑ میں بہت سے احناف کی جیب صاف کر لی اور انہیں اسلاف کرام سے ورثہ میں ملے ہوئے پیٹنٹ (Patent) اسلام اور ایمان سے محروم کر دیا، اور اپنا خود ساختہ (Self made) دین اور مذہب اور اجماع امت کے برخلاف موقف و مسلک کا قائل کرلیا۔ **فوا اسفاہ**. جو بدنصیب لوگ ان کے چکمے میں آگئے وہ ہر وقت حدیث حدیث کا لفظ سن کر پختہ ہو جائیں گے، مگر انہیں علم نہیں ہوگا کہ یہ ہمیں حدیث کی آڑ میں سنت سے دور کر رہے ہیں، اور اہل حدیث کی رٹ لگا کر یہ ہمیں اہل سنت سے نکال رہے ہیں۔

حدیث و سنت۔

حالانکہ حدیث تو ہر طرح کی ہوتی ہے، موضوع بھی، مرجوح بھی، منسوخ بھی، معلول بھی، متروک بھی اور محتمل بھی۔ پتا نہیں جس حدیث کی طرف وہ آپ کو بلا رہے ہیں وہ کس درجے اور کس زمرے کی حدیث ہے۔ مگر سنت ان تمام احتمالات سے پاک صرف سنت ہوتی ہے، جس میں ایسی کوئی علت نہیں ہوتی اور وہ بہر حال قابل عمل اور معیار حق ہوتی ہے، کیونکہ وہ آخر تک رسول اللہ ﷺ کی معمول رہی ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کا عمل بھی اس کے مطابق ہوتا ہے، اس لئے حدیث کے بالمقابل سنت کا راستہ احوط، محفوظ، اور زیادہ قابل عمل ہے۔ ہم حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب اہل سنت ہیں اور یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوا کر خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے مقابلہ حدیث اور اقوال آئمہ کا نہیں، جسے غیر مقلد مشہور کرتے ہیں، بلکہ مقابلہ حدیث اور سنت کا ہے۔ ان کے پاس برائے نام حدیث ہے اور ہمارے پاس سنت رسول ہے۔ پھر ہر سنت حدیث ہوتی ہے مگر ہر حدیث سنت نہیں، اس لئے راستہ اہل سنت ہی کا واحد قابل نجات راستہ ہے، کیونکہ اس پر صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، آئمہ مجتہدین اور فقہاء ومحدثین نے ہر دور میں چل کر دکھایا ہے اور اس پر چلنے والے ان بزرگان امت اور اسلاف کے پیچھے پیچھے منزل مقصود تک پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں۔

سنت کا معنی۔

سنت کا معنی ہی یہ ہے کہ

الطريقة المسلوكة فى الدين.

یعنی دین میں جس راستے پر امت کی اکثریت چلتی ہو وہ سنت ہے۔

اور اب اس تقابل اور وضاحت کے بعد عیاں ہو جانا چاہئے کہ سلامتی کی راہ سنت کی راہ ہے، جس کو ساری یا اکثر امت کی حمایت حاصل ہے اور حدیث کی راہ شاذ اور منفرد افراد کی راہ

ہے، جس میں سلامتی کی کوئی امید نہیں۔ کسی بھی حدیث کو دیکھ یا سن کر اس کو اپنا معمول نہیں بنا لینا چاہئے جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ امت نے اس کو تلقی بالقبول بخشی ہے یا نہیں، کیونکہ اگر آئمہ متبوعین نے اس کو معمول نہیں بنایا تو یقیناً اس میں کوئی مخفی علت ہوگی جس کی وجہ سے عمل نہیں ہے، ورنہ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اکابر و اسلاف جو حدیث و سنت کے شیدائی تھے، اس کو بلا وجہ ترک کر دیتے، جیسے مغرب سے پہلے کی دو رکعت، ان کو حضور ﷺ نے نہیں پڑھا، خلفائے راشدین نے نہیں پڑھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے زمانہ رسول ﷺ میں کسی کو عامل نہیں پایا تو یہ حدیث تو بے شک ہے لیکن قابل عمل سنت نہیں۔

مولوی عبدالحق کے متعصب غیر مقلد اور گستاخ ہونے کی دلیل۔

مولانا سید عبدالحی لکھنویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند کے ص ۱۰۴ پر لکھتے ہیں،

منهم من سلک مسلک الا فراط جدا و بالغ فی حرمة التقليد و جاوز عن الحدود و بدع المقلدين وادخلهم فی اهل الاهواء ووقع فی اعراض الائمة لا سيما الامام ابی حنيفةؒ و هذا مسلک الشيخ عبدالحق بن فضل الله بنارسی.

یعنی ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو حد سے بڑھ گئے ہیں اور تقلید کی حرمت میں بے حد مبالغے سے کام لے کر حدود کو پھلانگ گئے، مقلدین کو بدعتی قرار دیا اور ان کو اہل اھواء میں داخل کر دیا۔ آئمہ کرام بالخصوص امام ابو حنیفہؒ کی توہین و تنقیص میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہ

مسلک ہے عبدالحق بن فضل اللہ بنارسی کا۔

مولوی عبدالحق کے نیم شیعہ اور تبرائی ہونے کی ایک اور دلیل۔

مولوی عبدالحق کے دوست اور ہم سبق مشہور محدث قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب پانی پتی، اپنی کتاب کشف الحجاب ص ۲۱ پر لکھتے ہیں،

''اس نے میرے سامنے یہ بات کہی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا علیؓ سے لڑی، اگر توبہ نہیں کی تو مرتد مری۔'' (نعوذ باللہ من ذالک الکواس)

کہتے ہیں کہ دوسری مجلس میں اس نے یہ بھی کہا کہ صحابہ کرام کا علم ہم سے کم تھا ان کو پانچ، پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہمیں ان کی سب حدیثیں یاد ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم)

کیا کوئی سنی مسلمان صحابہ کرام اور اپنی روحانی ماں اور زوجہ رسول ﷺ کے متعلق یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تھا کچھ حدود اربعہ اور تعارف مولوی عبدالحق بنارسی بانی جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) کا۔

غیر مقلد عالم کی رائے کہ اہل حدیث شیعہ اور روافض کے خلیفہ ووارث ہیں۔

''پس اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء به الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہیں شیعہ اور روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا ہے اسلام کی طرف، اسی طرح جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانے میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے، بعینہ مثل اہل شیعہ کے۔ ------- مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علیؓ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی غلو سے تعریف کر کے

سلف کو ظالم کہہ کے گالی دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلا دیں کچھ پروا نہیں۔ اسی طرح ان جاہل کاذب اہل حدیثوں میں ایک رفع یدین کر لے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے، مثل امام ابوحنیفہؒ کے جن کی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے، اور پھر جس قدر کفریہ اعتقادی اور الحاد و زندقہ ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بچیں نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو تنبیہ کریں، ہرگز نہیں سنتے۔"

(از کتاب التوحید و السنہ فی رد اہل الالحاد والبدعہ ص ۲۶۲ قاضی عبدالاحد خانپوری)

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے استاد مولانا عبدالخالق کا تبصرہ۔

"ان غیر مقلدین کا مذہب اکثر باتوں میں روافض کے مذہب سے ملتا جلتا ہے۔ جب روافض پہلے رفع یدین اور آمین بالجہر اور قرأت خلف الامام کے مسئلے امام شافعیؒ کی دلیلوں سے ثابت اور ترجیح دے کر عوام کو خصوصاً مذہب حنفی والوں کو شبہ میں ڈالتے ہیں، پھر جب یہ بات خوب اپنے مقلدوں میں ذہن نشین کرا چکتے ہیں تب آگے اور مسئلوں میں متشکک اور متردد بناتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں"۔

(تنبیہ الغافلین ص ۵)

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان کا تبصرہ۔

"تو پھر جو آئمہ علماء آخرت ہیں، جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن طعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت والجماعت کا"۔

(مآثر صدیقی ج ۴ ص ۲۳)

قصص الاکابر کا اقتباس کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہیں۔

سید احمد بریلوی شہیدؒ کے قافلہ میں مشہور تھا کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہوتے ہیں۔

(قصص اکابر ص ۲۶)

یاد رہے کہ مذکور الصدر مولوی عبدالحق بنارسی بانی جماعت غیر مقلدین نے حضرت امیر شہیدؒ کے قافلے میں رفع یدین اور آمین بالجہر کر کے فتنہ کھڑا کیا تھا، جس کی وجہ سے حضرت امیرؒ نے اسے جماعت سے خارج کر دیا تھا، اور یہ بھی یاد رہے کہ رفع یدین اس زمانے میں ہندوستان میں صرف شیعوں کا شعار تھا۔ تو اس کا یہ فعل بھی شیعوں کی موافقت میں تھا۔ باقی رہے شافعی یا حنبلی تو وہ تو یہاں تھے ہی نہیں اور اب تک نہیں ہیں اور اس وقت تو حرمین شریفین میں بھی حنفیوں کی حکومت تھی۔ حنبلی، شافعی اگر کرتے بھی ہوں گے تو ان کا انفرادی فعل ہوگا۔ حرم شریف میں یا سعودی عرب میں اس وقت جماعتی طور پر رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔ لہذا عبدالحق بنارسی کا اسے اپنانا یا اسے رواج دینا یہ اپنی شیعیت کا اظہار تھا۔ اگرچہ نام حدیث کا لیتا تھا مگر کام رافضیوں کا کرتا تھا۔

میاں نذیر حسین کا فتویٰ کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہیں۔

"جو آئمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے وہ چھوٹا رافضی ہے یعنی شیعہ ہے"۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۷۳ از مولانا ابراہیم سیالکوٹی)

تو یہ آئمہ کی توہین کرنا بالخصوص امام الائمہ امام ابوحنیفہؒ کو جلی کٹی سنانا اور ان کے مقلد حنفی فقہاء و محدثین پر طعن کرنا اور تمام حنفیوں کو مشرک کہنا یہ آج کل کے غیر مقلدوں کا دن رات کا وظیفہ ہے، اس لئے بفتوائے میاں نذیر حسین یہ لوگ چھوٹے رافضی نہیں تو اور کون ہیں؟

مولانا قاری عبدالرحمنؒ محدث پانی پتی کا تجزیہ۔

''چنانچہ روافض کی ساری علامتیں اس فرقہ میں موجود ہیں جیسے۔

۱۔تراویح کا انکار کرنا اور انہیں بدعت بتانا۔

۲۔ضاد معجمہ کو ظا پڑھنا شعار روافض ایران ہے۔

۳۔جب ان کا مذہب پوچھئے تو محمدی بتلائیں گے یہی قول روافض کا ہے کہ مذہب اور دین کو ایک جانتے ہیں۔

۴۔اہل سنت کو حنفی، شافعی ہونے کی وجہ سے مشرک کافر جاننا یہ عین قول روافض کا ہے۔

۵۔سنن ماثورہ کو چھوڑ دینا یہ عین عمل شیعہ کا ہے۔

۶۔مخالف اہل سنت کو مذاہب اربعہ سے دلیل درحقیقت جاننا عین عقیدہ شیعہ کا ہے۔

۷۔جمع بین الصلوٰتین عین مذہب روافض کا ہے۔

۸۔ایک حدیث جہر آمین کی لے کر قرآن کو رد کرنا یہ عین قول شیعہ کا ہے۔

۹۔بموجب قول الحرج مدنوع عورت غیبت شوہر میں جب دیر ہو جائے جب چاہے نکاح کر لے، یہ بدلہ متعہ کا ان لوگوں نے قرار دیا ہے۔اور مولوی عبدالحق بنارسی کا فتویٰ جواز متعہ کا میرے پاس موجود ہے۔''

(کشف الحجاب ص۲۱-۲۲)

میاں نذیر حسین کا امام ابو حنیفہؒ کو بدنام کرنے کے لئے شیعوں سے مدد لینا۔

مولانا قاری عبدالرحمنؒ محدث پانی پتی لکھتے ہیں،

''نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے مطاعن ابو حنیفہؒ کے طلب کئے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن آئمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہ کے مصروف ہے۔''

(حاشیہ کشف الحجاب ص۹)

ہر انسان اپنے مخالفین کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ہم مسلک لوگوں کی حمایت حاصل کرتا ہے، تو میاں نذیر حسین جو شیعوں سے امداد لے کر ابو حنیفہؒ کی مخالفت کو مدلل کرتا ہے تو لازماً یہ ان کا ہم مسلک ہے۔بس اس کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

قاضی شوکانی زیدی شیعہ تھا اور اس کی پارٹی نیم شیعہ۔

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں ''اور اقوال شوکانی قاضی زیدیہ کے نقل کرتے ہیں۔''

(کشف الحجاب ص۱۱)

اور زیدی شیعوں کو فقہ عالمگیری میں کافر لکھا ہے، دیکھئے۔

و یجب اکفار الزیدیة کلهم فی قولهم بانتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا سیدنا محمد ﷺ.

(فتاویٰ عالمگیری ص۲۸۳ ج۲)

یعنی تمام زیدی شیعوں کو کافر قرار دینا واجب ہے ان کے اس قول کی وجہ سے کہ عجم میں سے ایک نبی اٹھے گا جو ہمارے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے گا۔

جماعت غیر مقلدین کا بانی زیدی شیعہ کا شاگرد تھا اور خود بھی شیعہ ہو گیا تھا جس کی تفصیل آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔اور زیدی شیعہ کو کافر کہنا واجب ہے۔لہٰذا جماعت غیر مقلدین کو اہل حق میں سے کیسے کہا جا سکتا ہے؟ نہ ہی ان کو اہل سنت سمجھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ خود اہل سنت کہلوانا پسند نہیں کرتے، ورنہ یہ اپنا نام اہل حدیث نہ رکھتے۔اس لئے ان کو نرم سے نرم الفاظ میں شیعہ یا چھوٹے رافضی کہہ سکتے ہیں، ورنہ بقول قاری عبدالرحمنؒ محدث ان کا کفر شیعوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

''ان موحدوں کے اسلام میں کلام ہے، بطور تنزل کے ان کو شیعہ کہنا چاہئے کہ جمیع کیود شیعوں کے یہ استعمال کرتے ہیں، والا شیعہ ان سے ہزار درجہ بہتر ہیں، وہ پابند ایک طریقہ کے ہیں اور یہ لوگ تابع اپنے نفس کے ہیں۔''

(کشف الحجاب ص ۲۵)

غیر مقلدین باتفاق علماء دھلی اھل سنت سے خارج اور اھل بدعت میں داخل ھیں۔

تیرھویں رمضان ۱۲۹۸ھ اجماع و اتفاق علماء دہلی کا بعد تفتیش عقائد اس فرقہ لامذہب کے اس بات پر ہوا کہ یہ فرقہ مانند اور اہل اہوا کے خارج مذہب اہل سنت سے ہے مانند اور اہل اہوا کے ان سے معاملہ رکھنا چاہئے۔ (کشف الحجاب ص ۲۶)

منکر حقیت مذاھب اربعه جھنمی ھے، اس کی کوئی عبادت قبول نھیں۔

''کسیکہ مذاہب اربعہ را مرجوح داند و بزعم خود حدیثے را صحیح دانستہ برخلاف مذاہب اربعہ در عمل آرد او مبتدع است و فی النار و از اہل حدیث ھم نیست و صوفیان باصفا نیز ازاں گمراہ بیزار اند و کسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ را انکار کند و خلاف محمدیت پنداشتہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی شدن بدعت سیۂ داند و از گفتن آں نفرت نماید او از اہل آں بدعت است کہ نماز و روزہ و جہاد و غزوہ و حج صاحب آں مقبول نمی شود و بدین عقیدت او را از اہل اسلام خارج مے کند.......... و از چنیں کس محبت کردن و از بدعت او در گزشتن حرام شدید است۔''

(تنبیہ الضالین ص ۷۰۔ مولانا عبدالخالق صاحب)

یعنی جو شخص مذاہب اربعہ کو مرجوح جانے اور مذاہب اربعہ کے برخلاف کسی حدیث کو

بزعم خود صحیح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرے وہ بدعتی اور جہنمی ہے وہ اہل حدیث میں سے بھی نہیں ہے اور صوفیان باصفا بھی اس گمراہ سے بیزار ہیں۔ اور جو شخص مذاہب اربعہ کی حقانیت کا انکار کرے اور اسے خلاف محمدیت سمجھتے ہوئے حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہونے کو بدعت سیۂ گردانے اور اس نسبت سے نفرت کرے وہ ان اہل بدعت میں سے ہے جن کی نماز، روزہ، جہاد وغزوہ اور حج وغیرہ، کوئی عبادت قبول نہیں۔ اور اس عقیدے کی وجہ سے اسے اہل اسلام سے خارج سمجھنا چاہئے۔ اس سے کچھ آگے یہ عبارت بھی ہے کہ ایسے شخص سے محبت کرنا اور اس کی بدعت کو نظر انداز کرنا سخت حرام ہے۔

دجال و کذاب غیر مقلدوں سے بچ کر رھنے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھنے کے متعلق فرمان رسول ﷺ

عن ابن عمر قال و اللہ لقد سمعت رسول اللہ ﷺ يقول ليكونن بين يدی الساعة الدجال و بين يدی الدجال كذابون ثلثون او اكثر قلنا ما آياتهم قال ان ياتوا كم بسنة لم تكونوا عليها لغيروا بها ملتكم و دينكم فاذا رايتمواهم فاجتنبواهم و عادواهم.

(رواہ الطبرانی۔ نظام اسلام ص ۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واللہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ضرور بضرور قیامت سے پہلے دجال آئے گا، اور دجال سے پہلے تیس یا اس سے زائد کذاب آئیں گے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی نشانی کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے پاس ایسا طریقہ لے کر آئیں گے جو تمہارے ہاں معمول بہ نہیں ہوگا، تاکہ اس کے

ذریعے تمہاری ملت اور تمہارے دین کو بدل دیں۔ پس تم ان سے بچ کر رہو اور ان سے پوری دشمنی کرو۔

دیکھئے حضرات غیر مقلد جس رفع یدین، آمین بالجہر، اور فاتحہ خلف الامام پر حنفیوں سے عمل کرانا چاہتے ہیں یہ ہمارے ہاں متعارف اور معمول نہیں اور بزبان رسول ﷺ جو لوگ غیر متعارف احادیث اور غیر معمول سنتوں کو پیش کر کے ان پر عمل کے طالب ہوں ان کو دجال، کذاب سمجھو ان سے بچ کر رہو اور ان سے دشمنی اختیار کرو۔

غیر مقلد جدید رافضی ہیں۔

قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب محدث فرماتے ہیں۔

''یہی تقریر ان روافض جدید کی ہے اس قدر فرق ہے کہ روافض قدیم، اہل بیت کے پردے میں اہل سنت کو بہکاتے ہیں، اور یہ عمل بالحدیث کے پردے میں اہل سنت کو گمراہ کرتے ہیں۔ حاصل دونوں کا کلمۃ حق قصد بھا الباطل ہے، جیسے خارجی عمل بالقرآن کو بیچ میں لا کر حضرت علیؓ کو دھوکہ دیا کرتے تھے۔

(کشف الحجاب ص۱۲)

غیر مقلد اصولی طور پر اہل سنت سے خارج اور شیعہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ اہل سنت کو چاہئے کہ ان سے (غیر مقلدوں سے) ایسا معاملہ رکھیں جیسا شیعوں سے، دینیات میں ان سے بالکل شرکت و گفتگو قطع کر دیں جیسا بطور رد و قدح ضرورت کے وقت شیعوں کو جواب دیتے ہیں ایسا ہی ان کو بھی جواب دیں والا کچھ غرض نہ رکھیں۔ ہمارا ان کا اصول بھی جدا ہے۔''

(کشف الحجاب ص۱۳)

غیر مقلد اپنے آپ کو اہل سنت تقیہ سے کہتے ہیں۔

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں،

''دیکھو یہ سب باتیں اس کید کی سید نذیر حسین او حفیظ اللہ خان صاحب و مولوی عبدالحق بنارسی پر برابر صادق ہیں، پہلے خدمت مولانا شاہ اسحٰق کی میں معتقدانہ حاضر ہوتے تھے اور اپنے تئیں پکا اہل سنت ظاہر کرتے تھے اور جب کوئی ابوحنیفہؒ پر طعن کرتا، قرآن و حدیث سے جواب دینے کا دعویٰ کرتے اور غصے کے مارے منہ میں کف آجاتا تھا تاکہ آدمی ہم کو اہل سنت حنفی مذہب متقی شاگرد میاں صاحب کا خیال کریں اور معتقد ہو جاویں۔ جب یہ اعتقاد آدمیوں کے ذہن میں جما دیا، بعد ہجرت جناب مغفورؒ کے اور اہل دہلی کے خالی ہونے کے علم سے بتدریج اپنا مذہب رواج دینا شروع کیا، پر تقیہ نہ چھوڑا اور آہستہ آہستہ عوام کو رفض کی سڑک پر ڈال دیا اور قرآن و حدیث سے عوام کا دل پھیر دیا عمل بالحدیث کے پردے میں صدہا آیات و احادیث کو رد کر دیا۔ نعوذ باللہ من ھذا۔''

(کشف الحجاب ص۱۱)

دعویٰ اہل حدیث کا مطلب برہمی دین محمدی ہے۔

''ایسا ہی یہ لوگ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہیں اور مقصود ان کا برہمی دین محمدی ہے اور ترویج مذہب باطل شیعہ، جبریہ، قدریہ وغیرہ کی ہے۔ ناحق علماء اہل سنت کا نام لے کر خلق کو بہکاتے ہیں۔''

(کشف الحجاب ص۲۳)

مولانا شاہ اسحٰقؒ صاحب کا فتویٰ۔

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں،

''جناب مولانا اسحٰق صاحب وعظ میں لامذہبوں (یعنی غیر مقلدوں) کو ضال و مضل

فرماتے تھے۔یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔''

(حاشیہ کشف الحجاب ص ۱۰)

علماء احناف کی خدمت میں۔

حنفی بزرگوں کو مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کے اس فتوے سے سبق حاصل کرتے ہوئے غیر مقلدین کے متعلق اپنی مداہنت اور رواداری پر نظر ثانی کرنی چاہئے، کیونکہ ہم نے ان سے رواداری کر کے بہت نقصان اٹھایا ہے، حنفی بزرگ تو یہ سمجھتے رہے کہ ہمارا غیر مقلدوں سے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کا اختلاف ہے جو چنداں مضر نہیں، اور اس میں حق اور باطل والی کوئی بات نہیں، مگر یہ لوگ ہمارے عوام کو اغوا کرتے رہے اور حدیث حدیث کے واسطے دے کر انہیں حنفیت سے برگشتہ کر کے غیر مقلد بناتے رہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر ہمارے بزرگ مداہنت سے کام نہ لیتے اور ان لوگوں پر وہی فتوے لگاتے جو علماء دہلی نے لگایا تھا، انہیں ضال مضل کہتے جیسے شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے کہا، انہیں برملا شیعہ کہتے جیسے قاری عبد الرحمانؒ محدث کہہ رہے ہیں، تو یہ فتنہ اپنے پنگھوڑے سے باہر قدم نہ رکھتا بلکہ یہ اپنی موت آپ مرجاتا۔

اصحاب صحاح اور دیگر محدثین سب مقلد تھے۔

غیر مقلد یہ کہہ کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم محدثین کے مذہب پر ہیں، گویا محدث بھی ان کی طرح غیر مقلد تھے، حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں۔دیکھئے محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں،

''بخاریؒ مجتہد صاحب مذہب تھے، باقی مسلمؒ، ترمذیؒ، ابن ابی شیبہؒ، اور ابو داؤدؒ وغیرہ مذہب شافعی یا حنفی رکھتے تھے، ان کو مذہب اختیار کرنے سے عیب نہ لگے تم کو عیب لگ جائے۔ صحابہؓ مذہب علوی وعثمانی موافق تصریح بخاری کے رکھیں، ان کو مذہب سے عیب نہ لگے تم کو عیب لگے، غرض تم محدثین کے اور فقہاء کے اور صحابہ کے سب کے مخالف ہو اور نام عمل بالحدیث کا لیتے ہو۔''

(کشف الحجاب ص ۲۳)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے بھی اپنی تصنیف الحطہ فی ذکر صحاح ستہ میں تمام اصحاب صحاح کو مقلد مانا ہے، حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب نے بھی الانصاف میں ایسے ہی لکھا ہے، اور خود طبقات شافعیہ میں انہیں شافعی قرار دیا گیا ہے۔لہذا غیر مقلدین کا کہنا کہ ہم محدثین کے مذہب پر ہیں محض دھوکہ اور فراڈ ہے۔

اجماع امت اور قیاس کی حجیت کے غیر مقلد اور شیعہ دونوں منکر ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصول شریعت اسلام باتفاق علماء امت چار ہیں۔

نمبر ۱۔کتاب اللہ　　نمبر ۲۔سنت رسول اللہ ﷺ۔

نمبر ۳۔اجماع امت۔　　نمبر ۴۔قیاس شرعی۔

انہیں چاروں پر اصول وفروع کا مدار ہے، تمام اہل سنت خواہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی، ان چاروں کی حجیت کو تسلیم کرتے ہیں، اور جو ان چاروں کو حجت نہ مانے اس کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔لیکن غیر مقلد ٹولہ ان میں سے پہلے دو کے ماننے کا تو دعویٰ کرتا ہے مگر دوسرے دونوں کا انکار کرتا ہے، یہ اجماع امت اور قیاس شرعی کو نہیں مانتے محض اس وجہ سے ان کا آدھا اسلام تو رخصت ہوا۔باقی آدھا جس کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مدار ہے اس کو اپنی مرضی سے مانتے ہیں یعنی آیت کی تفسیر اور حدیث کی تشریح میں یہ علماء سلف کے پابند نہیں۔ان کے ہاں اس کے وہ معنیٰ ومفہوم معتبر ہے جو ان کی اپنی سمجھ میں آجائے۔خواہ وہ اجماع امت کے خلاف ہو، فقہاء ومحدثین کے خلاف ہو ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔لہذا کتاب وسنت کو ماننا بھی ان کا برائے نام ہے، یہ بھی کوئی ماننا ہے جو تفسیر بالرائے کے زمرے میں آتا ہو۔ساری امت کہتی کہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون نماز کے متعلق نازل

ہوئی ہے، مگر یہ بضد ہیں کہ یہ خطبے کے متعلق ہے۔

ساری امت متفق ہے کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور بیوی اس سے مغلظ ہو جاتی ہے، اس کے بعد فلا تحل له من بعده حتیٰ تنکح زوجا غیره. کا حکم اس پر لازم آتا ہے، مگر یہ کہتے ہیں کہ ایک مجلس کی دی ہوئی طلاقیں خواہ سو ہوں، وہ ایک ہی بنتی ہے اس سے بیوی مغلظہ نہیں ہوتی بلکہ خاوند کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے۔ اور خدا ناترس لوگ ایسے کیس میں بیوی کو واپس کرا دیتے ہیں۔ وہ ساری عمر زنا کراتی اور ولد الزنا جنم دیتی ہے۔ جس کا وبال اس پر کم اور ان غلط کار مفتریوں پر زیادہ ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے غلط فتوے کی آڑ میں اس کو زنا کا موقع فراہم کیا ہے۔ تو یہ قرآن وحدیث کو مانتا نہیں، اس کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنا ہے۔ جس کو اسلام نہیں کہہ سکتے، بلکہ یہ تو اسلام کے ساتھ مذاق ہے۔

اب اجماع وقیاس کو نہ ماننے کا شیعہ و غیر مقلد توافق ملاحظہ فرمائیں۔

خلفائے ثلاثہ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافتیں امت سے ثابت ہیں، مگر شیعہ ان کو نہیں مانتے تو وہ اجماع امت کے منکر ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب بیس تراویح رائج کیں، مجلس واحد میں تین طلاقوں کو تین قرار دیا اور نکاح متعہ کی حرمت کا اعلان کیا تو کسی صحابی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، یہ تینوں مسئلے صحابہ کے اجماع سے ثابت ہوئے، پھر ان تینوں مسئلوں کو نہ شیعوں نے مانا اور نہ ہی غیر مقلدین نے، تو اس طرح یہ دونوں فریق اجماع امت کے منکر ہوئے۔ اور اجماع امت تیسرا اصول اسلام ہے تو اس کے انکار کی وجہ سے ہم شیعوں کو تو کافر کہتے ہیں، مگر ابھی غیر مقلدوں کو نہیں، کیونکہ ان کا انکار ابھی کھل کر علماء کے سامنے نہیں آیا، اور نہ ہی یہ عوام کے علم میں ہے، اس لئے فی الحال ان کے کفر کا فتویٰ نہ دینا، ایک احتیاط ہے۔ لیکن اگر ان کی منہ زوری اور بے لگامی کا یہی حال رہا اور یہ اکابر

اسلاف کرام کی گستاخی بے ادبی تحقیر میں بڑھتے ہی گئے اور اسلام کے مسلمہ اصولوں سے انحراف پر پختہ ہوتے چلے گئے تو پھر وہ وقت بھی آجائے گا کہ یہ اسی مقام پر کھڑے ہوں گے جس مقام پر حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ کی کوششوں سے آج شیعہ کھڑے ہیں، قدرت ان کے لئے بھی کسی حق نواز کو کھڑا کر دے گی۔

قیاس شرعی کے انکار میں غیر مقلد اور شیعہ دونوں متفق ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ اپنی بے نظیر کتاب منہاج السنۃ میں روافض کا درج ذیل اعتراض نقل کرتے ہیں، جس کو غیر مقلدین بڑے فخر سے اچھالتے ہیں کہ

”قال الرافضی و ذهب الجميع منهم الى القول بالقياس والاخذ بالرای فادخلوا فی دين الله ما ليس منه و حرفوا احكام الشريعة و اتخذوا مذاهب اربعة لم تكن فی ذمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم. ...... قالوا ان اول من قاس ابليس.

(منہاج السنۃ ص۸۹ ج۱)

یعنی رافضی کہتا ہے کہ سارے اہل سنت والجماعت قیاس اور عمل بالرائے کے قائل ہیں اور اس کے عامل ہیں، انہوں نے خدا تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز داخل کر دی ہے جو اس میں سے نہیں ہے۔ اور انہوں نے احکام شریعت کو بدل دیا ہے اور چار مذاہب بنا رکھے ہیں، جو نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور نہ صحابہ کرام کے دور میں۔ حالانکہ صحابہ کرام نے ترک قیاس کی تاکید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔

بعینہ یہی اعتراض غیر مقلد احناف پر کرتے ہیں، حتیٰ کہ اگر قالوا کا فاعل الروافض کی بجائے غیر مقلدین کو فرض کر لیا جائے تو ہو بہو درست ہے، غیر مقلدوں کو قیاس کی حجیت سے بھی

انکار ہے۔ جو اصول اسلام میں سے اور چار مذاہب پر بھی اعتراض ہے کہ یہ مذاہب بدعت ہیں، غیر مقلدوں کو تقلید آئمہ پر بھی اعتراض ہے کہ یہ شرک وکفر ہے۔ دیکھئے بڑے چھوٹے بھائی آپس میں کتنے مشابہہ ہیں۔

شیعہ کے اعتراض کی تفصیل۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب شیعوں کے اس اعتراض کو نقل کر کے اس کا دندان شکن جواب بھی دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیعوں کا پچاسواں مکر وفریب یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ کے مذاہب پر کیوں عمل کرتے ہیں؟ (تحفہ اثناعشریہ ص۱۰۹)

یہی اعتراض بعینہ غیر مقلدوں کا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے

دین حق را چار مذہب ساختند

رخنہ در دین نبی اند اختند

اس سے قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ غیر مقلدوں نے یہ اعتراضات شیعوں سے لئے ہیں جو اپنی طرف سے پیش کر کے بڑے تیس مار خان بنتے ہیں، لیکن یہ جرأت نہیں کہ اپنے بڑوں کا نام لیتے جن سے یہ اعتراض لے کر اہل سنت والجماعت بالخصوص احناف کو کافر ومشرک بناتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ محدث دھلوی کا جواب۔

”(مذہب اور شریعت کی تمیز)

جواب ایں کیدایں کہ نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیرا کہ مذہب نام راہے است کہ بعض امتیاں را در فہم شریعت کشادہ شود وبعض خود چند قواعد مقرر کنند کہ موافق آں قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذ آں نمایند ولھذا محتمل صواب وخطاء باشد ولھذا مذہب را

بسوئے خداو جبرائیل ودیگر ملائکہ نسبت کردن کمال بے خروے است۔

(تحفہ اثناعشریہ ص۱۰۹)

”یعنی اس مکر کا جواب یہ ہے کہ نبی صاحب شریعت ہوتا ہے نہ کہ صاحب مذہب کیونکہ مذہب تو اس راہ کا نام ہے جو فہم شریعت کے سلسلے میں بعض امتیوں پر کھولی جاتی ہے۔ اور پھر وہ اپنی عقل وخرد سے چند قواعد مقرر کرتے ہیں ان قواعد کے مطابق شرعی مسائل ان کے ماخذ (کتاب وسنت واجماع وقیاس) سے نکالے جاتے ہیں۔ اسی لئے مسائل نکالنے میں خطا وثواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ، جبرائیل، ملائکہ، وانبیاء علیہم السلام کی طرف مذہب کی نسبت کرنا نہایت بے وقوفی ہے (اللہ اور اس کے رسول کا دین کہا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا مذہب نہیں کہا کرتے، یوں کہنا کہ اللہ اور رسول کا مذہب یہ ہے، صریح حماقت اور سخت جہالت ہے)

یہی حماقت غیر مقلد کر رہے ہیں کہ دین ومذہب کو ایک چیز سمجھ کر لوگوں کو ورغلاتے ہیں کہ خدا اور رسول کا مذہب تو ایک تھا، مگر ان مقلدوں نے چار مذہب بنا لئے ہیں، ہم پھر اس کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ عوام بے چارے دین ومذہب کے فرق کو کیا سمجھیں وہ ان کے چکر میں آجاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دین تو سب مقلدین کا اب بھی ایک ہے، لیکن مذاہب مختلف ہیں، جیسے چار شخصوں کی منزل تو ایک ہو لیکن وہ چاروں مختلف راستوں سے اس منزل تک پہنچیں۔ کوئی مشرق سے، کوئی مغرب سے، کوئی شمال سے، کوئی جنوب سے۔ جیسے خانہ کعبہ اور مسجد حرام میں آنے کے لئے کوئی باب السلام سے آئے یا باب عبدالعزیز سے، کوئی باب صفا سے آئے یا باب عمرہ سے، وہ بہر حال مسجد حرام میں پہنچ جائے گا۔ مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے کئی ہو سکتے ہیں، مگر منزل ایک ہی ہوتی ہے۔ اب دین وشریعت کے معروف راستے یہی چار ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ان کو تو موٹروے کہنا چاہئے۔ ان کے علاوہ جو اور لوگوں نے راستے بنائے ہیں یا بنانے کی کوشش کر

رہے ہیں وہ غیر معروف برانچیں ہیں، ان کے ذریعے منزل تک پہنچنا یقینی نہیں۔ وہ راہیں خطرناک اور پرصعوبت ہیں، اور دانش مندوں نے کہا ہے۔

برو راہ راست گرچہ دور است

اسی لئے سلامتی اور منزل تک یقینی رسائی کا تقاضا یہی ہے کہ انہی معروف شاہراہوں پر چلا جائے جن پر چل کے اکابر ملت منزل پر پہنچے ہیں اور غیر مقلدین کی بنائی ہوئی برانچوں اور پگڈنڈیوں میں اپنی عمر عزیز ضائع نہ کی جائے۔

غیر مقلدین علامات قیامت میں سے ہیں۔

''امیر المؤمنین حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہو جائیں گی تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی، ان میں سے چودھویں خصلت یہ ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔''

(ترمذی ج ۲ ص ۴۴)

قارئین! ملاحظہ فرمائیں کہ اب پندرھویں صدی کے غیر مقلد کس طرح اصحاب رسول ﷺ تابعین عظام، اور آئمہ مجتہدین پر زبان طعن دراز کرتے ہیں یعنی صحابہ کو بدعتی کہتے ہیں۔ جیسے بیس تراویح کے بارے میں حضرت عمر ؓ کو، اور آذان اول کی وجہ سے حضرت عثمان ؓ کو، کبھی فقہ واجتہاد کی وجہ سے آئمہ مجتہدین کو کہتے ہیں کہ انہوں نے دین محمدی کے بالمقابل ایک اور ہی دین بنالیا ہے، اور کبھی تقلید واتباع کی وجہ سے تمام مقلدین مذاہب اربعہ کو مشرک گردانتے ہیں، جیسا کہ حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کو یہ لوگ گمراہ، مشرک اور تارک سنت کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس حدیث کا صحیح مصداق غیر مقلدین کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔ لہذا ہم مقلدین پر بھی لازم ہے کہ ان کو گمراہ سمجھتے ہوئے ان سے بچ کر رہیں، ان سے قطع تعلق کریں اور ان کو اپنی مساجد سے دور رکھیں، کیونکہ یہی لوگ وہ فتنہ ہیں جو قیامت کا پیش رو اور اس کا نشان ہیں۔

فقہ حنفی کی مذمت میں غیر مقلدین شیعہ کے خوشہ چین ہیں۔

ہندوستان میں فقہ حنفی کی مذمت میں سب سے پہلی کتاب ''استقصاء الافحام'' لکھی گئی ہے جو ایک متعصب شیعہ حامد حسین کنتوری کی تصنیف ہے، اس کے بعد غیر مقلدین کی طرف سے جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ سب اسی کتاب کی نقالی اور شیعوں کی قے خوری ہے۔ ہماری اس بات کی تصدیق مشہور غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں،

''امام الآئمہ امام ابو حنیفہؒ پر جو اعتراضات ومطاعن اخبار اہل الذکر میں مشتہر کئے گئے ہیں یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا ماخذ زمانہ حال کے معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب ''استصقاء الافحام ہے''۔

(بحوالہ السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظمؒ)

اس کے بعد فقہ حنفی کی مذمت میں دوسری کتاب ''الظفر المبین'' ہے، جو ایک برائے نام مسلم ''ہری چند بن دیوان چند کھتری'' کی لکھی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ نامشکورہ کی تیسری کتاب جس میں فقہ کی حقیقت کم اور امام الآئمہ، فقیہ الامت، حضرت امام ابو حنیفہؒ کی توہین وتذلیل زیادہ ہے۔ یہ کتاب دجل وتلبیس اور کذب وافتراء کا شاہکار ہے، اس میں عبارتوں کی قطع وبرید ہے، حوالوں کی جعل سازی ہے اور کتب فقہ پر اعتراضات ہیں۔ یہ بہت برا توشہ آخرت ہے، جو اس کے بد نصیب مصنف نے اپنے لئے تیار کیا ہے۔

مطلق فقہ سے نفرت و انکار۔

جس طرح شیعہ حضرات مطلق فقہ اہل سنت کے منکر ہیں اسی طرح غیر مقلدین بھی بلا استثناء چاروں مذاہب کی فقہ کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ فقہ کا نام آتے ہی ان کی تیوریاں

چڑھ جاتی ہیں، تنفس تیز ہو جاتا ہے اور منہ سے کف آنے لگتی ہے۔ حالانکہ مطلق فقہ کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے اور مطلق فقہ کی فضیلت حدیث رسول ﷺ نے بیان کی ہے دیکھئے قرآن پاک کا کہنا ہے،

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين.

کہ کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت جو دین کی فقہ حاصل کرتی؟

اور حدیث رسول ﷺ میں ہے،

من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين.

یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسے تفقہ فی الدین کی دولت سے نوازتے ہیں۔

جس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ شر کا ارادہ رکھتے ہیں اسے فقہ کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ جیسے غیر مقلدین فقہ کی دشمنی اختیار کر کے اس دولت عظمیٰ اور نعمت عالیہ سے محروم ہیں اور جو خوش قسمت افراد اس نعمت سے مالا مال ہیں، جیسے فقہاء امت اور مجتہدین ملت یا ان کے خوش نصیب مقلدین یہ لوگ ان کے نام سے جلتے ہیں اور ان کی خداداد شہرت سے انگاروں پر لوٹتے ہیں۔ فقہ واجتہاد میں ان کی سعی مشکور کو نیست ونابود کرنے کے مواقع کی تلاش میں ہیں۔ ان کا بس چلے تو فقہ کا تمام دفتر غرق مئے ناب کر دیں۔ مگر خداوند تعالیٰ گنجے کو کبھی ناخن نہیں دے گا۔ مطلق فقہ اور بالخصوص فقہ حنفی کا آفتاب نصف النہار پر سدا چمکتا دمکتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ) ان چمگادڑوں کی آنکھیں اس کو دیکھ دیکھ کر خیرہ ہو جائیں گی، مگر یہ فقہ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسے دنیا بھر کے کفار قرآن پاک کو مٹا دینے پر تلے ہوئے ہیں، مگر وہ قرآن پاک کا ایک شوشہ بھی تبدیل نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی قرآن پاک کی کسی زیر زبر کو مٹا سکیں گے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ساری امت کو گمراہ کہنے والا خود کافر ہے۔

واضح ہو کہ امت محمدیہ نام ہے اہل سنت والجماعت کا، جو مذاہب اربعہ میں منقسم ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ان چاروں کو شیعہ بھی کافر کہتے ہیں اور غیر مقلدین بھی ان کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ سارے مشرک ہیں تو مسلمان کیا اس شرذمہ قلیلہ اور گروہ آوارہ کا نام ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے؟ کیا روز محشر امتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفوں میں سے امت محمدیہ کی اسی (۸۰) ان غیر مقلدوں سے بنے گی جو تعداد میں شیعوں سے بھی کم ہیں۔ اگر ان کی صف بنائی جائے تو لاہور سے لے کر مرید کے تک ختم ہو جائے گی۔ حق یہ ہے کہ ناجی صرف اہل سنت والجماعت ہیں، جو دنیا کے آخری کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور واضح رہے کہ قرون اولیٰ کے اہل حدیث خود اہل سنت میں شامل تھے، موجودہ اہل حدیثوں کو ان اہل حدیثوں سے کوئی نسبت نہیں۔ وہ ایک علمی طبقہ تھا جس کا کام الفاظ حدیث کی خدمت کرنا اور سند حدیث کو محفوظ کرنا تھا، ان میں سے کوئی بھی جاہل نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ کم از کم ایک ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہوتے تھے۔ اور وہ کسی ایک فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ حنفی بھی تھے اور شافعی بھی، وہ مالکی بھی تھے اور حنبلی بھی۔ ان مومنین صادقین اہل سنت والجماعت کو جو گمراہ کہتا اور مشرک قرار دیتا ہے وہ خود گمراہ اور کافر ہے، جیسا کہ حضرت قاضی عیاضؒ نے اپنی بے مثال تصنیف الشفاء میں لکھا ہے آپ فرماتے ہیں۔

و نقطع بتكفير كل قائل قال قولاً يتوصل به الى تضليل الامة و تكفير جميع الصحابة.

(کتاب الشفاء ج۲ ص۲۸۶)

یعنی ہم اس شخص کے کفر کے بالیقین قائل ہیں جو ایسا قول کہتا ہے جس سے امت کی تضلیل اور جمیع صحابہ کی تکفیر لازم آتی ہو۔

اس عبارت کے پہلے حصے کے مصداق غیر مقلد ہیں اور دوسرے کے شیعہ، کیونکہ شیعہ تمام صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور غیر مقلدین جمیع مقلدین آئمہ اربعہ کو مشرک بتاتے ہیں۔

وحید الزمان شیخین کی فضیلت کا بھی قائل نہیں۔

وہ لکھتا ہے،

" والامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابو بکر ؓ ثم عمر ؓ ثم عثمان ؓ ثم علی ؓ ثم الحسن ؓ بن علی ؓ ولا ندری ایهم افضل عندالله ".

(نزل الابرار ص ۷ ج ۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد امام برحق ابو بکر ؓ ہیں، پھر عمر ؓ، پھر عثمان ؓ، پھر علی ؓ، پھر حسن بن علی ؓ ہیں، لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ ان میں سے عنداللہ افضل کون ہے"۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کے تمام فرقوں کے ہاں حضرات شیخین تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر ان میں سے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ حضرت عمر ؓ سے بھی افضل ہیں۔ گویا افضل الخلائق بعد الانبیاء اہل سنت والجماعت کے نزدیک ابو بکر ؓ ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فضیلت شیخین و محبت ختنین اور مسح علی الخفین کو اہل سنت کا شعار بتلایا ہے۔ مولوی وحید الزمان کے نزدیک حجت کتاب و سنت کی بجائے کتاب و عترت ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے،

" هم القائمون علی وصیة النبی ﷺ متمسکون بالکتاب والعترة". (نزل الابرار ج ۱ ص ۷)

یعنی اہل حدیث ہی وصیت نبوی پر قائم ہیں اور کتاب و عترت کو مضبوطی سے پکڑنے

والے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ بعینہ شیعوں کا موقف ہے کہ ان کے نزدیک کتاب و سنت کوئی چیز نہیں، اصل چیز کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ﷺ ہے۔ انہیں سے تمسک پر وہ زور دیتے ہیں، ہماری حدیث و سنت کو تو وہ مانتے ہی نہیں اور ان کی حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی نہیں۔ وہ آئمہ اطہار پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔

مولوی وحید الزمان نے پانچ صحابہ کو فاسق لکھا ہے۔

چنانچہ وہ نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔

" و منه تعلم ان من الصحابة من هو فاسق کالولید ؓ و مثله یقال فی حق معاویة ؓ و عمرو ؓ و مغیرة ؓ و سمرة ؓ ".

یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو فاسق تھے، جیسے ولید بن عقبہ ؓ ایسے ہی کہا جاتا ہے معاویہ ؓ، عمرو بن العاص ؓ، مغیرہ بن شعبہ ؓ، اور سمرہ بن جندب ؓ کے متعلق۔

تو یہ پانچوں اس کے نزدیک فاسق و فاجر ہیں۔ جبکہ اہل سنت کے ہاں الصحابة کلهم عدول کا کلیہ مسلم ہے، یعنی تمام صحابہ عادل اور پرہیزگار ہیں۔ جیسا کہ آیت قرآنی گواہ ہے،

ولکن الله حبب الیکم الایمان و زینه فی قلوبکم و کره الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک هم الراشدون ﴿﴾

(سورۃ حجرات)

"لیکن اللہ تعالیٰ نے (اے صحابہ ؓ) تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے

تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے یہی لوگ راشدوں کی جماعت ہے''۔

یعنی یہی لوگ (صحابہ کرام ﷺ) ہدایت یافتہ اور عادل متقی ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کوئی بھی اہل سنت کسی بھی صحابی کے فسق کا قائل نہیں، یہ غیر مقلد ہی ہیں جن کو شیعہ کی آب چڑھی ہوئی ہے کہ بے دھڑک ایسے عظیم القدر صحابہ کو فاسق کہہ دیتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر صحابہ بھی فاسق ہو سکتے ہیں تو پھر ہم لوگوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ ہمارے لئے پھر فسق کچھ بھی معیوب نہیں ہوگا۔

وحید الزمان کی معاویہ ﷺ دشمنی۔

ترجمہ بخاری شریف ص ۹۰ ج ۵ پر حضرت امیر معاویہ ﷺ کے بارے میں لکھتا ہے،

''صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے حق میں کچھ کہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی۔ ان کا باپ ابو سفیان ساری عمر آنحضرت ﷺ سے لڑتا رہا، یہ خود حضرت علی ﷺ سے لڑے، ان کے بیٹے، ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھایا امیر المؤمنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید کرادیا''۔

ایسے ترجمہ بخاری جلد ج ۶ ص ۶۱ پر رقم طراز ہے،

''ابو سفیان زندگی بھر آنحضرت ﷺ سے لڑتے رہے، ان کے فرزند ارجمند معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی ﷺ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا، ہزاروں مسلمانوں کا خون گرایا، قیامت تک اسلام میں جو ضعف آگیا یہ انہیں (معاویہ) کا طفیل تھا''۔

نیز لکھتا ہے کہ،

''ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ وہ صحابہ ﷺ کی تعریف اور توصیف کرے، البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ

صحابہ سے سکوت کرتے ہیں، اس لئے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے، مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثلاً حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے''۔

(لغات الحدیث مادہ عز)

ہم ''اللہ محفوظ رکھے'' وحید الزمان کی دعا پر آمین کہتے ہیں لیکن امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ اور حضرت کہنے سے نہیں بلکہ غیر مقلدی سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو غیر مقلدیت سے محفوظ رکھے کیونکہ غیر مقلد ہو کر آدمی صحابہ، آئمہ اور اسلاف کرام کا گستاخ اور بے ادب ہو جاتا ہے۔ وہ خود تو صحابہ کا ادب نہیں کر سکتا لیکن ادب کرنے والوں کو بھی روکتا ہے۔ کہ صحابہ کو حضرت اور رضی اللہ عنہ نہ کہنا۔ نعوذ باللہ من العمیٰ بعد الھدیٰ.

وحیذ الزمان ہر گز اہل سنت نہیں ہو سکتا۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ امیر معاویہ ﷺ کو فاسق لکھ کر اور حضرت و رضی اللہ عنہ، کے القاب سے محروم کر کے بھی یہ اپنے آپ کو اہل سنت سمجھتے ہیں۔ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر یہ بے لگام شخص اہل سنت نہیں ہو سکتا۔ جس کے دل میں ایک عظیم صحابی، کاتب وحی، مسلمانوں کے خالو، اور رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی کے متعلق اتنا بغض اور کینہ بھرا ہوا ہو کہ وہ اس کے لئے تعظیمی الفاظ تک کو ناجائز سمجھتا ہو۔ تفو بر تفوائے چرخ گردان تفو۔

غیر مقلدوں کا مایہ ناز مصنف و محدث علامہ وحید الزمان اقراری شیعہ ہے۔

وحید الزمان، بخاری شریف کے ترجمہ ج ۶ ص ۱۹۳ پر سورت حجر کی آیت، صراط عل[illegible] مستقیم کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتا ہے،

''اسی سے ہے شیعہ علی یعنی حضرت علی اور ان کے دوست اور ان سے محبت رکھنے وا[illegible]

یا اللہ! قیامت کے دن ہمارا حشر شیعہ علی میں کر اور زندگی بھر ہم کو حضرت علی ﷛ اور سب اہل بیت کی محبت پر قائم رکھ"۔

نیز نزل الابرار (ج ۱ ص ۷) پر لکھتا ہے۔

"اہل الحدیث شیعہ علی ﷛" کہ اہل حدیث علی ﷛ کے شیعہ ہیں۔

قارئین کرام! اس قدر واضح بیان کے بعد بھی کیا موصوف کے شیعہ اور رافضی ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ بعض تقیہ باز غیر مقلد، سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کہ کہتے ہیں کہ ہم اسے نہیں مانتے، حالانکہ اسی وحید الزمان کی کتابیں، ان کے ہر گھر اور مسجد کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ یقین نہ آئے تو جا کر دیکھ لیں۔

وحید الزمان کے نزدیک متعہ حلال قطعی ہے۔

وہ کہتا ہے،

و کذالک بعض اصحابنا فی نکاح المتعة فجوزوها الا و نریٰ کان ثابتاً جائزاً فی الشریعة کما ذکره الله فی کتابه فما استمتعتم به منهن و آتوهن اجورهن وقرأة ابی بن کعب و ابن مسعود فماستمتعتم به منهن الی اجل مسمی یدل صراحة علی اباحته فالاباحة قطعیة لکونه قد وقع الاجماع علیه و التحریم ظنی.

(نزل الابرار ج ۲ ص ۳۳)

"اور ایسے ہی ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہ شریعت میں ثابت اور جائز تھا جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ، ان میں سے تم جس سے متعہ کرو گے تو اسے اس کی مزدوری ہی دے دیا کرو۔ اور ابی بن کعب ﷛ اور ابن

مسعود ﷛ کی قرأت میں **الی اجل مسمی** کی زیادتی ہے، جو صراحتاً جواز کی دلیل ہے۔ یعنی جس سے تم مدت مقررہ تک کے لئے متعہ کرو۔ پس اباحت اور جواز قطعی ہے اس لئے کہ اباحت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جہاں تک حرمت کا تعلق ہے تو وہ ظنی ہے اور اس عبارت میں وحید الزمان نے متعہ کو صرف جائز ہی نہیں کہا ہے، بلکہ اس کے جواز کے لئے قرآنی اور اجماعی ٹھوس دلائل بھی مہیا کر دیئے ہیں جو شاید شیعوں کو بھی نہ سوجھے ہوں۔

ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

پتا نہیں نام نہاد اہل حدیث اپنے اسی محبوب مصنف ومحدث کے قطعی فتوے پر عمل کر کے اس کا ثواب عظیم حاصل کرتے اور اپنے علامہ کو اس کا ایصال ثواب پہنچاتے ہیں یا ظنی باتوں پر عمل کر کے اس ثواب عظیم سے محروم رہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کی آبادی چونکہ بہت کم ہے اس لئے انہیں اس فتوے کی آڑ میں اپنی نفری بڑھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی کے ص ۱۱۲ پر بھی متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں **باختیار قول اهل مکة فی المتعة** یعنی متعہ کے بارے میں اہل مکہ کے قول جواز کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وحید الزمان اہل تقلید کی مخالفت اور اہل تشیع کی موافقت پر بڑا فخر کرتا ہے۔

وہ لکھتا ہے،

" ولا یجوز تقلید المجتهد المیت و حکیٰ بعضهم الاجماع علیه و قیل یجوز و رجحه الشیخ ابن القیم لان القول لا یموت و تقلید السلف لاقوال الصحابة والتابعین

تدل علی جوازه و قال ابن مسعود ﷺ من کان متبعاً فلیستن بمن قدمات و خالفتنا فیه المقلد و وافقنا فیه امامیة".

(ہدیۃ المہدی ج اص ۱۱۲)

یعنی فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جائز ہے، اور شیخ ابن قیمؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ قول تو نہیں مرتا اور سلف صالحین نے جو اقوال صحابہ وتابعین کی تقلید کی ہے وہ اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور ابن مسعود ﷺ نے فرمایا ہے جو کسی کی اتباع کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ فوت شدہ لوگوں کی اتباع کرے، اس بارے میں مقلدین نے ہماری مخالفت کی ہے اور فرقہ امامیہ ہمارے موافق ہے۔"

دیکھئے حرمت تقلید میں فرقہ امامیہ کی موافقت پر وحید الزمان کتنا خوش ہوتا اور فخر کرتا ہے،

یہ ہیں کہ از کہ گستی و با کہ پیوستی

دیکھ تو لے تو نے کس سے توڑی اور کس سے جوڑی؟

وحید الزمان شیعوں کی طرح پاؤں کے مسح کا قائل تھا۔

وہ کہتا ہے کہ،

"قال ابن جریر من اصحابنا یتخیر المتوضی ان یغسل رجلیه او یمسح علیها لان ظاهر الکتاب ینطق بالمسح ولکن الصحابة اتفقوا علی الغسل الا ما روی عن ابن عباس ﷺ و حکی عنه الرجوع و یحکی من الشیخ ابن عربی جواز مسح الرجلین فی الوضوء و هو المنقول عن

عکرمة و وجدنا فی کتب الزیدیة والامامیة الروایات المتواترة عن آئمة اهل البیت رضی الله عنهم تشعر بجواز المسح".

(نزل الابرار ج اص ۱۳)

یعنی ہمارے اصحاب میں سے ابن جریر نے کہا ہے کہ وضو کرنے والے کو اختیار ہے چاہے وہ پاؤں دھوئے چاہے وہ ان پر مسح کرلے۔ اس لئے کہ کتاب اللہ ظاہر مسح ہی کو بیان کرتی ہے، لیکن صحابہ کرام دھونے پر متفق ہیں، مگر جو ابن عباس ﷺ سے ایک روایت ہے جس سے ان کا رجوع بھی منقول ہے، شیخ ابن عربیؒ سے بھی پاؤں کے مسح کا جواز نقل کیا گیا ہے، اور یہی حضرت عکرمہ ﷺ سے بھی۔ اور ہم نے زیدی اور امامی شیعوں کی کتابوں میں آئمہ اہل بیت کی متواتر روایات پائی ہیں جو مسح کے جواز کو ثابت کرتی ہیں۔"

اس اقتباس میں وحید الزمان نے پاؤں کے مسح کا جواز ہی نقل نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف غسل رجلین پر صحابہ کا اجماع بھی نقل کیا ہے، تعجب ہے یہ پھر بھی مسح کے جواز کا قائل ہے اور اپنی تائید میں صحابہ اور اہل سنت کے آئمہ کو چھوڑ کر شیعوں کے اماموں سے متواتر روایات بیان کرتا ہے تو کیا یہ اس کے شیعہ ہونے کی اٹل دلیل نہیں ہے؟ کہ جن شیعی روایات کی اسے تردید کرنی چاہئے تھی وہ بڑے فخر سے اپنی تائید میں نقل کرتا ہے۔

حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہیں۔

وحید الزمان لکھتا ہے کہ اگر حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے تو کوئی حرج نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں۔

"ولو زاد بعد الحیعلتین حی علی خیر العمل فلا بأس به". (نزل الابرار ج ا ص ۵۹)

یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے۔

مہربان من! حرج کیوں نہیں یہ حی علی خیر العمل شیعوں کی آذان کا شعار ہے پھر وہ اہل حدیث کی آذان میں کیوں ہے؟ اور اگر اسے بے کھٹک لانا ہی ہے تو پھر اہل حدیث کہلوانے کا تکلف کیوں؟ صاف صاف اہل تشیع کہلوائیں۔

تھوڑے پانی کے ناپاک نہ ہونے میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

وحید الزمان نے لکھا ہے،

لا یفسد ماء البئر ولو کان صغیراً والماء فیه قلیلاً بوقوع النجاسة. (نزل الابرار ج ا ص ۳۱)

یعنی کنویں کا پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا خواہ کنواں چھوٹا ہو اور پانی بھی اس میں کم ہو۔

ادھر شیعہ کہتے ہیں،

"فان وقع فی البئر زمبیل من عذرة رطبة او یابسة او زمبیل من سرقین فلا بأس بالوضوء منها ولا ینزح منها شیء".

یعنی کنویں میں پاخانے کی بھری ہوئی زنبیل گر گئی خواہ نجاست تر ہو یا خشک، یا گوبر والی زنبیل گر گئی تو کوئی حرج نہیں، اس سے وضو کر سکتے ہیں اور اس میں سے پانی نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(من لا یحضره الفقیه ص ۵)

دیکھئے کنواں کسی کے نزدیک بھی پلید نہیں ہوا، نہ شیعوں کے ہاں نہ غیر مقلدوں کے ہاں۔ نیز حدیث قلتین جو ہمارے نزدیک ضعیف قریب الموضوع ہے۔ اس کی وجہ سے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو کسی صورت میں پلید نہیں ہوسکتا اگر ایک گھڑا پانی کا ہو دوسرا پیشاب کا، ان دونوں کو ملالیں تو وہ قلتین ہونے کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوگا۔ اور شیعہ کہتے ہیں، ایک پرنالہ پانی کا ہو دوسرا پیشاب کا ان کا پانی ملنے کے بعد کسی کے کپڑوں کو لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دیکھئے فروع کافی ج ا ص ۷۔ یہ امام جعفر صادقؒ کا فرمان ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ساس کے ساتھ زنا کی وجہ سے بیوی کے حرام نہ ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

شیعہ کہتے ہیں کہ،

"عن ابی جعفر علیه السلام وانه قال فی رجل زنا بام امرأته او بابنتها او باختها فقال لا یحرم ذالک علیه امرأته". (فروع کافی ج ۲ ص ۱۷۴)

یعنی حضرت ابو جعفر علیه السلام سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی ساس یا اس کی پچھلگ بیٹی یا اپنی سالی سے زنا کیا تو اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی۔

غیر مقلد کہتے ہیں،

وکذالک لو جامع ام امرأته لا تحرم علیه امرأته

(نزل الابرار ج ۲ ص ۲۸)

یعنی ایسے ہی ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں سے جماع کیا تو اس پر اس کی بیوی

حرام نہیں ہوتی۔

مشت زنی کے جواز میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

شیعہ کہتے ہیں۔

"عن ابی عبداللہ علیہ السلام سألتہ عن الدلک قال ناکح نفسہ لا شیء علیہ. (فروع کافی ج ۲ ص ۲۳۴)

یعنی امام جعفر صادقؒ سے مشت زنی سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے وجود سے فعل کرتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

غیر مقلد کہتے ہیں۔

"و بالجملۃ استنزال المنی بکف یا چیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است لا سیما چوں فاعل ناشی از وقوع فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازی است باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے گاہے واجب گردد"۔........"بعض اہل فہم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند"۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

یعنی ہاتھ سے منی نکالنا یا جمادات میں سے کسی چیز کے ساتھ رگڑ کر جبکہ اس کا تقاضا ہو بالکل مباح ہے، بالخصوص جبکہ فاعل کو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو جس کی کم از کم حد نظر بازی ہے تو ایسے وقت میں مستحب ہے بلکہ کبھی تو واجب ہو جاتی ہے۔ جس وقت کہ اس کے سوا گناہ سے بچنا ناممکن ہو۔........بعض اہل فن نے اس کا ارتکاب صحابہ سے بھی نقل کیا ہے جبکہ وہ اپنے اہل سے دور ہوتے تھے، ناظرین غور کریں کہ شیعوں نے تو اس فعل قبیح کو صرف مباح کہا تھا مگر غیر مقلدوں نے اسے نہ صرف واجب کا درجہ دے دیا بلکہ اسے سنت صحابہ کے طور پر ثابت کرنے کی

سعی نامشکور بھی کی ہے۔

خنزیر کے اجزاء کی پاکی میں شیعوں اور غیر مقلدوں کا توافق۔

شیعہ کہتے ہیں،

"عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سألتہ من الحبل یکون من شعر الخنزیر یستسقیٰ بہ الماء من البئر ھل یتوضأ من ذالک الماء قال لابأس بہ.

(فروع کافی ج ۲ ص ۱۰۳ جز ۲)

زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ خنزیر کے بالوں کی رسی سے کنویں میں سے پانی نکالیں تو اس سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں۔ قال والشعر والصوف کلہ ذکی۔ آپ نے فرمایا اس کے بال اور اون سب پاک ہیں۔

غیر مقلد کہتے ہیں،

"وشعر المیتۃ والخنزیر طاھر و کذا عظمھا و عصبھا و حافرھا و قرنھا". (نزل الابرار ج ۱ ص ۳۰)

یعنی مردار کے بال اور خنزیر کے بال پاک ہیں اور ایسے ہی ان کی ہڈیاں اور ان کا پٹھا اور ان کے کھر اور ان کے سینگ پاک ہیں۔

جمع بین الصلوٰتین میں شیعوں سے موافقت۔

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی جمع تقدیم اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی جمع تاخیر بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے

کہیں بھی بلا عذر شرعی جمع نہیں فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں عن عبداللہ کان رسول اللہ ﷺ یصلی الصلوٰۃ لوقتھا الا بجمع وعرفات. (نسائی ج۲ص۳۶)

''یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھا کرتے تھے سوائے مزدلفہ اور عرفات کے، نیز مسلم شریف (ج۱ص۴۱۷) میں بھی یہی بات قدرے تفصیل سے کہی گئی ہے۔ کہ مزدلفہ میں آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ اب دیکھئے غیر مقلد اور شیعہ دونوں اس کے برخلاف کیا کہتے ہیں۔ کہ بغیر کسی عذر کے گھر میں بھی جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ غیر مقلدوں کے علامہ وحید الزمان ہدیۃ المہدی میں فرماتے ہیں۔

" الجمع بین الصلوتین من غیر عذر ولا سفر و لا مطر جائز عند اھل الحدیث والتفریق افضل واشترط بعضھم ان لا یتخذوہ عادۃ ورواہ امامیۃ فی کتبھم عن العترۃ الطاھرۃ ". (ھدیۃ المھدی ج۱ ص۱۰۹)

یعنی اہل حدیث کے نزدیک بغیر کسی عذر، بغیر کسی سفر، بغیر کسی بارش کے بھی، دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ اور تفریق افضل ہے، اور بعضوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ لوگ اسے عادت نہ بنالیں اور جمع بین الصلوتین کو امامیہ نے اپنی کتابوں میں آل پاک سے روایت کیا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے یہاں غیر مقلد مصنف شیعہ اماموں کو اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے تو پھر یہ اہل سنت کی بجائے شیعوں کے زیادہ قریب نہیں تو اور کیا ہے؟

نماز جنازہ جہراً پڑھنے میں غیر مقلدوں اور شیعوں کی موافقت۔

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک نماز جنازہ چونکہ دعا ہی کی ایک

صورت ہے، اور دعا کو آہستہ پڑھنے کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے، اس لئے بالاجماع جنازہ کی دعائیں آہستہ پڑھنی چاہئیں، جیسا کہ قاضی شوکانی غیر مقلد نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں،

مذھب الجمھور الی انہ لا یستحب الجھر فی صلوٰۃ الجنازۃ و تمسکوا بقول ابن عباس ؓ المتقدم لم اقرأ ای جھراً الا لتعلموا انہ سنۃ وبقولہ فی حدیث ابی امامۃ سراً فی نفسہ. (نیل الاوطار ج۴ص۶۶)

یعنی جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز جنازہ میں جہراً پڑھنا مستحب نہیں۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے اس قول سے جو پیچھے گذرا دلیل پکڑی ہے، یعنی آپ نے فرمایا کہ میں نے جہراً اس لئے پڑھا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ پڑھنا سنت ہے، اور جمہور نے حضرت ابوامامہ کے اس قول سراً فی نفسہ سے بھی استدلال کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے اپنے جی میں پڑھو اور فقہ حنبلی کی مشہور کتاب مغنی ابن قدامہ میں ہے،

ویسر القرأت والدعا فی صلوٰۃ الجنازۃ لا نعلم بین اھل العلم فیہ خلافھا.

(مغنی ج۲ص۴۸۶)

''نماز جنازہ میں قرأت اور دعا آہستہ پڑھے اس سلسلے میں ہم اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں جانتے''۔

مگر اس قول جمہور اور آئمہ اربعہ کے خلاف صرف شیعوں سے موافقت کرنے کے لئے غیر مقلد کہتے ہیں کہ جنازہ کی قرآت اور دعائیں جہراً پڑھنی سنت ہیں۔ دیکھئے فتاویٰ علمائے حدیث (ج۵ص۱۵۲) نیز فتاویٰ ثنائیہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس

کے بعد کی سورۃ باآواز بلند پڑھنا جائز بلکہ سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج۲ص۵۶)

نماز میں ھاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں غیر مقلدوں اور شیعوں کی موافقت۔

قارئین کو معلوم ہے کہ شیعہ حضرات نماز میں بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ شیعوں کا یہ عمل غیر مقلدین کو اتنا پسند آیا کہ وتروں اور قنوت نازلہ میں بلکہ مطلق نماز میں انہوں نے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو اپنا معمول بنالیا۔ وحید الزمان لکھتا ہے،

" ولا بأس ان یدعو فی قنوته بما شاء فیرفع یدیه الی صدره یبسطهما و بطونهما نحو السماء ".

یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ قنوت میں جو دعا چاہے پڑھے بس ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر تک اٹھا کر کھول لے ان کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔

ہدیۃ المہدی میں وحید الزمان لکھتا ہے،

" و یجوزون الدعاء برفع الایدی فی الصلوٰۃ ای دعاء کان ولو من قبیل ما یسأل عن الناس.

(نزل الابرار ص۱۱۰)

یعنی اہل حدیث ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو جائز کہتے ہیں خواہ کوئی سی دعا ہو خواہ ایسی دعا ہو جو لوگوں سے بھی مانگی جاسکتی ہے۔

حالانکہ یہ کسی حدیث میں نہیں آتا یہاں یہ لوگ اپنے آپ کو شیعوں پر قیاس کر لیتے ہیں پھر ہاتھ ہی نہیں اٹھاتے انہیں دعا پڑھ کر منہ پر بھی پھیر لیتے ہیں جو ہیئت نماز کے بالکل خلاف ہے۔ یہ ایک قسم کا عمل کثیر ہے جس سے نماز ہی ٹوٹ جاتی ہے، جبکہ ہمارے پاس دعا میں ہاتھ نہ اٹھانے کی مرفوع حدیث موجود ہے،

عن محمد بن یحیٰ الا سلمی قال رأیت عبداللہ بن زبیر و رأی رجل رافعا یدیه یدعو قبل ان یفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال له ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلوته. (رواه ابن ابی شیبه)

یعنی محمد بن یحیی اسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا وہ فراغت سے پہلے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر میں شیعوں اور غیر مقلدوں میں موافقت۔

شیعہ لکھتے ہیں کہ،

عن حماد بن عثمان قال سألت ابا عبداللہ علیه السلام عن الرجل یأتی المرأة فی ذالک الموضع وفی البیت جماعة وقال لی ورفع صوته قال رسول اللہ ﷺ من کلف مملوکه ما لا یطیق فلیبعه ، نظر فی وجوه اهل البیت ثم اصغی الی فقال لا بأس به. (الاستبصار ج۲ص۱۳۰)

یعنی حماد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے دریافت کیا کہ اپنی عورت کی دبر میں دخول کر سکتا ہے؟ آپ نے بلند آواز سے تو یہ فرمایا کہ اپنے غلام سے اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لینا جائز نہیں بلکہ اسے فروخت کر دینا چاہئے، پھر اپنے اہل بیت کے

چھروں کو دیکھ کر میری طرف سر جھکایا اور فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

غیر مقلد مجتہد وحید الزمان بخاری شریف ج٦ ص ٣٨-٣٧ پر آیت نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتا ہے۔

''روایت میں اس کی صراحت موجود ہے کہ (یہ آیت) عورتوں سے دبر میں جماع کرنے کے باب میں اتری۔ ابن عمرؓ سے اس کی اباحت منقول ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بھی پہلے اس کے قائل تھے۔---------یہ آیت وطی فی الدبر کی اجازت میں اتری------ایک جماعت اہل حدیث جیسے بخاریؒ، زیلعیؒ، بزازؒ، نسائیؒ اور بوعلیؒ نیشاپوری اسی طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔---------مطلب یہ ہے کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکلتا ہے''۔

یہی رافضی مصنف نزل الابرار ص ١٢٣ میں رقم طراز ہے۔

ووطی الازواج والاماء فی الدبر.

یعنی اہل حدیث عورتوں اور باندیوں کی دبر میں وطی کرنے کے جواز کا انکار نہیں کرتے۔

گویا یہ کہ اہل حدیث کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ وہ اس خلاف وضع فطری فعل کو جائز سمجھتے ہیں۔

کتے کے پاک ہونے میں شیعوں اور غیر مقلدوں میں موافقت۔

قارئین جانتے ہیں کہ کتا نجس ہے وہ اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا سارا پانی نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر شیعوں کے ہاں صرف پانچ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ فروع کافی ج ا ص ۴ میں ہے کہ،

یکفیک خمس ولاء.

تجھے پانچ ڈول کافی ہیں۔

لیکن غیر مقلدوں کے ہاں پانچ ڈولوں کی بھی ضرورت نہیں جیسا کہ وحید الزمان نے نزل الابرار میں لکھا ہے،

'' ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمه الماء''. (نزل الابرار ج ا ص ٣٠)

یعنی اگر کتا پانی میں گر جائے اور پانی کے اوصاف تبدیل نہ ہوں تو پانی پلید نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کا منہ پانی میں ڈوب جائے۔

اس سے دو سطر پہلے اس نے کہا،

ودم السمک طاهر وكذالک الكلب وريقه عند المحققين. (نزل الابرار ج ا ص ٣٠)

اور مچھلی کا خون پاک ہے اور ایسے ہی کتا اور اس کا تھوک بھی پاک ہے۔

لیجئے شیعوں نے تو پانچ ڈول نکالنے کا تکلف کیا تھا مگر غیر مقلدوں نے اسے بھی اٹھا دیا اور کتے کو مطلق پاک کہہ دیا اور تین سطر اس کے بعد لکھا ہے کہ جو شخص کتے کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھے اس کی نماز بالکل ٹھیک ہے، اور اس میں کوئی فساد نہیں۔ اس کے الفاظ ہیں،

ولا تفسد صلوة حامله.

یعنی اس کو اٹھانے والے کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

گویا کتے کے مسئلے میں غیر مقلدوں نے شیعوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ خود بھی پاک ہے اس کا لعاب بھی پاک ہے، اس کو اٹھا کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

حفظ قرآن سے محرومی میں شیعوں اور غیر مقلدوں

کی موافقت۔

شیعہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، اس لئے ان کا حفظ کی دولت سے محروم ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر مقلدوں میں بھی نسبتاً حافظ بہت کم ہیں، وجہ یہ ہے کہ حدیث حدیث کی رٹ میں قرآن پاک کی اصل عظمت اور حفظ قرآن کی اہمیت ان کے دلوں سے نکال دی ہے۔ ان کے نزدیک اصل چیز حدیث ہی ہے لہذا اس کے ساتھ قرآن پاک کو بھی دیکھنے کے روادار نہیں، جیسا کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں یہ صریح قرآن کے خلاف چلتے ہیں، شوافع اور حنابلہ اگر خلف الامام فاتحہ پڑھتے ہیں تو وہ آیت قرآنی میں جہراً کی تاویل کر لیتے ہیں یعنی مقتدی کو فاتحہ پڑھنا اس وقت منع ہے جب امام جہراً قرأت کر رہا ہو لیکن سراً میں منع نہیں۔ لیکن یہ لوگ مطلقاً قرأت کے قائل ہیں خواہ جہراً ہو یا سراً ہو۔ اور کہتے ہیں کہ واذا قرئ القرآن کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو خطبہ کے متعلق ہے۔ احمق لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جب خطبہ میں سامعین کی خاموشی مطلوب ہے تو نماز جو نام ہی خشوع اور خضوع کا ہے اور وقوموا للہ قانتین کا مصداق ہے، اس میں خاموشی کیوں مطلوب نہیں۔ جبکہ اس آیت کے نماز کے متعلق ہونے پر امت کا اجماع بھی ہے۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں۔

اجمع الناس علی ان هذه الآیة فی الصلوة

آیت کا نماز سے تعلق ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

مگر یہ لوگ اپنی خودرائی اور ذہنی آوارگی کی تسکین کے لئے اجماع امت کو بھی رد کر دیتے ہیں۔

وقت واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ طلاق ثلاثہ تمام اہل سنت والجماعت حنفی، مالکی، شافعی

اور حنبلی وغیرہ کے ہاں تین ہی قرار دی جاتی ہیں، اور سب کے نزدیک مطلقہ ثلاثہ مغلظہ ہو جاتی ہے، اور بغیر حلالہ صحیحہ کے پہلے خاوند کے پاس بنکاح جدید بھی واپس نہیں آسکتی۔ مگر شیعوں کی ریس میں غیر مقلد کہتے ہیں کہ ایک وقت کی تین طلاقیں تین ہوتی ہی نہیں۔ اور وہ صرف ایک واقع ہوتی ہے، اور وہ بھی رجعی کہ بغیر نکاح جدید کے سابق خاوند اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ امت کے اس اجماعی موقف میں سات آٹھ سو سال بعد سب سے پہلے ابن تیمیہ نے رخنہ ڈالا اور تین طلاق کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا۔ غیر مقلدین نے ابن تیمیہ کے اس تفرد کی تقلید کی، عجیب بات ہے کہ یہ لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید کو حرام کہتے نہیں تھکتے لیکن ابن تیمیہ کی تقلید کو انہوں نے صرف شیعوں کے ساتھ توافق کی وجہ سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ حالانکہ جب ابن تیمیہ نے یہ موقف اختیار کیا تھا تو جمہور علماء امت نے اس کی سخت مخالفت کی تھی اور ابن تیمیہ کو اس فتویٰ کی وجہ سے بڑے مصائب کا شکار ہونا پڑا تھا۔ دیکھئے مشہور غیر مقلد عالم ابوسعید شرف الدین دہلوی نے اس کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں،

”یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا مسلک) صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین و متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے، جو فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا۔ تو اس وقت کے علماء نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔“

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے تفردات لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے۔ جناب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور شرابہ ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیمؒ پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کرا کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی“۔

(اتحاف ص ۳۱۸ بحوالہ عمدۃ الاثاث ص ۱۰۳)

انکار تراویح میں غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت۔

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل سنت اور غیر مقلدین کا تراویح میں اختلاف تعداد رکعات کے متعلق ہے کہ اہل سنت بیس سمجھتے ہیں اور غیر مقلد آٹھ۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، اصل یہ ہے کہ تراویح کے وجود میں اختلاف ہے، کیونکہ باتفاق اہل سنت تراویح بیس سے کم نہیں ہیں۔ آٹھ رکعات جس کے یہ مدعی ہیں وہ تراویح ہیں ہی نہیں، وہ تو نماز تہجد کی رکعات ہیں۔ اس لئے اکثر محدثین نے آٹھ رکعات والی روایت کو باب التہجد میں نقل کیا ہے قیام رمضان میں نہیں۔ پھر امام ترمذیؒ نے جہاں تراویح کے متعلقہ مذاہب نقل کئے ہیں وہاں بیس تراویح یا چھتیس تراویح کا ذکر کیا ہے مگر آٹھ تراویح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ گویا امام ترمذیؒ کے زمانے تک تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔ یہ تو انگریز کے منحوس دور میں غیر مقلدوں کو آٹھ رکعات کی سوجھی ہے تاکہ اس سے امت حنفیہ میں اختلاف پیدا کیا جائے۔ اور اس مسئلے پر ہر ہر مسجد میں فتنہ وفساد برپا کیا جا سکے۔ تو گویا جن آٹھ رکعات کو یہ تراویح کہتے ہیں وہ تراویح نہیں تہجد کی رکعات ہیں اور جو بیس رکعات تراویح کی ہیں ان کو یہ پڑھتے اور مانتے نہیں۔ اس لحاظ سے ان کا اور شیعوں کا ایک ہی موقف ہے کہ بیس رکعت جو حضرت عمرؓ نے رائج کی تھیں، ہم اس کو نہیں مانتے۔ لہذا دونوں فریق یکساں منکرین تراویح ٹھہرے۔

مسئلہ رجعت میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت۔

ملا باقر مجلسی نے ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ جا کر دریافت کریں گے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ اور ان کے تابعین اور حضرت عائشہ وحفصہ (رضی اللہ عنہما) کہاں مدفون ہیں۔ جب لوگ ان کی قبروں کا نشان دیں گے تو وہ ان کو کھینچ کر زندہ کریں گے اور حضرت علیؓ وحسنین اور ان کی ذریت اور شیعوں کو بھی زندہ کریں گے اور ان کے روبرو اصحابؓ وازواج رسول (رضی اللہ عنھن) اور ان

کے اتباع کو طرح طرح کی اذیت پہنچا کر مار دیں گے اور ان کی لاشوں کو درختوں سے لٹکا دیں گے۔ حضرت علی وحسن اور حسین ان کی ذریت اور شیعہ یہ انتقامی منظر دیکھ کر باغ باغ ہو جائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

نیز مقلد عالم ہاشمین اپنی کتاب دراسات اللبیب کے (ص ۲۱۹) میں لکھتا ہے،

"من مات علی الحب الصادق الامام العصر المھدی علیه السلام ولم یدرک زمانه اذن الله سبحانه ان یحیه فیفوز فوزا عظیما فی حضوره و هذه رجعته فی عهده."

یعنی جو شخص امام مہدی علیہ السلام کی سچی محبت میں مر گیا اگر ان کا زمانہ نہ پا سکا تو اللہ تبارک وتعالیٰ امام مہدی کو اجازت دیں گے کہ وہ اسے زندہ کر کے اپنے دیدار سے شاد کام کریں اور یہ ان کے زمانہ میں اس کی رجعت ہوگی۔

تو گویا شیعوں نے سنیوں اور ان کے پیشواؤں سے انتقام لینے کے لئے رجعت کا عقیدہ گھڑا، اور غیر مقلدوں نے امام مہدی کی زیارت پانے کے لئے اس جھوٹ سے اتفاق کیا، تو دونوں ہی من گھڑت عقیدے میں باہم متفق ہیں۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ عقیدہ بالکل مردود ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اس کے رافضی ہیں۔ لیکن انہیں پتہ نہیں تھا کہ ایک قوم غیر مقلد بھی آئے گی جو اسی عقیدے کی حامل ہوگی۔

عقیدہ عصمت آئمہ میں شیعوں اور غیر مقلدوں کو موافقت۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ (مطبوعہ استنبول ص ۳۵۸) پر شیعوں کا عقیدہ نقل کرتے ہیں،

''وشیعہ خصوصاً امامیہ واسماعیلیہ گویند کہ عصمت از خطا در علم واز گناہ در عمل یعنی امتناع صدور کہ خاصہ انبیاء است شرط امام است۔''

کچھ شیعہ امامیہ واسماعیلیہ کہتے ہیں کہ علم وعمل میں خطاء وگناہ سے عصمت انبیاء ہی کی طرح امامت کی شرط ہے۔

حالانکہ یہ عقیدہ قرآن پاک کے خلاف ہے۔ اسی طرح غیر مقلد عالم ملا معین دراسات اللبیب کے ص ۲۱۳ پر لکھتا ہے۔

''بارہ اماموں اور حضرت فاطمۃ الزہرا معصوم ہیں، یعنی ان سے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور جو صحابہ کہ مخالف ہوئے حضرت علی ؓ کی بیعت خلافت میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے ارث دینے میں، وہ سب کے سب خطا وار ہیں۔ اور نیز عصمت آنحضرت ﷺ کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی نقلی''۔ دیکھئے غیر مقلدین شیعوں کے اس خلاف کتاب وسنت عقیدے میں کس طرح اشتراک واتفاق کر کے اہل سنت سے خارج ہوتے ہیں۔ (کیونکہ اہل سنت کے ہاں تو صرف انبیاء ہی معصوم ہیں)۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ. قال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. صدق اللہ مولانا العظیم.

میرے دوستو بزرگو! یہ مجلس جو اس وقت منعقد ہوئی ہے اس میں آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں حیات کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ جیسے سردار صاحب بتا چکے ہیں کہ یہاں یا تو علماء حضرات ہیں یا سردار صاحب اور ان کے ساتھی ہیں جو اچھی طرح دعوے اور دلیل کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ مقدمے میں ایک فریق مدعی اور دوسرا مدعیٰ علیہ ہوتا ہے۔ عدالت ہمیشہ مدعی سے دلیل کا مطالبہ کرتی ہے اور مدعیٰ علیہ کو اس کے گواہوں پر جرح کرنے حق بھی دیتی ہے۔ مدعیٰ علیہ نہ تو گواہ پیش کرتا ہے اور نہ اس کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ اب اس کے بارے میں میں نے اپنا دعوٰی لکھ کر مولوی احمد سعید کو بھیج دیا ہے کہ۔

عقیدہ اجماعیہ اھل سنت والجماعت۔

حضرات انبیاء علیھم السلام کے اجسام مطہرہ اپنی اپنی قبروں میں الأن کما کان (جس طرح پہلے تھے اسی طرح اب بھی) بالکل تروتازہ اور محفوظ وزندہ ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

اب بات یہ تھی کہ مولانا احمد سعید بھی اپنا عقیدہ لکھ کر ہمیں بھیجتے۔ عقیدے میں جو بات ہوتی ہے وہ ہوتا ہے اثبات کا پہلو کہ میں یہ مانتا ہوں کہ مولانا نے جو یہ چٹ بھیجی ہے اصول مناظرہ کے مطابق یہ دعوٰی نہیں انکار دعوٰی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ موت کے بعد قبر ارضی کے اندر نبی کے جسم کے لئے ایسی حیات قطعاً ثابت نہیں جس طرح دنیا میں روح اور جسم کے ساتھ تھی۔

(دستخط احمد سعید)

بات کو اچھی طرح سمجھو اور غور کرو کہ جب تک وہ اپنا دعوٰی لکھ کر نہ دیں ان کو کوئی دلیل پیش کرنے کا حق نہیں، کیونکہ دلیل کا نمبر بعد میں ہوتا ہے اور دعوٰی پہلے لکھا جاتا ہے۔

اس تحریر میں دوسری غلطی یہ ہے کہ اگر انہوں نے ہمارے عقیدے کا انکار کرنا تھا تو وہ صرف ہمارے دعوٰی کے نیچے یہ لکھ دیتے کہ میں اس عقیدہ کو نہیں مانتا، انہوں نے ایک عقیدہ ہماری طرف منسوب کر کے لکھ دیا۔ جب ہم یہاں موجود ہیں ہم نے اپنا عقیدہ لکھ کر دے دیا ہے تو ان کو الفاظ کے اندر کمی بیشی کر کے اس کو ہماری طرف منسوب کر کے انکار کرنے کا کوئی قانونی اور شرعی حق نہیں، اس لئے یا تو جناب احمد سعید صاحب اسی طرح اپنا عقیدہ مختصر الفاظ میں کہ میں حضور ﷺ اور تمام انبیاء علیھم السلام کو اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان سمجھتا ہوں۔ یہ اثباتی پہلو ہے یا یہ لکھ کر بھیجیں اس پر پھر وہ اپنے دلائل بیان کریں گے۔ لیکن اگر وہ دعوٰی لکھنے سے انکار کر جائیں جیسا کہ اب تک ہو چکا ہے، الحمد للہ اس سے ہمیں پتا چل گیا ہے کہ مولانا احمد سعید صاحب نے جو اپنے کھلے خط میں فرمایا کہ میرے پاس ستر آیتیں اور اٹھارہ سو احادیث دلیلیں ہیں۔ لیکن وہ دلیلیں کس دعوٰی کی ہیں؟ وہ دعوٰی لکھ کر کیوں نہیں دیتے، جب تک یہ بات طے نہ ہو آگے چلنا بے

فائدہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ علامہ صاحب کی ذاتیات کے بارے میں کچھ نہ کہوں اور نہ ہی کسی اور صاحب کے بارے میں کہوں۔

تیسری بات یہ ہے، ہم جو مناظرہ کر رہے ہیں اس میں اس بات کی کوشش کریں کہ مناظرہ سن کر کوئی بندہ اپنی ضد ترک کر دے، اگر ایک بندے نے بھی ضد چھوڑ دی تو اس میں ہمارا فائدہ ہے، لیکن اگر کوئی اس مناظرہ کی وجہ سے دین سے متنفر ہو گیا تو اس میں ہمارا دنیا و آخرت کا بہت بڑا نقصان ہے۔

سردار صاحب کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مناظر اپنے دعوٰی سے ہٹ کر ادھر ادھر کے دلائل بیان کر رہا ہو خواہ وہ میں ہوں یا دوسرا کوئی دوست، اس کو روکیں اور اسکو دعوٰی کے مطابق دلائل دینے کا پابند کریں۔ بقول سردار صاحب کے کہ زیادہ لوگ وہ ہیں جو (علمی) باتوں کو نہیں سمجھتے اس لئے بات جتنی واضح ہوگی وہ اس کو سمجھیں گے، بات جتنی مختصر ہوگی اس کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اب میں اپنے اس دعوٰی پر سب سے پہلے اللہ کے رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ا۔

امام بیھقیؒ اپنی کتاب حیـاۃ الانبیاء جوان کی اپنی کتاب ہے (اس میں وہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں) اس میں وہ فرماتے ہیں،

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبور ھم یصلون.

یہ حضرت انس ؓ حضرت پاک ﷺ کے خادم خاص تھے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

انبیاء لفظ نبی کی جمع ہے، قبور لفظ قبر کی جمع ہے، احیاء کا معنی زندہ، یصلون کا معنی نماز

پڑھتے ہیں، کچھ کتابیں وہ ہیں جن میں متواتر حدیثیں یا بعض روایتوں کے بعد لکھا ہوتا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ صاحب نظم المتناثر فرماتے ہیں،

ان من جملة ما تواتر من النبی ﷺ حیاة الانبیاء فی قبورهم

ہمارے رسول پاک ﷺ سے جو باتیں اس امت میں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، علامہ جلال الدین سیوطیؒ شرح ابو داؤد میں فرماتے ہیں تواترت به الاخبار اس قسم کی حدیثیں متواتر ہیں جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ خدا کے رسول اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی دوسری کتاب میں انباء الاذکیاء میں فرماتے ہیں۔

حیاة النبی ﷺ فی قبره هو وسائر الانبیاء معلومة عندنا علماً قطعیاً

ترجمہ۔ ہمارے حضرت پاک ﷺ اور تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، امت میں یہ بات علم قطعی سے ثابت ہے۔

میں نے اپنے دعویٰ کے مطابق تین باتیں عرض کرنی تھیں۔

(ا) ایسی دلیل جس میں نبی کا لفظ آجائے، حیات کا لفظ آجائے، اور قبر کا لفظ آجائے۔ الحمدللہ میں نے اپنا دعویٰ رسول پاک ﷺ کے اس ارشاد سے ثابت کر دیا جس کو محدثین نے متواتر تسلیم کیا ہے۔ متواتر قطعی الثبوت بھی ہوتی ہے اور قطعی الدلالت بھی ہوتی ہے، کیونکہ یہ الفاظ موجود ہیں، میں نے اتنی عام فہم دلیل پیش کی ہے کہ ان پڑھ آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

اب میں علامہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ بیان سے پہلے اپنا وہ دعویٰ جو ستر آیتوں سے اور نبی پاک ﷺ کی اٹھارہ سو احادیث سے ثابت ہے وہ لکھ کر دیں پھر اپنے دعویٰ پر صرف ایک حدیث صحیح، سترہ سو ننانوے ان کو معاف، صرف ایک صحیح حدیث پیش کریں۔ اس کے بعد اگر کوئی سند پر بحث کرنا چاہے تو ان کو اجازت ہوگی۔

پہلے میری پیش کردہ حدیث پر بحث ہوگی پھر احمد سعید صاحب کی پیش کردہ حدیث پر بحث ہوگی۔ لیکن پہلے وہ حدیث پیش کریں۔ اس لئے تاکہ آپ لوگوں کو بات سمجھنا آسان ہو جائے، کیونکہ اگر وہ میری پیش کردہ حدیث پر وہ ایسا اشکال کریں جو انکی حدیث پر بھی ہو سکتا ہے یا میں ان کی پیش کردہ حدیث پر ایسا اعتراض کروں جو خود میری پیش کردہ حدیث پر بھی ہو سکتا ہے تو یہ وقت کو ضائع کرنا ہوگا۔

فیصل آباد میں غیر مقلدین سے مناظرہ تھا انہوں نے بھی فاتحہ خلف الامام کی حدیث پیش کی، ہم نے بھی ترک فاتحہ خلف الامام کی حدیث پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ تیری پیش کردہ حدیث میں ایک راوی مدلس ہے، میں نے کہا تمہاری پیش کردہ حدیث میں تین راوی مدلس ہیں۔ جج نے کہا یہ تو اعتراض برابر ہو گیا۔ کیونکہ جو اعتراض تم نے ان کی سند پر کیا وہ تمہاری سند پر تین گنا زیادہ ہو گیا۔ اب دیکھو جج صاحب کو بات سمجھنا آسان ہو گئی۔

اسی طرح علامہ احمد سعید صاحب ایسی حدیث پیش کریں (یعنی واضح) جیسے میں نے پیش کی کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں میں نے محدثین سے جو اہل فن ہیں (اس کا تواتر بھی نقل کیا ہے) کیونکہ اہل فن ہی اس کو جانتے ہیں۔ اگر کوئی ایماندار سنار کہے کہ یہ سونا ہے اس کے مقابلے میں بزاز یا عامی آدمی کہے کہ یہ سونا نہیں ہے تو ہمیں سنار کی بات ہی ماننی ہوگی۔

اب علامہ احمد سعید صاحب بھی اٹھارہ سو میں سے صرف ایک واضح حدیث پیش کر دیں کہ خدا کے سارے رسول (معاذ اللہ) اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ احمد سعید صاحب حدیث پیش کرنے کے بعد اس کا دو محدثین سے متواتر ہونا بھی ثابت کریں، جس طرح میں نے دو محدثین سے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ دو شہادتیں پیش کریں تاکہ دلیلیں برابر ہو جائیں۔ اور حدیث اتنی واضح ہو جتنی واضح میں نے پیش کی۔ کہ اس میں نبی کا لفظ بھی ہو، اور قبر کا لفظ بھی ہو، بے جان اور مردہ کا لفظ بھی ہو (معاذ اللہ)۔ اس کے بعد سب سے پہلے میں اپنی پیش کردہ حدیث کی سند پر بحث کے لئے تیار ہوں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ ہم

نے بات اتنی عام فہم کی کہ سب کو سمجھ آگئی، ورنہ علمی باتیں علمی رنگ میں اس کے لئے تو خاص علما کا مجمع ہونا چاہئے۔

میں نے اپنا دعویٰ عام فہم انداز سے ثابت کر دیا۔ علامہ صاحب نے ابھی تک اپنا دعویٰ بھی لکھ کر نہیں دیا، اور ہماری دعویٰ کے انکار کی کوشش کی ہے، لیکن ہمارے کی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے ایک بات لکھ دی ہے اور اسے ہماری طرف منسوب کر دیا ہے۔ اب جب تک وہ اپنا دعویٰ لکھ کر نہ دیں آپ حضرات ان کو دلائل بیان کرنے سے روکیں کیونکہ جو اپنا دعویٰ نہیں لکھ سکا وہ دلائل کس طرح بیان کرے گا۔ جب تک وہ اپنا عقیدہ لکھ کر نہ دیں اس وقت تک وہ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے، کیونکہ دنیا میں کوئی عدالت ایسی نہیں ہے کہ اس میں دعویٰ دائر نہ ہو اور وہ مدعی سے گواہ طلب کرے کہ گواہ لاؤ دعویٰ بعد میں دائر ہوتا رہے گا۔

الحمدللہ میں نے اپنا دعویٰ بھی پیش کر دیا وہ لکھا ہوا مولوی احمد سعید کے پاس موجود ہے۔ اور میں نے اس پر حدیث بھی پیش کر دی اور اتنی عام فہم کہ اس کے کسی ایک لفظ پر بھی کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا، اب احمد سعید صاحب کے ذمہ ہے کہ صاف حدیث پیش کریں جس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام (معاذ اللہ) اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں، اگر وہ قرآن پاک کی آیت پیش کرنا چاہیں تو ایسی صریح آیت پیش کریں کہ اس کا اردو ترجمہ کسی کے سامنے بھی رکھ دیا جائے اور وہ ترجمہ علماء دیوبند کا ہو، اس میں لکھا ہوا دکھا دیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (معاذ اللہ) اگر احمد سعید صاحب اس کا ترجمہ دکھا دیں تو ہم ضد نہیں کریں گے بلکہ تسلیم کر لیں گے کہ احمد سعید نے اپنا عقیدہ ثابت کر دیا ہے۔ میں نے جو حدیث پیش کی ہے اول تو اس کے اندر کوئی شبہ ہی نہیں، اگر کسی کو شبہ ہو تو میں اس کا ترجمہ علماء دیوبند سے وہی دکھا سکتا ہوں جو میں نے کیا ہے۔

مولوی احمد سعید صاحب۔

محترم عزیز شرکاء اجتماع جناب مولانا محمد امین صاحب نے اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہوئے

ابتداء کی ہے حدیث رسول پاک ﷺ سے۔

خود تسلیم کیا ہے انہوں نے کہ مدعی ہم ہیں۔ جب مدعی مولانا صاحب بن گئے تو میں یقیناً انکے دعویٰ کا منکر بنا۔ پھر مجھ سے مطالبہ کرنا کہ آپ بھی اپنا عقیدہ لکھ کر دیں۔ ایک فریق مدعی ہوتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے، جب مولانا مدعی بن چکے ہیں تو میں یقیناً انکے دعویٰ کا منکر ہوں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضور ﷺ و انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں انکار کرتا ہوں کہ شریعت مطہرہ و مقدسہ سے قیامت تک کوئی شخص اللہ کے نبی ﷺ کی وفات مقدسہ کے بعد شرعی دلائل کے پیش نظر وہ اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکتا کہ جو جسم اس قبر مقدس میں دفن کیا گیا ہے حضرت پاک ﷺ اسی جسم پاک کے ساتھ اس قبر کے اندر اسی طرح زندہ ہیں جس طرح مولانا تسلیم کرتے ہیں۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب انہوں نے دعویٰ کیا ہے تو میں نے ان کے دعوے کا انکار ہی کرنا ہے۔ وہ میں نے لکھ کر دیا ہے جب میں مدعی بنوں کسی بات کا تو اس وقت میرے ذمہ ہوگا اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرنا، ایک غلطی تو یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے متواتر حدیث پیش کی۔ میں یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ مولانا قرآن مقدس سے کیوں ناراض ہیں جب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عقیدہ ہے، عقیدہ کی ابتداء باجماع اصحاب محمد ﷺ قرآن سے ہوتی ہے۔ تو انہوں نے قرآن کی نص قطعی کیوں پیش نہیں کی۔ میرا یہ سوال ہے کہ حضور ﷺ اور انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں جیسے وفات سے پہلے تھے تو کوئی ایک آیت یا آیت کا ایک حصہ جو قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو، قیامت تک مولوی صاحب پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر مولانا یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں، تو یہ تحریر کر دیں کہ قرآن میں اس قسم کی آیت نہیں ملتی پھر حدیث رسول ﷺ پیش کریں، پھر چشم ما روشن دل ماشاد۔ پھر مولانا کا مطالبہ بھی پورا کر دیا جائے گا۔ ایک نہیں اٹھارہ سو احادیث باسند پیش کی جائیں گی۔ لیکن اسلام کے اصول کے

مطابق۔

مسلمان کے اصول کے مطابق مناظرہ کے دلائل اس طرح دیں کہ جس طرح اسلام دیتا ہے، پہلے قرآن مقدس کی آیت پیش کرو جو قطعی الثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت ہو۔ صرف تلاوت کا فائدہ نہ دے کیونکہ آپ کا عقیدہ ہے اور عقیدہ ضروری ہے اس لئے ایسی آیت پیش کرو کہ اس کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ہی وہ لوگوں کو سمجھ آ جائے۔ پھر مولانا نے الانبیاء احیاء فی قبورھم پڑھا ہے اور حوالہ ان محدثین کا دیا ہے جو خود ناقل ہیں، اسماء الرجال کے نقاد محدثین نہیں۔ نقال ہیں۔ کسی سے نقل کرتے ہیں اور نقل کر کے وہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔ پھر تم نے روایت پڑھ کر اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ کیا آپ نے کہا ہے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ آگے جو یصلون لفظ ہے اس کا ترجمہ نہیں کیا کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اپنی قبروں میں۔ آخر کوئی شک تو آپ کو ہوا ہے، جس کی وجہ سے آپ نے یصلون کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے۔

بہر حال سب سے پہلی بات جو طے شدہ ہے کہ تم مدعی ہو، میں اس کے مقابلے میں دعویٰ لکھ کر نہیں دیتا بلکہ اس کا جواب دینا ہے۔ باقی ہمیں کوئی اصرار نہیں دلائل پیش کرنے پر، دلائل تو جب موقع آئے گا اس وقت اس کی بھرمار ہوگی۔ آپ خود تسلیم کرو گے کہ واقعی دلائل ہیں فی الحال ہمیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دلائل مانگنے کی ضرورت ہے۔ آپ دلیل پیش کرو۔

سب سے پہلے دلیل ہے کلام اللہ قرآن مقدس، جب تک کتاب اللہ سے ایسی آیت مقدسہ پیش نہ کرو جس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی ان قبروں کے اندر جن میں مدفون ہیں روح مع الجسد اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں روح مع الجسم زندہ تھے۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ نہیں تو دعویٰ بدل لو، اگر دعویٰ یہی ہے تو پھر اس کو قرآن مقدس سے ثابت کرو۔

اگر قرآن سے دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا تو پھر دلائل کی بھرمار کرنے کے لئے ہر روایت جو کسی چھوٹی موٹی کتاب میں لکھی ہوئی ہو آپ پڑھنا شروع کر دیں، میں پڑھنا شروع کر دوں۔

مولانا نے کہا ہے کہ عام فہم بات ہو تو ایسی آیت مقدسہ پڑھو جس میں ہر بندے کو سمجھ

آ جائے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں دعویٰ لکھ کر اصول کے خلاف کرنا نہیں چاہتا دعویٰ آپ کا ہے، میرے پاس آپ کے دعویٰ کا انکار ہے اور جواب دعویٰ ہے۔ تم دلائل پیش کرو پھر دیکھو اس کا جواب کیسے ملتا ہے۔

پہلا سوال

آپ نے ایسے عقیدہ ضروریہ کو قرآن سے ثابت کیوں نہیں کیا، کیا حضور ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نہیں گزرے؟ ان کی حیات کے بارے میں قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر نہیں کیا تو اس کی تصریح ہونی چاہئے اگر کیا ہے تو اس کی تصریح ہونی چاہئے اس کے بعد دوسرا نمبر ہے۔ حدیث رسول ﷺ کا۔ السلام علیکم۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

مولانا احمد سعید صاحب نے تا حال اپنا عقیدہ بیان نہیں کیا، دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دلائل ہیں لیکن میں منکر ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جب دلائل ہیں تو انکار کس چیز کا؟ مولانا کی بات کو میں اور آپ کیسے سمجھیں کہ دلائل ہیں اور دعویٰ نہیں ہے۔ سورج کی روشنی تو ہے لیکن سورج نہیں ہے، آگ کی گرمی تو ہے لیکن آگ موجود نہیں ہے، مولانا آپ دلائل کی بھرمار کرنا چاہتے ہیں، لیکن دعویٰ کیوں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اس دعوے کو تو بیان کر دینا چاہئے تھا۔

رہا مولانا کا یہ فرمان کہ تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ عقیدہ کے لئے سب سے پہلے قرآن سے دلیل پیش کرنا چاہئے، اس بات میں مولانا سے حوالہ طلب کرتا ہوں۔ کہ یہ کس کتاب میں ہے؟

اس سے پہلے سردار صاحب نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی کہ بات عام فہم ہونی چاہئے اس لئے میں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ عام فہم ہے کیونکہ یہی طریقہ حضرت علیؓ نے حضرت ابن

عباس ؓ کو ارشاد فرمایا تھا۔ جب انکو خارجیوں کی طرف مناظر بنا کر بھیجا تھا کہ ان سے قرآن پڑھ کر مناظرہ نہ کرنا کیونکہ قرآن مجمل کتاب ہے، ہر شخص اس کے مطالب کو اپنی طرف کھینچے گا، حدیث رسول ﷺ پڑھ کر مناظرہ کرنا کیونکہ حدیث میں بات واضح ہوتی ہے، حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ خاجی قرآن قرآن کی رٹ لگائیں گے، کیونکہ قرآن میں اجمال زیادہ اور تفصیل کم ہے اس لئے اس میں غلط بات ملائی جاسکتی ہے۔ جب خارجی قرآن پڑھیں تو تم ان کو میرے نبی ﷺ کی حدیث سے پکڑنا، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث میں بات واضح ہوتی ہے۔

اب میں مثال دے کر سمجھاتا ہوں اور علامہ احمد سعید صاحب سے پوچھتا ہوں کہ قرآن میں واضح طور پر موجود ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا، اب قرآن کی کسی آیت میں واضح نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے، اگر ہے تو علامہ صاحب دکھادیں، سجدہ نہ کرنے کی وضاحت حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے سجدہ کرنے سے منع فرمایا، وہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے لیکن امت میں تواتر کی وجہ سے یقینی ہوگئی ہے۔

اسی طرح جب ہمارا مناظرہ قادیانیوں سے ہوتا ہے، ہم صاف حدیث پڑھتے ہیں

ان عیسیٰ لم یمت وانکم راجع الیکم قبل یوم القیامۃ.

بیشک اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے آنے والے ہیں، تو اس وقت قادیانی یہی شور مچاتا ہے کہ پہلے قرآن پیش کرو، پہلے قرآن پیش کرو۔

کیونکہ ہمیں **باب مدینۃ العلم** ؓ نے مناظرہ کا طریقہ بتایا ہے، نمازوں کے اوقات اگرچہ مفسرین قرآن سے بھی ثابت کرتے ہیں، لیکن ہم عوام کو سمجھانے کے لئے احادیث ہی پیش کرتے ہیں۔

علامہ صاحب کا مطالبہ ٹھیک نہیں، علامہ صاحب یاد رکھیں حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو کہیں گے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے، ہمیں نبی ﷺ کی سنت کی ضرورت نہیں ہے، فرمایا ایسے لوگوں سے یہ پوچھنا کہ گدھا حلال ہے یا حرام؟۔ احمد سعید صاحب گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں آپ کا عقیدہ ضروریہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حضرت پاک ﷺ نے فرمایا تھا گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں ان سے قرآن سے دلیل طلب کرنا۔ قرآن کی قطعی آیت پیش کریں۔ یا تحریر لکھ کر دیں (کہ یہ حلال ہے)۔

دیکھو بات یہ چل رہی تھی کہ بات عام فہم ہو، میں نے عام فہم حدیث پیش کردی اور محدثین سے اس کا متواتر ہونا بھی ثابت کردیا، ایک خاجی نے حضرت عمران بن حصین ؓ سے سوال کیا کہ نماز فرض ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے، لیکن نماز کی رکعتیں قرآن سے ثابت کرو کہ ہر نماز کی کتنی رکعتیں ہیں، ورنہ میں آج ظہر سے نماز پڑھنا چھوڑ دوں گا، یا لکھ دو کہ ظہر کی رکعتیں عقیدہ ضروریہ میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عمران بن حصین ؓ نے فرمایا کیا سارے عقائد اسی طرح ہیں؟

(یعنی کیا سارے عقائد قرآن سے ثابت ہیں جو قرآن سے نہ ملے یعنی اس کی وضاحت نہ ملے وہ عقیدہ ضروریہ میں سے نہیں ہوتا۔ مرتب)

اسی طرح مولانا احمد سعید صاحب وضاحت فرمائیں کہ جو عقائد صراحتاً قرآن میں نہیں ہیں کیا وہ ان کو غیر ضروری قرار دیں گے؟ پھر میں آپ سے صحیح عقائد پوچھوں گا کہ یہ عقیدہ آپ نے کہاں سے لیا؟ سر دست میں نے صرف ایک عقیدہ پوچھا ہے کہ نبی کو سجدہ کرنا حلال ہے یا حرام؟ قرآن کی آیت پیش کریں، لیکن وہ قیامت تک ایک آیت پیش نہیں کرسکتے جس میں یہ ہو کہ نبی (نبی کا لفظ ہو) کو سجدہ کرنا حلال ہے یا حرام، یہاں مجبور ہو کر وہ حدیث پیش کریں گے۔ بہر حال میں جس اصول پر مناظرہ کررہا ہوں مجھے مناظرہ کا یہ اصول **باب مدینۃ العلم** ؓ نے سکھایا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا جواب۔

ایک شخص امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اس نے کہا صرف قرآن پیش کرو، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اچھا تم بندر کا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ کہاں لکھا ہے؟۔

علامہ صاحب نے ایک بات یہ کہی کہ اس نے ترجمہ پورا نہیں کیا، الحمد للہ میں اس پر خوش ہوں کہ اس روایت کا ترجمہ جس طرح میں نے کیا تھا علامہ صاحب نے بھی اسی طرح کیا ہے، علامہ صاحب نے فرمایا کہ نقالوں سے روایت نقل کی، امام بیہقیؒ نقال نہیں وہ اپنی سند کے ساتھ حدیث نقل کرتے ہیں۔ جیسے امام بخاریؒ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں، امام مسلمؒ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں ایسے ہی امام بیہقیؒ بھی اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں کتاب کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا کوئی سوال نہیں، حدیث سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں اگر علامہ احمد سعید صاحب کہتے ہیں کہ یہ نقال ہے تو وہ بتائیں کہ انہوں نے یہ حدیث کس کتاب کے حوالہ سے نقل کی ہے؟۔ یہ بات علامہ صاحب کی غلط ہے (انہوں نے جھوٹ کہی ہے، بلکہ جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے۔ مرتب)

مولوی احمد سعید صاحب۔

(کیسٹ کی چند لمحے کی خرابی کے بعد) عقیدہ تو ثابت نہیں کیا، میرے اوپر کئی حملے کئے ہیں۔ مولانا محمد امین صاحب نے پہلا حملہ تو یہ کیا ہے کہ قرآن پاک سے دلیل مانگنا مرزائیوں کا کام ہے، میں نے مولانا سے کہا ہے کہ قرآن سے اپنا عقیدہ ثابت کریں؟ مجھے کیا، اگر قرآن میں ان کا عقیدہ نہیں ہے تو بے شک حدیث سے ثابت کریں۔ لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ قرآن سے دلیل مانگنا قادیانیوں اور خارجیوں کا کام ہے۔ جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **ترکت فیکم الامرین** میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں **اولھما کتاب اللہ** پہلی چیز کتاب اللہ ہے، ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا **حسبنا کتاب اللہ** ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے، لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ ہمیں عقیدہ کے لئے کتاب اللہ کی ضرورت ہی نہیں۔ انہوں نے شروع ہی حدیث

رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے۔

میرا سوال یہی تھا کہ مولانا نہ میں حدیث رسول اللہ ﷺ کا منکر ہوں اور نہ اقوال صحابہؓ کا منکر ہوں لیکن آپ یہ تو بتائیں کہ قرآن سے آپ کو مخالفت کیا ہے، آپ قرآن مقدس سے دلیل پیش کیوں نہیں کرنا چاہتے اس کی وجہ کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ کا حوالہ آپ نے نقل کیا ہے اس کا انکار کس بدبخت نے کیا ہے (یہاں پر علامہ صاحب نے اپنی علمیت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ فلاں لفظ اس طرح نہیں اس طرح ادا کرنا چاہئے، یہ میرا آپ کے ساتھ تعاون ہے کیونکہ ہم بھائی بھائی ہیں) حضرت علیؓ نے جو خوارج کی طرف ان کو بھیجا تھا تو یہ کہا تھا کہ آیات میں احتمالات ہوتے ہیں کئی قسم کے معنی ہوتے ہیں، وہ خوارج اس میں تاویلات کریں گے، اسوقت تم ان کو حدیث رسول اللہ ﷺ کے تیر مارو **ارموا ھم بالسنة** یہ بات درست ہے کہ جب خود مسئلہ قرآن مقدس پیش کرتا ہے اور اسکی تشریح رسول اللہ ﷺ کر دیں تو ٹھیک ہے، مولانا تمہارا نقصان کیا ہے؟ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ ہمارا دعویٰ تو قرآن پاک میں موجود ہے، لیکن اس کی تشریح رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ہے۔ مگر آپ قیامت تک یہ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ نہ قرآن مقدس میں تمہارا دعویٰ ہے اور نہ صحیح حدیث سے کوئی ثابت کر سکتا ہے، یہی وجہ ہے دوسری مرتبہ بھی آپ قرآن کے نزدیک نہیں گئے۔

دوسرا آپ کا مطالبہ اجماع صحابہ کا۔ لو صحاح ستہ میں ہے شاید آپ کو پڑھنے کا موقع نہ ملا ہو، لکھا ہے **باتفاق اھل العلم**، اس کے بعد ایک روایت باسند پڑھی جس کے آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، مسلمانوں کے مجمع میں صحابہ کرام کی موجودگی میں فرماتے ہیں لوگو رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی مسئلہ در پیش آ جائے تو **فلیقض بکتاب اللہ**، اس کا فیصلہ کتاب اللہ سے کیا جائے گا، **فان جاءہ امر لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضا بہ النبی** ﷺ۔ اگر مسئلہ کتاب اللہ سے نہ مل سکے تو پھر حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف آؤ۔

سوال یہ ہے کہ اہل علم سے کیا مراد ہے۔ جو بات حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کیا

کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی چیز ثابت ہے؟ اسی کا نام اجماع ہے۔ بلکہ اجماع تو خود اس بات پر اللہ کے رسول پاک ﷺ کر گئے جب فرماتے ہیں سارے مسائل کی ابتداء اولھما کتاب اللہ مولانا آپ تو حنفی ہیں الزام دوسروں کو دیتے ہو۔ کہ فلاں مرزائی ہے فلاں اس طرح ہے آپ تو حنفی ہو امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ تمسک التمسکات الاربعة اولھا کتاب اللہ امام ابو حنیفہؒ کے دلیل لینے کے جو چار طریقے ہیں ان میں پہلا درجہ کتاب اللہ کا ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ اللہ کی کتاب پر آپ کو کب سے اعتماد نہیں رہا۔ قرآن کی آیت قطعی الثبوت والدلالت پیش کر کے اس کو حدیث رسول اللہ ﷺ سے واضح کرو۔ اگر حدیث میں وضاحت نہیں تو اس آیت کی وضاحت اقوال صحابہ سے پیش کرو۔ اگر اقوال صحابہ میں اس کی وضاحت نہیں تو آئمہ مجتہدین، اقوال صالحین کے ساتھ کرو، اس کا انکار کون بد بخت کر سکتا ہے۔ لیکن بدبختی کی بات تو یہ ہے کہ کلام اللہ کے نزدیک بندہ نہ جائے۔ اگر قرآن مقدس میں مسئلہ موجود ہے تو پیش کرو۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دو کہ نہیں ہے، اس لئے ہمیں حدیث رسول اللہ ﷺ کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ بہرحال آپ کو اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے کتاب اللہ پیش کرنا لازمی ہے اس کے بعد پھر دوسرا نمبر ہوگا چاہے پھر حدیث رسول پیش کرو یا کچھ اور (والسلام)

(علامہ احمد سعید نے اس تقریر میں (نمبر۱) امام بیہقیؒ کے نقال کہنے کے جھوٹ کو بھی تسلیم کر لیا۔ (نمبر۲) اپنا عقیدہ بھی ظاہر نہیں کیا۔ (نمبر۳) انبیاء علیہم السلام کو سجدہ حرام ہے اس کا جواب بھی نہیں دیا۔ مرتب)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

میرے دوستو علامہ صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی اس میں ایک حدیث پڑھی کہ میں تم

میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جن الفاظ سے انہوں نے حدیث پڑھی ہے اس کی اگر کوئی صحیح سند ہے تو علامہ صاحب پیش کریں۔

علامہ احمد سعید صاحب۔

موطا امام مالکؒ میں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

موطا امام مالکؒ میں اولھما کے الفاظ نہیں ہیں۔

مولوی احمد سعید۔

ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

کتاب پیش کریں۔

(آج اس مناظرے کو سترہ برس ہو گئے ہیں ابھی تک کتاب پیش نہیں کر سکے۔ مرتب)

علامہ احمد سعید صاحب نے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث میں اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کر دیئے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے جو میری طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے۔ اولھما کے الفاظ نہیں ہیں اور امام مالکؒ نے اس کو سند کے ساتھ نقل بھی نہیں کیا۔ اگر اس کی سند پیش کر دیں تو منہ مانگا انعام دوں گا۔

دوسری روایت جو انہوں نے نسائی کے حوالے سے پیش کی جس میں باتفاق اھل العلم کے الفاظ ہیں، یہ امام نسائیؒ کے اپنے الفاظ ہیں۔ اس کا اجماع صحابہ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے اجماع صحابہ کا حوالہ مانگا تھا۔ اوپر کے الفاظ کسی صحابی کے الفاظ نہیں۔

دوسری بات یہ کہ یہ روایت انہوں نے سند سے پیش کی، سند آپ نے سنی یہ میرے ہاتھ میں احمد سعید کا رسالہ ہے دمدمۃ الجود (ص۳۹) میں لکھتے ہیں کہ اس میں ایک راوی ابو معاویہ

ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ ہے، یہ وہی راوی ہے جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا۔ آگے لکھتے ہیں ابو معاویہ کا غالی شیعہ ہونا اگرچہ ظاہر نہ ہو لیکن وہ غالی شیعہ ہی ہے۔ آگے لکھتے ہیں اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے، یاد رکھیں علامہ احمد سعید صاحب نے جو سند نسائی کے حوالے سے پیش کی اس میں بھی یہ دونوں راوی موجود ہیں۔ یہ تو فرماتے تھے کہ دلائل کی بھرمار ہو گی، لیکن پہلی دلیل ہی غالی شیعہ اور مریض کی پیش کی۔ جو ان کے مذہب میں مریض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مجھے تو فرماتے ہیں کہ آپ حنفی ہیں لیکن آپ شیعہ کی طرف کیوں بھاگ رہے ہیں۔ جس کو آپ نے اپنی کتاب میں شیعہ لکھا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ علامہ صاحب کی کبیر والا کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے، اس میں انہوں نے ایک اصول بیان فرمایا تھا کہ امام صاحب کا جو قول پیش کیا جائے گا وہ باسند ہونا چاہئے، اور جو قول انہوں نے پیش کیا اس میں اولھا کا لفظ نہیں ہے، دوسرا اس کی سند پیش کریں تاکہ ان کا لکھا ہوا اصول پورا ہو جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایک ہے اجتہاد کی ترتیب اور ایک ہے مناظرہ کی ترتیب۔ جو مولوی احمد سعید صاحب ترتیب پیش کر رہے ہیں وہ اجتہاد کی ترتیب ہے ہم دعویٰ اجتہاد لے کر کھڑے نہیں ہوئے۔ مقلد کے لئے قطعاً یہ ترتیب نہیں ہے امام ابو حنیفہؒ مقلد نہیں ہیں وہ مجتہد ہیں۔ ابن مسعودؓ کی روایت ان کے لکھے ہوئے کے مطابق ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ابو معاویہ اور اعمش موجود ہیں۔ پھر یہ روایت بھی مجتہد کے لئے ہے۔ اگر علامہ احمد سعید صاحب مجتہد بن کر کلام کر رہے ہیں تو ان کو اس کا حق دیں گے، لیکن کب؟ جب وہ اپنا دعویٰ لکھ کر دیں گے، پھر ہی اس پر دلائل پیش کریں گے۔

پانچویں بات علامہ صاحب نے بار بار یہ کہی کہ آپ قرآن کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ میں علامہ صاحب سے کہتا ہوں اگر آپ مخالفت کا معنی جانتے ہوتے تو کبھی یہ بات نہ کرتے۔

مخالفت تب ہوتی کہ ایک آدمی کہے کہ سردار صاحب یہاں ہیں دوسرا کہے کہ نہیں ہیں اگر علامہ صاحب قرآن کی یہ آیت پڑھ دیتے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں تب انہیں یہ کہنے کا حق تھا کہ آپ قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں، جب انہوں نے میرے دعوے کے خلاف کوئی آیت نہیں پڑھی اور میرے دعوے کے خلاف کچھ ثابت ہی نہیں کیا، تو مجھے کہنا کہ میں نے قرآن کی مخالفت کی ہے چہ معنی دارد۔

چھٹی بات یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ میں دلیل طلب کرنے والوں کو مرزائی کہتا ہوں، نہیں اس لئے میں نے حضرت علیؓ کی بات سامنے رکھی تھی جس کو آپ نے بھی تسلیم کیا۔ حضرت علیؓ نے اور سردار صاحب نے بھی شروع میں یہی کہا تھا کہ عوام کے سامنے ایسے دلائل رکھے جائیں جس کو وہ سمجھ سکیں۔ جب آپ نے حدیث کو متواتر مان لیا تو آپ بتلائیں کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ قرآن کے خلاف حدیثیں بیان فرمایا کرتے تھے؟ کیا معاذ اللہ، اللہ نے ان کو اس لئے نبی بنا کر بھیجا تھا کہ ایک آیت میری سنا دینا اور دس باتیں اپنی طرف سے گھڑ کر سنا دینا۔ بہرحال میں تو اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کر رہا ہوں۔ پہلی حدیث جو میں نے **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا سرخ ٹیلے کے پاس سے میں نے ان کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اب دیکھیں بات کتنی صاف ہے کہ دیکھنے والے اللہ کے رسول ﷺ ہیں، ریت کے ٹیلے نہ جنت میں ہوتے ہیں نہ علیین میں ہوتے ہیں، ریت کے ٹیلے یہیں دنیا میں ہیں، بخاری شریف میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ ریت کا ٹیلہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے وہ بیت المقدس کے پاس ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ اس قبر میں موسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری تھا یا کوئی خواب و خیالی کا جسم تھا۔ بات واضح ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے ان کو دیکھا یہ حیات کی دوسری دلیل میں پیش کر رہا ہوں۔

مولوی احمد سعید صاحب

برادران اسلام میرا سوال مولانا کے ذمے ویسے ہی باقی ہے جیسے پہلے تھا، نہ انہوں نے اس پر کچھ ارشاد فرمایا ہے اور نہ آئندہ فرمانے کا ارادہ ہے۔ روایات وہ پڑھتے ہیں کہ جب روایات پر بحث کا مقام آیا تو ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں بنے گی متواتر تو متواتر رہ گئی۔ اصل بات لوٹ لوٹا کر پھر وہیں آگئی کہ مولانا فرماتے ہیں کہ فلاں راوی ضعیف ہے فلاں ضعیف۔ ہمارے مذہب کا دار ومدار ضعیف روایات تو نہیں ہے۔ باقی اگر مولانا حضرت ابن مسعودؓ کی بات نہیں مانتے تو حضرت عمرؓ کی بات مان لیں۔ اس میں ان راویوں میں سے کوئی راوی نہیں۔

اخبرنا محمد ابن بزار قال حدثنا ابو عامر قال حدثنا سفیان عن شیبانی عن شعبی عن شریح انه کتبه الی عمر یسئله فکتب عمر الیه ان اقض بما فی کتاب الله فان لم یکن فی کتاب الله فبسنة رسول الله ﷺ فان لم یکن فی کتاب الله ولا بسنة رسول الله ﷺ فاقض بما قضیٰ به الصلحین.

حضرت عمرؓ امیر المؤمنین تھے، حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے جم غفیر کی موجودگی میں فرماتے ہیں، حسبنا کتاب اللہ کہ ہمیں اللہ کا قرآن کافی ہے، مطلب کیا کہ اگر اللہ کی کتاب مقدس میں کوئی بات موجود ہے تو پھر دوسری طرف مطالبے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر اللہ کی کتاب مقدس میں کوئی بات نہیں ملتی تو پھر بے شک حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔

باقی مولانا بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے حیات پر دلیل پیش کر دی، دوسری پیش کر دی۔ لیکن سوال یہ ہے اس بات کا جواب تو دے دیں کہ ان کا عقیدہ قرآن میں ہے یا نہیں؟ یا جان بوجھ کر بیان نہیں کر رہے اس کی کیا وجہ ہے؟ آخر قرآن مقدس سے دلیل کیوں بیان نہیں کی جاتی؟

یا اس کا اقرار کریں کہ قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں اگر مسئلہ قرآن میں موجود ہے تو آیت پیش کریں کیوں نہیں کرتے دوسری روایت جو پیش کی ہے **رأیت موسی یصلی فی قبرہ** ثابت تو یہ کرنا ہے کہ حضرت پاک ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں، یہ ثابت کر رہے ہیں نماز پڑھنا اور یہ ایک دوسرا مسئلہ شروع ہو گیا ہے۔

قرآن مقدس میں ہے **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** موت آنے تک آپ اللہ کی عبادت کریں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موت آنے کے بعد عبادت کی اجازت کیوں نہیں محمد ﷺ کو، موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ کمال حضرت محمد ﷺ کو کیوں حاصل نہیں ہوا۔ اس سے تو موسیٰ علیہ السلام کی حیات بھی ثابت نہیں ہوئی، کھجور کے خشک تنے پر حضور ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب ممبر بن گیا تو اس سے رونے کی آواز آنے لگی، تو پھر مولوی صاحب یہ کہیں کہ وہ بھی زندہ تھا، کھجور کا تنا اس سے زندگی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ تو معجزہ تھا محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ کسی چیز کو دیکھ کر اس پر کوئی دعویٰ کرنا بڑے کمال کی بات ہے وہ کنکریاں جنہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں کلمہ شہادت پڑھا تھا، یہ تو کہیں گے کہ وہ پتھر بھی زندہ ہیں۔ یہ معجزہ ہے محمد رسول ﷺ کا۔ کم از کم کوئی دلیل تو پیش کرنی چاہیے۔ چلو آپ خلاف ترتیب چل رہے ہو قرآن کو پس پشت ڈال رہے ہو، چلو جس طرف چل رہے ہو اس کو اچھی طرح نبھاؤ۔ **رأیت موسی یصلی فی قبرہ** یہ محمد ﷺ کا اعجاز ہے۔ کیونکہ جس جسم میں حرکت کرنے کی طاقت بھی نہیں حرکت دیکھنا، یہ حضرت محمد ﷺ کا کمال ہے۔

پھر سوال لوٹ کر آیا ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی ایک ایسی آیت تلاوت کرو جو قطعی الثبوت بھی ہو اور قطعی الدلالت بھی ہو اس کو سننے کے بعد ہر شخص سمجھ لے کہ مولانا محمد امین صاحب کا دعویٰ ثابت ہو گیا ہے۔ اگر قرآن میں ایسی آیت نہیں تو اس کا انکار کر دے، پھر ہم بھی تیار ہیں آپ بھی تیار ہو جاؤ (والسلام)

(مناظر اہل سنت نے اس سے قبل چھ سوالات دیئے تھے علامہ صاحب نے

اپنی اس تقریر میں کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا، بلا ڈکار ہضم کر گئے۔ مرتب)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ

الذین اصطفیٰ.

میرے دوستو بزرگو، میں نے کہا تھا کہ مولانا احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ تھا یا تو مجھے کتاب دکھا کر میری غلطی کا ازالہ کر دیتے یا عام مجمع میں یہ اعلان کر دیتے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث میں اضافہ کیا ہے، یہ جرم ہے میں اس جرم کی معافی مانگتا ہوں۔

دوسری بات میں نے کہی تھی کہ اس کی سند ہی موطا سے ثابت نہیں کر سکتے الحمد للہ انہوں نے میری اس بات کو تسلیم کیا، اب انہوں نے ایک بے سند روایت پڑھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ میں نے جو کہا تھا کہ اس میں ابو معاویہ اور اعمش ضعیف راوی ہیں اس کو بھی انہوں نے مان لیا کہ واقعی یہ ضعیف ہے، اس سے آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ صرف کھوٹے سکے لئے پھر رہے ہیں کہ جن روایات کو وہ اپنی کتاب میں ضعیف کہہ چکے ہیں وہ کم از کم ان کو تو پیش نہ کرتے اور بات کو خواہ مخواہ لمبا کیا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جو انہوں نے اب روایت پڑھی ہے اس کا پہلا راوی محمد بن بشار ہے اس کو ایک محدث نے دجال کہا ہے، علامہ احمد سعید صاحب! اس کی توثیق اگر ہے تو ثابت کریں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ علامہ صاحب بھی کوئی صحیح حدیث پڑھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ جو روایتیں میں نے پڑھی ہیں ان پر اور ان کے کسی راوی پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی گئی۔

علامہ صاحب بار بار قرآن قرآن کی بات کو دہراتے ہیں، حالانکہ میں نے تو بات ختم کر دی تھی کہ ایک اجتہاد کی ترتیب ہے اور ایک مناظرے کی ترتیب ہے، اجتہاد کی ترتیب وہی ہے جو مولوی صاحب بیان کر رہے ہیں (لیکن یہ مناظرے کی ترتیب نہیں ہے) میں نے مولانا احمد سعید

سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی سند مانگی تھی کیونکہ ان کی تحریر میرے پاس موجود ہے، جس میں لکھا ہوا ہے کہ امام صاحب کا ہم وہ قول مانیں گے جو سند کے ساتھ ہوگا، اس قول کی سند بھی ابھی تک مولانا کے سر پر قرض ہے۔ وہ آئندہ تقریر میں ضرور پیش کریں۔

میں نے جو ترتیب رکھی ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ مناظرے کی ترتیب ہے، جو انہوں نے بتلائی اور جو روایات مولانا احمد سعید صاحب نے پڑھی ہیں اولاً تو وہ ان کو صحیح ثابت نہیں کر سکے، ثانیاً وہ اس میں مناظرے کا لفظ نہیں دکھا سکتے، یحرفون الکلم عن مواضعہ بات بڑھانا، یہ بات سمجھانا مقصود نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مولانا نے بڑی عجیب باتیں فرمائی ہیں کہ قرآن کی نص قطعی میں آ گیا ہے کہ موت کے بعد عبادت نہیں ہوتی۔

نمبر ۱۔

یہ جو نص قطعی کہا گیا ہے کیا یہ یقین کے لفظ کا معنیٰ موت، قطعی الدلالت ہے؟ چونکہ انہوں نے یقین کا معنیٰ موت کیا ہے وہ حضور ﷺ سے اس کا معنیٰ موت قطعی الدلالت ثابت کر دیں۔

نمبر ۲۔

مولانا! اگر آپ اہل سنت والجماعت ہیں تو کیا علماء نے اس کا جواب نہیں دیا کہ ایک ہے تکلیفی عبادت مثلاً نماز اگر نہ پڑھی جائے تو بندہ گناہ گار ہوتا ہے، دوسرا ہے تلذذ یہاں آپ تسبیح کرتے ہیں، کیا جنت میں بھی آپ تسبیح کریں گے یا نہیں؟ آپ کی زبان پر جاری ہوگی یا نہیں؟۔ وہ تکلیفی نہیں ہوگی، مولانا وہ ساری حدیثیں بھی آپ کی اس آیت کے خلاف ہوں گی جن میں جنت میں ذکر وغیرہ کا ذکر ہے۔ کیا سارے جنتی قرآن کی نص قطعی کی مخالفت کر رہے ہوں گے۔ علماء اہل سنت کی یہی تو خوبی ہے کہ وہ علامہ صاحب کی طرح قرآن اور حدیث میں اختلاف نہیں مانتے بلکہ وہ حدیث کا ایسا معنیٰ کرتے ہیں جو قرآن کی آیت سے نہ ٹکرائے۔ اگر علامہ صاحب یقین کا معنیٰ قطعی طور پر موت مانتے ہیں تو وہ حدیث متواتر سے ثابت کریں۔

علامہ احمد سعید نے اپنی کتاب دمدمۃ الجود ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔

قرآنی آیات کو گھڑنتو معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیریں کرتے ہیں صحیح روایت پر اتنا اعتماد نہیں کرتے، ان کے مقابلے میں نقوی نجفی کی روایت لیتے ہیں، جہاں اپنا مطلب ظاہر کرنا ہو تو وہاں مجہول الحال اور غالیوں کی روایات کا سہارا لینا جناب کا وطیرہ ہے۔

دیکھیں ان کی اپنی تحریر کا خود علامہ صاحب پر ایک ایک لفظ صادق آرہا ہے کیونکہ جو سندیں انہوں نے پیش کیں، انکے راوی مجہول ہیں، میں مطالبہ کررہا ہوں کہ موطاء امام مالکؒ کی سند پیش کریں، جو علامہ صاحب نے دوسروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ گھڑنتو معنی کرتے ہیں، اب خود علامہ صاحب نے گھڑنتو معنی شروع کردئے ہیں، اور مجہول الحال راویوں کی روایات بھی پیش کرنا شروع کردی ہیں، اور جو صحیح احادیث میں پیش کررہا ہوں وہ حضرت کو پسند ہی نہیں آرہیں۔ جو کچھ حضرت نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس مناظرہ میں اس کے خلاف عمل ہورہا ہے۔

دوسری بات جو انہوں نے فرمائی وہ معاذ اللہ نبیوں کا قبروں میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، یا جیسے کھجور کے تنے کا رونا، اگرچہ اب تک یہ اپنے عقیدے کو چھپا رہے تھے لیکن اس تقریر میں انہوں نے اپنا عقیدہ بتلا دیا ہے کہ میں اللہ کے نبی ﷺ کے جسم اطہر کو قبر میں ایسا ہی مانتا ہوں جیسا کہ کھجور کا خشک بے جان تنا ہوتا ہے یا جیسے کنکری بے جان ہوتی ہے، کہاں تک وہ اپنا عقیدہ چھپاتے، مولانا نے اس تقریر کے ضمن میں اپنے عقیدہ کے بارے میں بات واضح کردی ہے، علامہ صاحب نے اس کو معجزہ بنایا ہے، اگر واقعی یہ معجزہ ہے تو مجھے کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں کہ یہ معجزہ ہے، ورنہ ہر بات کو معجزہ بناتے جانا کہاں کا انصاف ہے۔

مولوی احمد سعید۔

جب تک یہ بات جاری رہے گی آپ خود انصاف کرو گے کہ یہ قرآن کی طرف نہیں

آئیں گے، یہ زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن اپنے دعویٰ پر قرآن کی آیت پیش نہیں فرمائیں گے۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ مناظرہ کی ترتیب اور ہوتی ہے، مسائل کی تخریج اور استنباط کی ترتیب اور ہوتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں اول نمبر پر کتاب اللہ ہے، پھر حدیث رسول اللہ ﷺ ہے، پھر اجماع صحابہ ہے، پھر آئمہ کے اقوال، آئمہ کا نمبر، درجہ تو چوتھے نمبر پر ہے۔ کیا جب غیر مسلم کو اسلام سکھانا ہو اس کو سب سے پہلے اللہ کی کتاب پیش کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے، اگر کسی مسلمان کی اصلاح مقصود ہو تو کیا اس وقت قرآن کی کوئی حیثیت نہیں؟ لفظ مناظرہ تو آج ہمارے اور تمہارے درمیان استعمال ہورہا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کے دین میں بھی یہ تقسیم ہے جو مولوی امین صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک ترتیب ہوتی ہے اجتہاد کی، ایک ہوتی ہے مناظرہ کی۔ کیا یہ تقسیم رسول پاک ﷺ نے بھی کی ہے؟ بار بار جو یہ کہہ رہے ہیں یہی چیز حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت کردیں کہ نبی پاک ﷺ نے ترتیبیں دو بتلائی تھیں، ایک مناظرہ کی ایک اجتہاد کی۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ نے دین سکھایا ہے خود آپ ﷺ نے بھی استدلال سب سے پہلے اللہ کی کتاب مقدسہ کیا ہے۔ جس کو بھی دعوت دی ہے اس کو کتاب اللہ سے دی ہے، اللہ نے ان کی تعریف میں

یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین.

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میرے نبی ﷺ کی صفت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سب سے پہلے تبلیغ اللہ کے قرآن سے پڑھ کر کرتے ہیں، یتلوا علیھم آیاتہ لیکن مولوی صاحب سب سے پہلے شروع کرتے ہیں حدیث سے، اور زور لگا لگا کر اس کو متواتر ثابت کررہے ہیں۔ ابھی تو میں بولا نہیں جب میں بولا، لیکن سب سے پہلے قرآن مقدس کا مسئلہ تو حل ہوجائے، پھر لمحوں میں پتا چل جائے گا کہ کیا متواتر احادیث ایسے ہوتی ہیں جس طرح مولوی محمد امین صاحب پیش کررہے ہیں۔ بس دو محدثین نے لکھ دیا تو تواتر ثابت ہوگیا۔

دوسرا مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کا معنی بتلاؤ اور حضور ﷺ سے ثابت کرو، اگر میں

کتاب پڑھ دوں تو پتہ چل جائے گا کہ یقین کا معنی صرف موت ہے۔ باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذذ یہ انکی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔

ایک بات یہ کہی کہ نبی پاک ﷺ کو خشک ستون سے تشبیہ دی ہے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** اتنا بڑا بہتان اور اتہام پہلے آپ نے کہا ہے کہ قرآن کا مطالبہ مرزائی کرتے ہیں، اب دوسرا الزام یہ لگایا ہے کہ حضور ﷺ کو تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جس چیز میں روح نہیں رکھی گئی یا باقی نہیں رکھی گئی اس کے خلاف کوئی قیاس، کوئی فعل نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ بن جائے گا۔ اس کو اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے عقیدہ کی کہ حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی ان قبروں میں زندہ ہیں، اس کی دلیل قرآن سے پیش کرو، یا اس ترتیب کی دلیل پیش کرو حضور ﷺ سے، ورنہ امت کے اجماعی عقیدہ کے مطابق سب سے پہلے قرآن سے دلیل پیش کرو پھر آگے چلیں گے۔ اور یہ بات سن لو کہ آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا لو، آپ روایتیں اور بھی پیش کرو گے تیسری، چوتھی، پانچویں میں ان کا شمار نہیں کرتا، میں ایک ہی دفعہ شریعت کا، محمد رسول اللہ ﷺ کا قانون مقدس پیش کروں گا، یہ روایتیں کوئی کسی طرف بھاگ جائیں گی، کوئی کسی طرف، وہی بات ظاہر ہوگی جو حدیث رسول ﷺ میں بنے گی، لیکن فی الحال میرا یہ مقصود نہیں، آپ قرآن پیش کرو۔ نبی پاک ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ جاگتے بیٹھے ہیں۔ قرآن کی واضح آیات پیش کردو تاکہ عوام مسئلہ سمجھ لیں (والسلام)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ.

میرے دوستو بزرگو، مولانا احمد سعید صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پہلا نمبر قرآن کا ہوتا ہے دوسرا سنت کا، تیسرا اجماع کا، چوتھا مجتہد کے قیاس کا۔ مولانا نے جو کنکریوں والی اور ستون والی

تشبیہ پیش کی ہے ان کا معجزہ ہونا نہ قرآن سے ثابت کیا ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اور نہ مجتہد کے قول سے۔ آپ نے مجھ سے کہا ہے کہ اس لفظ یقین کا معنی موت کے علاوہ دکھا دیں، الحمد للہ آپ آہستہ آہستہ اصول کی طرف آرہے ہیں، میں کہتا ہوں آپ کسی اہل سنت والجماعت مفسر سے یہ دکھا دیں کہ انہوں نے لکھا ہو یہ انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنا اس آیت کے خلاف ہے، جو کام آپ نے پہلے کیا ہے اس کا ثبوت پہلے آپ کے ذمہ ہے، آپ نے کہا یہ جو حدیث ہے یہ قرآن پاک کی آیت کے خلاف ہے۔

آپ نے ایک اصول بتایا ہے کہ اہل سنت مفسرین، یہ مفسرین آپ کیلئے بھی ہیں یا صرف میرے لئے ہیں؟۔ اس لئے میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت مفسرین میں سے کسی ایک قابل اعتماد تفسیر کو میرے سامنے رکھیں جس میں انہوں نے یہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا (اور نماز پڑھنے والی حدیث) اس آیت کے خلاف ہے۔

تیسرا آپ نے یہ پوچھا ہے کہ یہ اجتہاد کی ترتیب کہاں ہے؟ حضرت ﷺ سے یہ تو حدیث میں ہے، حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو اس میں انہوں نے بتلایا کہ میں پہلے مسئلہ قرآن سے لوں گا، پھر سنت سے ثم اجتهد برأئی یہ مجتہد اپنی ترتیب بتلا رہا ہے، آپ مناظرہ کی ترتیب بیان کردیں۔

چوتھی بات یہ ہے مولانا نے فرمایا کہ مسلمان جب عیسائیوں سے مناظرہ کریں تو پہلے قرآن سے دلیل پیش کرنی چاہئے، آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے قرآن پڑھا تھا۔ آپ نجران کے عیسائیوں کا مناظرہ کتب میں پڑھیں اس میں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن سے پہلے اپنی بات سے ان کے سامنے دلائل پیش کئے۔ حضور ﷺ کے مناظرہ کو سامنے رکھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے پہلے اپنی دلیل پیش کی، اگر آپ کے ہاں اصول مناظرہ یہی ہے تو اس اصول کا قطعی ہونا آپ ہمارے سامنے رکھ دیں۔ میں تو حدیث پڑھ رہا ہوں۔

اب مولانا کے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے

والے نبی ﷺ کی احادیث کو ضرور تسلیم کر لیں گے، باقی آدمی تو احادیث تسلیم کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں لیکن علامہ صاحب فرماتے ہیں جب میں بولوں گا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی، یہ اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث کو بھگانے کے لئے آئے ہیں۔

(یہاں مماتیوں نے شور کیا کہ حدیث کا لفظ نہیں کہا بلکہ روایت کہا ہے)

مولانا نے فرمایا میں نے جو روایت پڑھی ہے اس میں قال قال رسول اللہ ﷺ تھا یا نہیں؟ (تھا، لوگوں نے کہا) مسلمان تو اس کو حدیث بھی کہتے ہیں، آپ نے جان بچانے کے لئے یہ نئی بات کس اصول سے لی ہے؟ معاون مولانا عبدالخالق صاحب حوالہ پیش کریں گے کہ جو قال قال رسول اللہ ﷺ سے شروع ہو اس کو حدیث نہیں کہنا چاہئے بلکہ روایت کہنا چاہئے۔ ان کے پاس اگر محدثین کے اصول کی کوئی کتاب ہو تو مجھے بتائیں، بہرحال میں تو اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث پڑھتا جا رہا ہوں، حضرت اوس بن اوسؓ فرماتے ہیں۔

قال قال رسول اللہ ﷺ ان افضل ایامکم یوم الجمعة.

حضرت پاک ﷺ نے فرمایا سارے ہفتے کے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے، جس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ہے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی ہے، اسی میں قیامت کا نفخہ صور ہوگا۔ اسی میں میدان قیامت میں بے ہوشی طاری ہوگی، مجھ پر (اس دن میں) زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے سوال کیا کہ حضرت آپ کی وفات کے بعد بھی؟ (کیونکہ عام طور پر لوگوں کے جسم مرنے کے بعد گل سڑ جاتے ہیں) آپ نے فرمایا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ یہی حدیث حضرت ابو درداءؓ سے بھی ابن ماجہ میں موجود ہے، جس کے آخر میں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

اب یہ تینوں حدیثیں میں نے صحاح ستہ سے پیش کی ہیں۔ ایک مسلم شریف سے، دوسری

ابوداؤد سے، تیسری ابن ماجہ سے۔ خاص اس جسم کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ زندگی کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں، جو جسم عام لوگوں کے گل سڑ جاتے ہیں۔ وہ یہی دنیا والا جسم ہوتا ہے یا کوئی اور ہوتا ہے؟ (لوگوں نے کہا یہی دنیا والا ہوتا ہے) اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بات کو نہایت واضح کر دیا کہ جن جسموں کے بارے میں صحابہ کا یہ خیال تھا کہ وہ گل سڑ جایا کرتے ہیں قبروں میں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا۔

عام لوگوں اور انبیاء علیہم السلام میں دو قسم کا فرق ہے،

(۱) عام لوگوں کے لئے کوئی قاعدہ نہیں کہ ان کے جسم محفوظ رہیں گے یا نہیں، لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام ضرور محفوظ رہیں گے۔

(۲) دوسرا یہ کہ عام لوگوں کو جب قبر میں رکھا جائے اس کو مردہ ہی کہنا، لیکن انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ ان نبی اللہ حی یرزق مولوی احمد سعید صاحب تو تشبیہ کنکریوں سے اور خشک تنے سے دے رہے تھے، اللہ کے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کنکریاں تو ایک طرف رہیں، انسان جو اشرف المخلوقات ہے، ان عام انسانوں میں اور انبیاء علیہم السلام میں بھی فرق ہے قبر میں، خود حضور ﷺ نے خود انبیاء علیہم السلام کا فرق بیان کر دیا، یہ چار حدیثیں ہو گئیں۔

علامہ صاحب کہتے ہیں جب میں بولوں گا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ مولانا احمد سعید نے چار روایتیں پڑھی ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی نہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (معاذ اللہ) بعض روایتیں مناظرہ کا اصول بیان کرنے کے لئے پیش کیں لیکن ان میں لفظ مناظرہ نہیں دکھا سکے۔ میں نے ان کے راویوں کا مجہول الحال ہونا اور غالی شیعہ ہونا خود ان کی کتاب سے دکھا دیا۔ اب میں دیکھوں گا وہ کون سی صحیح حدیث پڑھیں گے۔

مسلمانوں نے کلمہ پڑھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مسلمان خوب جانتے ہیں کہ ان کا نبی اللہ کی کتاب مقدس قرآن کو سب سے زیادہ جانتے تھے، جو حدیث صحیح ثابت ہوگی تو قرآن کے خلاف کبھی نہیں ہوتی، ورنہ یہ ماننا پڑے گا (معاذ اللہ) کہ اللہ کا نبی اللہ کا مخالف اور دشمن ہوتا

ہے۔

مولوی احمد سعید صاحب مجھے تو طعنہ دے رہے ہیں کہ قرآن کا مخالف ہے قرآن کو چھوڑ دیا ہے، لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** کیا احمد سعید صاحب حضور ﷺ کو بھی کہیں گے کہ انہوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے، قرآن سے روگردانی کی ہے۔ آپ ﷺ کو پہلے قرآن کی آیت سنانا چاہئے تھی، جب حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جسد اطہر کے ساتھ قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، مشاہدہ فرمایا، مولوی احمد سعید نے اس کو معجزہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی۔ میں نے مطالبہ کیا کہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں، امام ابوحنیفہؒ کے قول کی سند ابھی ان کے سر باقی ہے، کیونکہ یہ انہوں نے اپنی تحریر میں خود لکھا تھا کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کا صرف وہی قول پیش کریں گے جس کی سند پیش کریں گے۔

مولوی احمد سعید صاحب نے کہا ہے کہ شاید مولوی امین کے نزدیک دو شخصوں کی بات تواتر ہے، دو آدمی تو تواتر کو نقل کرنے والے ہیں۔ تواتر دو آدمیوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں جتنے لوگ موجود ہیں ان سب نے مکہ مکرمہ نہیں دیکھا (اللہ تعالیٰ سب کو مکہ مکرمہ کی زیارت نصیب فرمائے) لیکن اتنے لوگوں سے مکہ مکرمہ کے بارے میں سنا ہے ہمیں یقین ہوگیا کہ یہ سارے لوگ کراچی میں بیٹھ کر جھوٹ بنا کر نہیں لائے، ان کی خبروں سے ہمیں یقین قطعی حاصل ہوگیا ہے کہ مکہ ضرور وہاں موجود ہے۔ اگرچہ ہم نے نہیں دیکھا اس کو تواتر کہتے ہیں، علامہ صاحب آپ کو کس نے بتلایا ہے کہ تواتر دو تین آدمیوں کا نام ہوتا ہے، نقل کرنے والا خواہ ایک ہو، جیسے اجماع کا نقل کرنے والا، جیسے آپ نے امام نسائی کا قول **باتفاق اھل العلم** یہ صرف امام نسائیؒ کا قول ہے کسی ایک صحابی سے بھی آپ ثابت نہ کر سکے، میں کہہ سکتا تھا کہ جب تک ایک ایک صحابی سے آپ ثابت نہ کریں وہ اجماع نہیں ہوسکتا۔ (جزاکم اللہ کی آوازیں)

مولوی احمد سعید صاحب۔

مولوی صاحب بڑی کوشش کر رہے ہیں کہ بات میں الجھاؤ پیدا ہو جائے اور قرآن

مقدس سے ہمیں دلیل طلب کرنے کا ہوش تک نہ رہے، اس لئے بات سے بات نکال رہے ہیں، مولانا صاحب فرماتے ہیں میں نے حدیثیں پیش کی ہیں، اور جو یہ پیش کی ہے **رأیت موسیٰ قائماً یصلی فی قبرہ** احمد سعید نے کہا ہے کہ یہ معجزہ ہے، وہ اس کو نص قطعی سے ثابت کرے، بڑی تعجب کی بات ہے مولوی صاحب نے یہ روایت صرف سنی ہوئی ہے یا پڑھی ہوئی بھی ہے۔ اس میں لفظ ہیں **رأیت موسیٰ** موسیٰ قبر میں دفن ہیں حضور ﷺ نے باہر سے کھڑے ہو کر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، مٹی کے تین چار فٹ نیچے، لپائی شدہ قبر کے اندر دیکھا۔ جب خود نبی پاک ﷺ نے خبر دے دی تو کیا اب کسی اور نص قطعی کی ضرورت باقی رہ گئی؟ یہ معجزہ ہی تو تھا، اگر معجزہ نہیں تھا کیا نبی پاک ﷺ غائب جانتے تھے؟ اس سے تو ہمیں شک پڑ رہا ہے کہ آپ تو کچھ اور ہی نکلے ہو کہ نبی پاک ﷺ پس دیوار عالم الغائب ہیں، مجھے پتا ہے کہ آپ اس پر بھی نص قطعی کا مطالبہ کرو گے، کیونکہ بات کو لمبا جو کرنا ہوا، لیکن بات لوٹ لوٹا کر پھر وہیں آتی ہے۔

مولانا الزام دیتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے عقلی دلائل دیئے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** صریح قرآن مقدس، جس میں اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کا منشور بتلایا کہ

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ.

مومنوں پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا کہ ان پر ایسا نبی آیا کہ ان پر قرآن مقدس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کا نبی ساری زندگی عقل سے باتیں کرتا رہا، عقلی دلائل دیتا رہا، قرآن مقدس نہیں پڑھا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**، اللہ کے پاک نبی ﷺ سے تبلیغ رسالت، دعوت وحدت کتاب اللہ سے شروع کی ہے، مولوی صاحب اگر آپکے پاس کلام اللہ کی دلیل نہیں ہے تو صاف لکھ کر دے دو کہ قرآن میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ عوام بے چارے انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کس وقت آیت پڑھی جائے گی۔ تم روایت کے بعد روایت، حدیث کے بعد حدیث

پڑھتے جارہے ہو ہم نے ابھی اس پر بحث شروع نہیں کی۔ باقی محدث کو الھام ہوا ہے کہ یہ متواتر ہے، تا کہ ایک نئے موضوع میں نہ الجھ جائیں، اس لئے مطالبہ اسی طرح باقی ہے کہ پہلے دلیل قرآن مقدس سے پیش کرو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی ؒ۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ.

میرے دوستو اور بزرگو، میں نے مولانا احمد سعید صاحب سے کہا تھا کہ آپ کو نص قطعی کا لفظ تو بہت یاد ہے کہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں، مولانا نے فرمایا اس روایت میں رأیت کا لفظ ہے، یہ معجزہ کے معنی میں نص قطعی ہے نہ معلوم مولانا کو نص قطعی کا معنی بھی آتا ہے یا نہیں، نص قطعی اس کو کہتے ہیں جو بیان کے لئے اصل ہو لا الہ الا اللہ یہ توحید میں نص قطعی ہے، لا شریک لہ یہ شرک کی نفی میں نص ہے۔ اب میں مولانا سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو ہم شور سنتے تھے نص قطعی، نص قطعی، لیکن تم تو نص قطعی کا معنی بھی نہیں جانتے، نص وہ ہے جو قرآن کے ترجمہ میں خود لکھا ہوا ہو۔ اگر رأیت کا معنی معجزہ ہے تو دکھائیں کس نے یہ لکھا ہے۔

باقی رہا کہ اتنی دور سے دیکھنا کہ آپ غائب مانتے ہیں یا نہیں۔ غور کریں ایک ہے دیکھنا ایک ہے موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا، دیکھیں حضور ﷺ نے مکہ میں بیٹھ کر بیت المقدس کو دیکھا یا نہیں؟ (لوگوں نے کہا کہ دیکھا) فرمایا یہ دیکھنا تو معجزہ ہے لیکن بیت المقدس کا وجود تو معجزہ کی بات نہیں۔ یہاں صرف قیاس کرلیا ہے کہ وہ دوسری چیز بھی معجزہ ہے، میں حضرت مولانا سے عرض کر چکا ہوں کہ قیاس مجتہد کا کام ہے اور آپ مجتہد نہیں ہیں، اس لئے ایسے قیاسات کو چھوڑ دیں۔

ہم تو ان ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوں گی، باقی مولانا نے یہ جو کہا کہ ایک محدث کو الھام ہوا ہے یہ روایت متواتر ہے، میں نے بات واضح کردی کہ اگر کسی محدث نے تواتر لکھا ہے تو یہ بہت بڑا جھوٹ ہے، تو باقی سارے محدث اس پر خاموش

کیوں رہے۔ بلکہ اس کو نقل کرتے آرہے ہیں۔ علامہ ملا علی قاریؒ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر مرقات میں اس تواتر کو نقل کیا ہے۔ (محدث ہندؒ) نے بذل المجھود میں بھی اس کو نقل کیا ہے، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے ترجمان السنۃ میں بھی اس تواتر کو نقل کیا ہے، اگر یہ بات غلط تھی تو باقی محدثین کو نقل کرنے کی بجائے خاموش رہنا چاہئے تھا یا نہیں؟۔

مولانا! آپ جانتے ہیں کہ اجماع میں ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ذمہ دار آدمی اس کو بیان کردے باقی تمام ذمہ دار اس کو قبول کرلیں، اس پر خاموش رہیں۔ زبان سے یا خاموشی سے قبول کرنا یہ بھی اجماع ہے، پتہ نہیں آپ نے اصول کیا پڑھا ہے؟ دیکھو میں بات کر رہا ہوں مولانا ادھر ادھر جارہے۔ ہیں ابھی تک ایک بھی حدیث نہیں پڑھی کہ انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

میں نے کہا تھا کہ حضور ﷺ نے نجران کی عیسائیوں سے گفتگو اپنے دلائل سے شروع فرمائی تھی۔ علامہ صاحب نے آیت پڑھی ہے لقد من اللہ علی المؤمنین نہ معلوم یہ مؤمنین کا ترجمہ عیسائی کریں گے۔ میں نے تو بات نجران کے مناظرہ کی کی تھی۔ یہ آیت پڑھ رہے ہیں لقد من اللہ علی المؤمنین حضرت! یہ تعلیم کی بات ہے تعلیم میں پہلے قرآن پڑھایا جائے گا پھر اس کی تشریح حدیث سے کی جائے گی۔ تعلیم کا یہی طریقہ ہے، کسی عدالت کا یہ اصول نہیں اصول یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ کا کام صرف یہ ہے کہ پیش کردہ گواہوں پر جرح کرے۔ مدعیٰ علیہ یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ جناب آپ نے گواہی کے لئے سردار صاحب کو پیش کیا ہے، میں ان کو گواہ بعد میں مانوں گا۔ پہلے آپ صدر پاکستان کو گواہ پیش کریں، یا وزیر اعظم کو پیش کریں۔ اگر یہ غلط اصول بنالیا جائے تو اس کا بہت نقصان ہوگا۔ اگر مولانا ناراض نہ ہوں تو میں بتلاتا ہوں کہ شرطیں لگا کر دلیل طلب کرنا یہ شرطیہ معجزہ طلب کرنا ان (کافروں اور مشرکوں) کا کام تھا، وہ شرطیہ معجزہ مانگتے تھے (یہ پہاڑ سے اونٹنی نکلے وغیرہ وغیرہ۔ مدعیٰ علیہ کے ذمے صرف یہ ہے کہ گواہ پر جرح کرکے اس کو رد کرے، پھر دوسرا گواہ پیش کیا جائے اس پر جرح کرے۔ ورنہ میں سردار صاحب کو گواہ پیش

کردوں گا، آپ کہیں گے نہیں ڈی سی صاحب کو پیش کرو، میں ان کو پیش کروں گا، آپ کہیں گے گورنر صاحب کو پیش کرو۔ آپ تمام عدالتی نظام معطل کرنا چاہتے ہیں، گواہ کے بارے میں یہ اصول شریعت کا ہے نہ عدالت کا ہے۔ اور نہ آج تک کسی قانون دان نے لکھا ہے۔

اس لئے ہم اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں کو بھی ہم قطعی مانتے ہیں اور جو تواتر سے ثابت ہیں وہ قطعی الثبوت بھی ہیں، اہل سنت والجماعت نے متواتر روایات اور احادیث میں کبھی یہ ترتیب نہیں رکھی، مجھے حنفی کہہ رہے ہیں اور خود اصول حنفی سے روگردانی کر رہے ہیں۔ کسی اصول فقہ حنفی میں دکھا دیں کہ متواتر روایات اور آیات میں یہ ترتیب ہے؟ کسی کا بھی یہ اصول نہیں ہے۔

حضرت ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جتنا زیادہ درود پڑھے گا وہ قیامت کے دن اتنا ہی میرے زیادہ قریب ہوگا، اور جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، ہر جمعہ کا جو لفظ آ رہا ہے اس کو معجزہ یا خرق عادت کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا، بلکہ یہ قاعدہ ہے کہ آپ ﷺ پر درود پیش ہو رہا ہے اور درود کا پیش ہونا زندگی کی دلیل ہے، موت کی دلیل نہیں۔

میں نے سات روایتیں پیش کر دیں، آٹھویں روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد، مسند احمد میں ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں، میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں، اب سلام سننا اور سلام کا جواب دینا (کیا ہے غور فرمائیں) علامہ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں رواتہ ثقات اس حدیث کے سارے راوی سچے اور پکے ہیں، علامہ مناوی سراج المنیر شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں، اسنادہ حسن اس کی سند بڑی اچھی ہے، علامہ نووی کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اہل سنت والجماعت کے چاروں مذاہب کے اتفاق کے بعد غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان بھی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، علامہ سخاویؒ شافعی القول البدیع میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث

صحیح ہے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملھم شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ عقیدۃ الاسلام میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

مولوی احمد سعید صاحب.

السلام علیکم.

مولانا نص قطعی کا مطلب بیان فرماتے ہیں جس سے کلام چلایا گیا ہو، شاید انہوں نے کسی ترجمہ میں یہ معنی پڑھا ہو، نص قطعی کا یہ معنی نہیں، یہ معنی ہے عبارۃ النص کا، ما سیق له الکلام۔ یہ فرماتے ہیں کہ نص قطعی کا معنی ہے خیر۔

مولانا مثال سے نقل کرتے ہیں کہ محدثین کا تواتر سے نقل کرنا یہ مولانا کے نزدیک دلیل قطعی بن گئی ہے۔ پہلے بات یہ تھی کہ پہلے قرآن سے دلیل پیش کی جائے پھر اس کے بعد ہمارا ایمان حدیث رسول اللہ ﷺ پر ہے اب صرف دو محدثین کا نقل کر دینا مولانا کے لئے عقیدہ کا مدار بن گیا ہے، انہوں نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ سولہ آنے ٹھیک ہے پھر روایت پڑھی،

ما من مسلم یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام.

ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟ اس میں کوئی موت یا حیات کی بات ہے۔ اپنی طرف سے اس میں داخل کر دینا کہ اس سے قبر مراد ہے، اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضور ﷺ نے واضح فرما دیا، کیونکہ اس کا معنی مولوی صاحب کو فائدہ نہیں دیتا کیونکہ اس میں موت حیات کا کوئی معنی نہیں ہے نہ قبر کا کوئی لفظ ہے۔ ابھی ہم نے اس پر جرح نہیں کی جو عنقریب ہم شروع کرنے والے ہیں۔

پھر مولانا نے فرمایا اجماع کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ایک آدمی کہہ دے دوسرے خاموش ہو کر سن لیں انکار کوئی نہ کرے، کیا یہ اجماع مولوی صاحب کے لئے سپیشل ہے یا دوسرے فریق کو بھی فائدہ دے سکتا ہے؟۔ ایک صحابی کہے حسبنا کتاب اللہ دوسرے خاموش ہو جائیں کیا یہ

اجماع نہیں ہے، صرف دو محدث کہہ دیں کہ فلاں روایت تواتر سے ثابت ہے یہ اجماع ہوگیا، بہر حال بات لوٹ کر پھر وہیں آئے گی کہ مولانا چاہے روایات کی بھرمار کردیں ان پر بحث اس وقت ہوگی جب ان کا نمبر آئے گا، سردست مولوی صاحب اپنا عقیدہ ثابت کریں قرآن مقدس سے، اللہ کی مقدس کتاب سے اپنا عقیدہ ثابت کریں کہ واقعی انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اپنے جسم کے ساتھ روح مقدس اس میں داخل ہے یا جو شکل بھی ہو جسم مقدس زندہ ہے جس طرح دنیا میں تھا۔

جب تک قرآن کی آیات پیش نہ کریں روایات کی بھرمار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ پہلی دلیل اور مستدل اللہ کی کتاب مقدس ہے، جب تک آیت نہ آئے میں بھی مقابلہ میں روایات پیش کرنا شروع کردوں، اجماع پیش کرنا شروع کردوں۔ مولانا صاحب صرف یہ بتلائیں کہ نبی علیہ السلام عمر مبارک پر کتنا اجماع ہے، تریسٹھ سال کی زندگی پر امت کا اجماع ہے اس کے بعد ایک منٹ کی زندگی بھی ثابت نہیں لیکن تم اب تک زندہ مانتے ہو، اگر آپ کی روایات صحیح ہیں تو پوری امت کیوں گمراہی کے گڑھے میں جا پڑی ہے، کیونکہ وہ تریسٹھ سال کے بعد ایک منٹ کی زندگی بھی تسلیم نہیں کرتے، عجیب بات ہے نبی ﷺ بھی زندہ ہو صحابہ کا اس پر اجماع بھی ہو کہ وحی منقطع ہوچکی ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا و دیگر صحابہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وحی منقطع ہوچکی، اگر عمر تریسٹھ سال ہے تو اس پر اجماع ہوچکا ہے، اگر زندگی اسی طرح باقی ہے تو وحی منقطع ہونے کا کیا مطلب؟ نزول قرآن کے بند ہونے کا کیا معنیٰ؟ اگر زندگی باقی ہے تو مدینہ منورہ میں نماز کیوں نہیں پڑھاتے؟ بہر حال یہ تعارضات تناقضات کا وقت تو بعد میں آئے گا، فی الحال مولوی صاحب آیت مقدس پیش کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ

الذین اصطفیٰ۔

(جب مولانا کا نمبر آیا تو دس منٹ تک شور کرتے رہے منصف نے منتیں کر کے خاموش کروایا)

میرے دوستو بزرگو، آپ کافی دیر سے یہ بحث سن رہے ہیں مولوی احمد سعید صاحب نے موطاء کے حوالہ سے ایک حدیث پڑھی، اس میں ایک لفظ اپنی طرف سے زیادہ کیا، دوسری بات یہ ہے کہ میں حدیثیں پیش کر رہا ہوں اس پر مولانا احمد سعید فرماتے ہیں جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی۔

اب جو تقریر علامہ صاحب نے ختم کی ہے اس کے آخر میں علامہ صاحب نے فرمایا ودونہ خرف القتاد یہ حضور ﷺ کی احادیث کے بارے میں فرمایا ہے۔ سردار صاحب نے فرمایا تھا بات وہ کریں جو ہمیں سمجھ آئے۔ اس لفظ کا معنیٰ تم میں سے کسی شخص کو سمجھ آیا؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ علامہ احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی ﷺ کے احادیث کو کانٹے کہا ہے۔

(اس پر مولوی احمد سعید صاحب اور اس کے حواری لاحول ولا قوۃ پڑھنے لگے، مولانا نے فرمایا لاحول پڑھنے والا اس کا اگر کوئی اور معنیٰ ہے تو بتلادیں، لیکن وہ نہ بتلا سکے۔)

میرے اوپر لا حول ولا قوۃ نہ پڑھیں بلکہ لاحول اس پر پڑھیں جس نے یہ بات کہی ہے۔

تیسری بات یہ ہے مجھ سے قرآن کا مطالبہ ہے، اگر یہ قرآن کو مانتے ہیں تو اگر یہ ایک آیت پڑھ دیتے کہ اللہ کے نبی اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ نے پوچھا) کہ مناظرہ ختم ہوجاتا یا نہ؟

عوام۔

بالکل۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

اگر یہ ایک آیت پڑھ دیتے تو مناظرہ ختم ہو جاتا، لوگوں میں ستر آیات کا شور کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ستر آیات ہیں، اب اتنا وقت ہو چکا ابھی تک ایک آیت نہیں پڑھی، یہ ایک آیت پڑھ دیں میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں، لیکن یہ تو شور شرابا کر کے مناظرہ ختم کرنا چاہتے ہیں، سردار صاحب بات اس طرح ختم ہوگی یہ آیت پڑھ دیں جس کا معنی ہو خدا کے نبی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (معاذ اللہ) میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔

چوتھی بات یہ ہے میں دس احادیث پڑھ چکا ہوں یہ بھی اٹھارہ سو میں سے کوئی ایک پڑھ دیں۔ پھر سند پر بحث اگر کوئی کرنا چاہتا تو کر لیتا، میں دس پڑھ چکا ہوں انہوں نے ایک بھی نہیں پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہو کہ خدا کے رسول اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

پانچویں بات اب جس طرف مولانا آئے ہیں یہ ان کا واعظانہ رنگ ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ جب عمر تریسٹھ سال ہے تو قبروں کی زندگی ثابت نہیں۔ میں مولانا سے عرض کروں گا کہ یہ وعظ کی مجلس نہیں یہ مناظرہ کی مجلس ہے۔ مولانا ایک کتاب کا حوالہ پیش کریں کسی ایک سنّی محدث یا فقیہ نے یہ لفظ لکھے ہوں، کیونکہ اجماع اس پر ہے کہ نبی پاک ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے، اس لئے قبر کی زندگی والی روایات اجماع کے خلاف ہیں۔ دیکھیں میں گالی نہیں دے رہا، اس طرح مولانا نے فرمایا حدیث ہے **انقطع الوحی** پہلے علامہ صاحب نے اپنی ساتھیوں کو تسلی دینے کے لئے سندوں سے روایات پیش کیں، میں نے ایک سند کے راوی محمد بن بشار کا پوچھا، ایک سے اعمش کا پوچھا اور ابو معاویہ کا پوچھا۔ اب ان کو سندیں بھول گئی ہیں، **انقطع الوحی** والی روایات کی سند پیش کریں تا کہ مجھے پتہ چلے کہ اس کی سند صحیح ہے یا نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک اہل سنت والجماعت محدث سے یہ دکھا دیں کہ حدیث متواتر ہے اور اس حدیث کے تحت لکھا ہو کہ وحی کے منقطع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں۔ میں دو محدثین کا مطالبہ نہیں کرتا کسی

ایک سے دکھا دیں بشرطیکہ وہ اہل سنت والجماعت ہو۔

دیکھیں میں حدیثیں پڑھ رہا ہوں اور ایسی حدیثیں پڑھی ہیں جن کا ترجمہ بھی وہی ہے جو حدیث کے الفاظ ہیں، اور یہی ترجمہ احمد سعید صاحب نے اس کا کیا ہے، اس لئے تفسیر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی اور نہ پڑے گی۔ جیسے **لا الٰہ الا اللہ** اس کا ترجمہ ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہاں کسی تفسیر کا مطالبہ نہیں، لیکن انہوں نے جواب عقلی دلائل پیش کئے ہیں (اس کے مقابلے میں احادیث نبوی کو کانٹے کہنا شروع کر دیا) کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ پڑے ہیں۔ میں ان سے تواتر کا مطالبہ بھی نہیں کرتا حالانکہ میں نے متواتر روایات پیش کی ہیں) اور اجماع کا مطالبہ بھی نہیں کرتا، دو محدثین کا مطالبہ بھی نہیں کرتا صرف ایک حنفی محدث سے دکھا دیں جس نے یہ لکھا ہو کہ حضرت پاک ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے اس لئے وہ اپنی قبر شریفہ میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں، لیکن کسی حنفی عالم نے یہ نہیں لکھا۔

خود علامہ احمد سعید صاحب اپنی کتاب دمدمۃ الجنود میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے گھڑ متو ترجمے کئے ہیں، حدیث اور قرآن کے قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ تعویذ لکھنے پر پوری امت کا اجماع ہے، اس بے علم سے پہلے کسی عالم عقل رکھنے والے نے اس پر نکیر نہیں کی۔

یہ جو مطالبہ مولوی احمد سعید نے ڈاکٹر عثمانی سے کیا ہے یہی مطالبہ مولوی احمد سعید سے کرتا ہوں کہ یہ اپنے سے قبل کسی ایک اہل علم کا نام لیں جس نے تریسٹھ سال کی عمر سے قبروں کی زندگی کے نہ ہونے پر اس بات کو دلیل بنایا ہو، اور کسی ایک صاحب علم کا نام لیں جس نے **انقطاع وحی** کی روایت کو انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی موت کی دلیل بنایا ہو۔

یہ شرطیں کہتے ہیں، میں نے ان کو سب شرطیں چھوڑ دیں، میں صرف ان کی شرط پوچھنا چاہتا ہوں،

(یہاں آ کر علامہ احمد سعید صاحب درمیان میں بول پڑے کہ ایک منٹ

ٹھہریں تھوڑا شور بھی ہوا)

لیکن مناظر اہل سنت نے اپنی بات جاری رکھی اور فرمایا مولوی احمد سعید صاحب کی کتاب دمدمۃ الجنود میں ہے وہ خود لکھتے ہیں اس مجد دمیان (یعنی اندھوں کے مجدد) سے پوچھتا ہوں کہ کتنے مفسر اور مفکر ہیں جنہوں نے اس آیت سے وہی سمجھا ہے جو اس سے اندھوں کا امام سمجھ رہا ہے اور اپنی ذاتی رائے سے یہ تفسیر بیان کرنے کا یہ عادی مجرم ہے اور تمام امت کے علماء، عاملین حتیٰ کہ صحابہ اور تابعین کو بھی حرام کاری کی بھٹی کا مستحق بنانا چاہتا ہے۔

جو مطالبہ علامہ نے عثمانی سے کیا، انہوں نے جو لقب اس کو دیا، اندھوں کا مجدد میں علامہ کو نہیں دینا چاہتا، لیکن یہ ضرور پوچھوں گا کہ کتنے محدث اور مفسر ہیں جنہوں نے تریسٹھ سال عمر والی روایت سے حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کا قبروں مردہ اور بے جان ہونا ثابت کیا ہے، کتنے محدث، مفسر، مجتہد ایسے ہیں جنہوں نے **انقطاع الوحی** کی روایت سے انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں مردہ اور بے جان ہونا ثابت کیا ہے۔ اگر اسی طرح کے گھڑنتو معنی ڈاکٹر عثمانی لکھے تو علامہ احمد سعید صاحب ان کو یہودی کہے، اسکو اندھوں کا امام لکھے، اس کو رافضی لکھے، اس کو بے دین کہے، اور یہ لکھیں کہ ڈاکٹر عثمانی صاحب کو دوسروں کا علاج کرنے کی بجائے پہلے اپنے دماغ کا علاج کروانا چاہئے، یہ بات دمدمۃ میں ہے، میں بھی علامہ سے عرض کر رہا ہوں کہ جو مطالبہ آپ نے ان سے کیا ہے وہی مطالبہ آج میں آپ سے کر رہا ہوں اور یہ وہی مطالبہ ہے جو آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے، آپ ایک محدث یا مفسر کا نام پیش کریں کہ انہوں نے وہ استدلال کیا ہو جو تم استدلال کر رہے ہو۔

مولوی احمد سعید صاحب۔

بھائی مولوی صاحب نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ دوسری متعلقہ باتیں کی ہیں۔ لیکن نتیجہ پھر بھی وہیں رہا، میں دو باتیں عرض کرتا ہوں، مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ایک محدث ایسا ہو جو یہ کہتا ہو کہ کسی ایک محدث نے تریسٹھ سال عمر والی روایت سے قبر کی موت پر

استدلال کیا ہو، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں ایک بھی محدث ایسا نہیں جو حضور پاک ﷺ کی زندگی تریسٹھ سال سے اوپر لکھتا ہو، بات تو یہ ہے کوئی ایک محدث لکھے کہ حضرت محمد ﷺ تریسٹھ سال کے بعد بھی زندہ ہیں تا کہ تریسٹھ سال کی زندگی اللہ کے رسول ﷺ کی مختصر مانی جائے اور اس کے بعد پھر لمبی زندگی مانی جائے۔

مولوی صاحب دوسری بات آپ قرآن کی کرتے ہیں تا کہ آپ سے قرآن کا مطالبہ نہ کیا جائے، حدیث صحیح ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے سب سے پہلے فرمایا۔ **موتی** میرا دنیا سے چلا جانا۔ وفات پا جانا، اللہ کے پاک نبی ﷺ کی یہ حدیث آپ کے دعویٰ کی بڑی شدت کے ساتھ رد کر رہی ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ دنیا کے کسی بھی خطہ میں زندہ ہوں تو قیامت قائم نہیں ہو سکتی، اگر اللہ کے نبی ﷺ زندہ ہوتے تو قیامت کا آنا مشکل ماننا پڑتا، تم اجماع امت کی بات کرتے ہو، یہاں تو خود پاک نبی ﷺ نے فرما دیا کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے، **موتی ثم فتح بیت المقدس** سب سے پہلے میرا دنیا سے وفات پا جانا، اگر نبی پاک تریسٹھ سال کے بعد بھی دنیا کے کسی حصہ میں زندہ ہیں قبر مقدسہ دنیا میں ہے یا نہیں؟ مدینہ عالیہ دنیا میں ہے یا نہیں؟ اگر اس میں نبی پاک زندہ موجود ہیں تو پھر قیامت نہیں آسکتی، یہ آپ کی اس بات کا رد ہے کہ فلاں محدث سے دکھاؤ۔

تم محدثین کی بات کرتے ہو میں خود رسول پاک ﷺ کی حدیث کی بات کرتا ہوں باقی میں جو مطالبہ کر رہا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کلام اللہ کی آیت پیش کرو۔ کیونکہ اس کے متعلق خود کلام پاک کے اندر یہ قانون موجود ہے جب یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ فلاں چیز حرام ہے فلاں حلال ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا **فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا** اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ فلاں چیز حرام ہے تو پھر اللہ کی کتاب توراۃ لے آؤ اور پڑھ کر سناؤ، تم کہہ رہے ہو کہ مناظرہ میں کتاب مقدس پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ مسئلہ تو خود کلام پاک سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں **فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا**۔ کتاب مقدس پیش کرو۔

خود حضور ﷺ نے مخالفین سے دلیل اللہ کی کتاب سے مانگی ہے۔ اگر ہم آپ سے آپ کے عقیدہ کے اثبات کے لئے قرآن سے دلیل مانگیں تو آپ کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ محدثین نے اس طرح نہیں کہا۔ افسوس کہ آپ دنیا کے تمام محدثین اور فقہاء کے بارے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کا قرآن مقدس سے کوئی تعلق نہیں، جس طرح میں بار بار قرآن سے اعراض کر رہا ہوں ان کا بھی قرآن سے اسی طرح اعراض تھا۔

دوسرا آپ نے یہ الزام لگایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کی احادیث کو کانٹوں سے تشبیہ دی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، بات یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی احادیث کو صحیح ثابت کریں تا کہ وہ قرآن کے مخالف نہ رہے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر حدیث کو صحیح ثابت نہ کیا جا سکے تو پھر ایسا ہی ہے جیسے بندہ کانٹوں پر ہاتھ مارے، حدیث کو تشبیہ نہیں بلکہ آپ کو تشبیہ دی ہے کہ تم قرآن مقدس کی طرف نہیں آتے بلکہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے ہو، جو شخص قرآن مقدس کی طرف نہیں آتا، اس کو حضور ﷺ کی حدیث سے کیا تعلق۔ بہر حال، آپ کے ذمہ آیت مقدس پیش کرنا ہے جس کی طرف تم آنے کے لئے تیار نہیں ہو اور نہ میں آپ کو رخصت دے سکتا ہوں کہ آپ اس کو چھوڑ کر آگے چل دیں، آپ جو حدیث پر حدیث روایت پر روایت پڑھ رہے ہیں اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو میں بھی روایت کے مقابلہ میں روایت پیش کروں گا، لیکن میرا مطالبہ اسی طرح باقی رہے گا کہ آیت مقدس پیش کرو، اگر کتاب مقدس میں نہیں ہے تو صاف اقرار کرو کہ یہ مسئلہ اثباتاً یا نفیاً کلام مقدس میں نہیں ہے، پھر بے شک حدیث رسول ﷺ کی طرف آؤ۔ پھر روایت کے مقابلہ میں روایت آئے گی، پھر آپ کی پیش کردہ روایات پر بحث بھی ہوگی، صحاح ستہ، بخاری شریف، مسلم شریف، دیگر کتب حدیث سے بھی روایات ہوں گی۔ پھر اس وقت تقابل کر لینا کہ کون سی سند عالی ہے کون سی سند نہیں۔ لیکن پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو پیش کرو، اگر نہیں ہو سکتا تو صاف اقرار کر دو تا کہ عوام کے سامنے بات کلام مقدس سے واضح ہو جائے۔ اگر آپ مسلم قانون کو ترک کر کے حدیث کی

طرف چلے جاؤ گے تو یہ احادیث کئی معانی پر مشتمل ہیں، اس کو سمجھنے کے کئی طریقے ہیں، پھر جو روایات آپ پیش کر رہے ہیں پتہ چلے گا کہ محدثین اس کی تصحیح کرتے ہیں یا اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ فقہاء احناف کے نزدیک وہ روایات قابل قبول بھی ہیں یا نہیں، کیونکہ بہت جلد پتا چل جائے گا، لیکن پہلے نص قطعی کی تلاوت کرو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے ان سے کتاب پڑھنے کا مطالبہ کیا تھا، تم بھی آیت پیش کرو جس میں صاف صاف وضاحت ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ.

میرے دوستو بزرگو! میں نے نبی پاک ﷺ کی احادیث پیش کیں میں نے مولوی صاحب کے بارے میں کہا کہ انہوں نے خرق القتاد کہا ہے، مولوی صاحب نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی، پہلے کہا کہ دونوں لفظوں کا معنی کانٹے کر دیا، پھر چند لمحوں کے بعد خود بھی اس کا معنی کانٹے کر دیا، اور یہ بھی کہا تم جو احادیث پیش کر رہے ہو جو تمہارا طریقہ ہے اس کو کہہ رہا ہوں، دیکھیں دوبارہ پھر وہی گستاخی کی ہے جو پہلے کی تھی، کہ اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث کو کانٹے کہتا ہوں کانٹے تو وہ (مشرکین) ڈالتے تھے، اللہ کے نبی ﷺ تو پھول برساتے تھے۔ اب جو نبی پاک ﷺ کی احادیث کو کانٹے کہے اس کے بارے میں تم خود فیصلہ کر لو؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب میراث مانگی تو حضرت ابو بکر ؓ نے حدیث سنائی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ اے ابو بکر ؓ قرآن پیش کرو۔ اگر کہیں ہے تو دکھا دیں اس کا جواب نہیں دیا۔

اب ایک نئی بات نکالی ہے کہ حضور ﷺ نے یہودیوں سے کہا تھا کہ تورات لے آؤ تو پڑھو، مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت کہا تھا جب حرام و حلال کا مسئلہ تھا، مولانا اس کا شان نزول مجھے دکھا دیں، وہ تو قصہ ہی اور تھا معلوم ہوا کہ مولانا کو قرآن صرف اتنا ہی آتا ہے۔ علماء کرام موجود

ہیں، مجھے دکھائیں کہ واقعی حلال وحرام کے مسئلہ پر جھگڑا ہوا تھا کہ جب کہ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ تورات پڑھو، ان کو اس آیت کے شان نزول کا پتہ نہیں، اب مولانا کا کام تھا کہ مجھ سے بار بار قرآن کی آیت کا مطالبہ کر رہے ہیں، ایک ایسی آیت پڑھ دیتے جس کا ترجمہ یہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں، جس طرح کھجور کا ستون اور لکڑیاں بے جان تھیں (معاذ اللہ)۔ نہ انہوں نے آیت پڑھی ہے اور نہ قیامت تک پڑھ سکتے ہیں۔

انہوں نے جو اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے پاس ستر آیتیں ہیں، نہ معلوم وہ کہاں ہیں اب تو ان میں سے ایک بھی ظاہر نہیں ہو رہی۔ اور اگر قرآن میں نہیں ہے اور یقیناً قرآن میں یہ مسئلہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ کے نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں، وہ جو انہوں نے خط میں لکھا تھا کہ اٹھارہ سو احادیث ہیں، لوگ منہ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی نہیں آ رہی۔ یہ ہو رہا ہے کہ ادھر سے احادیث پڑھی جا رہی ہیں ادھر سے کہا جاتا ہے جب میں بولوں گا یہ بھاگ جائیں گی، ادھر سے احادیث پڑھی جاتی ہیں اُدھر سے ان کو کانٹے کہا جاتا ہے۔ لیکن جب مولانا اٹھتے ہیں یا تو نبی ﷺ کی حدیث میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے ہیں یا ایسی اسناد پیش کرتے ہیں جن کو وہ اپنی کتابوں میں نا قابل اعتماد لکھ چکے ہیں۔

یا اب اس طرف آئے ہیں یہ جو چٹ لکھ کر بھیجی ہے اس میں بھی انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا اس لئے ہم یہی سمجھیں گے کہ انکا عقیدہ وہی ہے کہ یہ کھجور کے خشک تنے اور کنکریوں کی طرح سمجھتے ہیں، اب لکھا ہے موت کے بعد کا لفظ لکھا ہے یا نہیں؟ (عوام نے کہا ہے) اب صرف موت کی حدیث پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اور نہ ہی اس مسئلہ سے اس حدیث کا کوئی تعلق ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ مولانا کو جو باتیں انہوں نے اپنی کتاب میں لکھی تھیں وہ تو یاد نہیں رہیں، لیکن جو چٹ اب لکھ کر دی ہے وہ بھی ان کو یاد نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ حالانکہ پرچی میں لکھا ہوا ہے کہ یہ جو بات ہے وہ موت کے بعد قبر والی زندگی پر ہے۔ جب اس میں موت کے بعد والی زندگی لکھا ہوا ہے کہ پھر مولوی صاحب کو موت والی حدیث پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔

میں پھر مطالبہ کرتا ہوں جیسے انہوں نے بشاشی سے مطالبہ کیا ہے کہ کسی ایک محدث و مفسر کا حوالہ پیش کریں جس نے یہی تفسیر ان سے پہلے کی ہو۔ دوسرا اس موت والی حدیث کی سند پڑھیں تا کہ معلوم ہو جائے اس کی حیثیت کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک سنی محدث یا مفسر کا حوالہ پیش کریں اسی حدیث کے تحت کیونکہ اس حدیث کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ نبی اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ جس طرح سے یہ اپنے رسالہ میں دوسروں کے بارے میں گھڑنتو معنی لکھتے ہیں، اب یہ خود نبی پاک ﷺ کی احادیث کا گھڑنتو معنی کرتے ہیں اور بیان کر رہے ہیں، جو کسی مفسر نے بیان نہیں کیا، کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا، کسی محدث نے بیان نہیں کیا۔ مولانا کتاب کھول کر رکھ دیں کہ فلاں سنی محدث نے اس حدیث کے تحت لکھا ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں، میں بات ہی ختم کر دوں گا، بات وہی ہے جو میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ کسی ایک سنی محدث یا مفسر سے یہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے، ادھر اُدھر سے واقعات بیان کرتے رہنا ان کا کام ہے، نبی پاک ﷺ کی احادیث میں اپنی باتیں ملاتے رہنا، اور حدیث کو کانٹے کہنا یہ ان کا کام ہے۔

باقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو اس کی وجہ بیان فرمائی جب پہلا صور پھونکا جائے گا اس وقت انبیاء علیہم السلام بے ہوش ہو جائیں گے سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں، نہ معلوم وہ بے ہوش ہوئے یا نہیں یا کوہ طور والی بے ہوشی کی وجہ سے اب ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔ اب میں سوال کرتا ہوں کہ بے ہوش زندہ ہوا کرتے ہیں یا مردے بے ہوش ہوتے ہیں؟ (جواب ملا زندہ بے ہوش ہوا کرتے ہیں) یہ عام فہم لفظ ہے بے ہوش کا معنی یہ ہے کہ بندہ پہلے ہوش میں ہو پھر ہی اس پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے۔

مولانا یہ بخاری شریف کی حدیث ہے جس طرح میں نے مولوی احمد سعید صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی بیان کردہ حدیث کی تفسیر کسی محدث یا مفسر سے دکھائیں، یہ مجھ سے بھی

سوال کر سکتے ہیں، اس لئے میں پہلے ہی حوالہ پیش کر رہا ہوں جو معنی میں نے بیان کیا یہی معنی امام بیھقی نے بیان کیا، میں نے تین سنی محدثین کا حوالہ پیش کیا امام بیھقیؒ، علامہ سیوطیؒ، امام تاج الدین سبکیؒ، یہ تینوں محدث اس کے نیچے لکھ رہے ہیں کہ بے ہوشی کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں مردہ نہیں بلکہ وہ باہوش ہیں۔ جب صور پھونکا جائے گا اس وقت ان پر بے ہوشی طاری ہوگی۔

دوستو میں نے تین محدثین کے حوالے پیش کیے، لیکن مولوی احمد سعید صاحب نہ قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ صریح حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں ایسے ہیں جیسے کھجور کا تنا یا کنکریاں ہوتی ہیں (العیاذ باللہ)۔ اور نہ یہ قیامت تک کسی حدیث کے تحت کسی سنی محدث سے یہ دکھا سکتے ہیں کہ جو تشریح میں نے کی وہی اس نے کی ہے۔

مولوی احمد سعید۔

حدیث رسول اللہ ﷺ کے پیش کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب کو اپنے دلائل کے توازن کا پتہ چل جائے، حدیث پیش کی تھی کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کی قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے میری موت یا جانا ضروری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ موت پا جانے کے بعد دنیا میں زندہ ہیں اگر زندہ ہیں تو پھر قیامت کیسے آئے گی، کیا مولوی امین قبر کسی اور جہاں میں مانتا ہے قبر کو اکھاڑ کر کہیں اور لے جاتا ہے تو بتلاؤ۔ اگر قبر کھودنے والے نے دنیا پر قبر کھودی ہے اور دفن کرنے والے نے دنیا میں دفن کیا ہے پھر تو نبی پاک ﷺ دنیا میں زندہ ہوئے، حالانکہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں

ان من شرار الناس من تدرکھم الساعة وھم احیاء

سب سے زیادہ شریر لوگ وہ ہوں گے جو زندہ ہوں گے ان کی زندگی میں قیامت آئے گی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ اس زمین پر زندہ ہیں، مدینہ عالیہ میں زندہ ہیں، روضہ پاک میں زندہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرہ مقدسہ میں زندہ ہیں، پھر یہ قیامت

کس طرح قائم ہوگی۔

دلائل کا سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا یہ تو بطور نمونہ ایک دو روایات پیش کی ہیں، جب دلائل کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ پھر یہ ایک آدھ محدث جو اپنی تحقیق سے لکھ رہے ہیں، جیسے مولوی صاحب نے کہا بیت اللہ میں بیٹھ کر ملا علی قاریؒ نے لکھا، فلاں نے لکھی، کیا بیت اللہ میں بیٹھ کر لکھنے سے اجماع بن جاتا ہے؟ اور کیا وہ حدیث بن جاتی ہے؟ کیا محدثین کو معصوم سمجھتے ہو؟، یہ چیزیں بعد میں، سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ قرآن مقدس کے علاوہ خود رسول پاک ﷺ کا وفات پانا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء راشدین کا خلیفہ بننا، اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ دنیاوی جسم والی زندگی کے ساتھ زندہ نہیں ورنہ خلافت کا معاملہ پیش نہیں آسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا **کلما ھلک نبی خلفہ** جب بھی کوئی نبی فوت ہوا اس کا خلیفہ بنا، نبی ہو کر خلیفہ بنا، میری وفات کے بعد خلفاء ہوں گے جو نبی بن کر خلیفہ نہ ہوں گے صرف خلیفہ ہوں گے، امت کی تخت نشینی کے لئے، اگر نبی پاک ﷺ زندہ ہیں تو کیا زندہ کا بھی خلیفہ ہوتا ہے؟ خلیفہ ہمیشہ مرنے کے بعد ہوتا ہے، یہ چیزیں میں نے اشارۃً بیان کردیں ہیں تاکہ مولوی صاحب کے دو تین گھنٹے گزر جائیں۔

بہر حال مولوی صاحب مجھے الزام دیتے ہیں کہ میں فلاں حدیث پڑھ چکا ہوں فلاں پڑھ چکا ہوں، یہ کیوں نہیں کہتے کہ فلاں آیت پڑھ چکا ہوں اپنے عقیدہ کے ثابت کرنے کے لئے، اگر آیت ہے تو پیش کریں تاکہ اگر ہم گمراہ ہیں تو ہم بھی راہ ہدایت پر آئیں، اگر آیت نہیں ہے تو پھر ضد کیوں نہیں چھوڑتے، خدا کی عدالت میں پیش ہونا ہے کیا کہو گے کہ آپ کی کتاب میں مسئلہ حیات اور موت نہیں تھا اس لئے ہم اس کے قریب ہی نہیں لگے۔ جو جواب آپ نے قیامت کے میدان میں دینا ہے وہ ابھی مسلمانوں کے سامنے دے دو۔

اگر کوئی دلیل قرآن مقدس میں ہے تو اس کو پیش کیوں نہیں کرتے، کس موقع کے لئے سنبھال کے رکھی ہوئی ہے۔ بہر حال مطالبہ میرا وہی ہے کیونکہ آپ کا عقیدہ اور دعویٰ ہے کہ انبیاء

علیہم السلام اس دنیا والی اس قبر مقدس کے اندر زندہ ہیں ہمیں اس دعویٰ کا انکار ہے اور یہ انکار قیامت تک رہے گا، اور یہ مطالبہ رہے گا کہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ابتداء کریں اللہ کی مقدس کتاب سے، آیت پیش کریں، اگر نہیں تو صاف انکار کرو کہ قرآن اس مسئلہ میں کوئی دخل نہیں دیتا، پھر بات ہوگی حدیث رسول اللہ ﷺ کی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علیٰ عبادہ

الذین اصطفیٰ

میرے دوستو اور بزرگو، اب مولوی صاحب نے احادیث پڑھنی شروع کر دی ہیں لیکن کسی ایک حدیث میں بھی نہ نبی کا لفظ آیا ہے اور نہ قبر کا لفظ آیا اور نہ کنکریوں کی طرح بے جان کا لفظ آیا ہے اور نہ کھجور کے تنے کی طرح بے جان ہونے کا لفظ آیا ہے، ساتھ ساتھ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ابھی میں اشارہ کر رہا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کب تک گونگوں کی طرح اشارے کرتے رہو گے، لوگ آپ کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایک حدیث تو پڑھو دو جس میں تفصیل ہو، مولانا ایسا تو نہیں ہوا کہ آپ نے سب کچھ چھوڑ کر اشارے بازی شروع کر دی ہے۔ یہ اشارے کب تک کرتے رہو گے۔

اگر قرآن کو مولوی احمد سعید نے مانا ہے تو وہ ایک آیت پیش کرتے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں اس لئے ادھر رقعہ روانہ کرنے کی بجائے ان کے کان میں پھونک مارو کہ ستر آیتوں سے کیوں نہیں نکالتے، چلو ستر میں سے انہتر میں نے معاف کیں صرف ایک آیت پڑھیں۔

اب مولوی صاحب نے حدیث پڑھی کی قیامت شریر لوگوں پر آئے گی، اگر واقعی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مولوی صاحب کا یہی عقیدہ ہے (اور ہو سکتا ہے) کیونکہ جو احادیث کو کاٹنے کہہ سکتا ہے، (وہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتا ہے) غور کریں بات واضح

ہے کہ قبر جو ہے وہ اس دنیا کے لئے دار العمل نہیں، وہاں عمل کی تکلیف نہیں ہے، دنیا میں رہنا اور چیز ہے اور قبر میں دفن ہونا اور چیز ہے، قبر میں زندہ رہنا اور چیز ہے۔ مولوی احمد سعید جس چیز کا رد کر رہے ہیں وہ اس پرچی کا ہے جو انہوں نے لکھی ہے یہ اپنی بات کو خود ہی رد کر رہے ہیں۔ جو میں نے لکھ کر دیا ہے مناظرہ کا موضوع، اس پر بات ہی نہیں ہو رہی۔

مولوی صاحب نے کہا میں سائل ہوں، سائل کی تین قسمیں ہوتی ہیں ہر ایک قسم کی تعریف کریں اور بتائیں کہ آپ کون سی قسم کے سائل ہیں۔ سائل کا کام یہ نہیں ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے ایک بات کسی کے ذمہ لگا کر پھر خود اس کا رد کرتے رہو، یہ سائل کا کام نہیں ہے۔ سائل اسے کہتے ہیں جو دلیل کا جواب دے، یا تو یہ کہتے کہ یہ احادیث متواتر نہیں، دو محدثوں نے لکھا ہے متواتر ہے، یہ بتلا دیتے کہ ایک نے لکھا ہے کہ یہ متواتر نہیں، پھر میں کہتا کہ واقعی انہوں نے مجھ پر کوئی نقد وارد کیا ہے۔ سائل کا کام اپنی طرف سے کسی کے ذمے کچھ لگا کر اس کا رد کرتے رہنا، دلیل کا جواب نہ دینا اس کو سائل نہیں کہتے۔ میں اصول مناظرہ کی کتاب دے رہا ہوں، اس میں سائل کا یہ معنی نکال کر دکھلا دیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ یہ احادیث جو آپ نے پڑھی ہیں سائل بن کر پڑھی ہیں (یہ سائل کی کون سی قسم ہے) اصول مناظرہ سے دکھائیں کہ سائل حدیث پڑھ سکتا ہے؟

میں نے پہلے یہ بات کہی تھی کہ جب تک احمد سعید صاحب اپنا دعویٰ لکھ کر نہ دیں اس وقت تک حدیث پیش کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ کیونکہ دلیل دعویٰ پر ہوتی ہے، انکو دلیل پیش کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ ان کو صرف میری دلیل کے جواب دینے کا حق ہے، اب یہ حدیثیں پڑھنے کی طرف آ گئے ہیں لیکن کسی حدیث کا ترجمہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں، کنکریوں کی طرح اور کھجور کے ستون کی طرح۔ معاذ اللہ، نہ اس طرح کی حدیث پڑھی ہے اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔

میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ مولانا آپ کو اپنی کتاب دمدمہ کیوں بھول گئی ہے کیا وہ صرف

ڈاکٹر عثمانی کے لئے لکھی تھی؟ میں کہہ رہا ہوں ایک سنی محدث، ایک سنی مفسر، ایک سنی مجتہد کا قول پیش کرو کہ انہوں نے کسی ایک آیت کے تحت یا کسی ایک حدیث کے تحت یہ مسئلہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

مولانا، آپ کی لکھی ہوئی بات کا مطالبہ آپ سے کر رہا ہوں۔ مولانا، غور کرو قرآن کن کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ **لم تقولون مالا تفعلون** کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ میں بار بار عرض کروں گا، کہ جو کچھ تم نے خود لکھا ہے کم از کم اس پر تو پکے رہو، کوئی ادھر سے بول رہا ہے قرآن، کوئی ادھر سے بول رہا ہے قرآن، میں ان سے کہتا ہوں کہ مولوی احمد سعید صاحب سے کہیں کہ قرآن کی ایک آیت پڑھ دیں تا کہ مناظرہ ختم ہو جائے۔ یا یہ لکھ دیں کہ مولوی احمد سعید صاحب قرآن کو نہیں مانتے۔ اس لئے ہم دوبارہ قرآن کا نام نہیں لیں گے۔ یا یہ لکھ دیں کہ مولوی احمد سعید صاحب قرآن کو نہیں مانتے اس لئے ان سے ہم یہ مطالبہ نہیں کر سکتے اور آپ سے مطالبہ اس لئے ہے کہ آپ پر ہمیں یقین ہے کہ آپ قرآن کو مانتے ہیں۔ بات واضح کریں۔

دوسری بات یہ ہے میں جو احادیث پیش کر رہا ہوں ان کا ترجمہ اتنا واضح ہے کہ خود مولوی احمد سعید صاحب نے مانا کہ اس کا ترجمہ وہی ہے جو میں نے کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ قبر یہی ہے۔ اب مولانا نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ قبر کہیں اور ہے آج تسلیم کر رہے ہیں کہ یہی دنیا والی قبر ہی قبر ہے، وہ قبر جو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہے، حضرت ﷺ کا جو جسد اطہر اس قبر کے اندر ہے اسی جسد کو ہم انبیاء علیہم السلام کی حیات کے لئے پیش کر رہے ہیں، انہی اجساد مطہرہ کو اللہ کے نبی ﷺ بار بار زندہ فرما رہے ہیں، مسلمان تو اب اپنے نبی ﷺ کی بات کو بار بار دہرائے گا، کاش کہ مولوی احمد سعید صاحب بھی ایک دفعہ اپنے نبی ﷺ کی بات کو دہرا لیتا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، میں ان حدیثوں تسلیم کرتا ہوں۔

اب یہ جو کہہ رہے ہیں کہ میں احادیث پیش کروں گا، کب؟ وہ تو اٹھارہ سو احادیث ہیں

(بقول احمد سعید) وہ تو کئی دنوں میں پیش نہیں ہو سکتیں، میں نے مولانا کو اٹھارہ سو میں سے سترہ سو ننانوے معاف کر دیں کیونکہ میں نے ان کی طرح یہ نہیں کہنا کہ آپ کانٹوں پر ہاتھ مار رہے ہیں، یہ صرف ایک حدیث پڑھ دیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں، بس میں فوراً بات ختم کر دوں گا مناظرہ ختم، کیونکہ پیچھے کچھ رہے گا ہی نہیں، میں دوبارہ کھڑا ہی نہیں ہوں گا، پھر سارے مجھے کہیں کہ ایک دفعہ کھڑا ہو جا کچھ بات کر، میں کہوں گا نہیں آیت یا حدیث صریح پیش ہونے کے بعد اب کچھ کہنے کا موقع نہیں رہا کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث سننے کے بعد کھڑا ہونا گستاخی ہے، میں نے مولوی احمد سعید صاحب پر اتنا بڑا احسان کیا کہ ان کو سترہ سو ننانوے معاف صرف ایک حدیث جس کا ترجمہ یہ ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں کنکریوں کی طرح یا کھجور کے تنے کی طرح، میں سردار صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ نہ وہ خود پریشان ہوں اور نہ لوگوں کو پریشان کریں، ان سے کہیں کہ یا ایک آیت قرآن کی پیش کر دیں کہ نبی قبروں میں مردہ ہیں، قبروں کی بات ہوگی، جو انہوں نے پہلے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں وہ تو زیر بحث ہی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات ان کی قبروں میں علم قطعی سے ثابت ہو چکی ہے (مولوی صاحب اپنی لکھی چٹ بھی بھول گئے ہیں) متواتر احادیث سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہو چکی ہے، میں بہت ساری احادیث پیش کر چکا ہوں، مولوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حدیثیں پیش کی ہیں، لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ اللہ رحم کرے، اللہ کے نبی ﷺ احادیث سناتے رہے (بڑے بڑے گرو ابو جہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ وغیرہ) نبی ﷺ کو ڈراتے رہے، اس وقت یہ حدیثیں نہیں بھاگیں۔ اب کہاں بھاگ جائیں گی؟۔ اللہ کے نبی کی احادیث کو تم سب مماتی مل کر بھی نہیں بھگا سکتے، یہ قیامت تک ان شاء اللہ محفوظ رہیں گی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ نے تمہاری قسمت میں ماننا لکھا ہے یا نہیں لکھا۔ ہم کہیں گے یا اللہ ہم نے ان کو احادیث سنا دی تھیں اور ہم نے ان کو کہا تھا کہ نبی کی احادیث کو

کانٹے کہہ کر گستاخی نہ کریں اور نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھنے والے کو یہ توفیق عطاء فرماتا کہ وہ نبی ﷺ کی حدیث پڑھتے وقت اپنی طرف سے کوئی لفظ زیادہ نہ کرے، نبی ﷺ کی حدیث ماننے والے کو یہ توفیق عطاء فرما کہ اٹھارہ سو احادیث میں سے ایک حدیث یا آیت کسی سنی محدث یا مفسر یا مجتہد کی شرح کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ ادھر تو یہ قرآن، قرآن کہتے ہیں یہ تو قول بھی نہیں مانتے اور نہ قول پیش کر سکتے ہیں۔

مولوی احمد سعید صاحب۔

آج مولوی محمد امین صفدر صاحب نے نیا طریقہ اختیار کیا ہے انہوں نے خواہ مخواہ ہمارے ذمہ ایک عقیدہ لگا دیا ہے، میں نے ان کے ذمہ یہ لگایا ہے کہ تم حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کی قبروں میں زندہ تسلیم کرتے ہو، میں نے اس پر بات کی ہے یہ کہتے ہیں تو آپ نے از خود یہ بات ہمارے ذمہ لگائی ہے ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں تو پھر معاملہ کیا ہے، ایک طرف سے اس عقیدہ کا انکار بھی کرتے ہیں دوسری طرف ان کا دعویٰ بھی یہی ہے کیا تم لوگوں کو دھوکہ دینے والے ہو۔

اگر تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ جس طرح دنیا میں مع روح زندہ تھے، اس قبر میں بھی زندہ ہیں، تو اس پر تو نص قرآنی پیش کرو، ادھر کہتے ہیں میں مدعی ہوں، یہ مدعی نہیں ہے اس لئے دلائل پیش نہیں کر سکتا، تھوڑی دیر کے بعد بات بھول جاتے ہیں یا جان بوجھ کر ہمارے اوپر ڈال دیتے ہیں کہ ایک حدیث پیش کرو، ایک آیت پیش کرو، مولوی صاحب جب تم خود کہہ رہے ہو کہ میں مدعی نہیں میں نے دعویٰ نہیں لکھا، اس لئے آپ دلائل بیان نہیں کر سکتے، ادھر کہتے ہیں کہ دلائل بیان کرو، اتنا بڑا تناقض کم از کم اہل علم کے اندر تو نہیں ہو سکتا، جس شخص کو مدعی نہیں بنایا جاتا اس سے دعویٰ طلب کیا جا رہا ہے یہ عجیب بات ہے۔

یہ آخری بات ہے، میں آیت پڑھتا ہوں لیکن پہلے لکھ دیں کہ ہم اپنا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے، میں ایک نہیں جتنی ہو اتنی آیات پڑھ دوں گا کہ کوئی نبی موت کے بعد اس دنیا

والی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں یہ بات لکھ دو، اگر نہیں لکھ سکتے تو کم از کم اپنا عقیدہ اللہ کی کتاب مقدس سے ثابت کرو۔

دوستو بزرگو، میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں آیت پیش کرو آئندہ موقع نہ دوں گا، میں ایسے آیت پڑھوں گا جس سے یہ ثابت ہوگا کہ کوئی نبی، کوئی ولی، کوئی اللہ کا پاک بندہ مرنے کے بعد اپنی قبر میں جسمانی حیات کے ساتھ زندہ نہیں ہے۔ اس دنیا والی قبر میں زندہ نہیں، پہلے آپ لکھ دیں کہ ہمارے عقیدہ کے ثبوت کے لئے ہمارے پاس نہ کوئی آیت ہے اور نہ ہمارا عقیدہ ثابت ہے، لو مولوی صاحب میں نے آپ کا مطالبہ مان لیا کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ احمد سعید نے آیت نہیں پڑھی۔ میں کئی آیات پڑھ دوں گا لیکن پہلے آپ لکھ دیں کہ میرے عقیدہ پر میرے پاس کوئی آیت نہیں ہے۔

باقی اس نے کہا کہ ساتھ یہ حدیثیں پڑھ رہے ہیں، اس میں نہ قبر کا لفظ ہے نہ نبی کا۔ میں نے مامن مسلم والی حدیث پڑھی ہے اس میں نہ نبی کا لفظ ہے نہ نبی کی موت و حیات کا ذکر ہے۔ اس کو یہ برداشت نہ کر سکے، کہنے لگے کہ لو جی حدیث کو چھوڑتے ہیں۔ جناب اگر تم قرآن کو چھوڑ کر مسلمان رہ سکتے ہو اس سے بڑی کون سی کتاب ہے، جس کا انکار جرم ہے، لیکن کوئی نبی پاک ﷺ کی حدیث کو کانٹوں سے اور نبی پاک ﷺ کے جسم کو کھجور کے خشک تنے سے تشبیہ نہیں دے سکتا۔ مولوی امین صاحب اگر آپ کا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا تو میں آیت پڑھ دیتا ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب

الحمدللہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔

مولانا صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں منکر ہوں مدعی نہیں ہوں لیکن اپنے دعویٰ پر احادیث پڑھتے جا رہے ہیں وہ کس دعویٰ پر پڑھتے ہیں اور ادھر منکر منکر کی رٹ بھی لگاتے ہیں اور

ادھر کنکریوں اور کھجور سے تشبیہ بھی دیتے جا رہے ہیں، باقی مولوی صاحب کے پاس کوئی صحیح حدیث یا آیت نہیں، اگر ہوتی تو ضرور پڑھتے، وقت ضائع نہ کرتے، باقی یہ بار بار مجھ سے قرآن کی آیت کا مطالبہ کرتے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مولوی احمد سعید سے پوچھیں گے کہ وہ تو قرآن کے خلاف کہتا تھا تو نے قرآن کے موافق کیوں آیت نہ پڑھی؟ اتنی دیر لوگوں کو انتظار میں رکھنا کہ لوگ غلط عقیدہ پر باقی رہیں۔ (چہ معنی دارد)

مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ آیتیں تو مجھے ستر آتی ہیں لیکن آج میں سردست تین پڑھوں گا، میں کہتا ہوں تین ہی پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ و بے جان ہیں کنکریوں کی طرح اور کھجور کے ستون کی طرح، ساتھ ہی میں اشارہ کر دیتا ہوں کہ وہ تین آیتیں فتح الاسلام والی نہ ہوں، جن کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے فتح الاسلام میں۔ غلط ترجمے والی آیت نہ ہو۔ اب میں مولانا کو وقت دیتا ہوں کہ وہ یہ آیات پڑھیں۔

مولوی احمد سعید چتروڑی۔

مولوی محمد امین نے میرے سے اصول مناظرہ کے خلاف مطالبہ کیا ہے کہ آیت پڑھو اپنا بوجھ سر سے اتار کر میرے گلے میں ڈال دیا ہے، مزا تب ہے کہ مولوی صاحب تسلیم کر کے انھیں، مجھ سے مطالبہ ہے کہ آیتیں پڑھو، خود آخری بات بھول گئے کہ میں نے لکھ کر دینا ہے۔

(یہ مولانا محمد امین صاحب نے وعدہ نہیں کیا صرف احمد سعید کا مطالبہ تھا اس لئے اس بات سے دھوکہ نہ کھائیں۔ مرتب)

مولوی امین صاحب میں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں، کچھ تو احساس کرو، مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرنا اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے اور تعلیم اسلام کے بھی خلاف ہے **لا دلیل علی النافی**، خود آپ نے کہا ہے کہ منکر پر دلیل نہیں ہوتی، مطالبہ اس سے ہوتا ہے جو جھولی بھر کر کہے کہ یہ میری ہے، اس سے دلیل پوچھی جاتی ہے جب آپ کا یہ عقیدہ اسلامی ہے تو اسلام کی تعلیم تو قرآن دیتا ہے تو آپ قرآن پڑھیں، قرآن سے دلیل پیش کر کے دکھاؤ۔

پھر مولانا انصاف کا انداز دیکھو کہ آیتیں وہ پڑھو جس میں لکھا ہوا ہو قبر کے اندر نبی زندہ نہیں ہوتا، مسئلہ تو یہ ہے جب اللہ کا نبی دنیا سے وفات پا چکا تو اب نہ قبر میں کوئی زندگی ہے نہ زمین کے اوپر کوئی زندگی ہے اور نہ زمین کے نیچے کوئی زندگی ہے، مسئلہ یہ ہے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ قبر کا لفظ دکھاؤ، کیا اس قسم کے مطالبہ کا صحابہ کرام یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی گنجائش ہے؟ اگر نہیں تو پھر بندہ یہ کہے کہ میرا اللہ کی کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جب ان سے دلیل پوچھی جائے تو اس وقت وہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، نماز پڑھنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ زندہ ہیں اسی لئے تو نماز پڑھ رہے ہیں، (احمد سعید کا غلط استدلال۔ مرتب) اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو نماز پڑھتے دیکھ لیا جائے وہ زندہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں۔

بقول مولوی صاحب کے دیکھنا زندگی کی دلیل ہے، لہذا صرف موسیٰ علیہ السلام ہی زندہ ہوئے اور کوئی زندہ نہ ہوا۔ جبکہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں **لو کان موسیٰ حیا. الخ.** اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے دعویٰ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں لیکن دلیل وہ پیش کرتے ہیں جو اصول دین کے بھی خلاف ہے اور حدیثیں اور روایات وہ پیش کی جاتی ہیں جن پر پتہ بھی ہے کہ شور ہوتا ہے اور پھر ان کا معنی کچھ اور ہوتا ہے اور مولوی صاحب ان کا معنی کھینچ کر قبر میں لے آتے ہیں۔ اگر یہی محبت رسول ﷺ ہے تو ایسی محبت سے خدا محفوظ رکھے، اللہ کے نبی پاک ﷺ نے دین کی تعلیم ایسی نہیں دی۔

اگر مولوی صاحب لکھ دیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک قبر میں زندہ ہیں قرآن مقدس میں نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی آیتیں پڑھتا ہوں۔

(مولوی احمد سعید نے وقت ضائع کیا ہے اور مولانا محمد امین صفدر صاحب

اوکاڑویؒ کی بات کا جواب نہیں دیا ہے)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ

الذین اصطفیٰ۔

مولانا احمد سعید صاحب نے آپ کے سامنے اسلام کے بڑے اصول بیان کئے، ایک بات یہ بیان کی کہ جو نافی ہو اس کے ذمے دلیل بیان کرنا نہیں، خود ہی کہا ہے میں نافی ہوں، پھر وہ تین آیتیں کیوں پڑھی ہیں؟ کیا آیات پڑھ کر خود اسلام کے اصول کے خلاف کرنا ہے۔

(یہاں مولوی احمد سعید صاحب اور ان کے حواریوں نے شور شروع کر دیا)

پھر مولانا محمد امین صفدر صاحب نے فرمایا اگر مناظرہ نہیں کروانا بے شک بند کر دو، لیکن یہ کیا ہے کہ میری باری میں شور کرتے ہو اور مولوی احمد سعید کی باری میں شور نہیں کرتے۔ پھر شور ہوا کہ تم آیت پڑھو، مولانا نے فرمایا مجھ سے بار بار کہتے ہو کہ آیت پڑھو مولوی احمد سعید سے کہہ دو کہ آیت پڑھ دے تا کہ قصہ ہی ختم ہو جائے۔

پہلی بات یہ ہے کہ احمد سعید نے کہا ہے کہ اسلام کا اصول یہ ہے کہ نافی کے ذمہ دلیل نہیں ہوتی، پھر تین آیتیں کیا ہیں، یہ تو خود اسلام کا اصول اس نے توڑ دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ ان کے پاس قبر کے لفظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں ہے، اب اس نے تسلیم کر لیا کہ مجھ سے کہتے ہیں قبر کا لفظ دکھا، قبر کا لفظ دکھا۔ میں قبر کا لفظ نہیں بلکہ یہ بتلا رہا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ نہیں ہیں۔

مولوی احمد سعید۔

میں نے جو بار بار عرض کی ہے کیا یہ اس کا جواب ہے؟ اب بھی تم انتظار کرو تو آپ کی مرضی، میں پھر عرض کرتا ہوں میرے محترم بھائی، ابھی دن ہے بات کو ختم کرو تا کہ آپ بھی جائیں اور لوگ بھی جائیں، جس بات کو تسلیم کرتے ہوں اس کو کسی کنارے تک پہنچاؤ، کیوں خواہ مخواہ

وقت ضائع کرتے ہو۔ اوپر سے رات آ رہی ہے۔

پہلے تو آپ بڑا لمبا بیان کرتے تھے اب تم جلدی بیٹھ جاتے ہو، بات کیا ہے (پھر شور، شور، شور، شور)۔ اب تو مولوی صاحب نے فتویٰ بھی لگا دیا لیکن میں اب بھی نہیں چاہتا کہ کوئی فتویٰ لگاؤں، میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مولوی صاحب لکھ دیں کہ میرے عقیدے پر کوئی آیت نہیں قرآن مقدس میرا ساتھ نہیں دیتا، یہ لکھ دیں تو میرا وعدہ ہے کہ میں تلاوت کروں گا، اگر یہ نہیں لکھ کر دیتے تو پھر عوام سمجھ لیں کہ میں کیا چاہتا ہوں اور مولوی صاحب کیا چاہتے ہیں۔ میری ایک ہی شرط ہے، کیونکہ مولوی صاحب خود مجھ سے دلیل طلب کر رہے ہیں، حالانکہ مولوی صاحب شروع میں کہہ چکے ہیں کہ یہ دلیل بیان نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے دعویٰ پیش نہیں کیا۔ میں تو اس لئے آیا ہی نہیں بلکہ میں تو مولوی صاحب کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنے اور اس کا انکار کرنے آیا ہوں۔ میں نے انکار کر دیا، اب تم اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو اور دلیل کی ابتداء کلام مقدس سے ہوتی ہے، اگر یہ پیش نہیں کر سکتے تو پھر یہ لکھ دیں، تا کہ میں ان کی منت سماجت والا مطالبہ پورا کر دوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ

الذین اصطفیٰ۔

پہلی آیت۔

ولقد آتینا موسیٰ الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقاء

ہ وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی، کون سے موسیٰ علیہ السلام دنیاوی جسم والے یا خواب میں آنے والے؟ یہاں تم غور کرو، اے میرے محبوب حضرت محمد ﷺ آپ ذرا بھی شک نہ کریں کہ آپ کی ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی، کون سے موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں وعظ کہتے تھے، آپ بتلائیں کہ بنی اسرائیل کو وعظ کس جسم کے ساتھ ہوتا تھا، اسی اصل جسم کے

ساتھ، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ یہ وعدہ قرآن میں فرمایا، حضرت پاک ﷺ کی ملاقات ہوئی یا نہیں؟ حضرت پاک نے خود بتلایا، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ قبر شریف میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

سابقہ اعتراض، کی طرف اشارہ۔

مولوی احمد سعید صاحب نے اس حدیث پر وہاں بھی کہا تھا کہ قبر میں کھڑے تو دیکھا لیکن اس حدیث میں حیات کا لفظ نہیں ہے۔ نہ معلوم ان کو زندہ کس نے مان لیا ہے، چلو مولوی احمد سعید صاحب یہ ہی تسلیم کر لیں کہ مردہ نماز پڑھتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولوی احمد سعید نے کہا کہ صرف موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا دوسروں کو نہیں دیکھا اس سے پتہ چلا کہ دوسرے زندہ نہیں ہیں، یہ ان کا اپنا قیاس ہے، میں نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے خود حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور پھر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. ارشاد فرمایا۔

دوسری آیت۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات ۞ بل احياء ولكن لا تشعرون.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور یہ خطاب ایمان والوں کو ہے، کیونکہ مسئلہ حیات کا تعلق ایمان سے ہے (ایمان والا حیات کو مانتا ہے اور بے ایمان نہیں مانتا) یہ شہداء کے بارے میں ہے۔ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میدان احد کی طرف جا رہے تھے تو کافر بھی ان کو دیکھ کر کہتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ منافق بھی کہتا تھا کہ وہ زندہ ہیں، مسلمان بھی کہتے تھے کہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن جب شہید ہو گئے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو اب کافر کہتا ہے کہ زندہ نہیں کیونکہ کل والی زندگی آنکھ سے نظر آتی تھی اور آج والی زندگی آنکھ سے نظر نہیں آتی بلکہ صرف ایمان والا اللہ تعالیٰ کے کہنے پر یقین

کرتے ہوئے ایمان لاتا ہے، کیونکہ یہ زندگی آنکھ کو نظر نہیں آتی۔ کافر کے پاس آنکھ ہے لیکن ایمان نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات

وہ جو جسم مبارک مطہر ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا ہے اس کو مردہ نہ کہو، کیونکہ قتل جسم ہوتا ہے روح قتل نہیں ہوا کرتی۔

ممکن ہے مولوی احمد سعید پرندوں والی حدیث پڑھیں، میں پہلے یاد کروا رہا ہوں کہ اس کی سند میں وہی ابو معاویہ شیعہ راوی ہے جس کو مولانا احمد سعید صاحب اپنی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ اس میں اعمش مدلس راوی ہے جس کو یہ اپنی کتاب میں لکھ چکے ہیں، ممکن ہے مولوی احمد سعید صاحب حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کریں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا آپ واپس جانا چاہتے ہیں۔ الخ۔ میں بتلا رہا ہوں کہ اس میں وہی محمد بن اسحٰق راوی ہے جس کو غیر مقلدین پیش کیا کرتے ہیں ان کو امام مالکؒ نے دجال من الدجاجلہ فرمایا ہے، اب اگر مولوی احمد سعید کوئی حدیث پیش کرنا چاہیں تو ہوش و حواس سے پیش کریں صحیح سند کے ساتھ پیش کریں، مولوی احمد سعید صاحب نے پہلے ایک حدیث پڑھی لو کان موسی حیا. الخ. اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔

واقعہ۔

مولوی احمد سعید صاحب کا ایک دوست اللہ بخش جواب غیر مقلد ہو گیا ہے اس نے مناظرے میں یہی لو کان موسیٰ حیا پڑھی، میں نے کہا اس کی صحیح سند پیش کرو، فوراً شرائط مناظرہ والا پرچہ اٹھا کر کھڑا ہو گیا کہ کہیں اس میں لکھا ہے کہ صحیح سند پیش کرنی ہو گی۔ میں نے کہا تم نے لکھا تھا کہ ساری حدیثیں (جعلی) اور جھوٹی پڑھنی ہیں، جن کی صحت ثابت ہی نہ ہو۔

اس لئے میں مولوی احمد سعید سے بھی کہتا ہوں کہ تم اپنی تلاوت کردہ حدیث لو کان موسیٰ حیا. الخ. کی سند صحیح ثابت کر دیں۔ (لوگ ہر ہر جملہ پر سبحان اللہ کہہ رہے تھے)

قرآن کی جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں لفظ یقتل آیا ہے قتل جسم ہوا کرتا ہے روح قتل نہیں ہوا کرتی، اب جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں کافر اس کو زندہ ماننے کے لئے تیار نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ مومنین سے کہہ رہے ہیں اگر چہ تیری آنکھ اس زندگی کا ادراک نہیں کر سکتی، تیرا کان اس زندگی کا احساس نہیں کر سکتا، تیرے ہاتھ اس زندگی کا احساس نہیں کر سکتے لیکن مردہ نہ کہو۔ اگر چہ اس کی زندگی تیرے شعور سے باہر ہے، تیرے شعور میں نہیں آسکتی، پھر بھی مردہ نہ کہو، بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ قرآن پاک کی اس آیت کے پیش نظر اہل سنت والجماعت کے مفسرین اور محدثین، امام بیہقیؒ، امام دار قطنیؒ، علامہ سخاویؒ، علامہ سبکیؒ، شفاء السقام میں لکھتے ہیں کہ شہداء کو یہ مرتبہ ملتا ہے انبیاء علیہم السلام کی تابعداری سے اس لئے سارے شہداء سے صرف نبی کی اکیلی حیات اعلیٰ ارفع ہے، زیادہ اکمل ہے۔

تیسری آیت۔

جب قرآن نے شہداء کی حیات اسی جسم کے ساتھ مان لی تو انبیاء علیہم السلام کی بھی یہی جسمانی حیات ثابت ہوئی، یہ میرے ہاتھ میں شفاء السقام ص ۲۷ ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ قرآن میں ہے

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔

کہ نبی ﷺ کی آواز سے بلند آواز نہ کرو، حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں جس طرح مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی زندگی میں بلند بولنے سے نیکیاں برباد ہوتی تھیں حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہاں بلند بولنے سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی آیت تلاوت کی، ان کے پڑوسی دیوار میں کیل لگا رہے تھے، ان کو پیغام بھیجا کہ تمہارے اس کیل کی آواز سے حضرت پاک ﷺ کی تکلیف ہو رہی ہے۔ یہ کیل کی آواز اسی مسجد میں آرہی تھی یا نہیں؟ (آرہی تھی لوگوں نے کہا)

حضرت علیؓ نے اپنے مکان کے لئے دروازہ بنوانا تھا، بڑھئی سے کہا دروازہ یہاں نہ بنانا مدینہ سے دور جا کر بنانا۔ کیونکہ اس جگہ بنانے سے جو اس کی آواز اٹھے گی اس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوگی۔

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو مسجد نبوی میں اونچے بولتے سنا تو فرمایا لقد آذیت رسول اللہ ﷺ فی قبرہ تو نے اونچا بولنے کی وجہ سے حضرت ﷺ کو ان کی قبر میں اذیت دی ہے۔ اس آیت

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم

اس آیت کے پیش نظر حضرت ابو بکرؓ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو اونچا بولنے کی وجہ سے اس قبر میں تکلیف ہوتی ہے، لیجئے مولانا احمد سعید صاحب نے تین آیتیں پڑھی تھیں (نہ معلوم کب پڑھے گا) لیکن میں نے تین آیتیں پڑھ دیں ہیں۔

(ماشاء اللہ ماشاء اللہ کی آوازیں)

مولوی احمد سعید۔

مولوی امین صاحب نے جو آیتیں پڑھی ہیں ان کا انبیاء علیہم السلام کی حیات سے کوئی تعلق نہیں۔

مولوی صاحب نے جو پہلی آیت پڑھی ہے

ولقد آتینا موسیٰ الکتاب فلا تکن فی مریة من لقاءہ۔

اس آیت کا اگر معنی حضور ﷺ سے یہی ثابت ہے تو سر تسلیم، اگر آئمہ اربعہ میں سے کسی امام نے خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ نے یہی معنی کیا ہے تو سر تسلیم، اگر مولوی صاحب اپنی عقل سے کام لے رہے ہیں تو اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کتنے اقوال ہیں، وہ خود مولوی صاحب

بیان کردیں۔فی مرية من لقائه کا ترجمہ کس قسم کا ہے۔

(۱) لقاء کا معنی ملنا۔

(۲) نبی علیہ السلام کو خود اللہ کی کتاب کا ملنا۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی کتاب کا ملنا۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات روحانی کا ہونا۔

(۵) موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات جسمانی کا ہونا۔

(۶) لیلۃ المعراج میں ہونا۔

(۷) تمثل روحی ہونا۔

یہ تمام احتمالات مفسرین نے لکھے ہیں۔عقیدہ کے اثبات کے لئے آیت وہ پڑھنی چاہئے جس کا صرف ایک معنی ہو، دوسرا کوئی معنی نہ ہو، جس کا صاف مطلب ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں الآن کما کان فی الدنیا۔ لیکن مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے اس کی تفسیر نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت کی اور نہ صحابہ سے اجماعاً ثابت کی اور نہ مفسرین کا کوئی اتفاقی معنی نقل کیا، بلکہ اس کی کئی تفاسیر ہیں، اس کے کئی معنی ہیں۔

مولوی صاحب اپنی دیانت و امانت سے حلفاً یہ کہہ دیں کہ تمام مفسرین نے یہی معنی کیا ہے، لیکن میرا چیلنج ہے کہ آیت مبارکہ کا یہ ترجمہ رسول پاک ﷺ سے ثابت نہیں۔صحابہ سے بھی اجماعاً یہ معنی ثابت نہیں، آئمہ اربعہ سے بھی یہ معنی ثابت نہیں، اور تمام مفسرین کا اس معنی پر اجماع بھی نہیں۔لیکن اگر اس کا دوسرا معنی ہو کہ اللہ اپنے محبوب ﷺ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کریں۔اور جو کتاب میں نے ان کو دی ہے وہ کتاب برحق ہے۔

دوسری آیت جو مولوی صاحب نے پڑھی ولاتقولُ۔حالانکہ لفظ ہے ولا تقولوا عجلت کرنے کی وجہ سے غلط پڑھا گیا ہے۔بہرحال

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون.

مولوی صاحب نے شعور کا معنی کیا ہے کہ اس کا شعور آنکھ سے، کان سے، ناک سے نہیں ہو سکتا، بات یہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اس آیت کو نازل کر کے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو بتا دیا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بل احیاء، اس سے کون سی زندگی مراد ہے خود قرآن نے اس کو بتلایا ہے بل احیاء عند ربهم، مولوی صاحب کو یہ نظر نہیں آیا، وہ (شہید) اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

خدا نے بعض چیزوں کی نسبت تمہاری طرف کی ہے اور بعض چیزوں کی نسبت خود اپنی طرف کی ہے، قرآن میں ہے

ما عندكم ينفد وما عند الله باق

جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ختم نہیں ہوگا۔ عنداللہ کا محاورہ وہاں آتا ہے کہ جہاں نسبت دنیا کی بجائے خدا کی طرف زیادہ ہو یا خدا کے زیادہ قریب ہو، اس لئے اس کی تشریح بھی اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے فرما دی۔لہٰذا دعویٰ تو مولوی صاحب کا ہے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اور آیت پڑھی ہے امت کے شہداء کے بارے میں، کمال تو یہ ہے کہ اب دلالۃ النص کے طور پر کہتے ہیں کہ جب شہید کا یہ درجہ ہے تو نبی پاک ﷺ کا یہ درجہ کیوں نہ ہوا۔او، اللہ کے بندے اس بات کا انکار تو نہیں کیا جا سکتا مگر بات صحیح ہونی چاہئے، یہ بات درست نہیں کہ حضرت محمد ﷺ اور باقی انبیاء کرام اپنی انہیں قبروں میں زندہ ہیں۔ عند ربهم اپنے رب کے پاس، اس کا ترجمہ فی قبورهم اگر کسی ایک مفسر نے بھی کیا ہو تو دکھاؤ، اگر رسول اللہ ﷺ نے ترجمہ کیا ہے تو دکھاؤ، صحابہ کرام نے کیا ہے تو دکھاؤ، کسی محدث نے کیا ہے تو دکھاؤ، آئمہ اربعہ میں سے کسی نے کیا ہو تو دکھاؤ کہ انہوں نے کہا ہو کہ عند ربهم کا ترجمہ احیاء فی قبورهم تم دکھاؤ ہم ہار گئے تم جیت گئے۔(جزاکم اللہ کی آوازیں)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

میرے دوستو بات یہاں پہنچی کہ مولوی احمد سعید نے یہ تسلیم کرلیا کہ اس آیت کی تفسیر میں اور اقوال بھی ہیں، مولانا میں امام بیہقیؒ سے نقل کررہا ہوں فرماتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ و فی صحیح مسلم کان قتادہ یفسرھا أن النبی ﷺ قد لقی موسیٰ۔

اس کی تفسیر اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سے حضرت قتادہؒ تابعی سے بیان کردی ہے۔ جو علامہ صاحب نے کہا ہے کہ فلاں قول مراد ہے، فلاں قول بھی ہوسکتا ہے، میں کہتا ہوں جتنے قول بھی ہوں لیکن لیا وہی جائے گا جو حدیث سے ثابت ہوجائے۔

علامہ احمد سعید صاحب۔

مفسرین نے یہ بھی کہا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

ایسے نہیں حدیث سے، تابعی سے، جس طرح میں نے ثابت کیا ہے، حضرت قتادہؒ نے بتلا دیا ہے کہ اگر حدیث کو سامنے رکھا جائے تو آیت کی پھر یہ تفسیر ثابت ہوتی ہے، دیکھو جو تفسیر نبی پاک ﷺ کی حدیث سے ثابت ہورہی ہے اس کو چھوڑنے کے لئے اب خواہ مخواہ احتمالات بیان کرنا شروع کردئے ہیں۔ تم اپنے احتمالات پر اب کوئی حدیث بیان کرو۔

دوسری آیت کا جواب دیتے ہوئے مولانا نے کہا دلالۃ النص ماننے کے قابل تو ہے لیکن اس آیت میں عند ربھم آتا ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے دنیا پر نہیں، بلکہ رب کے پاس، مولوی

صاحب نے عند ربھم کا یہی معنی کیا ہے ناں؟ (جواب ملا جی ہاں) میں کہتا ہوں علامہ صاحب ان الدین عنداللہ الاسلام کا اگر آپ سے کوئی معنی پوچھے، کیونکہ یہاں بھی عند کا لفظ آگیا ہے ان الدین عنداللہ تو تم جواب دوگے کہ اسلام میرے پاس تو ہے نہیں بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے

(لوگوں کے قہقہے ہی قہقہے، علامہ کے چیلوں نے شور کردیا، خاموشی ہوئی تو فرمایا)

حنفی مفسر علامہ محمود آلوسیؒ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ یہاں عند اسی طرح ہے جیسے اب اس زمانہ میں مفتی فتویٰ دیتے ہوئے لکھتا ہے ھذا ما عند ابی حنیفۃ۔

پھر علامہ صاحب نے اس آیت کا اس سے آگے والا لفظ نہیں پڑھا، وہ ہے عند ربھم یرزقون، بخاری شریف میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کئی کئی دن لگاتار روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے مجھے میرا رب رزق دیتا ہے، روحانی رزق کامل جانا اس وقت موت کی دلیل نہیں تھا اب موت کی دلیل کیسے بن گیا۔ بخاری شریف میں صاف موجود ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی ارادہ کیا کہ ہم بھی بغیر سحری کے روزہ رکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم ایسا نہ کرنا، میرا رب مجھے رزق دیتا ہے۔ یہ روحانی رزق کبھی کبھی دنیا میں بھی مل جاتا ہے، اگر اس وقت اس سے موت ثابت نہیں ہوئی تو اب علامہ صاحب نے موت کیسے ثابت کردی۔ دیکھو میں اپنی پیش کردہ آیات کی تفسیر حدیث سے ثابت کررہا ہوں، لیکن علامہ صاحب ابھی تک ایک بھی آیت نہیں پیش کرسکے۔ اس لئے میں شروع میں کہتا تھا کہ ہم باری باری ایک ایک آیت پیش کریں تاکہ سارے الفاظ واضح ہوجائیں، اب احیاء کا لفظ آگیا، ایسے وہ بھی اموات کا لفظ دکھائیں، علامہ صاحب کہتے تھے میں نے قبر کے اندر کا لفظ نہیں دکھانا بلکہ باہر کا دکھانا ہے، لیکن ان کو تو ایک بھی نہیں آرہا۔

میں نے تیسری آیت

یا أیھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی. الآیہ.

پیش کی تھی کہ روضہ پاک پر اونچا بولنے سے بھی اعمال ضائع ہوتے ہیں، دونوں حالتوں میں حکم برابر ہے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی یہی فرما رہے ہیں، حضرت عمرؓ بھی، حضرت علیؓ بھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی۔ اس آیت کا علامہ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیوں نہیں دیا؟ اس لئے کہ ان کو آتا ہی نہیں۔ اب میں علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اب وہ تین آیتیں پڑھیں۔ (جزاکم اللہ ماشاء اللہ کی آوازیں)

علامہ احمد سعید صاحب۔

جو آیات تلاوت ہو رہی ہیں جو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کا مسلک اس سے ثابت ہو رہا ہے؟ ان آیات کو تم خود بھی تسلیم کر چکے ہو کہ رسول پاک ﷺ کی تفسیر کے مطابق اس کا یہ معنی نہیں بنتا، اور نہ ہی رسول پاک ﷺ سے ثابت ہے۔

دعویٰ یہ لکھا ہوا ہے کہ رسول پاک ﷺ اپنے اسی جسم کے ساتھ اپنی اسی قبر میں زندہ ہیں اور ثابت کر رہے ہیں احیاء عند ربھم، اپنے رب کے پاس۔ مولوی صاحب نے چونکہ عند کا صرف ایک ہی معنی یاد کیا ہوا ہے حالانکہ اس کے کئی معنی ہیں، یہ صرف قرب مکانی ہو تو یہ سمجھتے ہیں عند رتبے والا، یا عند مکانیہ والا۔ یہ انہوں نے نہیں دیکھا انہوں نے صرف ایک ہی مطلب دیکھا ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ آیت مولوی صاحب نے پڑھی ہے احیاء عند ربھم، عند ربھم کا مطلب فی قبرھم فی قبورھم دکھانا مولوی صاحب کا فریضہ ہے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اس قبر میں زندگی کا ہے، عند ربھم کی زندگی کا دعویٰ نہیں ہے، دعویٰ ہے فی قبرہ دلیل ہے عند ربھم زمین و آسمان کا معنی فی قبرہ ہے یا صحابہ سے ثابت کر دیں کہ عند ربھم کا معنی فی قبرہ ہے۔ یا کسی ایک مفسر سے ثابت کر دیں کہ عند ربھم کا معنی فی قبرہ ہے تو تم جیت گئے ہم ہار گئے۔ لیکن اگر عند ربھم کا معنی فی قبرہ نہ کوئی مفسر کرے اور نہ کوئی محدث کرے تو پھر اس آیت کو غیر محمل پہ محمول کرنا اصول کے خلاف ہے، ادھار آپ کے ذمے باقی ہے،

اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے نص قطعی پیش کرو جس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو، کسی ایک دو آدمیوں کا معنی نہ ہو، بلکہ پوری امت کا اجماع ہو کہ اس آیت کا یہی معنی ہے، عند ربھم کا معنی اگر پوری امت میں سے کسی نے فی قبرہ کیا ہے تو اس کو پیش کرنا چاہئے تاکہ پتہ چلے کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کی لئے کوشش تو کی ہے۔

(مولانا احمد سعید صاحب صاف شفاف دلائل سے اعراض کرتے ہوئے اور ان کے جواب سے عاجز آکر صرف چند منٹ خطیبانہ تقریر کر دی ہے ورنہ اس تقریر کی دلائل کے مقابلہ میں پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں ہے۔ مرتب)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

میرے دوستو، مولوی احمد سعید نے پھر وہی بات کہی کہ عند کا معنی رب کے پاس ہے، مولوی امین کو صرف ایک ہی معنی آتا ہے کوئی دوسرا معنی نہیں آتا۔ اگر مجھے نہیں آتا تو ان کو بتلا دینا چاہئے تھا، اگر یہ معنی جو میں نے کیا ہے دنیا پر فٹ آ ہی نہیں سکتا تو حضرت مریم کے پاس جب پھل آتے، حضرت زکریا ؑ نے پوچھا انیٰ لک ھذا تو انہوں نے فرمایا ھو من عند اللہ حضرت مریم علیہا السلام یہ بات آسمان پر بیٹھی ہی فرما رہی تھیں؟ (نہیں نہیں بلکہ دنیا میں، لوگوں نے کہا) اگر ان کے کئی معنی آتے ہیں تو اب ہم معنی متعین کر والیں، پہلے علامہ صاحب نے کہا اگر کوئی ایک مفسر اس کا معنی یہی کر دے تو میں ہار گیا تم جیت گئے، پھر یاد آیا کہ یہ تو کئی مفسرین سے مل جائے گا، پھر آخر میں اجماع کی شرط لگا دی، آپ کے کہنے پر کہ ایک مفسر سے دکھا دو تو میں ہار گیا۔

احمد سعید ہار گیا۔

انہوں نے کہا صرف ایک مفسر سے دکھا دو میں ہار گیا، لو علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے

ہیں۔

حیا ۃ الاء نبیاء والشہداء فی القبر، ویشهد علیه

صلٰوۃ موسیٰ. الخ.

(جزاکم اللہ کی آوازیں، اس عبارت کے بعد احمد سعید اوراس کے حواریوں
نے چندمنٹ کے لئے شور کردیا)

علامہ صاحب غور کرو، حنفی مفسر علامہ محمود آلوسیؒ نے اس کا معنی کیا ہے، اس سے قبل وہ کہتے ہیں کہ حیات جسم میں ہے، اب بتلائیں کہ جسم قبر میں رکھا ہے یا کہیں اور ہے، **الحمدللہ** میں نے آپ کا مطالبہ پورا کردیا، اب تو آپ کو منہ مانگی موت مل گئی ہے اور کیا چاہتے ہو، باقی انہوں نے نہ آیتیں پیش کی ہیں اور نہ کرنی ہیں۔

(اس موقع پر لوگوں نے احمد سعید سے کہا کہ اب مان جاؤ تو اس نے شور کردیا
اس پر مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ نے علامہ رومی کا شعر پڑھا، کہ)

حق بات سن کر مان لینا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی قسمت میں نہیں رکھا، اگر سب لوگ سچ اور حق مان لیتے تو فساد نہ ہوتا۔

باقی عند ظرف ہے یرزقون کا میں نے بخاری شریف کی حدیث ملا کر بتلا دیا تھا۔ اس کا اس کے علاوہ اور کوئی معنی آتا۔

(اس موقع پر احمد سعید نے شور کرنا شروع کردیا اور کہنے لگا اگر اس کا معنی
حدیث سے دکھادیں تو میں ناک کٹوادوں گا۔ مولوی صاحب **عند ربهم** کا **فی
قبورهم** رسول پاک سے دکھائیں یا صحابہ سے دکھائیں، یا اجماع امت سے دکھادو تو
پھر دعا مانگو۔

(یعنی مناظرہ ختم ہم ہار گئے اور وہ جیت گئے)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

(احمد سعید کی اس بات کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے فوراً آیت پڑھی)

**ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء
عند ربهم یرزقون.**

**واذا ثبت ذالک فی الشهید ثبت فی حق
النبی ﷺ بوجوہ.**

اس کے بعد وہ وجوہ ذکر کرتے ہیں **الأنبیاء احیاء فی قبورهم.**

(اس پر لوگ خوشی سے قہقہے لگانے لگے جس کی وجہ سے احمد سعید پر موت
طاری ہوگئی)

اللہ کے نبی ﷺ نے بتلادیا کہ یہ حیات قبر میں ہے، میں نے اس آیت سے ثابت کردیا

(اس پر احمد سعید نے **لاحول ولا قوۃ** پڑھا، مولانا امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ نے فوراً موقع پا کر فرمایا) نبی ﷺ کی بات سن کر **لا حول** پڑھنا یہ مشرکین کا کام ہے۔

.......اور احمد سعید کی ناک کٹ گئی۔

باقی جو مولوی احمد سعید نے کہا میں ناک کٹوادوں گا اب ناک واپس لے جانے کے قابل رہا ہی نہیں، اگر کٹوانا ہے تو ہمارے سر لگا کر ضرور کٹوانی ہے۔

(اس پر لوگ خوب ہنسے اور مولوی احمد سعید غصے ہونے لگا اس پر ایک آدمی
نے کہا کہ مناظرہ چڑنا نہیں (یعنی رونا نہیں)

احمد مولوی احمد سعید۔

آیت نمبر ایک۔

**اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی
منامها فیمسک التی قضٰی علیها الموت ویرسل الا خریٰ**

الیٰ اجل مسمیً ان فی ذالک لآیٰت لقوم یتفکرون.

آیت نمبر۲۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ﴿﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿﴾. ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون.

آیت نمبر۳۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ﴿﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿﴾. لایستجیبون لهم بشیءٍ الا کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه وما هو ببالغه ﴿﴾ وما دعاء الکفرین الا فی ضلال.

مسلمان بھائیو، اللہ رب العزت نے ان آیات میں اوراس قسم کی کثیر آیات میں ضابطے اور قانون بیان کئے ہیں، اوراپنے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ تسلیماً تسلیماً کثیراً کثیراً، اس ذات مقدسہ کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا، اوران لوگوں کے لئے ان کے خلاف جنھوں نے اپنے مالک حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجاپاٹ شروع کردی۔ مثلاً انبیاء علیھم السلام، اولیاء، نیک لوگوں کو اپنی حاجات میں مافوق الاسباب پکارا، بہرحال اللہ رب العزت نے اپنی وحدانیت کے دلائل کو برقرار رکھتے ہوئے آیات مقدسہ کے اندر مختلف انداز سے مختلف قانون بیان کئے،

اللہ یتوفی الأنفس حین موتھا

اللہ رب العزت ہی فوت کرتا ہے ان شخصوں کو جن کی موت کا وقت آجائے، اوران کو بھی جو نیند کی حالت میں ہوں، آگے اللہ نے موت اور نیند کی تَوَفّی میں فرق کیا، کہ موت کی تَوَفّی کیسے ہوتی ہے اور نیند کی تَوَفّی کیسے ہوتی ہے، ویسے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں موت میں بھی فوت

کرلیتا ہوں، اور نیند میں بھی فوت کرلیتا ہوں، آگے دونوں تَوَفّیوں میں فرق بیان کیا ہے۔

فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت.

جس پر موت کا فیصلہ کرلوں اس کو ہمیشہ کے لئے روک لیا جاتا ہے، جس پر موت کا فیصلہ کرلوں اس کی روح کو ہمیشہ کے لئے روک لیا جاتا ہے۔

ویرسل الأخریٰ الیٰ اجل مسمی.

جس پر موت کا فیصلہ نہیں اس کو صرف نیند میں فوت کیا ہے یہ نیند والی تَوَفّی ہے، اسکی روح کو اللہ پاک چھوڑ دیتا ہے اس کے موت کے وقت تک، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مرنے والا کوئی ہو چھوٹا یا بڑا، یہ آیت بھی اللہ پاک کی وحدانیت اور غالبیت قدرت کے دلائل میں سے ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

ان فی ذالک لآیٰت لقوم یتفکرون.

اسی غلبہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کی موت کا فیصلہ ہوجائے اس کی روح کو اس کے جسم سے علیحدہ کرلیا جاتا ہے۔ روک لیا جاتا ہے، تعلق ختم کردیا جاتا ہے، البتہ نیند کی حالت میں اس کا کرنٹ اور ارسال باقی رہتا ہے، یہ آیت بتلارہی ہے کہ مرنے والا چھوٹا ہو یا بڑا، مدفون ہو چکا ہو یا نہیں، اعلیٰ شان والا ہو یا کم شان والا، بہرحال کوئی بھی ہو، اس کی روح واپس نہیں آسکتی، کیونکہ آگے فرمایا۔

فلیمسک التی قضیٰ علیھا الموت.

جس کی موت کا فیصلہ کردیا جائے اس کی روح بند ہوتی ہے، اور جس کی موت کا فیصلہ نہ ہو اس کی روح کو بند نہیں کیا جاتا، چنانچہ جب روح واپس نہیں آتا وہ جسم سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ

اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ پاک کو چھوڑ کر ایسے کو پکارتا ہے۔

لا یستجیب له الیٰ یوم القیامة

قیامت تک بھی اس کو پکارتا رہے وہ جواب نہیں دے سکتا، کیوں؟ اموات غیر احیاء، کیوں؟

انما یستجیب الذین یسمعون والموتیٰ یبعثهم الله

جواب اس لئے نہیں دے سکتا یا تو وہ دور ہے جس کو پکارا گیا، یا اسباب نہیں ہے اس کے وہ مر چکا ہے اس کی روح اور جسم کا کرنٹ اور تعلق ختم ہو چکا ہے، اس میں سننے کی طاقت نہیں اور آنے والوں کا علم اور قدرت کے اسباب نہیں، جن اسباب کے ساتھ اس کو علم ہو سکے۔ اس لئے وما دعا الکفرین الا فی ضلل خدا پاک کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ سن رہا ہے یا جانتا ہے یہ غلط بات ہے، کیوں؟ اگر وہ مر چکا ہے تو۔

فیمسک التی قضیٰ علیها الموت.

اس کی روح کا تعلق اس کے جسم کے ساتھ ختم کر دیا گیا، اللہ پاک فرماتے ہیں جو پھر ان کو اس نیت سے پکارتے ہیں کہ وہ سنتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے،

الا کباسط کفیه الی الماء.

جیسے پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر بندہ کہے آ پانی میری پیاس ختم کر۔ بہر حال اس کی پیاس ختم نہیں ہو سکتی، اللہ پاک فرماتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ مٹی میں مارنا ہے اس کا فائدہ کوئی نہیں۔

تبصرہ

اس کے بعد شور مچ گیا اور مماتیوں نے شور مچا دیا مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی بار بار کہتے رہے کہ مجھے وقت دو تا کہ میں دھوکہ کا پردہ چاک کر دوں لیکن شور ختم نہ ہوا، موقع نہ دیا گیا، انہوں نے سمجھا کہ شاید شور کے زور پر ہم مناظرہ جیت جائیں گے۔ لیکن مناظرہ سننے والا ہر بندہ بخوبی سمجھ گیا کہ مولانا احمد سعید کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور رسوائی ذلت کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا، اور یہ شور اصل میں خود مولوی احمد سعید کے کہنے پر کیا گیا کیونکہ جب مناظرہ اختتام کے قریب پہنچا اور مولوی احمد سعید کو اپنی شکست واضح نظر آنے لگی تو درمیان میں نماز کا وقت ہو گیا، نماز ادا کی گئی وقفہ نماز میں مولوی احمد سعید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شرائط طے نہیں کی گئیں پہلے وہ طے کرنی ہیں پھر بات چلے گی، جب حضرت اوکاڑوی سے یہ کہا گیا تو حضرتؒ نے فرمایا آپ حضرات نے نماز پڑھی ہے، نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے طہارت تو آپ نے وہ نماز شروع کرنے سے قبل پوری کی تھی یا درمیان نماز میں نماز توڑ کر چل پڑے تھے کہ نماز کی شرط پوری کرنے ہے؟ لوگوں نے کہا نماز سے پہلے پوری کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ ہر چیز کی شرائط پہلے پوری کی جاتی ہیں اور احمد سعید کو اب شرائط یاد آ رہی ہیں جبکہ مناظرہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ جب مولوی احمد سعید نے یہ دیکھا کہ یہ دال بھی نہ گلی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں قرآن پاک کی تین آیتیں پڑھوں گا تم ٹیپیں بند کر دینا اور شور کر دینا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اس نے یہ آیات پڑھیں اس کے ساتھیوں نے ٹیپیں بند کی دیں اور احمد سعید نے میدان مناظرہ مماتیت کی مردہ لاش کو بے گور و کفن چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی، آج تک وہ لاش پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کہاں ہیں وہ عنایت اللہ شاہ گجراتی، عبدالغنی جاجروی، طاہر پنج پیری کے شاگرد وہ آئیں اور

آ کر مجھے کفنائیں دفنائیں۔ آج تک قرآن وحدیث کا جھوٹا نام لینے والوں کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس مردہ لاش کی آہ و پکار بھی سنتے اور اس کی مدد کو پہنچتے۔ غرض یہ کہ یہ مناظرہ مماتیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی کو اللہ نے باطل کے مقابلے میں فتح دی کہ جو تا قیامت اہل حق کی بلندی کا نشان بنی رہے گی، اور قافلہ اہل حق کی خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنی رہے گی۔ جب بھی کوئی مورخ اس مناظرے کی روئیداد لکھنے کے لئے تاریخ کے دریچوں میں جھانکے گا تو وہ اس فتح کی خوشبو کو محسوس کرے گا اور اس فتح کو سفینہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے پر مجبور ہوگا۔

فللہ الحمد علی ذالک.